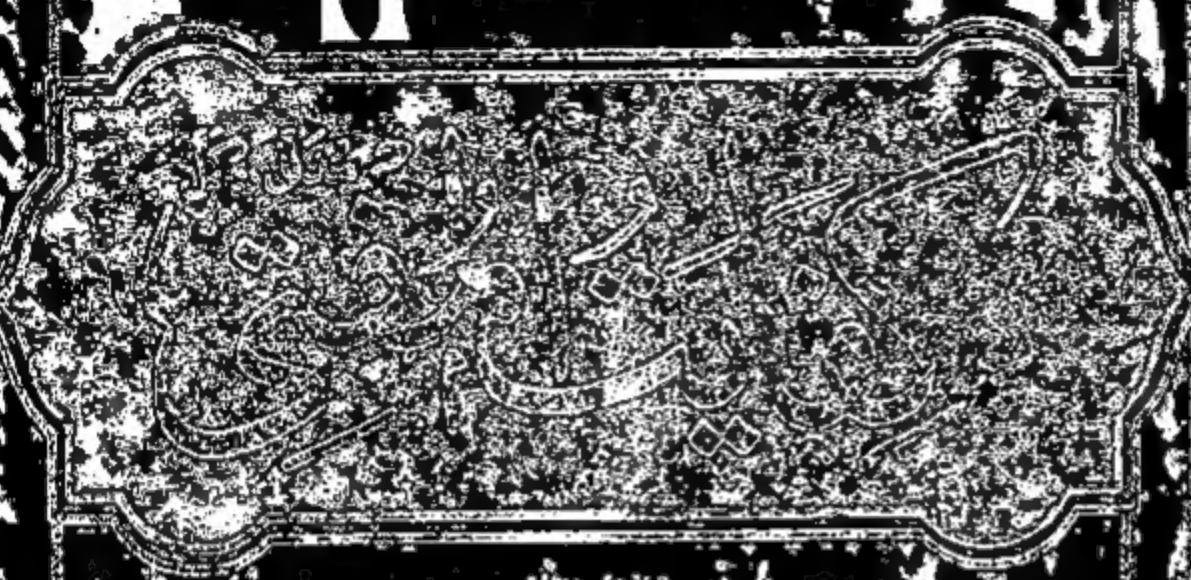


بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل في كتابه
الغياض والنبات والحيوان والجمادات
مناجاة لكل شيء إلى ربه



مع غرائب

من غرائب
الحيوان والجمادات
والنبات والجمادات

بسم الله الرحمن الرحيم

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیرِ نگرانی
دلائل کی تحریر و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایۃ المفقی

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد اول

کتابُ لایمان و الکفر
کتابُ العقائد

دارالافتاء
اردو بازار کراچی

فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

با اہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء تشکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

..... ملنے کے پتے ❁

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰- انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸- اردو بازار لاہور

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نا بھڑ روڈ لاہور
نکشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اوراد پٹنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

عرض ناشر

مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ہندوستان کا کوئی دارالافتاء آپ کے فتاویٰ جو ۹ جلد میں ”کفایت المفتی“ کے نام سے طبع ہوئے ہیں بے مستغنی نہیں۔ آپ کے فتاویٰ دینی و علمی حلقوں میں سند کا درجہ رکھتے۔ اب تک یہ مشہور فتاویٰ قدیم لیتھو کے انداز سے طبع ہو رہے تھے اور اس میں حواشی درج نہ ہونے کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھانا مفتیان کرام و علماء کے لیے ایک مسئلہ بنا ہوا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس سے استفادہ کم سے کم ہوتا چلا جا رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے ذمہ داران کو جنہوں نے اس علمی ضرورت کو پورا کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے دارالافتاء کے ذریعہ اس ”کفایت المفتی“ ۹ جلد کی مکمل تخریج کر کے ہر فتویٰ پر دلائل اور حوالے درج کر دیئے اور ہر مسئلہ پر عنوان قائم کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دارالاشاعت کراچی سے دینی موضوعات پر متعدد تحقیقی کتب شائع ہوئی ہیں جن میں فقہی کتب کا بھی مآشاء اللہ قابل قدر ذخیرہ ہے۔ اتفاق سے احقر اس کتاب کی کمپوزنگ شروع کرانے سے قبل مختلف علماء سے مشورہ کر رہا تھا کہ اس میں افادیت کے نقطہ نظر سے کیا کیا کام کرایا جائے کہ ایک روز ”مولانا زبیر اشرف بن حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم“ نے دوران مشورہ بتلایا کہ جو کام آپ شروع کرنے کا خیال کر رہے ہیں وہ تو دارالافتاء جامعہ فاروقیہ میں ہوا ہے آپ تحقیق کر لیں کہیں محنت ڈبل نہ ہو جائے۔

تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ کام ہو چکا ہے۔ احقر نے جامعہ کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ کر کے مختلف تجاویز پیش کیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ان حضرات کو ان سے مشورہ کے بعد ”رئیس الجامعہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم“ کی اجازت سے یہ معاہدہ تحریری طے پا گیا اور اس طرح کفایت المفتی مکمل کونئے کام کے ساتھ وجود میں لانے کے مجاز پائے۔

اس کام میں تصحیح کے مرحلہ میں نہایت مشکلات پیش آئیں لیکن علماء اور محققین خود مختص تھے ان کی محنت سے یہ کام تمام مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے حضرات مفتیان کرام، علماء و طلباء اس سے استفادہ کے وقت اپنی دعاؤں میں ان تمام حضرات کو یاد رکھیں گے کہ جنہوں نے اس کام میں کسی درجہ بھی حصہ لیا ہے۔

ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے تصحیح، کمپوزنگ، کاغذ طباعت و جلد بندی کا معیار اچھا ہو۔ امید ہے کہ آپ پسند فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

ہمارے ادارے سے شائع شدہ فقہی ذخیرہ

فتاویٰ رحیمیہ، ائمہ کمالہ تیبہ، ید النہیر، مکتبہ دارالعلوم دیوبند	حضرت مفتی محمد شفیع	فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ حصے
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، کمال ۱۲ حصے ۱۰ جلد	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی	بہشتی زیور مدلل مکمل
خواتین کے لیے شرعی احکام	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ	فتاویٰ عالمگیری اردو، ۱۰ جلد مع پیش لفظ
اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	ہمارے عائلی مسائل
علم الفقہ	مولانا مفتی محمد شفیع	اسلام کا نظام اراضی
قانون وراثت	مولانا مفتی محمد شفیع	مسائل معارف القرآن
ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	مولانا مفتی محمد شفیع	انسانی اعضاء کی پیوند کاری
حیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح	مولانا مفتی محمد شفیع	پرافیڈ بینٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کا مسئلہ
کفایت المفتی جدید مدلل مکمل	مولانا مفتی محمد شفیع	بیمہ زندگی
حضور کے سوالات اور صحابہ کے جوابات	مولانا مفتی محمد شفیع	رفیق سفر یعنی سفر کے آداب و احکام
صحابہ کے سوالات اور آنحضرت کے جوابات	مولانا محمد حنیف گنگوہی	معادن الحقائق شرح کنز الرقائق
	مولانا محمد حنیف گنگوہی	الصبح النوری شرح قدوری

عین الہدایہ جدید اردو

جس میں متن ہدایہ ترجمہ و تشریح سلیس زبان میں عنوانات و پیرا گراف کے ساتھ جدید انداز میں، خوبصورت کمپیوٹر کمپوزنگ۔ طلبہ و اساتذہ کے لیے بہترین تشریح زیر طبع

طالب دعا

خلیل اشرف عثمانی

فہرست عنوانات

پہلا باب

دارالاسلام اور دارالحرب

۳۳	دارالحرب میں بینک کی ملازمت
۴	کیا اب ہندوستان دارالحرب ہے؟
۳۴	دارالحرب کے کافروں سے سود لینا
۳۵	دارالحرب میں قائم شدہ کمپنی سے حصہ کرنا
۴	دارالحرب میں جمعہ و عیدین اور سود کا حکم
۳۶	ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام راجع قول کی تحقیق
۴	سفارت سود لینا اور اس کو غرباء میں تقسیم کرنا
۴	دارالحرب سے ہجرت اور مسلمانوں کا آپس میں سودی کاروبار
۳۷	ہندوستان دارالحرب ہے
۴	دارالحرب کی تعریف اور ہندوستان میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں
۳۸	دارالحرب میں سود لینا اور دارالحرب کے شرائط
۴	ہندوستان میں سود لینے کا حکم

دوسرا باب

اسباب نجات

۳۹	نجات کے لئے ایمان شرط ہے
۴۰	غفور اکرم ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان نجات کے لئے شرط ہے
۴۱	کافر جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا
۴۲	کافر ہزانی، سود وغیرہ کے مضموم بچے اور بالغ بھٹون جنتی ہیں

تیسرا باب

موجبات کفر

۴۵	قرآن مجید کا انکار کرنے اور اپنے آپ کو کافر کہنے والا کافر ہے
۴	رسمائیتوں کو سجدہ کرنے والے کے جنازہ کا حکم

صفحہ	عنوان
۴۶	شرعی قانون وراثت کا انکار کفر ہے.....
۴	رسالت و قرآن مجید کے منکر کو جنتی سمجھنے والے کی امامت درست نہیں.....
۴۷	غیر اللہ کی پوجا کرنا کفر ہے.....
۴	اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کفر ہے.....
۴	امت کو توڑنا ایمان کی علامت ہے.....
۴۸	پیر کو خدا کہنے والے کو مؤذن بنانا اور اس سے میت کو غسل دلوانا.....
۴	”ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے“ یہ الفاظ کہنے والے کا حکم.....
۴۹	”ہم شریعت کے پابند نہیں رہیں“ یہ الفاظ کہنا.....
۵۰	”یا اللہ تو نے برا ظلم کیا“ کہنا.....
۵	”خدا کی ایسی تمیسی“ کلمہ کفر ہے.....
۵۱	شرعی فتویٰ کے ”منکر کا حکم“.....
۵۲	رسالت کا منکر ہمیشہ جہنم ہی رہے گا.....
۵۳	کیا مندرجہ ذیل جملوں کا اعتراف کرنے والا مسلمان ہے؟.....
۵۴	چند مسائل کی تحقیق.....
۵۵	”مومن کافر سے بہتر ہے“ کہنے کا حکم.....
۵	نبی ﷺ کی توہین کرنے والا کفر ہے.....
۵	”میں نہیں مانوں گا چاہے رسول اللہ ﷺ مجھے کہیں“.....
۵۶	عالم دین کی توہین کرنا.....
	چوتھا باب
	مسئلہ ارتداد
۵۷	مرتد دین اسلام میں واپس آسکتا ہے.....
۵	مرتد کے اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ.....
۵	کیا مازمت حاصل کرنے کے لئے اپنے کو ہندو ظاہر کرنے والے کو مسلمان ماننا چاہئے؟.....
۵	کسی پر دین تبدیل کرنے کا بہتان لگانا.....
۵۸	کنواں بناتے ہیں ہندو کی مدد کرنے والے کو منع کرنا.....
۶۰	نبی علیہ السلام کو معاذ اللہ برا بھلا کہنے، شریعت کی توہین کرنے اور اپنے آپ کو سکھ کہلوانے کا حکم.....

صفحہ	عنوان
۶۰	بغیر عذر کے گواہی کو منوخر کرنا.....
۶۱	مرتد کے قبول اسلام کے بعد اس سے تعلقات ختم کرنا درست نہیں.....
۶۲	نیند کی حالت میں الفاظ کفر یہ کہنا اور جاگنے کی حالت میں درود شریف میں لفظ محمد ﷺ کے بجائے لفظ زید کہنا.....
۶۹	اسلام قبول کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں.....
۷۰	کسی دنیاوی غرض کے لئے کلمہ کفر کہنا.....
	پانچواں باب
	اہل کتاب
۷۱	کیا موجودہ زمانے کے یہودی و نصاریٰ اہل کتاب ہیں.....
۷۲	یہودی و نصاریٰ کا ذبیحہ اور ان سے کالج کا حکم.....
۷۳	یہودی و نصاریٰ کے ذلیل اور لعنتی ہونے کا مطلب.....
۷۴	قرآن کریم کی ایک آیت کا مطلب.....
۷۵	کیا موجودہ عیسائی و یہودی اہل کتاب ہیں؟.....
۷۶	موجودہ انجیل اور تورہ پر اعتراض کا حکم.....
	چھٹا باب
	متفرق مسائل
۷۷	جنگلی لوگوں کو مسلمان کرنا.....
۷۸	کتاب ”ستھیارتھ پرکاش“ کو ممنوع قرار دینے کے لئے کوشش کرنا باعث ثواب ہے.....
۷۹	مسلمان ہونے کے بعد ہندوؤں سے تعلقات رکھنا.....
۸۰	باپ کے خوف سے زبان سے اقرار نہ کرنا.....
۸۱	سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا.....
	کتاب العقائد
	پہلا باب: اللہ تعالیٰ
۸۲	اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا.....
۸۳	حدیث ”اتحرک ذرۃ الیاذن اللہ“ پر اعتراض کا جواب.....
۸۴	کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے؟.....

صفحہ	عنوان
۷۷	خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت ہے.....
۷۸	خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے کو بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بدتر کہنے کا مطلب.....
۷۸	اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب نہ سمجھنے والے کا ایمان کا حکم.....
۷۸	اللہ تعالیٰ کی طرف بھول کی نسبت کرنا.....
۷۸	اللہ تعالیٰ کی صفت خلق (پیدا کرنے کی طاقت) ہمیشہ سے ہے.....
۷۸	اللہ تعالیٰ قدرت کے باوجود بعض کام نہیں کرتے.....
۷۸	کیا اللہ تعالیٰ مسجود ہونے میں مخلوق کا محتاج ہے؟.....
۷۹	لفظ ”اللہ“ اسم ذات ہے.....
۷۹	مذکورہ اعتقادات کا حکم.....
	دوسرے باب
	انبیاء علیہم السلام
۸۰	کیا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟.....
۸۰	نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بشر ہیں.....
۸۱	آدم علیہ السلام کی طرف گناہ کی نسبت کرنا غلط ہے.....
۸۲	اس عالم کی امامت جو پادری سے میل جول رکھے اور نبی علیہ السلام و صحابہ کی توہین پر خاموش رہے.....
۸۳	ہندو کا نبی علیہ السلام کی توہین کے بعد معافی طلب کرنا.....
۸۵	حضور ﷺ کی پیدائش عام انسانوں کی طرح ہوئی.....
۸۵	کیا حضور ﷺ کی تمام دعائیں قبول ہوئی تھیں؟.....
۸۵	کیا حضور ﷺ نے دنیاوی کاموں میں امت کو اختیار دیا ہے؟.....
۸۵	حضور ﷺ کی وفات طبعی ہوئی.....
۸۶	نبی علیہ السلام کے سایہ کی تحقیق.....
۸۸	میت نبی علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر آنے کو نہ ماننے والے گمراہ ہیں.....
۸۸	حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے.....
۸۸	کیا حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں؟.....
۸۸	زیارتہ القبور اور ایصالِ ثواب مستحب ہے.....
۸۸	اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں.....

صفحہ	عنوان
۸۹	مسیحی علیہ السلام کی توہین کفر ہے.....
۹۰	کرشن جی کا نبی اور وید نامی کتاب کا آسمانی کتاب ہونا بے دلیل ہے.....
۹۰	نبی پر شیطان قابو نہیں پاسکتا.....
۹۰	غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے.....
۹۰	نبی علیہ السلام کا پیشاب و پاخانہ پاک تھا.....
۹۰	کیا حضور ﷺ کے سر میں جوئیں پہنتی تھیں.....
۹۱	کیا نبی علیہ السلام کا نور اللہ کے نور سے نکلا ہے؟.....
۹۱	مذکورہ اشعار کا حکم.....
۹۲	نامناسب اشعار کے لئے قرآن کریم سے دلیل دینے والا جاہل ہے کافر نہیں.....
۹۳	نبی علیہ السلام کو "پیارے نبی" کہنا بے ادبی نہیں ہے.....
۹۳	گازی کا نام معاذ اللہ "نبی ﷺ" رکھنا.....
۹۳	نبی علیہ السلام کو بشر سمجھنا عین اسلامی تعلیم ہے.....
۹۳	حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے.....
۹۳	کیا حضور ﷺ اپنی رائے سے شریعت میں کمی بیشی کر سکتے تھے؟.....
۹۳	غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کو برا بھلا کہنے والے غیر مسلم کو معاف کرنا.....
۹۳	غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کے گستاخ کو معاف کرنا.....
۹۳	غیر اسلامی حکومت میں حضور کو برا بھلا کہنے والے کے قاتل کو اگر قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے.....
۹۵	مندرجہ ذیل عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف ہے.....
۹۶	لفظ "محمد" پر پاؤں رکھنا بے ادبی ہے.....
۹۶	درویش شریف میں کس فضیلت کی وجہ سے حضور ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ
۹۶	تشبیہ دی جاتی ہے؟.....
۹۶	کیا درود شریف میں حضور علیہ السلام کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ
۹۶	سلسلہ نبوت جاری رہنے میں ہے؟.....
۹۶	"اگر حضور ﷺ پوری امت کے حالات نہیں دیکھ رہے تو ہم ایسے اندھے نبی سے
۹۷	پناہ مانگتے ہیں" کلمہ توہین ہے.....
۹۷	"حضور ﷺ اچھے برے ہر عمل کو دیکھتے ہیں۔" اس عقیدہ کا حکم ہے.....

صفحہ	عنوان
۹۷	حضور ﷺ سے حاضر حاضر ہو نیوں صل میں سے ثابت کرنا
۹۸	حضور ﷺ کو عالم الغیب کہنا امت سے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہے
"	حضور ﷺ کے غائب غیب و سب سے بد میں امام عظیم رحمۃ اللہ کا قول
"	یا حدیث قرآن کی طرف ہے
"	یا حضور ﷺ کا یہ فعل مذہب ہے
"	مذہب مانا کس کا حق ہے
۹۹	حضور ﷺ کی روح کو جبکہ حاضر حاضر نہیں ہوا ہست و جد بحث سے خارج ہے
"	کریم بن کوئی اور بیت نامی کتاب کو نہائی کتاب کہنا بے ثبوت ہے
۱۰۰	حضور ﷺ کو نہ تھا ان کے نور کا ٹکڑا اور حاضر حاضر کرنے والا کا حکم
۱۰۱	حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے بیکار ثابت کر دیا ہے "منہ و لے کا حکم
"	"ہم جس کا ہا میں گئے اس کا گائیں گے "منہ و لے کا حکم
"	کیا حضور ﷺ نبی مقرر تھے
"	یا اللہ جھوٹ ہونے پر قادر ہے
"	کہا حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں
۱۰۲	حضور ﷺ کو نہ سنانوں کی صورت نہ سمجھنا
۱۰۳	میراج کا ہونے بہت دور میر پر دے ہونا ثابت ہے یہ نہیں
۱۰۵	آیت "ما کان منشی الا یہ" کائنات نزول
"	کیا حضور ﷺ کے تمام آقا و اجداد مسلمان تھے
۱۰۶	بن علیہ السلام ملک موت، نفوس پاک و رقیطن ہر جگہ موجود نہیں ہیں
"	کہا حضور ﷺ کو مثل چیز کی کائنات درست ہے
۱۰۷	حضور ﷺ کو مثل چیز کی کائنات کہنا آہین نہیں ہے
"	کہ لفظ چہرہ کی تو ہمینی خط ہے نوں سے تو بہ رنے کا طریقہ
"	حضور ﷺ کو مثل چہرہ کی کائنات کہنا امت کا حکم
"	حضور ﷺ کو مثل چہرہ کی کائنات کہنا امت کا حکم کیا ہے
۱۰۸	یہ ہندوستان میں آئے ہاں ہندوؤں سے تمام پیشوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے
۱۰۹	کیا خواب میں شیطان نبی علیہ السلام کے ساتھ سرے انبیاء کی صورت میں آسکتا ہے

صفحہ	عنوان
۱۰۹	کسی ولی کے بارے میں یہ کہنا کہ ”پیغمبر اس پر رشک کرتے ہیں“ درست نہیں
۱۱۰	واقعہ معراج کی طرف منسوب غلط قصیدہ پڑھنا گناہ ہے
۱۱۱	”میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا تھا“ کہنے کا حکم
۱۱۱	”جی بزرگ کو“ دونوں جہانوں کا سورج“ کہنے کا حکم
۱۱۱	اولیائے کرام کے تمام الہامات صحیح نہیں ہوتے
۱۱۱	کیا حضور ﷺ کا سایہ تھا؟
۱۱۲	دل سے حضور ﷺ کو نندہ نہ ماننا
۱۱۳	حضور ﷺ کا نام مبارک سن کر گونگٹھے چو مناتا مت نہیں
۱۱۳	حضور ﷺ کے بال مبارک اور اولیائے کرام کی چادر کی زیارت کرنا
۱۱۳	حضور علیہ السلام کو حاضر، غائب، نئے والے کی امامت درست ہے
۱۱۳	معراج میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا حضور علیہ السلام کو نندہ ہادیے والا قصہ من گھڑت ہے
۱۱۳	حضور علیہ السلام کے بول و براز وغیرہ پاک تھے
	تیسرا باب ملائکہ علیہم السلام
۱۱۵	شب برات میں روزی تقسیم کرنے والے فرشتے کا نام اور اس کی کیفیت
۱۱۵	کیا ملائکہ اور مقبول مجرد و ایک ہی چیز ہیں
	چوتھا باب معجزات و کرامات
۱۱۶	نبی علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا حدیث نہیں
۱۱۶	کیا حضور ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا؟
۱۱۶	چاند کو دو ٹکڑے کرنا حضور ﷺ کا معجزہ ہے
۱۱۶	قرآن مجید میں حضرت ﷺ کے مردوں کو زندہ کرنے کی نغی کیوں کی گئی؟ جب کہ آپ کے
۱۱۶	اقتیوں نے مردوں کو زندہ کیا
۱۱۶	کیا کرامت کا منکر کافر ہے؟
۱۱۷	کیا نبی علیہ السلام کے قدم کی وجہ سے پتھر کا نرم ہونا اور سبز ہونا ”نفس آنا معجزہ ہے“
۱۱۷	”عرش کے اوپر ہمارے حبیب الرحمن پکار گیا“ کہنے والے کا حکم

صفحہ	عنوان
۱۱۸	نہت ۱ مضمون کی طرف منسوب مذکورہ درست نہیں
۱۱۹	مسرد جہدیں معجزات نامت ہیں یا نہیں؟
"	کہانی سے وقت معجزہ دھک پر قائم رہتا ہے؟
	پانچواں باب
	قرآن مجید اور دیگر کتب کا سماویہ
۱۲۳	بسم اللہ میں نبی عہدہ سے ماوراء قرآن کریم میں سے افضل کون ہے؟
"	معدہ دہار میں پہلی آسمانی کتابوں پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟
"	پہلی کتابوں کو مسنون نہ مانا جائے یا نہیں؟
۱۲۵	قرآن مجید میں سے یا عبور ہے یا اسرار؟
"	قرآن کریم کے قریب اس سے بہت جگہ پر لکھا ہے "وہی ہے"
"	جس چاروں کے نیچے قرآن ہو اس پر لکھا تخت ہے وہی ہے
"	اس کا کیا معنی ہے؟
"	قرآن کریم کے بعد جگہ پر لکھے والی خیال نہ کرنے والے کا حکم
۱۲۶	قرآن مجید سے پیدا ہوا ورق کو جو اس کا حکم
"	درجوں میں رکھے ہوئے قرآن شریف کی طرف پیٹھ کرنے کا حکم
"	نہداری کے قریب قرآن کریم کو اس سے بڑھ کر نہ دیت
۱۲۷	قرآن مجید سے پیدا ہوا ورق کا حکم
۱۲۸	قرآنی بات دالے اور اق کواری میں استعمل کرنا جائز نہیں
"	جہدہ میں قرآن کریم کی حمایت کو ہم وغیرہ سے مقدمہ رکھا جائے
"	قرآن مجید کا صرف ترجمہ ترجیح کرنا
۱۲۹	قرآن وحدیث کے مقابلے میں مادی کی بات کو ترجیح دینے والے کا حکم
"	قرآن کریم کی تجارت سے حاصل شدہ فخر کا حکم
"	قرآن کریم کو اجزائے صورت میں ترجیح کرنا
"	قرآن کریم کو مختلف رنگوں سے مزین کرنا
۱۳۰	ما بعد سپردہ ہاتھ سے کر جائے یا نہیں
"	سند کی رسم خط میں قرآن ترجیح کرنا

صفحہ	عنوان
۱۳۱	غیر مسلم سے قرآن مجید کی حمد و ثناء
"	قرآن مجید کے وسیعہ اور افاق کا حکم ..
"	قرآن کریم کے علاوہ مزید جو دس پارے بتائے جاتے ہیں ان کو نیا ک چیز کے ساتھ تشبیہ دینا
۱۳۲	قرآن مجید کو حق کہنا
"	قرآنی آیات و احکامات کو ردی میں استعمال کرنا ناجائز ہے
"	قرآن مجید کی عبادت کے دوران کسی تعظیم کے لئے ہڑتوں نہ
۱۳۳	قرآن مجید کو بے وضو چھونا جائز نہیں
"	قرآن مجید کا ترجمہ کرنا جائز ہے
"	قرآن مجید کے ترجمے کو غیر وضو مانھو گانا
"	قرآن مجید کا ترجمہ غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا
"	قرآن مجید کو غیر عربی رسم الخط میں لکھنا
"	کاغذ رکھنی، دلی، بیت کو میر و ساپنا
"	قرآن مجید کی چٹنی، دلی پرانی بدوں کا حکم
"	قرآن شریف کی عبادت پر اجرت ہونا جائز نہیں
"	تاوت پر اجرت لینے والے کی مامت کا حکم
"	مامت کی اجرت لینا جائز ہے
"	قرآنی آیت "لا یسئد الا المظہرون" کا مطلب
۱۳۴	مذہبوں کی خیل کے مضامین تبدیل شدہ ہیں
	چھٹا باب
	خلیفہ، امام، امیر
۱۳۵	حدیث تریف میں مذکور بارہ خلفہ کا مصداق کون ہیں؟
"	حضرت علیؓ کو خلفہ میں افضل اور عسائی کی خدمت کے بارے میں حضور ﷺ —
"	پھر رستا نہیں فرمایا کہنے والی مامت کا حکم
۱۳۶	مام ورون میں فرق
"	بدست "مامائے اہل حدیث و حنف کا متفقہ فیصلہ میں سوس و سب کی تصدیق
"	نستمار غلام عامہ راے رافع ترم "میں درج مقام دوسلے کا حکم

صفحہ	عنوان
۱۳۹	آیت ”واول الامر معکم“ کو ہندوستان کے موجودہ حکمرانوں پر محمول کرنے اور کی امامت ناجائز ہے ...
۱۴۰	حرم کو حلال سمجھنے اور خلاف شرع افعال والے کی بیعت کرنا ناجائز ہے ...
۱۴۱	بیعت و امارت کے معتقد پر طعن کرنا اور ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے کی بیعت کروانا ...
۱۴۲	بارہ خلفاء والی روایت درست ہے ...
۱۴۳	یزید بن معاویہ کو کافر یا ملعون کہنے والے کا حکم ...
۱۴۴	صوبہ میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرا امیر بنانا ناجائز ہے ...
۱۴۵	صوبہ میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے شخص کا امارت کا دعویٰ باطل ہے ...
۱۴۶	صوبے کے امیر کی اجازت کے بغیر اس کے کسی ضلع میں امیر کا انتخاب درست نہیں ...
۱۴۷	میر صوبہ کے عہدہ کردہ لقب کے ساتھ دوسرا لقب اختیار کرنا ...
۱۴۸	مختلف پارٹیوں کو یکجا ہونے اور ایک امیر منتخب کرنے کی تجویز کو عمل جامہ پہنانے کی کوشش کرنا ...
۱۴۹	مختلف پارٹیاں ایک امیر منتخب کریں تو وہ شرعی امیر ہوگا ...
۱۵۰	کن امور میں شرعی امیر کی طاعت ضروری ہے؟ ...
۱۵۱	شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے امیر کو معزوں کرنے کا حکم ...
۱۵۲	عقل اور خواہش یا شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے پر آخرت میں سزا و جزا ...
۱۵۳	اسلام میں سائنسی ایجادات کا استعمال مطلقاً ممنوع نہیں ...
۱۵۴	ساتواں باب
۱۵۵	تقدیر و تدبیر
۱۵۶	وسیلہ اور تقدیر کا انکار کرنے والے کا حکم ...
۱۵۷	انسان اپنے افعال میں خود مختار ہے نہ کہ مجبور محض ...
۱۵۸	آٹھواں باب اختلاف فی مسائل، فصل اول مسئلہ عید میلاد
۱۵۹	یوم ولادت کی صحیح تاریخ اور یوم ولادت منانے کا حکم ...
۱۶۰	عید میلاد النبی ﷺ منانا قرآن وحدیث اور صحابہ کرام و ضوآن اللہ عنہم کی تعلیمات کے خلاف ہے ...
۱۶۱	عید میلاد نبی ﷺ منانا بدعت ہے ...
۱۶۲	عید میلاد نبی ﷺ کے دن جوس جوسہ در عوم میں شیرینی تقسیم کرنا ...
۱۶۳	مجلس میلاد النبی کو سجانے اور معتبر کرنے کا حکم ...
۱۶۴	اگر تاریخ الہی میں وسط و تبلیغ کے لئے مجالس منعقد کرنا خیر و برکت کا باعث ہے؟ ...

صفحہ	عنوان
۱۵۰	مروجہ میلاد کی ابتداء کب ہوئی؟ کیا اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے؟
"	میلاد میں قیام کے ثبوت کے لئے پیش کردہ حدیث سے استدلال درست نہیں
"	آیت "وما اھل بہ لغیر اللہ" میں ذبح کے وقت کا اعتبار ہے یا ذبح سے پہلے کا؟
۱۵۱	واعظ کے ارشاد پر حاضرین کا بلند آواز سے درود پڑھنا.....
"	"درود شریف نبی علیہ اسلام خود سنتے ہیں اور پڑھنے والے کو بھی سنتے ہیں" کہنے کا حکم
"	حضور ﷺ یا غوث پاک کے نام کی نیاد و نیالور نیاد دینے والوں کے لئے اسے کھانے کا حکم
۱۵۲	میلاد شریف کب اور کس نے ایجاد کی؟
۱۵۳	موجودہ دور میں عید میلاد النبی کی حیثیت مذہبی نہیں
	فصل دوم جلسہ سیرت
"	عید میلاد النبی ﷺ منانے کی نیت سے جلسہ کرنا بدعت ہے قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت نہیں
"	"ہم ممدی کے زمانے میں ہم ممدی ایک طرف در سارے علماء ایک طرف ہوں گے" یہ قول غلط ہے
۱۵۴	قرآن و حدیث میں عید میلاد النبی کا ثبوت نہیں ہے
"	صحیحہ و تابعین وغیرہ کے دور میں عید میلاد النبی نہیں منائی گئی
"	کیا حضور ﷺ نے مسلمانوں کو منظم کرنے کا کوئی طریقہ بتلایا ہے؟
"	بجائے نمازیں، نماز عیدین اور حج بلکہ شبہ مسلمانوں کو منظم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں
"	شعائر اسلام سے توجہ ہٹا کر دوسری باتیں اسلام میں پیدا کرنا بدعت ہے اور ایسے
"	مبصر پر روپیہ خرچ کرنا سرفراہ ہے
"	مسلمانوں کو منظم کرنے کا وہی طریقہ معتبر ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہو
۱۵۶	جلسہ سیرت النبی کی صدارت کا فرد مشرک کے حوالے کرنا
	فصل سوم: مسئلہ قیام
۱۵۷	صحابہ و تابعین کے دور میں نہ میلاد تھی نہ میلاد کا قیام
"	قیام کی ابتداء اور اس کا حکم
۱۵۸	میلاد و قیام بدعت ہے اور بدعت کہنے والوں کو دہائی کہنا درست نہیں
۱۵۹	میلاد شریف میں قیام ثلاث نہیں
"	میلاد میں کھڑے ہونا بے اصل اور دوسروں کو کھڑا ہونے پر مجبور کرنا گناہ ہے
۱۶۰	محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے پر اصرار بدعت ہے

صفحہ	عنوان
۱۶۰	میداد شریف میں قیام اور اس کو حرمت سے واسطے کی اہمیت کا حکم
۱۶۲	میداد شریف میں قیام ورنہ عیب سلام کا نام سن رانگوٹھے چومنے کا حکم
"	"میداد شریف میں حضور ﷺ خود یا آپ کی روح آتی ہے" یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے
	فصل چہارم مسئلہ علم غیب
۱۶۳	محفل میداد منعقد کرنا بہ عت سے
"	حضور ﷺ محفل میداد میں تشریف نہیں لے
"	مسئلہ علم غیب
"	بعض ذہاب کے لئے دن مقرر کرنا درست نہیں
"	ترک مدعت کی تعریف
۱۶۶	محبت کی وجہ سے یا رسول اللہؐ کہنا اور "سلام علیک ایھا النبیؐ" کو اس کی جہل بتانا
۱۶۷	محفل میداد میں قیام کرنا
"	یا رسول اللہؐ یا غوث کما اور من سے مدد مانگنا
"	میداد ہوس شریف پکاتے اور کھانے کا حکم
"	نماز میں حضور ﷺ کا تصور کرنا
	محفل میداد میں صلیۃ سلام اس خیال سے بڑھنا کہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک
۱۶۸	تشریف لاتی ہے شرمنا جائز ہے
۱۷۰	مسئلہ علم غیب
۱۷۲	حدیث "اتقوا فریۃ المؤمن کا صحیح ترجمہ
"	حضور ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر آب سے مدد طلب کرنے والا مکرک ہے
"	حضور ﷺ کے بارگاہ میں ذاتی علم غیب کا عقیدہ رکھنا درست نہیں
۱۷۳	لفظ یا رسول اللہؐ کہنا اور مسئلہ علم غیب
"	کھانے پر فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں
۱۸۳	قصیم ہامت ورنہ کی کتاب تبراہیب پڑھنے والے کو کافر سمجھنے والے کا حکم
"	مسئلہ علم غیب
"	نحمدہ ن محمد الرسول اللہؐ پڑھنے والے کو منہ ثابت نہیں ورنہ چومنے والے کو کافر یا وہابی کہنا
"	بے بعد دعا اور قبر پر ذن دین ثابت نہیں

صفحہ	عنوان
۱۸۴	ولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں
۱۸۵	مصیبت کے وقت حضرت جنید بعدی کو پکارنے پر نجات کا قصہ من گھڑت ہے
"	حضور ﷺ کے بارے میں کلی علم غیب کا اعتقاد رکھنا کفر ہے
۱۸۶	حضور ﷺ کو عالم الغیب نہ جاننے والے سے وعظ نہ کرونے کی قید گانا جائز ہے
"	کسی صحابی کی جوئی کی وجہ سے بادشاہ کی سرک درد کا صحیح ہونے کا قصہ من گھڑت ہے
"	پورس جوئی کو مشکل نشا کتنا شرک ہے
"	حضور علیہ السلام کے عالم الغیب ہونے کے لئے معراج کے قصہ کو دلائل بتانا
"	من گھڑت قصے بیان کرے والے وعظ کے وعظ میں شرکت سے بچنا چاہئے
"	نساء کو بر بھلا کہنے والے کا وعظ نہ سنانا چاہئے
۱۹۶	حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ کو جانتے ہوئے غیر اللہ سے مدد مانگنے کو جائز نہ کہے گا حکم
"	براہ راست ولی اللہ کی ارواح سے مدد مانگنا درست نہیں
"	"اعنسی یا رسول اللہ" کہنا
"	یا شیخ عبدالقادر تین اللہ کہنا اور نبی اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں
"	غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں
۱۹۷	ہر وقت یدرسوں اللہ کہنا اور اس سے منع کرنے والے کو کافر کہنا
۱۹۸	مندرجہ ذیل عقائد قرآن و سنت سے خلاف ہیں
"	نبی علیہ السلام کو عالم الغیب اور حاضر ناظر سمجھنا
"	یدرسوں اللہ پکارنے پر حضور علیہ السلام کا مدد کرنا
"	محبوب سبحانی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو ٹال دیتے ہیں اور مشکلات حل کرتے ہیں
"	نبی اللہ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا برا ہے
"	مندرجہ ذیل عقائد کو اہلسنت والجماعت کی طرف منسوب کرنا درست نہیں
"	مندرجہ ذیل عقائد کے نہ ماننے والے کو غیر مقصد، وہابی، نجدی اور کافر کہنا
"	فصل پنجم مجلس شہادت
۲۰۱	محرم کے پہلے دس دنوں میں مجالس کرنا اور ان میں شرکت ناجائز ہے
"	فصل ششم مسئلہ سماع موتی
"	مردوں کے سننے کے بارے میں محققین علماء کا مسلک
"	فصل ہفتم وہابی کی تحقیق
۲۰۲	وہابی فرقہ کی ابتداء کب سے ہوئی اور اس کا موجود کون تھا؟ ہندوستان میں یہ فرقہ کب رونما ہوا؟

صفحہ	عنوان
۲۰۲	علمائے دیوبند کو وہابی کہنا
"	میداد شریف میں قیام سے منع کرنے والے کو کافر کہنا صحیح نہیں
"	مروجہ اعراسہ پر رگان سے منع کرنے والے کو کافر نہیں ہوتا
"	موجودہ دور کے وہابیوں (سنت کی تبلیغ کرنے والوں) کو مسجد سے روکنا جائز نہیں
"	علمائے دیوبند کو کافر نہ کہنا۔ عام ہے
"	ایک مسجد میں جانا جائز نہیں جس میں علمائے اہل حق کو کافر کہہ جاتا ہو
۲۰۶	علمائے دیوبند سب کے سب پر میزگار و مشقی ہیں ..
۲۰۸	عام کی توہین کرنا مکناہ ہے
"	"نہز میں حضور ﷺ کا خیر تاگدھے کا خیر" نے سے برا ہے "ہنے ولے کا حکم
"	دیوبندی اور غیر مقتد کو کافر نہ کہنا۔ اے کی امامت کا حکم
"	دھوکے کے ساتھ توں سننا جائز ہے
"	علمائے دیوبند کو وہابی اور کافر کہنا درست نہیں
"	تقویۃ، ایمان، صراط مستقیم وغیرہ قابل مثل کتب ہیں
۲۰۹	حضور ﷺ کو عالم اغیب و مدنیوں کی شان کے سامنے چہرہ سے زیادہ ذلیل کہنا درست نہیں
"	وہابی، رضا خانی، خیر مقلد، قدوبانی اور فتنی وغیرہ کلمہ گو ہیں یہ نہیں
۱۱۰	وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھنا
"	حنفیوں کے ہاں حدیث سے ماہ ترقی ہے یہ بات درست نہیں
"	علمائے دیوبند کو وہابی، مقتد اور غیر مقتد کہنا
"	سیرت امین اور اس کے مانی کو برا بھلا کہنا
"	شرک و بدعت کی تردید، رسالت قبیلہ سے روکنے اور علمائے دیوبند کو
۲۱۳	حق بجانب سمجھنے والے کی امامت درست ہے
۲۱۴	قبر پر اذان کو درست نہ سمجھنے و طلعت و اجتماعت میں سے ہے
"	بہشتی زبور معتبر کتاب ہے
	فصل ہشتم احترام اولیاء
۲۱۵	معین الدین جمیری کی تعریف پر سچا نندہ وغیرہ کہنا

صفحہ	عنوان
	فصل نہم نذر و نیاز اور فاتحہ
۲۱۶	بیرن پیر کے نام پر بحر اذبح کرنے اور اس کے کھانے کا حکم
"	کسی بزرگ کی قبر پر چادر یا چڑھو چڑھانا حرام ہے
۲۱۷	گیارہویں میں نریاء و مساکین کے علاوہ ہر درمی کو کھلانے کا حکم
"	حضور ﷺ کا کھانے پر فاتحہ پڑھنا کسی روایت سے ثابت نہیں
"	کتب فقہ میں گیارہویں کا ذکر نہیں اور غیر اللہ کے نام کا بحر حرام ہے
"	مراوی پوری ہونے پر کسی مزار پر صاحب مزار کی نیز کھانے کا حکم
"	شہداء اور اولیاء کی ارواح کو حاجت روا سمجھنا اور ان کے وسیلے سے مراویں مانگنا
"	کیا مروجہ میلہ میں شریک نہ ہونے والا اور نماز چھوڑنے والے برابر درجہ کے گناہ گار ہیں؟
"	نماز عیدین کے بعد معاف اور فرض نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے
۲۱۸	مروجہ گیارہویں بدعت ہے
۲۱۹	اولیاء اللہ کے مزار کے سامنے صوفی وغیرہ رکھ کر فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں
"	گیارہویں، فاتحہ اور حفاظت کی خاطر بچہ کو گلے کا زیور پہنانا درست نہیں
"	اولیاء اللہ سے محبت، وظائف کا پڑھنا اور اللہ کے نام کا صدقہ دینا بیک وقت فعال ہیں
"	ایصال ثواب کا صحیح طریقہ
۲۲۱	غوث پاک کا مقام "ہو" تک پہنچنے کا قصہ و غلط "ہو" سے گیارہویں، فاتحہ وغیرہ کا ثواب خلاف شرع ہے
"	ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا درست نہیں، البتہ مقرر کرنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا
"	سوم، چہلم وغیرہ کے جواز کے لئے عشاء کے فعل کو دلیل بنانا
۲۲۳	شبِ برات اور گیارہویں کی نیذ بے اصل ہے
"	مزار پر باتھ اٹھ کر فاتحہ پڑھنا
"	تیجہ، چہلم، گیارہویں وغیرہ کے لئے دن مقرر کرنا بدعت ہے، لیکن اس سے کھانا حرام نہیں ہوتا
"	دوسروں کو گناہ سے منع کرنا اور خود گناہ کرنا "انما مردونہ مناس بالبر اللیۃ" کے خلاف ہے
۳۲۴	ایصال ثواب کیلئے دن اور وظائف متعین کرنا بے ثبوت ہے
"	میلاد میں قیام کو واجب اور اس کے چھوڑنے والے کو فاسق اور وہابی کہنے والا گناہ گار ہے
"	شبِ برات کی انصیت و آسمان سے نذرانہ حدیث ثابت ہے یا نہیں
۳۲۶	کھانے پر فاتحہ پڑھ کر دریا میں ڈالنا جائز ہے اور اس کو بھید سمجھنا غلط ہے

صفحہ	عنوان
۲۲۶	شب رات کے موقع پر نذرانہ وغیرہ ثابت نہیں۔
۲۲۷	میدان میں ذرا دیر کے وقت قیام شرعاً درست نہیں
۲۲۸	قرآن کریم در و طیفہ وغیرہ پڑھنا اور کھانا جائز نہیں
۲۲۹	برسی اور عرس شریف پر کھانا تقسیم کرنا بدعت ہے
۲۳۰	جہنم اور کھانا وغیرہ پر فاتحہ دینا باطل ہے۔
۲۳۱	قبروں پر علف چڑھانا، مید کرنا اور محل قبور سے مرادیں مانگنا جائز نہیں
۲۳۱	فصل دہم مسئلہ سجدہ تغضیصی
۲۳۱	بدعت تغضیصی کا حکم
۲۳۱	بزرگ کے ہاتھوں کو دینا اور جگہ کر اس کے گھٹنے کو ہاتھ گانے کا حکم
۲۳۱	مٹی، مٹی، مٹی وغیرہ نام رکھنے اور یاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم
۲۳۱	قبر سے سامنے سجدہ تغضیصی اور سجدہ عبادت کا حکم
۲۳۲	مرشدیہ والدین کو سجدہ تغضیصی کرنا جائز نہیں
۲۳۲	نواستے پابند بدعات اور اقسام شرک
۲۳۲	بدعات کا کھانا اور ان کے پیچھے مری پڑھنے کا حکم
۲۳۲	تقریبی لی میس منعقد کرنے والے، ایمان اور اہمیت کا حکم
۲۳۲	مولود شریف منانا اور اس میں فہم کرنا ثابت نہیں
۲۳۵	دس محرم کو کھجور پکانا، شربت پکانا، نیچا پڑا پننہ اور سرمہ لگانا باطل ہے
۲۳۵	محرم کے پہلے دس دنوں میں کھانا، پیر وغیرہ تقسیم کرنا اور سبیل لگانا بدعت ہے
۲۳۶	بدعت کی مٹی قسمیں ہیں؟
۲۳۶	تہنہ سرور عالم کے نام سے عمارت بن کر اس کا احترام کرنا بدعت ہے
۲۳۶	صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فاتحہ کا حکم
۲۳۷	محرم کے مخصوص ایام میں حیم پکار کر تقسیم کرنا بدعت ہے
۲۳۷	تقریبیہ کر سکی تقسیم کرنا، تقریب سے منت مرادیں مانگنا اور سینہ کو ٹٹا وغیرہ سب امور حرام ہیں
۲۳۷	حضرت میر معادیہ پر غصہ خدشت کا لازم لگانا اور یہ کہنا کہ یزید کو وہ عہد دیا تھا درست نہیں
۲۳۸	پیشوا سید اہل حق جیانی تینامہ کو طیفہ پڑھنا جائز ہے
۲۳۸	فہرہ پڑھنا، چھوڑنے کے ہار کھانا جائز ہے
۲۳۸	قبر پر چادر چڑھنا یا قبر کے پاس شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا بدعت ہے

صفحہ	عنوان
۲۳۹	تعزیہ کو برا بھدا کہنے کا حکم
۲۴۰	جعلی اور مصنوعی قبرین ناگنہ ہے
۲۴۰	بارہ ریح اوں کو دکائیں نہ کرنے کا حکم
۲۴۱	تعزیہ داری کی رسم ناجائز ہے
۲۴۱	رجب کے مہینے میں نبی صاحب کا روٹ بنانا شرعی حکم نہیں مسجد عت ہے
۲۴۱	یوم صدیق اکبر منانے کی خواہش پر کہنا کہ اس فقرے سے میرے دس کوئے حد تکلیف ہوئی
۲۴۲	یوم صدیق شریعت کی نصرت میں ..
۲۴۲	خوب میں کسی بر رگ کا کہنا کہ میری قبر پر پختہ گنبدین و اور قبر پر گنبد وغیرہ منانے کا شرعی حکم ..
۲۴۳	پانچ محرم الحرم کو تناسل اسلام دھانے کی غرض سے جوس کی شکل میں تعزیہ داری کرنا ..
۲۴۳	اللہ تعالیٰ کی دت و حضور ﷺ کے ساتھ شکل و صورت میں تشبیہ و بنا اور
۲۴۳	یہ کہنا کہ احمد اور احد میں فرق صرف میم کا ہے
۲۴۳	حضور ﷺ اور ولیائے کرم کو حاضری ناظر کہنا ..
۲۴۳	سر و سنا حرم ہے اس کو حدال سمجھنا کفر ہے
۲۴۵	حضور ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفات ثمت کرنا شرک ہے
۲۴۶	آیت ”انما المرکون نجس رایت“ کے نزول کے بعد مشرک کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم
۲۴۷	نذر میں حضور ﷺ کا خیال آئے تو گائے، بھینس، گدھے وغیرہ کا خیال آنے سے بدتر کہنا
۲۴۷	”اللہ تعالیٰ کی ذمت کو زمان و مکان سے پاک جانا اور ہر طرف سے دیدار الہی کو
۲۴۷	حق جاننا عت ہے“ کہنے والے کا حکم
۲۴۷	تشہد میں ”سلام علیک یھانی“ اس خیال سے کہ حضور ﷺ
۲۴۷	خود سلام سنتے ہیں شرعیہ عقیدہ ہے
۲۴۸	کن بانوں سے شرک لازم آتا ہے اور ان سے بچنے کا طریقہ ..
۲۴۸	نماز میں کسی بزرگ یا حضور ﷺ کا خیال آنے کا حکم ..
۲۴۹	جس مسجد میں شرکیہ افعول ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنے کا حکم
۲۵۰	محرم میں شیر کا بت بنانا شرعاً ناجائز ہے
۲۵۰	بت کی عبادت کرنا کفر ہے
۲۵۰	غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت، ناکرام ہے

صفحہ	عنوان
۲۵۰	تین کو مرادیں پوری کر نیو اور ان کی تقسیم کو حلال سمجھنا کفر ہے
"	بست کے منہ میں ڈال جانے والا گوشت حرام ہے
"	مٹی کے شیر میں معاذ اللہ حضور ﷺ کی روح ہے "سنے والے کا حکم
"	شرکیہ رسم کو منانا اور مٹانے کی پوشش کرنا ثواب کا کام ہے
"	توبہ کی حمایت کرنا اور ان کو قائم رکھنے کی پوشش کرنا حرام ہے
۲۵۱	حضرت حسین کی شہادت سے پسے دس محرم کے دن ہونے والی رسومات
"	دس محرم کو حلوہ، کھجورہ پکانے اور فاتحہ دوانے کا حکم
"	نو محرم کو سبز یا سفید پہننا، فاتحہ دو نا اور تازیوں پر مندی یا چڑھانا جائز ہے
"	ناج رتبہ کی محفل میں قد بزیں وغیرہ ہانا، رنگی کو چوب میں نوحہ کرنا جائز نہیں
"	کیا نہیں دور، ہر شعراء کے مرتبوں کا مضمون صحیح ہے؟
"	دس محرم کی روزے کا حکم
"	غریب آدمی مل بیتی کے ساتھ محبت کا اظہار کس طرح کرے؟
"	"تازیوں اور مندی وغیرہ سے شوکت سلام منظر ہوئی ہے" یہ خیال غلط ہے
"	رجب کو کوئٹہ، در شب برت و صوم وغیرہ پکانا بدعت ہے
۲۵۳	تقریباً ستر جلوس کا نا اور اس سے مرادیں مانگنا حرام ہے
۲۵۴	مقررہ تاریخ کو ہی برگ کا میدان منانا اور فی حقہ خونی کرنا جائز ہے
۲۵۵	ایصال ثواب کا شرعی طریقہ کیا ہے؟
"	ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا اصل ہے
"	کی غذا کو ایصال ثواب کے لئے خاص کرنے کا حکم
"	کیا صاحبہ، تاجین اور آئینہ اربعہ کے رہنے میں حلوے کی رسم تھی؟
"	فقہاء کے کام میں شب رات کے حلوے کا ذکر نہیں ہے
"	گر کوئی مستحب کام فرض یا واجب سمجھ جانے لگے تو اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے
۲۵۷	منقوب سے بعد فی حقہ خونی اور درود کی باقاعدہ بیعت کی کرنا بدعت ہے
"	ویاء کے نام کا جھنڈا کرنا بدعت ہے
"	ویاء و شہداء کی ریت کرنا اور ان سے مرادیں مانگنے کا حکم
۲۵۸	پیش گوئی پر پختہ عقیدہ رکھنے کا حکم دشواں باب اکائیات عالم

صفحہ	عنوان
۲۵۸	قرآن وحدیث کی رو سے زمین و آسمان ساکن ہیں یا متحرک ؟
"	بارش بدول سے برستی ہے یا آسمان سے ؟
۲۵۹	جنات کی پیدائش انسان سے پہلے ہوئی یا بعد میں
۲۶۰	کیا یہ درست ہے کہ زمینیں سات ہیں اور ان کو بیل نے سینٹوں پر اٹھایا ہوا ہے ؟
"	کیا زمین بول ہے ؟
"	چاند میں روشنی آنے کو مغرب کے وقت کے لئے دلیل ملتا
"	کتاب "ہزار مسئلہ" قابل اعتماد نہیں ہے
۲۶۱	گائے کے سینک پر زمین کا ہونا درست ہے یا نہیں ؟
گیارہواں باب	
ذات پات، نسل، قبیلہ	
حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی اولاد کا صدیقی، فاروقی اور عثمانی	
۲۶۱	کمدنادرست ہے
"	صدیقی اور فاروقی کسوائے جانے والے کا اپنے کو قریشی کہلوانا درست ہے
"	چاروں خلیفوں کی اولادیں نصر بن کنانہ کی اولاد میں سے ہیں
۲۶۲	ہندو لڑکی کے مسلمان ہونے پر اسے مسلم برادری میں نہ سمجھنا درست نہیں
"	پہلے تین ضیفوں کی واد کو سید کمدنادرست ہے یا نہیں ؟
۲۶۳	گندگی وغیرہ صاف کرنے کا پتہ اختیار کرنے والے کو حقیر سمجھنا درست نہیں
"	حدیث "قد مو اقریشا الحدیث" ثابت ہے
۲۶۴	کیا موناظمہ کے علاوہ بقیہ نبوہاشم سید ہیں ؟
"	جن لوگوں کے لئے صدقہ بیاحرام ہے ان کو سید پکارنا ضروری نہیں
۲۶۵	دوسرے مسلمان کو ذلیل سمجھنے اور مسلمانوں میں فتنہ برپا کرنے والے کا حکم
"	سید ہونے کی وجہ سے اپنے کو دوسروں سے بڑا اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا
۲۶۶	شیخ، سید، مغل اور پٹھان کو اعلیٰ اور دوسری قوموں کو ذلیل سمجھنا درست نہیں
"	علی ذات والے غیر مسلم کو گھٹیا پیشہ والے مسلمان پر ترجیح دینا
"	اعلیٰ یا دنیٰ قوم والے غیر مسلم کا جو ٹھہ ستم کرنا
"	غیر مسلموں کا جو ٹھہ استعمال کرنا درست ہے بشرطیکہ ان کے منہ سے کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو

صفحہ	عنوان
۲۶۸	یک برتن میں غیر مسموم کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم
۱	غیر مسموم سے مسجد میں جھگڑا ہونا ..
۲۶۹	کیا علی قوم کو چھوڑ کر لفظ ”فقیر“ سے نسبت بیان کرنا مفید صالحین میں رواج تھا؟
۱	لفظ ”فقیر“ سے مشہور ہونے والے مسلمانوں کو حقوق سے محروم کرنا درست نہیں
۱	پنے نسلی قبیلہ کی طرف نسبت کرنا درست ہے
۲۷۰	مسلمان کو ایسے غلط سے مخاطب کرنا جس سے اس کی حقارت ظاہر ہو، درست نہیں
۲۷۱	سادات کے سلسلہ کی ابتداء کمال سے ہوئی؟ اور سید کدے جانے کی وجہ کیا ہے؟ ..
۲۷۲	صحابہ کو نثار کا لقب دینے کی وجہ اور یہ صحابہ میں پیشے کی طرف نسبت کرنے کا رواج تھا؟
۲۷۳	میرنی قوم آدم علیہ السلام کی واد میں سے ہے
۱	حضرت بریم علیہ السلام کو سنگ میں پھینچنے جانے کے وقت کی کاڑنا کرنا ثابت نہیں ..
۱	پڑے کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے اپنے کو انصاری کہلوانا ..
۲۷۴	نہ مسموم بھگیوں کے ساتھ کھانا ورنہ کا جماعت میں شامل ہونے کا حکم
۱	قریش و انصار میں سے فوقیت کس کو حاصل ہے؟
۲۷۵	سڑک پر جھگڑا دینے والے نو مسلموں کو مسجد سے روکنے ورنہ کے ساتھ کھانے کا حکم ..
۱	سڑکوں پر جھگڑا دینا کسی کو اسلامی برادری سے خارج نہیں کر سکتا
۲۷۶	کس مسلمان کا بعض غیر مسلموں کو علی و رضی کو دینی قرارداد کر اعلیٰ و نلوں کے ساتھ کھانے پینے کا حکم
۲۷۸	علی مسموم قوم کا دینی مسموم قوم سے تعلق رکھنا خلاف شریعت نہیں
۱	کس مسلمان کے لئے علم دین حاصل کرنے کی ممانعت نہیں
۱	گھٹیا مسموم قوم کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا شرعاً جائز ہے
۱	والی اور بزرگ وغیرہ گھٹیا قوم میں بھی ہو سکتے ہیں ..
۱	یہ عقد ہے کہ گھٹیا اقوام کو مرتب و ایت حاصل نہیں ہوتے ..
۱	کیا سبب ”غایت النسب“ اور اس کے ضمیمہ کے مضامین صحیح ہیں؟
	بارھواں باب
	معاصی اور توبہ
۲۸۰	حقوق عباد معاف کر دئے بغیر توبہ قبول نہیں ہوتی
۱	مجبوری کی وجہ سے سچی توبہ کرنے والے کی بیعت جائز ہے ..

صفحہ	عنوان
۲۸۰	حقوق اللہ سے توبہ کے بعد ان کی قضایا وصیت کرنا ضروری ہے
۲۸۱	بیرہ گناہ کرنے والے کو کافر بننے والا گناہ گار ہے
۲۸۲	بیرہ گناہ کر کے بار بار توبہ کرنا اچھا نہیں
۴	صرف گناہ کے رادہ سے گناہ نہیں نکھاجتا
۴	گناہ سے سچی توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے
۲۸۳	فطرتی طور پر معذور شخص بھی گناہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہو سکتے ہیں
۴	گمراہ شخص کی توبہ قبول ہے
۴	لڑکی کی وجہ سے مولیٰ کا منیٰ لفظ پر کفر کا فتویٰ لگانا
۲۸۴	مکئی عمر تک بیچے معصوم ہوتے ہیں؟
۴	زانیہ کا زنا سے کمایا ہوا مال توبہ سے حلال نہیں ہوتا
۲۸۵	نباغی کی حالت میں کئے ہوئے گناہوں پر پکڑ نہیں ہے
۲۸۶	گناہ سے توبہ کرنے کے بعد پھر وہی گناہ کرنا بہت برا ہے
۴	غیر ظاہری اسباب کے سلسلہ کی تاریخ میں کسی چیز کا وعدہ پورا نہ کرنا جھوٹ نہیں ہے
۴	غیر گناہوں کی عبادت کرنا توبہ کرنے والے گناہ گار سے بہتر ہے
	تیسرا باب
	مختلف فرقے
۲۸۷	فصل اول: فرقہ شیعہ
۴	شیعوں کا دینہ اور ان کے ساتھ کھانا پھانا، رشتہ کرنا اور تعلقات رکھنا
۴	شیعہ، اسماعیلیہ کا سنیوں کی مسجد میں نمازیں پڑھنے کا حکم
۴	کیا شیعہ اسماعیلیہ سنیوں کی مسجد میں قرآن مجید سن سکتے ہیں اور اپنے طرز پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟
۴	مسجد میں شیعہ اسماعیلیہ کو زور کو ب کرنا
۲۸۸	مسجد میں حنفی مذہب امام کے پیچھے شیعوں کا نماز پڑھنا اور تلاوت و وضو سننے کا حکم
۲۸۹	شیعہ کا سنی لڑکی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا
۴	شیعہ کا سنی لڑکی سے نکاح منعقد نہیں ہوتا
۲۹۰	رفضیت اختیار کر کے حضرت عمرؓ کو گالی دینے والا مرتد ہے
۴	مرتد کے ساتھ کیسے برتاؤ کیا جائے؟

صفحہ	عنوان
۲۹۰	برادری کے مرتد کے ساتھ تعلقات منقطع کرنا ضروری ہے
"	کیا مرتد کو برادری سے خارج کرنا ضروری ہے؟
"	رفضی کے ساتھ شیعوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا
"	شیعوں کے ساتھ سنی مسلمانوں کا نکاح جائز نہیں
۲۹۲	کیا شیعوں پر سید کا طلاق کرنا درست ہے؟
۲۹۳	کیا شیعہ مسلمان ہیں؟
"	کیا وہ ان میں اشہد ان وہ بنی نہ مناخذائے ثابثہ پر تبرا ہے؟
"	مسلمانوں پر نہی عن مکر کرنا فرض ہے
۲۹۵	سیدنا امیر معاویہؓ اور عائشہؓ کے تھانیہ کو گایاں دینے والا، رفضی و گمراہ ہے
۲۹۶	مذکورہ شعر منہار مست نہیں
"	یک مقدمہ "یزید و زید بن مصعب بن مسلمہ وغیرہ مسلمانوں کے پیشوا ہیں" میں
"	مفتی صاحب کا گواہی و بنا غلط ہے
"	مقدمہ جو پور میں شہادت کی نقل کی حسب
"	شیعہ بنی مہ کون تھے؟
"	رشید احمد گنگوہیؒ کے مذکورہ فتویٰ "وقوع کذب باری کے معنی درست ہو گئے" کا کیا مطلب ہے؟
۲۹۷	کیا کربلا کی لڑائی جہاد تھی؟
۲۹۸	یا گار حسینی میں شرکت حرام ہے
"	یدگار حسینی کی تکذیب کرنا ثواب کا کام ہے
"	اہستہ والجماعت کے جسد یدگار حسینی میں شرکت کا شرعی حکم
"	جاسد یدگار حسینی کے خلاف کوشش، سنی کرنا ثواب کا کام ہے
"	حسینؑ کو قتل کرنے والوں و یزید کو گایاں دینا جائز نہیں
۲۹۹	تقریبہ کا لٹاؤ تم گرتا جائز ہے
"	شیعہ کا کفن دفن مسلمانوں پر ضروری ہے یا نہیں
	فصل دوم فریقہ دہریہ
۳۰۰	زمانہ کوہہ منار مست نہیں
۳۰۱	موانا شبلی کے عقائد کیا تھے؟

صفحہ	عنوان
	فصل سوم: فرقہ خاکساراں
۲۰۲	مذکورہ عقائد کا حامل دائرہ اسلام سے خارج ہے
"	مذکورہ عقائد والوں کی حمایت کرنیوالا دائرہ اسلام سے خارج ہے
"	مرتد کا نکاح باطل اور مهر کی ادائیگی ضروری ہے
"	تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے غلطی پر ہیں
"	فوجی ریکٹس کے لئے تحریک خاکساراں میں شامل ہونا عقل کے خلاف ہے
"	اپنے ساتھ بلیچر رکھنے کا شرعی حکم
"	"سلف کا اجتہاد کافی نہیں ہے" منہ والے کا حکم
۳۰۳	علمی کی وجہ سے تحریک خاکساراں میں شمولیت سے ارتداد لازم نہیں آتا
۳۰۶	تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے کا ایمان خطرے میں ہے
"	تحریک خاکساراں کے متعلق حضرت مفتی اعظم کی رائے
۳۰۷	تحریک خاکساراں کے عقائد مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں
۳۰۹	تحریک خاکساراں پر مختصر تبصرہ
۳۱۰	تحریک خاکساراں غیر اسلامی تحریک ہے اس میں شامل ہونا جائز نہیں
"	تحریک خاکساراں میں شامل ہو گوں کو اس سے علیحدگی اختیار کرنا ضروری ہے
"	تحریک میں شمولیت پر اصرار کرنے والے غلطی پر ہیں
"	تحریک خاکساراں کے جلسے جو سبوں میں شرکت ناجائز ہے اور اس سے منع کرنا ثواب ہے
"	تحریک خاکساراں کی مدد و ترغیب کرنا ناجائز ہے
۳۱۲	تحریک خاکساراں میں شامل ہونا ناجائز نہیں
"	کتاب "مذکرہ" کے مضامین کفر والحاد پر مبنی ہیں
"	تحریک خاکساراں کا کن بننے والے کی ہدایت درست نہیں
"	سامی حدود میں رہتے ہوئے جہاد کی ٹریننگ سیکھنا ضروری ہے
۳۱۳	علامہ مہر قی کے عقائد سے بیرونی کا اعلان کرنے والے خاکساراں مسلمان ہیں یا نہیں؟
"	ایسے لوگوں کو کافر کہنے والے کا حکم
۳۱۵	تحریک خاکساراں کا بانی علامہ مہر قی کافر ہے
"	مرتد کے حکم پر جانیں قربان کرنے والے شہید ہیں یا نہیں؟

صفحہ	عنوان
۳۱۵	تخریب خاکسار کے مفتولین کو تنصیہ سمجھنے والے کا حکم
۳۱۷	امامہ مشرقی اور اس کے مددگاروں کی مذہبی امداد حرام ہے۔
"	امامہ مشرقی کے مذہبی عقائد کی حمایت کرے والے اخبار کو سامی ترجمان سمجھنا غلط ہے۔
"	امامہ مشرقی اور اس کے رضاکاروں کے ساتھ اتحاد ٹھیل کرنے کا حکم
۳۱۸	امامہ مشرقی کا فرور اس کی اتباع کرنے والے گمراہ ہیں
	فصل چہارم فرق قادیانی
۳۱۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں
"	قرآنی آیت "من بعدی اسمہ احمد" کا معنی ملا تردد حضور ﷺ ہیں
"	حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا یا امر دود اور گمراہ ہے۔
۳۲۰	مرزا غلام احمد قادیانی کے مذکورہ اقوال کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں اور ان سے رشتہ کرنا جائز نہیں
"	میں یہی میں سے کسی ایک کا مرزا غلام احمد قادیانی کے قول کی تصدیق کرنے سے نکاح فاسد ہو جائے گا
۳۲۲	مرزائیوں کے ذبیحہ کا حکم
"	مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں
۳۲۳	قادیانی یا انکو اچھ سمجھنے والوں کے ساتھ میل جول، رشتہ وغیرہ کرنا جائز نہیں۔
"	قادیانیوں کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھنے والے اسلام سے خارج ہیں
۳۲۴	ایک فتویٰ کی تصدیق
۳۲۵	علمائے رمانین مرزا غلام احمد کو کافر سمجھتے ہیں
"	مرزا غلام احمد کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں۔
"	قادیانیوں سے ہر قسم قطع تعلقی ضروری ہے
"	قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کی سزا
"	کیونسی مرزائی ہل کتاب کے حکم میں ہیں؟
"	غلام احمد قادیانی کی تصدیق کرنے والے اور اپنے آپ کو ہندوؤں کا الو تار تار نے والا گمراہ ہے
۳۲۶	تبلیغ کے لئے قادیانیوں کو چند دینہ جائز نہیں
۳۲۷	قادیانی کا کلمہ پڑھ کر مرنے والے کے جنازہ میں شرکت کا حکم
۳۲۸	سامی نجمین میں قادیانیوں کو ممبر نہ مانا جائز نہیں
"	اس نجمین میں قادیانی ممبروں اس میں شرکت ناجائز ہے

صفحہ	عنوان
۳۲۸	کیا قدیانی مرتد ہیں؟
"	فصل پنجم فرقہ مودودی
"	کیا جماعت اسلامی والے گمراہ ہیں؟
"	جماعت سدی رکن بننا ناجائز ہے
۳۲۹	فصل ششم فرقہ ممدویہ
"	فرقہ ممدویہ کا نیک حرام ہے
"	فصل ہفتم فرقہ حراں (سندھ)
"	کسی انسان کو خدا سمجھنے اور بیت اللہ کے علاوہ دوسری جگہ حج کرے دے اور
"	قبر کو تہجد کرنے کو محمد و رزندیق ہیں
"	مذکورہ فعل کرنے والے لوگوں سے رشتہ کرنا ناجائز نہیں
"	کیا پسمے سے منعقد شدہ نکاح کو قائم رکھا جائے؟
۳۳۰	کسی پیر کو امام ارسل سمجھنا اور بیت اللہ سے علاوہ کسی جگہ حج کرنا کفر ہے
"	کفر و خوف کفر میں فرق
"	چودھواں باب
"	تفسیر و اجتہاد
۳۳۱	غیر مقلدین کی مامت ان کا وسفہ سننا و ان سے تعلقات کا حکم
۳۳۲	تفسیر و اہل کو مشرک کہنے والے کی مامت درست نہیں
"	غیر مقلدین کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے
۳۳۳	اہل حدیث مسلمانوں و اہلسنت و اجتماعت میں سے ہیں ان کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے
"	غیر مقلدین کو کافر کہنے والے کا حکم
"	اباحدیت عورت کے غسل دینے کی وجہ سے میت کی نماز جنازہ نہ پڑھنا
"	جنازے میں اباحدیت کے شامل نہ ہونے کی وجہ سے میت کو جنتی کہنا
"	کیا اباحدیت حضرات کا پیسہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے؟
۳۳۴	مام کے پیچھے قرأت اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم
"	کیا حضور ﷺ نے پوری عمر رفع یدین کیا؟
"	ترویج کی رکعت کی صحیح تعداد کیا ہے؟

صفحہ	عنوان
۳۳۴	ہل حدیث کا دعویٰ کہ ان کا کردہ ہی جنتی ہے باطل ہے
۳۳۵	غیر مقلد امام کی وجہ سے جماعت کے وقت اکیلے نماز پڑھنے کا حکم
۱	حنفی کے لئے غیر مقدم کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم
۱	غیر مقدمین کو کافر کہنے والا گناہ گار ہے
۱	غیر مقدمین کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز ہے
۱	غیر مقدمین کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے
۱	ایمہ رحمہ کی تقلید کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟
۱	یہ درست نہیں کہ تقلید کی وجہ سے بعض احادیث پر عمل نہیں ہوتا
۱	رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ ہونے والے نمہ کی پیروی کیوں؟
۱	کیا نمہ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے؟
۱	ایمہ رحمہ کس کی تقلید کرتے تھے؟
۱	ایمہ کی بات قرآن وحدیث کے مطابق ہوتی ہے
۱	ایمہ کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہے؟
۳۳۷	چاروں اماموں کا مذہب سنت نبوی ﷺ کے موافق ہے
۱	مجتہد کی تعریف اور مجتہد کیا برہان میں ہو سکتا ہے؟
۱	کیا امام ائمہ نے شریعت کے
۳۳۸	مسائل اپنی طرف سے بنائے ہیں؟
۱	حنفی مذہب چھوڑ کر سنی مذہب اختیار کرنا
	پندرہواں باب
	متفرقات
۳۴۰	حضرت حسینؓ کی شہادت کو لوگوں کے گناہوں کا کفارہ کہنا باطل اور بے ہودہ خیال ہے
۳۴۱	کسی خاص جیسے میں شفا کی نیت سے نہانے کو شرک کہنا
۱	کیا ہر شہر اور مکتبہ میں طب کا ہونا ضروری ہے؟
۳۴۲	انتیس کے چاند کی صرف خبر سن کر افطار کرنا جائز نہیں
۱	شریعت کی رو سے برے فعل یا بری رسم کا ازالہ اپنی استطاعت کے مطابق ضروری ہے
۱	لوگوں کو صرف ایک جماعت کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنے کا پابند بنانا شریعت کے خلاف ہے

صفحہ	عنوان
۳۴۳	کیا شریعت کے حکام تمام مسلمانوں پر یکساں ضروری ہیں؟
"	کیا لفظ "عفراں پنہ" غیر خدا پر واجب ہو سکتا ہے؟
"	شہدائے کربلا کے مبالغہ آمیز حالات بیان کرنا جائز نہیں
"	یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے کا حکم
"	خادمہ شبلی کی کفریہ عقائد سے توبہ کا تحقیق
۳۴۵	خادمہ شبلی کی کفریہ عقائد سے توبہ پر یسعید نبہات کا جواب
"	کیا خادمہ شبلی نے اپنے بعض کفریہ عقائد سے توبہ کی تھی؟
۳۴۶	کیا درج ذیل عبارت کہنے والا کافر ہے؟
"	قبر پر جا کر قبر والے سے دعا کی درخواست کرنا جائز نہیں
"	گیارہویں کی رسم بدعت
"	مسلمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟
۳۴۷	خواجہ باقی باللہ کے مزار پر لکے ہوئے قدم شریف کی سند کیا ہے؟
"	گیارہویں شریف کی کیا حقیقت ہے؟
"	مزارات پر پھول، چادر چڑھانا اور چراغ جلانا جائز ہے
۳۴۸	محی الدین جیلانی کا قصہ بیان کرنے والے کی امامت کا حکم
"	کیا مذکورہ ایک سو تیس مسائل پر اعتقاد رکھنے والا گناہ گار ہے؟
۳۴۹	کیا اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں؟
"	مشرکانہ افعال کرنے والے سے کس طرح برتاؤ کیا جائے؟
"	زنا کار عورت سے علی الاعلان زنا کرنے والے کے ساتھ تعلقات ختم کر دینے چاہئیں
۳۵۰	قرآن کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا غیر ترجمہ کے پڑھنے سے بہتر ہے
"	اولیاء اور بزرگان دین کی قبروں کی زیارت کرنے اور ان سے مدد مانگنے کا حکم
"	معراج کی رات نبی علیہ السلام کہاں تک گئے؟
۳۵۱	صحابہ کے لئے توہین آمیز الفاظ کہنے والے کی سزا
"	کیا فاسق و فاجر مسلمان کے لئے لفظ "مرحوم" استعمال کر سکتے ہیں؟
"	غیر مسلم کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھانے کا حکم
۳۵۲	کیا مسلمان کے لئے اللہ، رسول، قرآن وغیرہ کے منکر کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے؟

صفحہ	عنوان
۳۵۲	کن عقائد کی وجہ سے علامہ مشرقی کو کافر کہہ کیا؟
۳۵۳	مذکورہ چند علماء و بزرگان دین کی افتد اور ست تھی یا نہیں۔
"	سے نماری کے باقی نیک اعمال قابل قبول ہیں
۳۵۵	کرشن جی کے پیغام کے پرچار کو باعث برکت کہنے والے کا حکم
"	کیا حجر اسود عام پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے؟
۳۵۶	نبی صلیہ سلام کی طرف منسوب آثار کی عزت و ترمیم کرنے کا حکم
۳۵۹	امت کا تہنیز گروہوں میں تقسیم ہونے والی حدیث کی تحقیق
"	حضور ﷺ اور صحابہ کی مکمل بیرونی کرنے والا فرقہ کون سا ہے؟
۳۶۰	شیخ عبد القدور جیلانی کو "قدوۃ" و بین، مام الصدیقین اور کم علی قدرہ و تقضاء" کہنا ناجائز ہے
۳۶۱	صرف گندہ کے روے سے گندہ نہیں نکھ جاتا
"	نیکی کے اردے سے نیکی نکھی جاتی ہے
۳۶۲	کیا درج ذیل شعر حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی ہے؟
"	فعال میں عقل در کے تابع ہے۔
۳۶۳	کیا مندرجہ ذیل عقائد بہرست و اجتماعت کے عقائد ہیں؟
۳۶۶	حضرات علمائے دیوبند کو گمراہ کہنا غلط ہے
"	درج ذیل شعراء کے خلاف کوشش کرنا ثواب کا کام ہے
۳۶۷	حضرت شاہ عبد اعزیز محدث دہلوی و دیگر علماء مقدس و بزرگ ہیں ان کی تصنیفات معتبر ہیں۔
۳۶۸	من گھڑت و وصیت نامہ سا پر یقین کرنا جہات و رگندہ ہے
۳۶۹	کی دینی کتاب میں قیامت کی تمہین کا ذکر موجود نہیں ہے
۳۷۰	شریعت کی روح سے درج ذیل شعراء کا حکم
۳۷۱	غیر دیس بھٹے کی پرزنا کی تہمت گانہ و قرآن کی ہے دلی کرنا

ابتدائیہ

از شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله على نعمه الظاهرة والباطنة قديماً وحديثاً والصلاة والسلام على نبيه
ورسوله محمد وآله وصحبه الذين ساروا في نصرة دينه سيراً حثيثاً وعلى اتباعهم
الذين ورثوا العلم والعلماء ورثة الانبياء اكرم بهم وارثا وموروثاً

اما بعد:

جس طرح قرآن مجید خدا کی آخری کتاب اور پیغمبر اسلام سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہے اسی طرح اسلام کا
پیش کیا ہوا نظام حیات سب سے آخری ابدی اور مکمل دستور ہے، یہ نہ صرف اسلام کا دعویٰ ہے بلکہ ایک طویل تاریخ
ہے جو اس کی تصدیق کرتی آرہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں جو بھی انسان کے خود ساختہ نظام ہیں، ان
میں قوانین کی تدوین میں موجود اسباب وقتی مسائل اور ذرائع کی رعایت کی جاتی ہے مسائل اور اسباب کی
خصوصیت یہ ہے کہ ان میں ہمیشہ تبدیلی اور تغیر پیش آتا رہتا ہے اس لئے ان قوانین کا بھی حال یہ ہوتا ہے کہ ایک
زمانہ گزرنے کے بعد دوسرے زمانے میں وہ فرسودہ اور بے کار ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف اسلامی قانون میں
انسان اور اس کی فطرت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

انسانی فطرت ہمیشہ یکساں رہتی ہے مثلاً مسرت و غم، آرام و تکلیف، غصہ و رحم، دوستی و دشمنی اور مختلف
واقعات پر منفی و مثبت رد عمل کھانے پینے اور معاشرت کی بنیادی ضرورتیں اور اس میں خوب سے خوب تر کی تلاش کا
جذبہ، یہ چیزیں ہیں جو ابتدائے آفرینش سے انسان میں ہیں۔ اور جب تک انسان رہے گا اس کی یہ خصوصیات بھی
قائم رہیں گی۔ اب فطری بات ہے کہ جس دستور حیات میں مرکزی حیثیت انہی امور کو دی جائے گی وہ خود بھی ابدی
اور لافانی ہوگا۔

انسان کی زندگی کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلام نے اس کی راہنمائی نہ کی ہو، پھر اسلام کے پاس
فقہ و قانون کا جو ذخیرہ موجود ہے وہ قانونی دقیقہ سنجی اور ژرف نگاہی، مصالح کی رعایت اور انسانی فطرت سے ہم
آہنگی کا شاہکار ہے اور دنیا کے کسی جدید سے جدید قانون کو بھی اس کے مقابلے میں پیش کرنا مشکل ہے۔

فقہائے اسلام نے اپنی بالغ نظری اور بلند نگاہی سے انسانی زندگی کے جزئیات کا اس قدر احاطہ کیا ہے کہ
بجا طور پر آج کی اس نئی دنیا میں بھی ایسے کم کم ہی مسائل ملیں گے جن کے لئے فقہ کے اس قدیم ذخیرہ میں کوئی نظیر
موجود نہ ہو۔ بالخصوص فقہائے احناف کے یہاں چونکہ فقہ تقدیری کا حصہ زیادہ ہے اس لئے ان کی کتب فقہ میں
جامعیت اور وسعت اور بھی زیادہ ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں ماضی قریب کے زمانہ میں جو فتاویٰ مدّ دن کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی اپنی

خصوصیت اور شان ہے، ”ہر گلے رارنگ و بونے دیگر است“ کے پیش نظر ہر ایک کا اپنا ایک مقام ہے، لیکن حضرات علماء دیوبند کثر اللہ سواد ہم کے فتاویٰ اور تحقیقات کو جو مقام اہل علم و تحقیق کے ہاں حاصل ہے اس کا انکار کوئی صاحب علم و عقل نہیں کر سکتا، آج وہ کوئی لائبریری یا دارالافتاء ہے جو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، امداد الفتاویٰ، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ خلیلیہ، اور کفایت المفتی وغیرہ سے خالی ہو یا جہاں ان مذکورۃ الصدرا کتابوں کو چھوڑ کر کوئی مفتی فتویٰ دے سکتا ہو۔ ان ہی کتب فتاویٰ میں سے ایک ”کفایت المفتی“ ہے جو حضرت اقدس فقہیہ ہند ابو حنیفہ ثانی مفتی محمد کفایت اللہ کے نام سے منسوب ہے اس کتاب میں مندرجہ فتاویٰ جات کی سند کے لئے حضرت مفتی صاحب موصوف کا نام ہی کافی ہے۔ آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ کی عبارات کی جامعیت، اور مامیت سے وہی شخص واقف ہوگا۔ جس نے ایک طویل زمانہ فقہ و فتاویٰ کی کتب کے کھنگالنے میں صرف کیا ہو اور علم فقہ سے غیر معمولی مناسبت بھی رکھتا ہو، بقول حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی تحریروں کا ایک ایک لفظ موزوں اور مناسب ہوتا ہے اور قید احترازی کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے، اس لئے مجھے ان کی کسی تحریر میں کتر و بیوت کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو جن خوبیوں سے نوازا ہے ان کا اعتراف وہی شخص کر سکتا ہے جس نے آپ کو دیکھا ہو یا آپ کے علوم کا مطالعہ کیا ہو، تاہم ”کفایت المفتی“ میں مندرج فتاویٰ حضرت مفتی صاحب کی مستقل تصنیف اور تحقیقات نہیں، بلکہ سائلین اور مستفتی حضرات کے سوالات کے جوابات ہیں، اس لئے ان میں قدرے اختصار سے کام لیا گیا ہے مصادر اور مأخذ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اہل علم و دانش کے مزید افادہ کے لئے ”دارالافتاء جامعہ فروقیہ کراچی“ کے شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے اساتذہ اور مستحسنین نے بڑی جانفشانی کیساتھ اس کی تخریج کی ہے اور ہر مسئلے کا عنوان قائم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو پڑھنے والوں کے لئے نافع، مقبول اور کام کرنے والوں کے لئے ذخیرہ آخرت بنا۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی حیر حلقہ محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ

مختصر سوانح، علمی آثار و سیانی کارناموں پر طائرانہ نظر

خاندانی پس منظر

تقریباً تین صدی پہلے جزیرہ، عرب کے جنوبی ساحلی خطہ میں بسنے والے اہل یمن بغرض تجارت بادیانی کشتیوں کے ذریعے ہندوستان آتے، بحرین سے موتی خرید کر یہاں لاتے اور تجارتی سامان و مسالہ جات لے کر عرب علاقوں میں فروخت کرتے، ایسی ہی بادیانی کشتی کو ساحل مراد سے پیشتر تند طوفانی موجوں نے آگھیرا، چند ثانیوں بعد یہ سفینہ طوفان کی تاب نہ لا کر شکست و ریخت اور اہل سفینہ دریا برد ہو کر آخرت کو سدھار گئے، کوئی ذی نفس زندہ نہ بچا سوائے اس کمسن بچے کے جو تختہ پر بہتا ہوا ساحل پہنچا بھوپال کا کوئی باشندہ اس کو ساحل سے اپنے ساتھ لے آیا یہ کمسن بچہ جس کا نام شیخ جمال تھا اور جو اس بد نصیب قافلہ کے سردر کا بیٹا تھا، اسی شخص کے زیر تربیت اور اسی کے سایہ شفقت میں پرورش پاتا رہا اس خدا ترس انسان نے اپنے خاندان کی دوشیزہ سے شادی کروا کر شیخ جمال کو اپنی فرزندگی میں لے لیا، یہی شیخ جمال مفتی صاحب قدس سرہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔

کچھ عرصہ بعد یہ خاندان بھوپال سے نقل مکانی کر کے شاہجہان پور میں آباد ہو گیا اور یہیں بودوباش اختیار کی یہاں کے محلہ ”سب زئی“ میں حضرت مفتی صاحب ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے اور اسی محلہ کو آپ کا منشاے طفولیت ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ کے والد بڑے مفتی، پرہیزگار، صالح اور صاحب نسبت بزرگ تھے، کثیر العیال تھے، تنگلی معاش کے باوجود بڑی عالی ہمتی و جفا کشی سے نامساعد حالات سے نبرد آزما رہے، اپنے فرزند و جگر گوشہ کے بارے میں بڑے بلند افراط میں اظہار فرماتے کہ میں اس کو عالم دین بنانا چاہتا ہوں۔

تعلیم

پانچ برس کی عمر میں حافظ برکت اللہ صاحب کے مکتب میں تعلیم کا آغاز ہوا قرآن مجید اسی مکتب میں ختم کر کے اردو و فارسی کی ابتدائی تعلیم حافظ نسیم اللہ کے مکتب واقع محلہ ”درک زئی“ میں حاصل کی، مکتبوں سے فراغت و سیرابی کے بعد محلہ خلیل شرقی میں مولوی اعزاز حسن خان کے مدرسہ اعزازیہ میں داخلہ لیا، فارسی ادب کی کتاب ”سکندر نامہ“ اور عربی کی ابتدائی کتب ایک ماہر فن استاذ حافظ بدھن خان کے زیر سایہ شروع کیں، اسی مدرسے کے ایک اور استاذ محترم مولانا عبیدالحق خان افغانی جو مولانا طیف اللہ علی گڑھی جیسے شہرہ آفاق عالم کے شاگرد تھے، کے حضور زانوئے تلمذ طے کئے۔

مولانا عبید اللہ کی نگاہ جو ہر شناس سے آپ کے وہی کمالات و فطری صلاحیتیں چھپی نہ دے سکیں، جلد ہی آپ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لڑکا آگے چل کر بڑا نام پیدا کرے گا۔ بنا بریں آپ کے والد کو مشورہ دیا کہ صاحبزادہ کو اعلیٰ تعلیم

کے لئے دیوبند بھیج دیں والدین کو اپنی غربت و تنگ دہنئی اور صاحبزادہ کی خرد سالی کی وجہ سے تردد ہوا اور وہ اس مشورہ پر رضامند نہ ہوئے مفتی صاحب اس وقت اپنی عمر کی پندرہ بہاریں دیکھ چکے تھے۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ مدرسہ شاہی مراد آباد میں سلسلہ تعلیم جاری رہے، چنانچہ آپ وہاں داخل ہوئے اور حضرت مولانا عبدالحق علی میرٹھی مرحوم (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) اور مولانا محمد حسن وغیرہ سے کسب فیض کیا، یہاں دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۳۱۲ھ میں آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، اس زمانہ میں دارالعلوم کے مہتمم مولانا محمد منیر صاحب اور صدر مدرس شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب تھے۔ دیوبند میں درج ذیل اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا حکیم محمد حسن (مولانا محمود حسن کے چھوٹے بھائی)، مولانا منفع علی مرحوم وغیرہ قیام دیوبند کے زمانہ میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ ان کے بھائی مولانا سید احمد فیض آبادی، مولانا عبدالحق شاہجہانپوری وغیرہ حضرت مفتی صاحب کے خصوصی رفقاء میں رہے، اسی طرح دورہ حدیث کے سال مولانا محمد انور شاہ کشمیری، مولانا محمد شفیع دیوبندی (شیخ الحدیث مدرسہ عبدالحق دہلی)، مولانا ضیاء الحق اور مولانا مین الدین وغیرہ آپ کے شریک درس رہے۔

فراغت و تدریس

آپ تقریباً ۲۲ برس کی عمر میں ۱۳۱۵ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر وطن مالوف واپس آ گئے۔ وہاں آپ کے استاذ و مربی اول مولانا عبیدالحق خان صاحب مدرسہ اعزازیہ میں مبتدیین کے غلبہ سے دلبرداشتہ ہو کر ۱۳۱۴ھ میں مدرسہ عین العلم کی بنیاد ڈال چکے تھے، جب آپ شاہجہانپور پہنچے تو انہوں نے آپ کو اپنے مدرسہ میں مدرس مقرر کیا، حضرت مفتی صاحب مدرسہ عین العلم کے تمام انتظامی امور بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ اگرچہ مدرسہ کی مالی حالت روز بروز خراب ہوتی رہی اور اساتذہ کی تنخواہ میں بجائے ترقی، تنزل آتا گیا، لیکن آپ دہرے کے ماں و متاع سے تمام تر استغناء کے ساتھ اپنے استاذ مولانا عبیدالحق خان صاحب کی وفات بتاریخ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ تک تقریباً پانچ سال پورے انہماک و اخلاص کے ساتھ مسند تدریس پر رونق افروز رہے مدرسہ عین العلم میں آپ سے مستفید ہونے والوں میں مولانا حافظ اعزاز علی (استاذ ادب و فقہ دارالعلوم دیوبند) اور مفتی مہدی حسن (مفتی دارالعلوم دیوبند) سرفہرست ہیں۔

اسی زمانہ میں آپ کے رفیق خاص مولانا امین الدین نے دہلی میں مدرسہ امینیہ کے نام سے ایک درسگاہ قائم کی جس کے صدر مدرس مولانا انور شاہ کشمیری مقرر ہوئے تھے لیکن کچھ خانگی وجوہات اور والد محترم کے اصرار پر آپ کو وطن واپس جانا پڑا۔ ان کے جانے کے بعد مولانا امین الدین کے ایماء پر حضرت مفتی صاحب مدرسہ امینیہ دہلی تشریف لا کر مسند تدریس پر متمکن ہوئے۔ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں مولانا امین الدین کا انتقال ہوا۔ انہی دنوں حضرت شیخ الہند مالٹا سے رہا ہو کر ہندوستان تشریف لے آئے تھے۔ انہوں نے اپنی موجودگی میں ۹ شوال ۱۳۲۸ھ میں ایک بڑے جلسے کے حضور آپ کو مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

اسی طرح مدرسہ عالیہ فتح پور کے اہتمام کی ذمہ داری بھی آپ کو تفویض کی گئی، جس کے بعد مدرسہ نے حیرت انگیز ترقی کی اور اس کا تعلیمی معیار اس قدر بلند ہوا کہ مولوی فاضل کے امتحان میں اس مدرسہ کے طلبہ ہر سال اول درجہ پر کامیاب ہوتے اور پنجاب یونیورسٹی سے تمغہ حاصل کرتے۔

خانگی زندگی

آپ کی پہلی شادی مدرسہ عین العلم کی تدریس کے دوران ہوئی، اس زوجہ سے ایک لڑکا و ایک لڑکی تولید ہوئے، لیکن بچپن ہی میں فوت ہو گئے، کچھ عرصہ بعد رفیقہ حیات بھی داغ مفارقت دے گئی۔ بعد ازاں دوسرا عقد آپ نے جناب شرف الدین کی صاحبزادی سے کیا، ان سے سات اولادیں ہوئیں (جن میں دو لڑکے دو لڑکیاں بقید حیات رہیں)۔

دہلی میں مدرسہ امینیہ کی تدریس کے ساتھ آپ انجمن ہدایت الاسلام کے دفتر میں بطور محاسب کام کرتے رہے، لیکن کچھ عرصہ بعد آپ نے محض اس وجہ سے ملازمت کو خیر باد کہا کہ بعض غلط و ناجائز حسابات آپ کو لکھنے پڑتے تھے جس کی آپ کی دینی حمیت روادار نہ تھی۔ بعد ازیں ۱۳۲۲ھ میں حافظ زاہد حسن امر وہوی کی شرکت میں کتابوں کی تجارت شروع کی، لیکن یہ شرکت بھی زیادہ دن نہ چلی۔ پھر مولوی عبدالغنی دہلوی کے ساتھ شرکت کی، جس کے نتیجہ میں کتب خانہ رحیمیہ قائم ہوا۔ یہ کتب خانہ آپ کی وفات اور اس کے بعد تک قائم رہا۔

دینی خدمات

حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنی حیاتِ مستعار اسلام اور اہل اسلام کے لئے وقف کر لی تھی، تشنگانِ علوم شرعیہ کی سیرابی اور اسلام و مسلمانوں کی خدمت کے لئے آپ نے اپنا عیش و آرام تہہ و تاب دیا، اور اسی کو اپنا مطمح نظر اور ہدف زندگی قرار دیا۔ اسی کے ساتھ آپ نے اپنے فقہی خداداد ذوق کے ذریعے اسلام کی جو خدمت انجام دی وہ رہتی دنیا تک یاد رہے گی مدرسہ عین العلم کی تدریس کے دوران ہی آپ نے فتویٰ نویسی کا شغل جاری فرما دیا تھا۔ سب سے پہلا فتویٰ جو بہت مدلل و مبسوط تھا اس کو شاہجہانپور کے تمام علماء اور خاص کر آپ کے استاذ مولانا عبیدالحق صاحب نے بہت سراہا۔ دہلی منتقل ہونے کے بعد دہلی کی تمام عدالتوں میں آپ کے فتویٰ کو معتبر سمجھا جانے لگا، اور آپ کی صاف و واضح تحریر سے عدالتوں کو کافی آسانی ہو گئی۔

خود فرماتے تھے کہ حصولِ تعلیم کے زمانہ میں، میں نے اگرچہ بہت کم محنت کی، مگر افتاء کے معاملہ میں بڑی احتیاط و حزم سے کام لیا کرتا تھا۔

فرقِ باطلہ کا تعاقب

حضرت مفتی صاحب اسلام بالخصوص دیوبندی مکتبہ فکر کے عظیم ترجمان تھے اسلامی عقائد کا دفاع اور مسلمانوں کو فرقِ باطلہ کے مکر و خداع سے بچانا صرف آپ کا نصب العین بلکہ مقصد حیات تھا۔ تحریکِ خلافت کے

خاتمہ کے بعد ۱۹۲۲ء میں جب سوامی شرما ہاند نے شدھی کی تحریک شروع کی اور ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنایا تو آپ نے بحیثیت صدر جمعیت علماء ہند اس کی روک تھام کے لئے کوششیں شروع کیں۔ تبلیغی وفد بھیجے گئے اور جلسے جلوس کے ذریعے رائے عامہ کو منظم و بیدار کیا گیا۔ آپ نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خود بھی ایک وفد لے کر بمقام اٹھینر پہنچے اور وہاں کے مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا۔

رد عیسائیت

شدھی تحریک کی طرح آپ نے دوسری باطل تحریکوں اور فتنوں کی سرکوبی میں بھی کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ عیسائی مشینریاں جو حکومت کی سرپرستی میں پورے ملک خاص مسلمانوں کو مرتد بنانا چاہتی تھیں حضرت مفتی صاحب نے ان کا مقابلہ کر کے نہ صرف پسپائی پر مجبور کیا بلکہ انہیں ملک بدر ہونا پڑا۔ رسد عین العمم میں آپ درس و تدریس کے ساتھ عیسائیوں سے مناظرہ کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے مولانا اعجاز علیؒ اس زمانے کے ایک مناظرہ کا حاضراں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

”میں حضرت مفتی صاحب سے شاہجہانپور میں سکندر نامہ پڑھتا تھا کہ معلوم ہوا کہ سبزی منڈی میں عیسائیوں نے اسلام اور داعی اسلام کے خلاف ہفتوات لکنا شروع کر دیا ہے۔ حضرت مفتی اعظمؒ اپنے ایک شاگرد کو لے کر جمع میں جا گھسے اور ان بد زبانوں پر اعتراضات شروع کر دیئے، اول تو وہ یہ سمجھے کہ کوئی ناواقف بول رہا ہے۔ مگر اعتراضات کی اہمیت نے بتایا کہ معترض کوئی معمولی آدمی نہیں۔ تو مناظرہ سے انکار کر کے گانا شروع کر دیا۔ حضرت نے تقریباً دس قدم کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر ان اعتراضات کا جواب دیا اور ان کے مسلمات ہی سے ان پر اعتراضات شروع کر دیئے۔ ہفتہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا پھر ختم ہو گیا اور اس طرح ختم ہوا کہ عیسائیوں کی تقریر میں بجز میرے (کہ میں یادداشت مرتب کرنے کی غرض سے جایا کرتا تھا) سوا کوئی ایک متنفس بھی ان کے پاس نہ جایا کرتا تھا“

انگریزی سامراج نے برصغیر میں اپنی حکومت کی زندگی بڑھانے اور عیسائیت کی نشر و اشاعت کے لئے ان تحریکوں ہی کا سہارا نہیں لیا بلکہ بعض ایسے قانونی اقدامات بھی کئے جو اس کی پالیسی میں مددگار ثابت ہو سکتے تھے۔ سردار ایلکٹ ۱۹۲۹ء، مخلوط شدیوں کا ایکٹ ایسے قانون مثال میں پیش کئے جاسکتے ہیں، حضرت مفتی اعظمؒ نے اس قانون کی مخالفت اور مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ کے لئے ۱۹۲۹ء میں ”مجلس تحفظ ناموس شریعت“ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور عام ایچی ٹیشن اور قانون شکنی کا اعلان کیا، خود بھی اس قانون شکنی میں شریک ہوئے۔ ”سردار ایلکٹ“ پر آپ کی معرکہ الآراء تنقید کو اہل علم حلقوں میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اور آپ کی یہ تحریک پورے طور کامیاب ہوئی۔

رد قادیانیت

آپ قادیانیوں کا تعاقب کر کے ان کے حقیقی چہرہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنے اور ان کے بے بنیاد مذہب

کی حقیقت اور پس پردہ کارفرما عناصر کے مقاصد کو مسدودوں پر واضح کرنے میں بھی پیش پیش رہے۔ چنانچہ شاہجہانپور میں ایک تاجر حاجی عبدالقدیر، حافظ سید علی اور حافظ مختار احمد کے ذریعے فتنہ قادیانیت نے ہاتھ پیر پھیلائے شروع کئے تو مولوی محمد اکرام اللہ خان مرحوم نے ان کے رد میں مضامین لکھے، حضرت مفتی صاحب نے اس کو ناکافی سمجھ کر خود ایک رسالہ ”البرہان“ جاری کیا جس کے مدیر آپ خود تھے۔ اس کا پہلا شمارہ شعبان ۱۳۲۱ھ میں شائع ہوا اور غالباً اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ آپ نے دہلی میں اقامت طے نہ فرمائی۔ اس رسالے میں قادیانیوں کے عقائد باطلہ کی زبردست تردید ہوتی تھی۔

فتویٰ نویسی

پہلے بتایا جا چکا کہ مفتی صاحب نے شاہجہان پور کے زمانے سے ہی فتویٰ نویسی کا کام شروع فرمایا تھا اور یہ سلسلہ دہلی میں بھی جاری رہا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً پچاس سال کے عرصے میں آپ نے لاکھوں فتاویٰ کے جوابات دیئے اس طرح آپ کے فتاویٰ کا عظیم الشان ذخیرہ، جزیات فقہ اسلامی کا لازوال خزانہ اور فقہ اسلامی میں بیش بہا اضافہ ہے۔

فتویٰ نویسی کیسے آپ ہر وقت مصروف رہتے، عام طور پر تدریس سے فارغ ہونے کے بعد دوپہر کے کھانے سے پہلے ضروری مسائل کے جوابات تحریر فرمایا کرتے، لیکن اگر کوئی وقت مقررہ سے پہلے بھی آتا تو اسی وقت اپنا کام چھوڑ کر پہلے جواب تحریر فرما کر سائل کو رخصت فرماتے ایسا بھی ہوا کہ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ کوئی مسئلہ دریافت کرنے آیا تو آپ کھانا چھوڑ کر فتویٰ نویسی میں مشغول ہو گئے، کوئی اگر بازار میں مسئلہ آپ کے پاس آتا تو وہیں کسی کو نے میں بیٹھ کر جواب تحریر فرماتے، آپ کے جوابات پر تمام علماء اور آپ کے اساتذہ کو کامل اعتماد تھا، چنانچہ جب انگریزوں سے ترک موالات کے زمانے میں لوگوں نے حضرت شیخ الہندؒ سے فتویٰ طلب کیا تو آپ نے اس مسئلہ میں فتویٰ دینے کے لئے جن تین حضرات کے نام تجویز کئے ان میں حضرت مفتی صاحب کا نام گرامی سرفہرست تھا، حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ کی یہ خصوصیت تھی کہ نہایت مختصر مگر مدلل اور عبارت واضح ہوتی کہ ہر ایک اس کو سمجھ سکے، اسی وجہ سے آپ کے فتاویٰ علماء عوام اور عدالتوں میں یکساں مشہور اور مقبول تھے۔

تصانیف

حضرت مفتی صاحب کے اوقات بہت مصروف رہتے، تدریسی اور سیاسی سرگرمیوں، فتویٰ نویسی کا کام، مختلف اداروں کی سرپرستی کی وجہ سے ہر وقت مشاغل میں گھرے رہتے، بایں ہمہ تصنیف و تالیف کے لئے وقت نکالنا بہت مشکل تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے اس میدان کو بھی نہالی نہ چھوڑا۔ آپ کی مشہور و معروف تالیف ”تعلیم الاسام“ ہے جو آپ نے بچوں کے لئے سوال و جواب کی شکل میں تحریر فرمائی مگر حقیقت یہ ہے کہ بڑے بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

یہ کتاب نہایت ضروری اسلامی عقائد اور اعمال پر مشتمل اور پاک و ہند کے اسلامی مدارس میں داخل نصاب

ہے۔ اس کے کئی زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں۔ اور آج تک لاکھوں کی تعداد میں اس کے نسخے مفید عام و خاص ہو رہے ہیں۔

آپ کے جمع شدہ فتاویٰ بھی دنیائے تصنیف و تالیف کے آسمان کا روشن ستارہ ہیں اس کے علاوہ آپ نے اپنے استاد حضرت شیخ الہندؒ کے حالات پر مشتمل ایک رسالہ تحریر فرمایا دوسرا رسالہ ”مسلمانوں کے مذہبی و قومی اغراض کی حفاظت کے عنوان سے ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا اس طرح مختلف مقالات میں خصوصاً ماہنامہ ”البربان“ میں شائع شدہ آپ کے مضامین و مقالات اور خطبات و مکتوبات کا بہت بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے۔

سیاسی خدمات

چمنستان قائم و رشیدؒ سے حضرت مفتی صاحب صرف درس و تدریس اور علوم دینیہ کے چند پھول لے کر نہیں نکلے تھے، بلکہ آپ بہت بہترین مدرس اور بے مثال مفتی ہونے کے علاوہ بحریہ سیاست کے تجربہ کار شاعر اور اس کے طوفانوں اور طغیانیوں سے نبرد آزما ہونے کا تجربہ کامل رکھتے تھے۔

حضرت شیخ الہندؒ کا وہ تاریخی جملہ آج بھی مسلم ہے۔

”جب آپ کے کسی شاگرد نے سیاسی مسئلہ کے بارے میں مفتی صاحب سے مشورہ کرنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا، بیشک تم لوگ سیاست داں ہو لیکن مولوی کفایت اللہ کا دماغ سیاست ساز ہے۔“

حضرت شیخ الہندؒ کی گرفتاری کے بعد ہندوستان کی سیاست کا رخ بدلنا شروع ہوا۔

جب کانگریس اور مسلم لیگ کا سمجھوتہ ”بیناق لکھنؤ“ کے نام سے شائع ہوا تو جماعت علماء میں سے سب سے پہلے حضرت مفتی صاحب کی نگاہ دور اندیش نے اس کی خامیوں اور مضمرات کا اندازہ لگایا اور مسلمانوں کو اس سے آگاہ کیا جس کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں نے اس سمجھوتہ کو ناقابل قبول گردانا علماء یہ خطرہ محسوس کر رہے تھے کہ اگر قومی و ملی نقطہ نظر سے مسلمانوں کو صحیح رہنمائی نہ کی گئی تو آئندہ چل کر اس سے مزید غلطیاں سرزد ہونے کا قوی امکان ہے چنانچہ ۱۹۱۹ء میں جمعیت علماء ہند کا قیام عمل میں آیا اور تمام ہندوستان کے علماء نے متفقہ طور پر آپ کو صدر منتخب کیا۔

جمعیت کا سب سے پہلا دفتر مدرسہ امینیہ دہلی میں آپ کے کمرہ میں قائم ہوا کوئی محرر اور خادم نہیں تھا، بلکہ آپ خود اور مولانا احمد سعید صاحب (ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند) اپنے ہاتھوں سے تمام کام کیا کرتے تھے۔

آپ کے بلند اخلاق اور پاکیزہ کردار اور مضبوط و محکم عزم و ارادہ کا نتیجہ تھا کہ مختلف الحیال علماء جو ہمیشہ جزوی مسائل میں الجھے رہتے تھے ایک جگہ جمع ہو کر مستقبل کے بارے میں سوچنے لگے۔

جمعیت علماء کی آپ نے اپنے ہاتھوں سے پرورش کی اور اپنی محنت و جانفشانی سے پروان چڑھایا۔ تقریباً ۲۰ برس آپ جمعیت علماء کے صدر رہے مگر تواضع و انکساری کا عالم یہ تھا کہ اس طویل عرصہ میں کبھی

سالانہ کانفرس کی صدارت نہیں فرمائی۔

قوی کاموں میں حتی الامکان اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے۔

جمعیت علماء کے اجلاس پشاور ۱۹۲۸ء میں آپ کے صاحبزادے آپ کے ساتھ تھے، استقبالیہ کمیٹی کے بے حد اصرار کے باوجود آپ نے صاحبزادے کا سفر خرچ لینے سے یہ فرما کر انکار کیا کہ یہ صدر کا بچہ ضرور ہے، مگر جمعیت کا رکن نہیں ہے اس کا سفر خرچ لینے کا مجھے کوئی حق نہیں۔

۱۹۳۰ء کی تحریک سول نافرمانی میں آپ کو بے انتہا باغیانہ اور خطرناک تقریریں کرنے کے جرم میں ۱۱/ اکتوبر ۱۹۳۰ء مطابق ۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ کو اپنے دولت خانہ واقع کوچہ چیلان سے رات چار بجے گرفتار کیا گیا۔ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی گئی اور اے کھڑس دی گئی۔

کچھ دن دہلی جیل میں رہے اس کے بعد گجرات جیل میں منتقل کر دیا گیا جہاں ڈاکٹر احمد انصاری، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی وغیرہ آپ کے ساتھ رہے۔

دوسری گول میز کانفرس (۱۹۳۱ء) کی ناکامی کے بعد دوبارہ سول نافرمانی شروع ہو گئی اس موقع پر جمعیت علماء ہند نے سول نافرمانی کی تحریک کا سب سے پہلا ڈکٹیٹر مفتی صاحب کو مقرر کیا۔ اور دفعہ ۱۱۴ کی خلاف ورزی کے لئے ۱۱ مارچ ۱۹۳۲ء بروز جمعہ جمعیت علماء کی طرف سے جلسہ و جلوس کا اعلان کیا گیا۔

مفتی صاحب جب اسٹیج پر کھڑے ہو کر اپنا طوفانی بیان پڑھنا چاہتے تھے تو پولیس نے بے تحاشہ لٹھی چارج شروع کر دیا اور نہتے عوام کو بری طرح زد و کوب کیا جب عوام منتشر ہو گئے تو آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا جیل میں عدالت قائم کی گئی اور آپ کو اٹھارہ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی پھر آپ کو نیو سنٹرل جیل ملتان میں رکھا گیا۔ وہاں مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حبیب الرحمن، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ڈاکٹر انصاری وغیرہ ساتھ تھے جیل اور قید و بند کی صعوبتیں بھی آپ کے راستہ میں رکاوٹ نہ بن سکی چنانچہ آپ نے جیل ہی میں ایک طرف سے تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا، چنانچہ مولانا احمد سعید دہلوی لکھتے ہیں کہ فتح الباری شرح بخاری کا آخری پارہ میں نے حضرت مفتی صاحب سے گجرات جیل میں سراجی اور دیوان حماسہ ملتان جیل میں پڑھا اور دوسری طرف جیل میں موجود ہندوستان کے چند حضرات سے سیاسی گفتگو اور آئندہ کا پروگرام طے فرمایا۔

مولانا احمد سعید مزید لکھتے ہیں کہ قیدیوں کے پھٹے ہوئے کپڑے عام طور پر مفتی صاحب سیا کرتے تھے اور قیدیوں سے کام لینے کو جائز نہیں سمجھتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ بھی ہماری طرح کے قیدی ہیں ان سے ہم خدمت کس طرح لے سکتے ہیں۔

مؤتمر حجاز

جب سلطان ابن سعود نے حجاز مقدس میں شریف مکہ کی حکومت ختم کر دی تو دنیا اسلام کا ایک نمائندہ اجتماع منعقد کرنے کی تجویز پیش ہوئی اسی کے مطابق ایک مؤتمر عالم اسلامی مورخہ ۲۶ ذی القعدہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۶ء کو

شریف عدنان کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں عام اسمیٰ مالک کے منتخب وفد شریک ہوئے جمعیت علماء ہند کی طرف سے جو وفد بھیجا گیا اس کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے اس عظیم شان بین الاقوامی کانفرنس میں ہند، مصر، فلسطین، جاوا، بیروت، شام، سوڈان، نجد، حجاز، روس، ترکمانستان، افغانستان اور دیگر ممالک کے وفد نے شرکت کی، مؤتمر عالم اسلامی کی سبکدوشی میں چھ افراد کو شامل کیا گیا جن میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب بھی شامل تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے مؤتمر اسمیٰ میں مرکزی کردار کے ساتھ کام کیا آپ نے حجاز کے علماء اور خود سلطان ابن سعود نے سر زمین حجاز کے انتظامی امور کے متعلق کئی اصلاحی تجاویز منظور کرائیں آپ نے حجاز میں تمام مذاہب فقہیہ اور وفد کے آزادی خیال و عمل کا مطالبہ کیا اور حجاز میں بردہ فروشی کے غیر شرعی رواج کے انسداد کی تجاویز پیش کیں ان کے علاوہ بعض دیگر اصلاحی تجاویز پیش کیں اور اپنی خداداد قوت استدلال سے منظور کرائیں۔

مصر کی مؤتمر فلسطین

جب برطانیہ نے فلسطین کو تقسیم کیا اور ایک حصہ میں یہودیوں کی حکومت قائم کر دی تو فلسطین کے عربوں میں سخت بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا اس لئے انہوں نے برطانیہ کے خلاف سخت تحریک چلائی جسے حکومت برطانیہ نے تشدد آمیز انداز میں ختم کرنے کی کوشش کی حضرت مفتی صاحب نے جمعیت علماء ہند کے زیر نگرانی مجلس تحفظ فلسطین قائم کی اور فلسطین کے مظلوموں کے لئے چندہ جمع کیا تقسیم فلسطین کے خلاف ۲۶ اگست ۱۹۳۸ء کو یوم فلسطین منایا گیا اس کے بعد قاہرہ میں عالم اسلام کی نمائندہ ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش ہوئی اور مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو قاہرہ میں جناب علی علویہ پاشا کی صدارت میں یہ مؤتمر فلسطین منعقد ہوئی جس میں عالم اسلام کے تقریباً ساڑھے تین ہزار نمائندے شریک ہوئے۔ جمعیت علماء ہند کی طرف سے جو وفد بھیجا گیا اس کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے قاہرہ پہنچنے پر حضرت مفتی صاحب کا بہت شاندار اور مثالی استقبال کیا گیا مفتی اکبر زندہ باد ہندی وفد زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں آپ کو قیام گاہ تک لے جایا گیا۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو شام کے پانچ بجے مؤتمر شروع ہوئی اتنے بڑے اجلاس میں یہ شرف آپ کے حصے میں آیا کہ صدر کے دائیں جانب کی کرسی آپ کے لئے مخصوص کی گئی سبکدوشی میں آپ کا نام سب سے پہلے رکھا گیا لیکن حضرت مفتی صاحب کی بیماری جو دوران سفر شروع ہوئی مصر پہنچ کر شدت اختیار کر گئی اور آپ شدید بیماری میں مبتلا رہے اس لئے خود مؤتمر میں شریک نہ ہو سکے اس لئے مولانا عبدالحق مدنی نے مؤتمر میں آپ کا بیان پڑھا اور آپ کی نمائندگی کی۔

جہ و جمال سے وح خاک تک، حضرت مفتی صاحب نے اپنی زندگی خدمت دین اور مذہب و وطن کی آزادی کے لئے وقف فرمائی تھی تاکہ اہل اسلام اس خطہ زمین میں سکون و اطمینان کے ساتھ تمام احکام شریعیہ کے مطابق زندگی بسر کر سکیں، لیکن یہ مجاہدین ملت اور شہیدان وطن کا خواب تھا جو آزادی کے بعد بھی پورا نہ ہوا اپنی

زندگی میں انہوں نے حصول مقصود کے لئے بڑی بڑی کھٹن منزلیں طے کیں، بڑی بڑی آفتیں جھیلیں، لیکن اس دنیا نے کون وفسد سے کوچ کرنے سے پہلے خود اپنی آنکھوں سے اپنی آرزوؤں کا خون ہوتے ہوئے بھی دیکھ گئے یہ جگر کا ناسور وہ اپنے ساتھ لے گئے زندگی میں اس کو بہتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا آپ تقریباً دس برس سے گوشہ نشین اور ہر قسم کی سیاسی سرگرمی سے دستبردار ہو گئے تھے، الہ باد کے ہند اخبار ”امرت پتریکا“ نے جب رحمۃ للعالمین کی شان میں گستاخی کی اور اس کے خلاف احتجاج کے طور پر ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء کو جامع مسجد شاہ جہانی کے سامنے جمعیت علماء کے اہتمام سے بہت بڑا عظیم الشان جلسہ ہوا اس کی صدارت آپ نے ہی فرمائی یہ دس برس گوشہ نشینی کے بعد پہلی اور آخری صدارت تھی اسی وقت سے آپ کی صحت گرنے لگی آپ ہر وقت اداس اور ملول رہنے لگے ایک دن آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہم کو اپنی زندگی میں کیا کیا دیکھن تھا کسی کو کیا خبر تھی کہ ملت اسماعیلیہ کے اس بوڑھے سپاہ سالار کے دل پر کیا گزر رہی ہے آدھی صدی دینی و سیاسی جدوجہد میں گزار کر بوڑھا شہسوار زمانہ کی ناسازگاری سے تھک چکا تھا اب اسکو نیند آرام کی ضرورت تھی۔

وفات

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کا ایک جھونکا آیا اور ۳۱ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء رات کو ساڑھے دس بجے اور نئے عیسوی سال کی آمد سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے اس بیکر اخلاص و وفا کو ابدی نیند آگئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یکم جنوری ۱۹۵۲ء ستر کروڑ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا کی خبر وفات جو نہی شہر میں پھیلی ہر طرف سناٹا چھا گیا، شہر کے تمام مسلم علاقوں میں کاروبار بند ہو گئے نماز فجر کے بعد ہی مفتی صاحب کے مکان کے باہر لوگوں کا ہجوم ہو گیا سات بجے زیارت کے لئے چہرہ مبارک سے کفن ہٹا دیا گیا اور لوگ تقریباً پانچ گھنٹے تک مسلسل قطار لگا کر زیارت کرتے گئے یہ طے کیا گیا کہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نماز جنازہ پڑھائیں گے مگر وہ وقت پر دھلی نہ پہنچ سکے اس لئے حضرت مولانا احمد سعید صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ایک لکھ آدمی شریک ہوئے اس کے بعد جنازہ ”مہرولی“ لی جایا گیا اس وقت شیخ الاسلام مولانا مدنی، مولانا قاری محمد طیب، حضرت مولانا اعجاز علی اور حضرت مولانا ابراہیم صاحب بلیاوی بھی پہنچ گئے اور آخری دیدار کے لئے تشریف لائے اس کے بعد مولانا احمد سعید اور مولوی حفیظ الرحمن واصف نے (حضرت مولانا کے بڑے صاحبزادے) قبر میں اتر کر میت کو لحد میں رکھا، تقریباً مغرب کے وقت ہزاروں انسان اپنی اس جلیل القدر اور گراں مہر دولت کو سپرد خاک کر کے واپس ہوئے۔

ہو گیا گل آہ دلی کا چراغ

۱۳۷۲ھ

کے جملہ سے نکلتی ہے تاریخ وفات اور یہی مادہ تاریخ لوح مزار پر مرقوم ہے۔

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین حمد الشاکرین، والصلاة والسلام علی سیدنا محمد و
علی آلہ وصحبہ و تابعیہم باحسان الی یوم الدین

اما بعد:

فتویٰ کی لغوی تعریف

لفظ ”فتویٰ“ فاء کے فتح کے ساتھ بھی منقول ہے اور فاء کے ضم کے ساتھ بھی لیکن صحیح فاء کے فتح کے ساتھ ہے جس کے معنی ہیں کسی بھی سوال کا جواب دینا، چاہے وہ کوئی شرعی سوال ہو یا غیر شرعی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

”يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ أَنْ كُنْتُ مَ لِرَأْيَ تَعْبُرُونَ“ (سورہ یوسف ۱۲-۱۳)

ترجمہ ”اے دربار والو! میرے خواب سے میرے خواب کی اگر ہو تم خواب کی تعبیر بتانے والے۔“

”يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنِي سَعِ نَقَرَاتِ سَمَانٍ“ (سورہ یوسف ۱۲-۱۳)

”اے یوسف! اے بچے! حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں مہٹی۔“

”قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ“ (سورہ یوسف ۱۲-۱۳)

”فیصل ہوا وہ کام جس کی تحقیق تم چاہتے تھے۔“

”يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي“ (سورہ النمل ۲۷-۲۸)

”اے دربار والو! مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں۔“

مذکورہ بالا آیتوں میں لفظ ”فتویٰ“ مطلق جواب حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کوئی شرعی حکم دریافت کرنے کے لئے نہیں۔

لیکن بعد میں لفظ ”فتویٰ“ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے خاص کیا گیا یعنی شرعی مسئلہ پوچھنے کو فتویٰ کہا گیا اور قرآن کریم میں بھی اسی معنی کے لئے استعمال کیا گیا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

”وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ“ (سورہ النساء ۴-۵)

اور تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی کہدو اللہ تم کو اجازت دیتا ہے۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ (سورہ النساء ۴-۶)

حکم پوچھتے ہیں تجھ سے سو کہدو اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کا۔

احادیث مبارکہ میں بھی لفظ ”فتویٰ“ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے

”اجروکم علی الفتیأ أجرؤ کم علی النار“

(اخرجه الدارمی فی سنہ ۱۵۷/۱)

”الاثم ما حاک فی صدرک وان افتاک الناس وافتوک“

اصطلاحی تعریف:

الاخبار بحکم اللہ تعالیٰ عن مسئلة دینیة بمقتضى الادلة الشرعية لمن سائل عنه
فی امرنازل علی جهة العموم والشمول لاعلی وحہ الالتزام (المصباح ص ۱۶)

فتویٰ کا تاریخی پس منظر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فتویٰ

رسالت کے زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود مفتی الثقلین تھے اور منصب افتاء پر فائز تھے، وحی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتویٰ دیا کرتے تھے، اور آپ کے فتاویٰ جوامع الکلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فتاویٰ (یعنی احادیث) اسد م کا دوسرا ماخذ ہیں، ہر مسلمان کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور سرِ موکسی کو انحراف کرنے کی گنجائش نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر ۵۹)

ترجمہ رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

ترجمہ پھر اگر کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کے حوالہ کر دیا کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں میں کوئی دوسرا فتویٰ دینے والا نہیں تھا، ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کو دور دراز علاقوں کے لئے کبھی کبھی مفتی بنا کر بھیج دیتے، تو وہ منصب قضاء و افتاء پر فائز ہوتے اور لوگوں کی صحیح رہنمائی فرماتے جیسے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا اور آپ ﷺ نے ان کو قرآن، حدیث اور قیاس و اجتہاد کے ذریعے سے فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے سے مسلمانوں کی ہر چیز میں یعنی عبادات میں معاملات، اخلاقیات و آداب، معاشرت سب چیزوں میں صحیح رہنمائی فرمائی، ہر بات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ و ارشادات موجود ہیں اور مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

صحابہ کرام کے دور میں فتویٰ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دار فانی سے رخصت ہونے کے بعد فتویٰ کے کام اور ذمہ داری کو صحابہ کرام نے سنبھالا اور احسن طریقے سے انجام دیا، حضرات صحابہ کرام میں سے جو فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد

ایک سوئیں سے کچھ زائد تھی، جن میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔

البتہ زیادہ فتویٰ دینے والے سات تھے جن کے نام یہ ہیں:

حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان کے علاوہ وہ صحابہ کرام جو ان سے کم فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد بھی بہت ہے ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق، حضرت ام سلمہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عثمان بن عفان، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سلمان فارسی، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابوبکرہ، حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تابعین کے دور میں فتویٰ

تعلیم و تربیت اور فقہ و فتویٰ کا سلسلہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد کہیں جا کر رکا نہیں، بلکہ اس ذمہ داری کو حضرات صحابہ کرام کے شاگردوں نے احسن طریقے سے سنبھالا اور دل و جان سے اس کی حفاظت کر کے آنے والی نسل تک کما حقہ پہنچایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں بفضل خداوندی بہت فتوحات حاصل ہوئیں، اس وجہ سے حضرات تابعین متلف بڑا د اسلامیہ میں دین متین کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔

اکثر بلاد اسلامیہ میں ایسے لوگ مقرر تھے جو لوگوں کی رہنمائی کرتے، مدینہ منورہ میں حضرت سعید بن المسیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف، حضرت عروۃ بن الزبیر، حضرت عبید اللہ، حضرت قاسم بن محمد، حضرت سلیمان بن یسار اور حضرت خارجہ بن زید، انہی کو فقہاء سبعہ بھی کہا جاتا ہے۔

بعض حضرات نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن کی جگہ ابوبکر بن الحارث بن ہشام کا تذکرہ کیا ہے ان کے اسماء کو کسی شاعر نے شعر میں جمع کیا ہے

”الا کل من لا یقتدی نائمة، فقسمتہ ضیوی عن الحفی خارجہ

فخذہم عبید اللہ عروۃ قاسم، سعید ابوبکر سلیمان خارجه“

مکہ مکرمہ میں عطاء بن ابی رباح، علی بن ابی طلحہ اور عبدالملک بن جریج یہ کام کیا کرتے تھے۔

کوفہ میں ابراہیم نخعی ابن ابی سلیمان، عامر بن شراحیل، شعبی، علقمہ، سعید اور مرہ ہمدانی، بصرہ میں حضرت حسن بصری، یمن میں طاؤس بن کیسان اور شام میں حضرت مکحول، ابودریس الخولانی، شراحیل بن السمط عبداللہ بن ابی

زکریا الخزاعی، قبیصہ بن ابی ذؤیب الخزاعی، عبد بن امیہ، سلیمان بن الحلیب الحارلی، حارث بن عمیر الزبیدی، خالد بن معدان، عبدالرحمن بن غنم الاشعری، جبیر بن نفیر، عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر، عمر بن عبدالعزیز اور جہاد بن حیوۃ اس کام میں مصروف تھے۔

ان کے اکثر فتاویٰ جات، مؤلفات، سنن، اور مسندات وغیرہ میں موجود ہیں۔

امام ابو حنیفہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تابعین میں سے ہیں، آپ کی پیدائش کے وقت بہت صحابہ کرام کوفہ میں موجود تھے، اور وہ حضرات صحابہ کرام یہ ہیں: حضرت ابن نفیل، حضرت واثلہ، حضرت عبداللہ بن عامر، حضرت ابن ابی اوفی، حضرت عتبہ، حضرت مقداد، حضرت ابن بسر، حضرت سہل بن سعد، حضرت انس، حضرت عبدالرحمن ابن یزید، حضرت محمود بن لبید، حضرت محمود بن الربیع، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوالطفیل، حضرت عمرو بن حریث، حضرت عمرو بن سلمہ، حضرت ابن عباس، حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنانہم۔

(رد المحتار، مقدمہ، ج ۱ ص ۱۳۹، ۱۵۰، طبع جدید بیروت)

آٹھ صحابہ کرام سے آپ نے روایت نقل کی ہے اور وہ یہ ہیں

حضرت انس، حضرت جابر، حضرت ابی اوفی، حضرت عامر، حضرت ابن انیس، حضرت واثلہ، حضرت ابن جبر، حضرت عائشہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا و عنہم، جمعین۔

علامہ شمس الدین محمد ابوالنصر بن عرب شاہ الانصاری الحنفی نے اپنی کتاب ”جواہر العقائد و در القلائد“ میں ان

صحابہ کرام کے نام کو شعر میں بیان فرمایا ہے جن سے امام صاحب نے روایت کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

معتقدا مذهب عظیم الشان،	ابی حنیفۃ الفتی العمان
التابعی سابق الأئمة،	بالعلم والدين سراج الامۃ
جمعامن اصحاب النبی ادرکا.	اثرهم قداقتفی و مسلکا
طریقہ واضحه المنہاج،	سالمۃ من الصلال الداحی
وقدروی عن اس و جابر،	وابن ابی اوفی کذا عن عامر
اعنی ابالطفیل ذا ابن واثلہ،	وابن ایس الفتی و واثلہ
عن ابن جز قدروی الامام،	ست عجرد ہی التمام
رضی اللہ الکریم دائماً،	عنہم و عن کل الصحاب العظما

(ادراحتار، مقدمہ، ج ۱ ص ۱۳۹، ۱۵۰)

کچھ اور بھی صحابہ ہیں جن سے امام صاحب کی روایت منقول ہے اور وہ درج ذیل ہیں

حضرت سہل بن سعد، حضرت سائب بن یزید بن سعید، حضرت عبداللہ بن بسر، حضرت محمود بن الربیع رضی

اللہ تعالیٰ عنہم۔

علامہ شامی فرماتے ہیں

”وزاد (ای ابن الحجر الہیثمی) علی من ذکر ہنا ممن روی عنہم الامام فقال
منہم سہل بن سعد ووفاته ۸۸ سنة وقيل بعدہا، ومنہم السائب بن یزید بن
سعيد، ووفاته سنة احدى او اثنين او اربع و تسعين، ومنہم عبداللہ بن بسر ووفاته
سنہ ۹۶، ومنہم محمود بن الربیع ووفاته ۹۹“ (رد المحتار، مقدمہ، ج ۱، ص ۱۵۲)

استنباط مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کا طریقہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ استنباط مسائل میں حد درجہ احتیاط فرماتے تھے آپ زمانے کے علماء کرام کی ایک
بڑی جماعت جمع کرتے اور اس جماعت میں ہر فن کے ماہر شریک ہوتے تھے جو اپنے علم و فن میں کامل دسترس
رکھنے کے ساتھ خدا ترسی و فرض شناسی اور دیگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف تھے خود امام صاحب اس جماعت کے
صدر کی حیثیت رکھتے، کوئی مشکل مسئلہ پیش آجاتا تو سب ملکر بحث و مباحثہ اور غور و خوض کرتے تھے، جب سب علماء
کسی مسئلے پر متفق ہو جاتے تو امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف کو فرماتے کہ اس کو فلاں باب میں داخل کرو۔

”روی الامام ابو حنفہ الشیرازی عن شقیق البلخی انه کان یقول: کان الامام
ابو حنیفۃ من اورع الناس و اعبد الناس، اکرم الناس، اکثرہم احتیاطاً فی الدین،
وابعدہم عن القول بالرأی فی دین اللہ عزوجل، وکان لایضع مسئلۃ فی العلم
حتى یجمع اصحابہ علیہا ویعقد علیہا مجلساً فاذا اتفق اصحابہ کلہم علی
موافقتها للشریعة قال لأبی یوسف أو غیرہ ضعہا فی الباب الفلانی اہ کذا فی المیزان
للإمام الشعرانی قدس سرہ

ونقل ط عن مسند الحوارزمی: ان الامام: اجتمع معہ الف من اصحابہ، أجلہم و
افضلہم اربعون قد بلغوا احداً لا یتھاد فقربہم وأدباہم وقال لہم: انی الجمۃ ہذا
الفقہ واسرجتہ لکم فأعینونی، فان الناس قد جعلونی جسراً علی الناس فان المنتہی
لغیری واللعب علی ظہری فکان اذا وقعت واقعة شاورہم ناظرہم وحاوہم
وسألہم، فیسمع ما عندهم من الاخیار والاثار ویقول ما عنده ویناظرہم شہراً او اکثر
حتى یستقر آحر الاقوال فیثبتہ ابو یوسف، حتی أثبت الأصول علی ہذا المنہاج
شوری، لانه تفرد بذلك کثیرہ من الائمة۔ ۱۵“ (رد المحتار، مقدمہ، ج ۱/۵۲ ادار احیاء التراث بیروت)

امام صاحب کے شاگرد

اللہ تبارک و تعالیٰ نے امام صاحب کو ایسے شاگرد عطا فرمائے تھے جنہوں نے شاگردی کا حق ادا کر دیا اور امام
صاحب کے علوم کو دنیا کے چاروں اطراف پہنچایا، ان اطراف میں امام صاحب کے علاوہ کسی دوسرے امام کے

مسلك سے لوگ واقف نہیں تھے۔

”حسبك من مناقبه اشهار مذهبه“

قوله اشتهار مذهبه ای فی عامة بلاد الاسلام، بل فی كثير من الاقالیم والبلاد

لا يعرف الا مذهبه كبلاد الروم والهند والسند وعاور السهر و سمرقند

(رد المحتار ج: ۱/ ۱۳۰ ادار احیاء التراث بیروت)

علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق ان شاگردوں کی تعداد چار ہزار ہے۔

”وروی أنه نقل مذهبه نحو من أربعة آلاف نفر“ (حوالہ بال)

فقہ حنفی بطور قانون

خلفائے عباسیہ کے دور سے لے کر گزشتہ صدی کے شروع ہونے تک اکثر اسلامی ممالک میں فقہ حنفی قانونی

شکل میں نافذ و رائج رہی ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں:

فالدولة العباسية وان كان مذهبهم مذهب جدهم ، فاكثر قضاتهاو مشايخ اسلامها

حنفية يظهر ذلك لمن تصفح كتب التواريخ و كان مدة ملكهم حزمة سنة تقريباً

واما السلجوقيون وبعد هم الحواريون فكلهم حنفيون وقضاة ممالكهم عالياً

واما ملوك زماننا سلاطين آل عثمان ايد الله دولتهم ماكر الجديدان فمن تاريخ

تسعمائة الى يومنا هذا لا يولون القضاء و سائر مناصبهم الا للحنفية

(رد المحتار مقدمہ ج: ۱/ ۱۳۱ ادار احیاء التراث)

اور آج اس پرفتن دور میں الحمد للہ ثم الحمد للہ امارات اسلامی افغانستان میں بھی مذہب حنفی پر قانونی صورت

میں عمل ہو رہا ہے۔

سلطنت مغلیہ کے بعد فتویٰ

سلطنت مغلیہ کے زوال اور انگریزی حکومت کے تسلط کے بعد فتویٰ کا کام مدارس دینیہ کی طرف منتقل ہو گیا

اور اب بھی یہ کام دینی مدارس ہی میں ہوتا ہے اس لئے کہ دینی مدارس ہی دین اور تعلیمات نبویہ کے آماجگاہ ہیں۔

جنگ آزادی کے بعد اسلام کے تحفظ اور فتویٰ کے کام کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے جانشین علماء

نے سنبھالا، ان میں اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت حکیم

الامت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ، حضرت مولانا مفتی

محمد شفیع رحمہم اللہ تعالیٰ، خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کے فتاویٰ مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔

فتویٰ کی اہمیت

افتاء کا منصب ایک عظیم الشان منصب ہے اس کی فضیلت و اہمیت ہر شخص پر روز روشن کی طرح عیاں ہے اور فقہاء کرام اور مفتیان عظام کی وہ جماعت جنہوں نے اپنے آپ کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لئے مختص کر دیا اور حلال و حرام کو معلوم کرنے کے لئے قواعد و ضوابط مرتب کئے وہ تاریک رات میں ستاروں کے مانند ہیں اور یہی لوگ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی وارث ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما واسما وورثوا العلم

فمن احذ به فقد احذ بحظ وافر“

(رواہ ترمذی فی کتاب العلم باب من احذ به فی العلم فی العبادۃ رقم ۲۶۱۲)

قرآن کریم میں ”اولو الامر“ کی اطاعت اور فرمانبرداری کو واجب اور ضروری قرار دیا گیا ایک تفسیر کے مطابق ”اولو الامر“ سے مراد حضرات علماء اور فقہاء ہیں۔

علامہ ابو بکر الجصاص فرماتے ہیں:

”اختلف في تأويل اولى الامر فروى عن حابر بن عبد الله واس عاص رواية

والحسن وعطاء ومجاهد انهم اولو الفقه والعلم“ (احکام القرآن باب فی طاعة اولى الامر ج ۲/۲۱۰)

اس طرح بعض آیتوں میں علماء کی اتباع اور امور شرعیہ کے معلوم کرنے میں ان کی طرف مراجعت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

”فَاسْئَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ الآية

ترجمہ اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

دوسری جگہ میں ہے:

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىٰ الْآيَةِ

ترجمہ پیروی کر اس شخص کے راستے کی جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

لہذا ہر شخص پر ضروری ہے کہ جب مسئلہ کے متعلق دینی رہنمائی مطلوب ہو تو حکم خداوندی معلوم کرنے کے لئے مفتیان کرام سے مراجعت کر لے جیسا کہ حضرات صحابہ کرام اپنے درپیش دینی مسائل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مراجعت کیا کرتے تھے۔

امام بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وفي الآية دلالة على وجوب المراجعة الى العلماء فيما لا يعلم.

فتویٰ کے کام کی عظمت و اہمیت اس سے بھی واضح ہے یہ سنت الہی ہے اللہ تعالیٰ نے فتویٰ کی نسبت اپنی طرف بھی کی ہے چنانچہ ”کلالہ“ کے متعلق امت کے استفتاء کے جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”يَسْتَفْتُونَكَ ، قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ“ الآية

اور عورتوں کے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ“ الآية

یہ کام امام المفتی، محبوب رب العالمین، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زندگی بھر کیا اور بیشمار فتاویٰ صادر فرمائے، کتب احادیث آپ ﷺ کے فتاویٰ سے بھری پڑی ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

”وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ“ الآية

ترجمہ اور اب یہ ذکر تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جاؤ جو ان کے لئے اتاری گئی ہے اور تاکہ لوگ (خود بھی) نور و فکر کریں۔

اسی اہمیت و عظمت کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ امت کا ایک طبقہ قرآن و سنت اور تفقہ فی الدین میں مہارت حاصل کر کے امت کے باقی طبقات کی راہنمائی کے فرائض انجام دے اور آیت قرآن کریم ”فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ“ الآية کا تقاضا بھی ہے۔

مفتی کا مقام

امام شاطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مقام مفتی پر طویل اور مفصل بحث فرمائی ہے اور اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مفتی امت میں افتاء تعلیم اور تبلیغ کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

”المفتی قائم فی الأمة مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم، والدلیل علی ذلك امور -
احدها. النقل الشرعی فی الحديث: أن العلماء ورثة الأنبياء وبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم نذیراً. بقوله تعالى: ”فلولا نفر من كل فرقة“
والثانی أنه نائب فی تبلیغ الأحكام.

والثالث ان المفتی شارع من وجه لأن ما یبلغه من الشریعة اما مقول عن صاحبها
واما مستنبط من المنقول، فالاول یكون فیہ مبلغا، والثانی یكون فیہ شارعا من
وجه، فهو من هذا الوجه واجب اتباعه والعمل علی وفق ما قاله، وهذه هی الخلافة
علی التحقیق، وقد جاء فی الحديث: ان من قرأ القرآن فقد استدرجت النوبة بین
جنبیه.

وعلی الجملة فالمفتی مخبر عن اللہ تعالیٰ كالنبي ونأخذ أمره فی الأمة بمنشور
الخلافة كالنبي والذاسموا ”اولی الامر“ وقرنت طاعتهم طاعة اللہ و طاعة الرسول
فی قوله تعالیٰ: يا ايها الذين امنوا اطيعوا اللہ و اطيعوا الرسول و اولی الامر منكم“

(المائدات: ۳/۲۲۲، ۲۲۵)

مفتی کے شرائط

مفتی کے لئے حضرات علماء کرام نے چند شرائط بیان کئے ہیں، مفتی میں ان کا پایا جانا ضروری ہے، وہ شرائط

درج ذیل ہیں

- ۱۔ مکلف ہو یعنی عاقل ہو بالغ ہو۔
 - ۲۔ ثقہ ہو۔
 - ۳۔ گناہ اور منکرات سے پوری طرح اجتناب کرنے والا ہو۔
 - ۴۔ بد اخلاق اور بے مروت نہ ہو۔
 - ۵۔ فقیہ النفس ہو۔
 - ۶۔ مسائل میں غور و فکر کی صلاحیت رکھتا ہو۔
 - ۷۔ بیدار مغز ہو۔
 - ۸۔ متقی اور پرہیزگار ہو۔
 - ۹۔ دیانت داری میں مشہور معروف ہو۔
 - ۱۰۔ مسائل غیر منصوصہ میں استنباط و تخریج پر قادر ہو۔
- علامہ نووی المجموع شرح المہذب میں فرماتے ہیں۔

شرط المفتی کونہ مکلفاً، مسلماً، ثقہ ما مونا متراًھا عن اسباب الفسق وحوارم المروءة، فقیہ النفس سلیم الذہن، وصین الفکر، صحیح التصرف والاستساط، متیقظاً.... (باب اداہ الفتوی والمفتی والمستفتی، ج: ۱/۱)

فصل: قالوا ویبغی ان یکون المفتی طاهر الورع مشہوراً. بالذیانة الظاہرة والصیانة الساہرة. (باب اداہ الفتوی والمفتی والمستفتی، ج: ۱/۱)

اسی طرح مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے کسی ماہر مفتی کے زیر نگرانی کام کیا ہو اور قواعد فقہ، زمانہ کے عرف اور اس کے احوال سے واقف ہو اور اپنے امام کے مذہب پر پورا عبور رکھتا ہو اور اس کی ظاہری ہیئت بھی شرع کے موافق ہو۔

مفتی کا فریضہ:

مفتی چونکہ احکام خداوندی کا ترجمان اور اللہ تعالیٰ و مخلوق کے درمیان واسطہ ہے اس لئے اس پر لازم ہے کہ فتویٰ دیتے وقت پوری بصیرت سے کام لے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سوچ سمجھ کر جواب دیدے مسند اگر معلوم نہ ہو تو محض انکل سے جواب دے کر اپنی آخرت خراب نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

”جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اسے بیان کرے اور جسے علم نہ ہو اسے کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے: کہ آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجرت کا خواہاں نہیں اور نہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

”یا ایہا الناس من علم شیئاً فلیقل بہ ومن لم یعلم فلیقل اللہ اعلم فان من العلم ان تقول لما لا تعلم اللہ اعلم قال اللہ تعالیٰ لنبیہ: قل ما أسئلكم علیہ من اجر وما أنا من المنکلفین، متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

اسی طرح مفتی کو چاہئے کہ جواب دیتے وقت خوف خدا اور خوف آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے پوری تحقیق کے ساتھ جواب دے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مفتی جب کسی سوال کا جواب دینا چاہے تو اسے چاہئے کہ جواب سے قبل اپنے آپ کو جنت اور دوزخ پر پیش کرے اور یہ سوچ لے کہ آخرت میں اس کی نجات کیسے ہوگی؟ پھر جواب تحریر کرے۔

”وکان مالک یقول: من أحب أن یجیب من مسئلة فلیعرض نفسه قبل أن یجیب علی الجنة والنار، وکیف یکون خلاصه فی الآخرة ثم ینجیب“

(موافقات مشہور ج ۳ ص ۲۸۶)

فتویٰ دینے میں احتیاط

فتویٰ نویسی کا کام عظیم الشان اور باعث اجر و ثواب ہونے کے ساتھ ساتھ نازک بھی ہے، اس لئے کہ مفتی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہے، اگر مسند درست بتایا تو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو کر اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر خدا نخواستہ مسئلہ غلط بتایا تو مستفتی کے عمل کا وبال بھی اسی پر ہوگا، اسی بناء پر فتویٰ دینے میں احتیاط بہت ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص بغیر حجت اور دلیل کے فتویٰ دے گا اس پر عمل کرنے والے کا گناہ بھی اسی مفتی پر ہوگا“

”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن السبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”من افتی بفتیاء من غیر ثبوت فانما اثمہ علی من افتاہ“

أحرجہ الدارمی فی باب الفتیاء وما فیہا من الشدة ج ۱۰ / ۸۳، رقم ۱۶۱ والحاکم فی کتاب العلم، ج ۱۰ / ۱۲۶

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانے میں) اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ لوگوں (کے دل و دماغ) سے اسے نکال لے بلکہ علم

اس طرح اٹھالے گا کہ علماء کو (س، نیا سے) اٹھالے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے ان سے مسئلے پوچھنے میں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے ہمد وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

”عن عبد اللہ بن عمر و بن العاص قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ لا یقصر العلم اتز اعایترعه من الناس ولكن یقبصہ بقص العلماء حتی ادالم یبق عالماً اتحد الناس رؤسا جهالا فاستلوا فافتوا بغير علم فصلوا واصدوا“

(اخر جہ البحاری فی کتاب العلم، باب کیف یقصر العلم، و مسلم ج. ۲/۳۰۰)
حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو شخص ہر پوچھی گئی بات کا جواب دیدے تو وہ پاگل ہے

”ان من افتی الناس فی کل ما سئلوا عنہ لم یحزنوا (اعلام الموقعین، ح ۱۲/۱)
حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے ابو فرج کے حوالے سے مرفوع اثر نقل کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دیدے تو اس پر زمین و آسمان کے فرشتے حنت بھیجتے ہیں۔

”من أفتی الناس بغير علم لعنته ملائكة السماء و ملائكة الأرض“

ماہ ماہ ص ۲۵۶

امام شعبی، حسن بصری و ابو حصین تابعی رحمہم اللہ سے منقول ہے وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم وگ بعض مرتبہ ایسے مسئلہ کے بارے میں فتویٰ دیتے ہو کہ اگر اس جیسا مسئلہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش آتا تو وہ اس کا جواب معلوم کرنے کے لئے تمام اہل بدر کو جمع فرماتے اور اکیسے اپنی رائے پر اعتماد نہ فرماتے۔

”وعن الشعبي و الحسن ابی حصین بفتح الحاء) التابعین قالوا ان أحدکم لیفتی فی المسئلة ولو ردت علی عمر بن الخطاب رضى اللہ عنہ لجمع لها اهل بدر“

(المؤرخ ابن کثیر، ص ۱۰۰، کتاب الفتاویٰ، ص ۱۰۰)

امام اعظم، ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ اگر علم ضائع ہوتے کا خوف اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہرگز فتویٰ نہ دیتا کہ وہ عاقبت میں ہوں اور بوجھ مجھ پر ہو۔

”وقال ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ لولا الفرق من اللہ تعالیٰ أن یضیع العلم ما أفتیت

(حوالہ بالا)

یکون لهم المہما و علی الوزر“

حضرت سفیان بن عیینہ اور حضرت یحییٰ بن یحییٰ رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لوگوں میں فتویٰ دینے پر سب سے زیادہ جسارت وہ شخص کرتا ہے جو سب سے کم علم رکھتا ہو۔

”وعن سفیان بن عیینة و سحنون: أحسر الناس على الفتيا أقلهم علماً (حوالہ بالا)

خلاصہ کلام یہ کہ منصب افتاء کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اس راہ میں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا

چاہئے۔

”لا ادری“

تحقیق اور تتبع و تلاش کے بعد اگر مسئلہ کا حکم معلوم نہ ہو یا حکم معلوم ہو لیکن اس پر تشفی اور شرح صدر نہیں تو مفتی پر اس کا جواب دینا ضروری نہیں بلکہ مفتی صاف کہہ دے کہ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں۔

اور اس طرح کہنے سے اس کی شان و عزت و مرتبہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ اس سے اور شان بلند ہوگی اس لئے کہ یہ قلبی طہارت، دینی قوت اور تقویٰ کی واضح دلیل ہے۔

یہ اصطلاح خود سرور کائنات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام و دیگر بزرگوں سے مروی ہے تو مادہ شام کون ہیں جو اس سے اعراض و اجتناب کر کے اپنی طرف سے غلط سلط جواب دینے کی کوشش کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوئی جگہ بری ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے یہی سوال کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بھی ”لا ادری“ کہہ کر جواب دیدیا۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے پوچھا، اللہ تبارک و تعالیٰ سے جواب میں فرمایا کہ باز بری جگہیں ہیں۔

”سئل السی صلی اللہ علیہ وسلم: أى البلاد شر؟“

فقال لا ادری، فسأل حریل، فقال: لا ادری، فسأل ربه عروجل، فقال شر البلاد

أسواقها (رواہ الامام احمد ج ۲/ ۸۱ والحاکم فی المستدرک ج ۲/ ۶ بسند حسن)

اسی طرح حدیث جبرئیل میں قیامت کے متعلق سوئوں کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

”ما المسئول عنها بأعلم من السائل“ بھی اسی قبیل سے ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکیمانہ جواب سے یہ نکتہ مستنبط کیا ہے کہ اگر کسی عالم سے کوئی ایسا سوال کیا جائے جس کے جواب سے وہ نہ وقف ہو تو اسے ”لا أعلم“ کہنا چاہئے اور یہ نہ سمجھنا پائے کہ ”لا أعلم“ کہنے سے وقعت ختم ہو جائے گی بلکہ حقیقت یہ رفع منزلت کا باعث ہے۔

قوله صلی اللہ علیہ وسلم ما المسئول عنها بأعلم من السائل، فيه ينغى للعالم

والمفتي وغيرهما اذا سئل عما لا يعلم أن يقول: لا أعلم وأن ذالك لا ينقصه بل

يستدل به على تقواه ووقوره علمه. (اصح المسامع شرعاً نووی، کتاب ایمان ج ۱/ ۲۸ قدیمی کتب خانہ)

حضرت ابن عباسؓ اور محمد بن عبانؓ فرماتے ہیں جب کسی عالم و مفتی کو مسئلہ معلوم نہیں تھا اس نے

”لا ادری“ نہیں کہا بلکہ اٹکل سے جواب دیا۔ تو اس پر نفس و شیطان کی ایسی ضرب لگی ہے کہ گویا اسے قتل کر ہی دیا۔

”و عن ابن عباس و محمد بن عجلان اذا اخطاء العالم ”لا ادری“ اصبیت مقاتله.

(المجموع شرح المہذب)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے:

”جنة العالم لا ادری اذا اغفله اصبیت مقاتله“

ایک دفعہ امام مالک رحمہ اللہ سے اڑتالیس مسئلے پوچھے گئے، ان سے بتیس کے بارے میں آپ نے ”لا ادری“ فرمایا، اور ایک روایت ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ چالیس مسئلے پوچھے گئے آپ نے صرف پانچ کا جواب دیا۔ بقیہ کے بارے میں فرمایا ”لا ادری“

”و عن الہیثم بن جمیل: شہدت مالکاً سئل عن تمان و اربعین مسئلة فقال فی اثنتین و ثلاثین منها ”لا ادری“

و عن مالک ایضاً انه ربما کان یسئل عن خمسين مسئلة فلا یجیب فی واحدة منها و کان یقول من اجاب فی مسئلة فیسعی قبل الجواب أن یرض نفسه علی الجدة و النار و کیف خلاصه ثم یجیب (المجموع شرح المہذب)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد حضرت اثرم کہتے ہیں کہ امام احمد صاحب کثرت کے ساتھ ”لا ادری“ فرمایا کرتے تھے۔

”و عن الاثرم سمعت أحمد بن حنبل یکثر أن یقول ”لا ادری“

مفتی کفایت اللہ صاحب اور فتویٰ نویسی

اس سے پہلے جو کچھ تاریخ فتویٰ اور اس کی اہمیت وغیرہ کے بارے میں لکھا گیا وہ مقدمۃ العلم کی حیثیت رکھتا ہے اب مقدمۃ الکتاب کے طور پر حضرت مفتی صاحب کا فتویٰ نویسی، کفایت، المفتی، اور اس پر کام کی نوعیت کے بارے میں کچھ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب دارالعلوم دیوبند سے شعبان ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۸ء میں دورۂ حدیث سے فارغ ہو کر اپنے وطن شاہ جہاں پور تشریف لائے اور اپنے اولین استاذ حضرت مولانا عبیدالحق خان قدس سرہ کے سایہ عاطفت میں مدرسہ عین العلم میں درس و تدریس اور افتاء کی خدمت انجام دیتے رہے پھر مولانا موصوف کی وفات کے بعد شوال ۱۳۲۱ھ بمطابق دسمبر ۱۹۰۳ء میں صدر مدرس اور مفتی کے عہدے پر دہلی میں تشریف لائے اور پھر عمر مبارک کے آخری لمحات تک صبر و توکل کے ساتھ انہیں مشغل میں مصروف و منہمک رہے، یعنی پچپن (۵۵) برس آپ نے تمام علوم و فنون کی تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی خدمت بھی انجام

دی۔

اس نصف صدی سے زائد کے زمانے میں آپ کے فتاویٰ غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ جاوہ، سٹرا، برما، ملایا، چین، بخاری، سمرقند، بلخ، بدخشان، ختن، تاشقند، ترکستان، افغانستان، ایران، عرب، افریقہ، امریکہ، انگلستان غرضیکہ جہاں مسلمانوں کا وجود تھا وہاں تک پہنچے۔

آپ نے فتویٰ لکھنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، مدرسے میں، گھر میں، چلتے پھرتے، دن کو، رات کو، سفر میں، حضر میں یعنی ہر وقت، ہر حال اور ہر مقام میں آپ نے فتویٰ لکھا، حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی فتویٰ لکھنے سے انکار نہیں فرمایا۔

سہ روزہ الجمعۃ اخبار میں مستقل ایک کالم ”حوادث و احکام“ کے عنوان سے آپ کے فتاویٰ کے لئے مختص تھا۔ اس میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوا کرتے تھے۔

مفتی صاحب فتویٰ نویسی میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے، ہر وقت جواب دینا آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی، فتاویٰ میں اصابت رائے آپ کا طرہء امتیاز تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ کے اساتذہ بالخصوص شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص فتویٰ طلب کرتا تو آپ سے مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے، جس وقت حضرت شیخ الہند کی خدمت میں انگریزوں سے ترک مولات کا استفتاء پیش کیا گیا تو غایت انساری کے ساتھ فرمایا کہ مجھے انگریزوں سے غیر معمولی بغض و نفرت ہے ان کے بارے میں فتویٰ دینے میں مجھے اپنے نفس پر اعتماد نہیں کہ وہ حدود کی رعایت رکھ سکے وراپے مخصوص تلامذہ میں سے فتویٰ لکھنے کے لئے جن تین حضرات کا نام لیا ان میں اولین نام حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا، آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کا فتویٰ ہمیشہ مختصر اور جامع ہوتا تھا ذیل میں اس کے چند نمونے پیش کئے جا رہے ہیں۔

تعز یہ اور ماتم

سوال: تعز یہ کیونکہ سب سے یا تعلق ہے، ماتم کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک تعز یہ بنانا ناجائز ہے۔ اور ماتم کرنا بھی خلاف شریعت ہے، کیونکہ خدا و رسول نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ محمد کفایت، اللہ کان اللہ۔ (کتاب العقائد)

سینما بینی

سوال: عام طور پر مسلمان سینما بینی کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں، آیا یہ مکروہ ہے یا حرام؟

جواب: سینما دیکھنا حرام ہے، اس میں غیر محرم عورتوں کی نیم برہنہ تصاویر کا مظاہرہ اور بولتے ہوئے ان کا گانا ہوتا ہے نیز اخلاقیات میں خلاف شریعت بہت سے افعال و اعمال کی تمثیل ہوتی ہے جو خلاق اسلامی پر بے حد مضراثر ڈالتی ہے، اس لئے مجموعہ منہیات بن جاتا ہے، پھر اسراف سب پر مستزاد ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

کچھ کفایت المفتی کے بارے میں

حضرت مفتی صاحب جو فتاویٰ تحریر فرماتے تھے ان کے نقول کو محفوظ کرنے کا معقول انتظام نہیں کیا گیا نہ ہی ان کو لکھنے کے لئے مستقل کوئی محرر تھا بس جو طالب علم فن افتاء سیکھنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اکثر ان سے فتاویٰ نقل کرائے جاتے تھے پھر روزانہ ذاک میں جو فتاویٰ روانہ کئے جاتے تھے سب کے سب رجسٹر پر نہیں چڑھائے جاتے تھے صرف ہم اور مفصل فتوے رجسٹر میں درج کئے جاتے تھے۔ ان رجسٹروں اور نقول فتویٰ کے بارے میں کفایت المفتی کے مرتب حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا حفیظ الرحمن واصف تحریر فرماتے ہیں

”آپ نے ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۸ء سے فتویٰ لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ بمطابق ۱۹۰۳ء میں دہلی تشریف لائے، لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتاویٰ کا سب سے پہلا رجسٹر بیع الاول ۱۳۵۲ھ بمطابق جون ۱۹۳۳ء سے شروع ہوتا ہے، یعنی چھتیس برس فتویٰ لکھنے کے بعد۔ اس میں آپ کے حین حیات میں صرف پانچ عدد رجسٹروں فتاویٰ تیار ہوئے، چار رجسٹر بھرے ہوئے ہیں، چوتھے رجسٹر میں آخری فتویٰ مورخہ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۴۴ء کا ہے، اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانے میں پانچویں رجسٹر پر صرف پچیس (۲۵) فتوے درج ہوئے، ان رجسٹروں میں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نائب مفتی حضرت مولانا حبیب مرسلین صاحب اور دیگر نائبین و تلامذہ کے فتاویٰ بھی مخلوط ہیں، کل فتاویٰ کی تعداد تقریباً دو ہزار آٹھ سو چودہ (۲۸۱۴) ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نو جلدوں پر مشتمل مفتی صاحب کے فتاویٰ کا ذخیرہ کہاں سے آگیا اور کیونکر مہیا ہوا تو اس بارے میں مولانا حفیظ الرحمن واصف صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

”ضروری تھا کہ موجودہ ذخیرہ کے علاوہ مزید ذخیرہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ بار بار اعلان کیا گیا اشتہار طبع کرایا گیا جواب تک بھی مدرسے کی روزانہ ذاک میں رکھ کر مستقل طور پر بھیجا جا رہا ہے، جب باہر سفر میں جانے کا اتفاق ہوا تو دو گوں کو توجہ دائی گئی اور اس طرح بھی کچھ فتوے دستیاب ہوئے کچھ نقول فتاویٰ کی کتبیں گھر میں محفوظ تھیں، کچھ فتاویٰ مطبوعہ کتب میں تھے، غرضیکہ جو کچھ بھی جہاں سے ملا مجموعہ میں شامل کیا گیا اور اس مجموعہ فتاویٰ کا نام کفایت المفتی رکھا گیا“

سے لکھتے ہیں۔

”جو فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔

اول وہ فتاویٰ جو نقول فتاویٰ کے رجسٹروں میں سے لئے گئے ہیں ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ ”المفتی“ پر نمبر ہے اور مفتی کا نام مختصر پتہ اور تاریخ روائی بھی درج ہے، بعض جگہ سول نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ ”جواب دیگر“ کے اوپر مفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔

دوسرے وہ فتاویٰ جو سرور ذہ ”الجمعیۃ“ سے لئے گئے ہیں ان میں لفظ سول کے نیچے حوالہ لکھا گیا ہے۔

تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کئے گئے یا مطبوعہ کتابوں میں سے لئے گئے۔
لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے
سیریل نمبر ہے۔

کفایت المفتی پر کام کرنے کی نوعیت

دیکھ رہے کہ فتاویٰ کی کتابوں میں کفایت المفتی چونکہ تفصیلی کتاب تھی قدیم مسائل کے ساتھ اس میں
نئے نئے مسائل کا حل بھی تھا، لیکن جوابات باحوالہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف زیادہ التفات نہیں کیا جاتا
۔ اسی طرح فہرست و عنوانات نہ ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لئے اس بحرِ خار سے استفادہ ممکن نہیں تھا۔ اس
لئے جامعہ فاروقیہ کے ”بجۃ المشرعین“ نے مناسب سمجھا کہ اس پر کام کیا جائے اور پھر طبع کرایا جائے تاکہ عوام
و خواص سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہو۔

”بجۃ المشرعین“ کی طرف سے جو امور کفایت المفتی پر کام کرنے کے لئے منتخب ہوئے ان کا مختصر خاکہ
درج ذیل ہے۔

تخریج

کفایت المفتی میں اکثر و بیشتر فتاویٰ بغیر تخریج کے ہیں یعنی بے حوالہ ہیں، اگر کہیں حوالہ ہے تو وہ بھی
بالمعہوم کے درجے میں ہے، اس لئے ان کی تخریج کی گئی اور ہر فتویٰ کا حوالہ لکھا گیا اور جو حوالہ جات پہلے سے
وجود تھے ان کی دوبارہ مراجعت کر کے نئے ایڈیشنوں کے مطابق کتاب کا صفحہ، جلد، باب اور مطبع لکھا گیا۔
تخریج میں شیخ، ایم سعید سے سبع شدہ فتاویٰ شامیہ، مکتبہ ماجدیہ و مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ سے طبع شدہ فتاویٰ
الانگیریہ، قدیمی کتب خانہ اور شیخ، ایم سعید سے چھپے ہوئے صحاح ستہ کے نسخوں سے استفادہ کیا گیا ہے اور حاشیہ
میں مطبوعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان کے علاوہ دوسری کتابوں سے حوالہ لکھنے میں ہر ایک کے ساتھ مطبع نکلنے کا
اہتمام کیا گیا ہے۔

عنوانات

کفایت المفتی میں ہر مسئلے کا الگ عنوان نہیں تھا، بلکہ کتاب، باب اور فصل کے تحت متعلقہ مسائل درج کئے
گئے تھے، اب ہر مسئلے کا الگ عنوان قائم کیا گیا تاکہ مطلوبہ مسئلہ کا نام آسان ہو جائے اور اس سے استفادہ جلد ممکن
ہو۔

بعض مقامات میں ایک سوال کے تحت مختلف سوالات ہیں جن میں سے ہر ایک کے لئے الگ الگ
عنوانات قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تفصیلی فہرست

فہرست میں صرف کتاب، باب اور فصل کا تذکرہ تھا، عنوانات نہ ہونے کی وجہ سے ہر مسئلے کا ذکر نہیں تھا اب چونکہ ہر مسئلے کا عنوان ہے اس لئے فہرست میں ہر مسئلے کا عنوان لکھا گیا تو تفصیلی فہرست مرتب ہو گئی۔

غیر مفتی بہ فتاویٰ کی نشاندہی

بعض مسائل کا دار و مدار عرف پر ہوتا ہے، عرف اور زمانہ تبدیل ہونے کی وجہ سے حکم تبدیل ہو جاتا ہے، اس لئے کفایت المفتی میں وہ فتاویٰ جو مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے زمانے میں مفتی بہ تھے اب وہ غیر مفتی بہ ہیں یا کسی مسئلے کا ہندوستان میں الگ حکم ہے اور پاکستان میں الگ، تو ان مسائل کی وضاحت اور نشاندہی کی گئی ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو قبول فرمائے اور محنت کرنے والوں کے لئے اسے صدقہ جاریہ بنائے۔
آمین ثم آمین

فللہ الحمد اولاً و آخراً، و طاهرًا و باطناً، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و علی
آلہ و صحبہ و بارک و سلم و الحمد للہ رب العالمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد و نعت

از حضرت مفتی عظیم مورانا محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ

يَا خَالِقَ الْأَرْوَاحِ وَالْأَنْدَادِ
اے وہ کہ تو نے ارواح و اجسام کو پیدا کیا
يَا مُؤَدِّعَ الْأَلْوَانِ فِي الرِّيحَانِ
پھولوں کو مختلف رنگ عطا کیے
يَا مُرْسِلَ الشُّرُجِ اللَّوَاغِ رَحْمَةً
ہواؤں کو حاملِ رحمت بنا کر بھیجا
يَا سَاقِيَ السَّرْوِصِ الْبَهِيِّ نَضَارَةً
تر و نازہ گلستانوں کو رعنائی سے سیراب کیا
يَا خَاسِرَ الْأَحْسَادِ مِنْ نَعْدِ الْبَلِي
وسیدہ اجسام کو از سر نو اٹھانے والا تو ہے
حَمْدُكَ اللَّهُمَّ رَبِّي نَالِعًا
اے اللہ میرے پروردگار تیری ستائش کی
حَمْدُكَ كَمَا أَنْتَ اصْطَفَيْتَ لِنَفْسِكَ
ستائش ہے تیرے لیے جیسی کہ تو نے اپنے لئے
أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَى الْعِبَادِ مُقِيتُهُمْ
تو اپنے بندوں سے باخبر اور ان کا نگراں ہے
شَهِدَتْ بِتَوْحِيدِ إِلَهِ سَمَائِهِ
گواہ ہیں خدا کی یکتائی پر آسمان
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْمُنِيرُ بَصُورُهَا
اور سورج اور اسی کی روشنی سے چمکنے والا چاند
يَا مُنِيتَ الْأَرْوَاحِ فِي الْبُسْتَانِ
اے وہ کہ تو نے چمن میں پھولوں کو اُگایا
وَمُزَيْنَ الْأَفْلَاكِ بِالشُّهُبَانِ
ستاروں کو ستاروں سے سجایا
يَا مُرِلَ الْأَمْطَارِ بِالْهَطْلَانِ
موسلا دھار بارشیں نازل کیں
يَا مُخْرِجَ الْأَتْمَارِ وَالْقُنُونِ
پھل اور کھجور کے خوشے پیدا کیے
يَا نَافِخَ الْأَرْوَاحِ فِي الْجُثَمَانِ
جسمے میں روح پھونکنے والا تو ہے
أَقْصَى الْمَدَى مِنْ قُوَّةِ الْإِنْسَانِ
کوشش کرتا ہوں۔ قوتِ انسانی کے آخری حد و تک
أَسْنَى الْمَحَامِدِ مُحْكَمَ الْأَرْكَانِ
پسند کی ہے۔ تمام ستائشوں سے بابا تر پائدار
أَنْتَ الْعَلِيمُ بِمَنْ يُطِيعُ وَجَابِي
تو طاعت شعاروں اور خط کاروں کو جاننے والا ہے
وَبُرُوجُهَا كَالْجَدْيِ وَالْمِيزَانِ
اور اس کے بروج مثلاً جدی و میزان
وَجُومُهَا وَالْأَرْضُ ذَاتُ حِسَانِ
اور تمام ستارے، در زمین جو مرکز حسن و جمال ہے

وَوَهَاذَهَا وَحَالَهَا وَبِخَارُهَا
 اور گھٹیوں اور پیار اور سمندر
 سَهْدَتْ بِهِ ذَرَاتُ زَمَنِ عَالِحِ
 گوہ ہیں اس کی کیتلی پر رگت نور کے ذرات
 أَوْزَاقُهَا وَعُصُوبُهَا وَثَمَرُهَا
 باغوں کے پتے، شاخیں اور پھل
 ثُمَّ الصُّوْفُ عَلَى الْبَدَىٰ فَذُجَاءُ نَا
 اس کے بعد درود و سدا ہے اس پر جو ہمارے
 بِصَاءٍ صَافِيَةٍ بَقِي لَوْنُهَا
 صاف ستھری شریعت جو تحریف
 أَلْهَاسِي مَيِّ الْأَطْحَىٰ مُحَمَّدٍ
 محمد با شمی کی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے دشمنوں
 الْحَامِدِ الْمَحْمُودِ أَحْمَدُ الْبَدَىٰ
 خدا کا حقیقی ثنا گر و خود قابیل ستارش ہمارا احمد
 ثُمَّ اللَّيْلُ أَحَارَهُمْ مَوْلَاهُمْ
 پھر سدا ہے ان پر جن کو ان کے پروردگار نے
 حَارَوا الْفَصَائِلَ نَهَ فَاذُوا الْمُسَىٰ
 جو نے نذر فضل کو جمع کر کے مقاصد میں کامیاب اور

وَحَمِيعُ مَا فِيهَا مِنَ الْحَيَاتِ
 اور سمندر کی تمام مچھلیاں
 وَنَاتُهَا وَالرُّؤُصُ ذُو أَفْنَانِ
 ورنہ ان کی بوٹیوں اور گھنے بانگات
 أَرْهَارُهَا وَسَمَائِمُ الرِّيحَانِ
 پھوں اور پھوول کی خوشبوئیں
 بِسَرْبَعَةِ عَرَاءِ ذَاتِ أَمَانِ
 یک روتن اور پر من شریعت کے کریا
 عَرِ وَصَمَةِ التَّحْرِيفِ وَالنَّقْصَانِ
 ورنہ کی بیستی کے عیب سے پاک ہے
 مَنْ حَوْلَ الْأَعْدَاءِ كَالْإِحْوَانِ
 کے در پھیر رن کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیں
 نَحَى الْوَرَى مِنْ حُفْرَةِ الْبِرَانِ
 جس نے مخلوق کو جہنم کے گڑھے سے نجات دلوائی
 لِنَحْمِلِ الْأَحْصَارَ وَالْقُرْآنِ
 حدیث و قرآن کی امانت برداری کے لیے چڑھیں
 وَسَقُوا شَرَابَ الْفَضْلِ وَالرَّضْوَانِ
 خدا کی مہربانی و خوشنودی کی شراب سے سرشار ہوئے

دیباچہ

جہاں جہاں نظر آئیں تمہیں ابو کے چراغ
مسافرِ ان محبتِ ہمیں دے دینا

ھوالموفق

سُبْحَنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

بڑے طویل انتظار کے بعد ”کفایت المفتی“ کی پہلی جلد مدینہ نظریں کی جا رہی ہے۔ افسوس ہے کہ اس اہم کام کے انجام پذیر ہونے میں بہت تاخیر ہوئی لیکن بضوئے کُلِّ امْرِئٍ مَّرْهُوْنٌ بِأَوْفَاتِهَا۔ اس کے لیے یہی وقت مقدر تھا۔

حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ کے علم و فضل و رتفقا فی الدین کی امتیازی خصوصیت سے کون واقف نہیں۔ مہدِ افیض نے آپ کو شروع سے ہی افتاء کا ذوق اور رتفقا فی الدین کا ملکہ فضلہ عطا فرمایا تھا۔

آپ دارالعلوم دیوبند سے شعبان ۱۳۱۵ھ مطابق دسمبر ۱۸۹۷ء میں فارغ التحصیل ہو کر اپنے وطن مالوف شاہ جہان پور تشریف لے گئے اور جاتے ہی اپنے اذیلین استاد حضرت مولانا عبید الحق خان قدس سرہ کے سایہ عاطفت میں ”مدرسہ عین العلم“ سے وابستہ ہو گئے۔ درس و تدریس اور افتاء کی خدمت انجام دینی شروع کر دی۔ اور پھر مولانا موصوف کی وفات کے بعد شول ۱۳۲۱ھ مطابق دسمبر ۱۹۰۳ء میں شیخ الحدیث (صدر مدرس) اور مفتی کے عہدے پر ہی دہلی تشریف لائے۔ عمر مبارک کے سخری لمحات تک صبر و توکل کے ساتھ انہیں مشاغل میں منہمک رہے۔ یعنی پچپن برس آپ نے تمام علوم و فنون کی تعلیم و تدریس کے ساتھ خدمتِ افتاء انجام دی۔ اس نصف صدی سے زائد کے زمانے میں آپ کے فتاویٰ غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ جاوا، سماٹرا، برما، ملایا، چین، بنی، سمرقند، بلخ، بدخشاں، ختن، تاشقند، ترکستان، افغانستان، ایران، عرب، افریقہ اور انگلستان غرضیکہ جہاں بھی مسلمانوں کا وجود ہے، وہاں تک پہنچے۔ اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس طویل مدت میں آپ نے کتنے فتوے تحریر فرمائے۔ فتویٰ لکھنے کے لیے آپ نے کبھی کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا۔ مدرسے میں، گھر میں، چلتے پھرتے، دن

کو، رات کو، سفر میں، حضر میں غرضیکہ ہر وقت میں، ہر حال میں، ہر مقام میں آپ نے فتویٰ لکھا، حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی فتویٰ لکھنے سے انکار نہ فرمایا۔ اگر کم سے کم ایک فتویٰ روزانہ کا اوسط لگایا جائے، تب بھی بیس ہزار فتوے ہوتے ہیں۔

درس و تدریس کے علاوہ مدرسہ امینیہ اور مدرسہ عالیہ فتحپوری کے انتظام و اہتمام کی ذمہ داریاں اور پھر سیاسی و ملی خدمات جلیلہ، جنگ آزادی میں شرکت و رہنمائی اور قید و بند کے مصائب۔ یہ سب مجاہدات بھی پورے انہماک سے جاری رہے اور خدمتِ افتاء بھی قائم رہی۔ مرضِ وفات میں بھی عیادت کے لیے حاضر ہونے والے حضرات کو مسئلہ بتانے اور سمجھانے کا مشغلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ وقت موعود پہنچا اور مورخہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ (۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء) کو علومِ نبویہ کا یہ زردن اور اسین لہی کا خادم آغوشِ رحمت میں جا سویا۔ بِرَّكَ اللّٰہِ مُصْطَفٰہُ وَنَوَّارِ صِرَیْحَہ۔ آپ کا مزارِ مبارک مہروں میں ظفر محل کے پھٹک کے نزدیک درگاہِ حضرت خواجہ قسب الدین بختیار کاکیؒ کے باہر واقع ہے۔

تقسیم ہند کے بعد احقر نے حضرت موصوفؒ کی سوانح عمری لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ کافی عرصے تک اس کے لیے مواد اور یادداشتیں جمع کرنا رہا۔ ارادہ یہ تھا کہ سوانح عمری مرتب کرنے کے بعد فتاویٰ کی جمع ترویج کا اہم کام بھی شروع کیا جائے گا۔ ان دونوں کاموں کے لیے سہ روزہ اخبارِ الجمعیتہ دہلی کے مکمل فائل کی بھی سخت ضرورت تھی۔ جمعیتہ علمائے ہند کے ایم تائیس سے ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء تک تقریباً بیس سال آپ اس کے صدر بھی رہے۔ سہ روزہ الجمعیتہ اسی عہد مسعود کی یادگار ہے۔ علاوہ اس کے کہ آپ کی سیاسی و ملی خدمات کے تذکرے میں اس سے کافی مدد ملتی ہے۔ ایک مستقل کام فتاویٰ کے لیے بھی مخصوص تھا۔ ”حوادث و احکام“ کے عنوان سے آپ کے فتاویٰ اخبار مذکور میں شائع ہوتے تھے۔ اس کا مکمل فائل نہ تو اخبار کے دفتر میں موجود تھا، نہ جمعیتہ علمائے ہند کے دفتر میں۔ نہ کسی لائبریری میں۔ بہر حال اللہ کا نام لے کر اخبار کے پرچے جمع کرنے شروع کیے۔ ور کچھ نہ پوچھے کہ کیسی مشکلوں سے پانچ چھ برس لگا تار دیوانہ وار جستجو میں لگے رہے اور رقم کثیر صرف کرنے کے بعد فائل جمع ہوا۔

سوانح کی تسوید پہلے سے جاری تھی اور ابھی وہ ابتدائی منزلوں میں تھی کہ حضرت کی وفات کا سانحہ جاں گداز پیش آیا اور دل و دماغ کی دنیا زیروز بر ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی کی مجلس منتظمہ نے احقر کی عزت افزائی فرمائی۔ نائب مہتمم کا عہدہ تجویز فرما کر انتظامی خدمت تفویض فرمائی۔ اگرچہ ضابطے میں عہدہ

نائب مہتمم کا تھا مگر عملی طور پر انتظام و انتظام کی پوری ذمہ داری احقر کے اوپر تھی۔ پھر تقریباً ڈھائی سال نائب مہتمم رہنے کے بعد باضابطہ مہتمم کا عہدہ تفویض کر دیا گیا۔ بگڑتے ہوئے حالات کی وجہ سے انتظامی مصروفیت میں بے انتہا زیادتی ہو چکی تھی اور سوانح نگاری کا کام پہلے ہی ملتوی ہو چکا تھا۔

جیسے کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، احقر کا ارادہ تھا کہ فتویٰ کی جمع و تبویب کا کام سوانح کی تکمیل کے بعد شروع کیا جائے گا۔ لیکن اب حالات بدل چکے تھے۔ بڑے غور و فکر کے بعد دل نے یہ فیصلہ کیا کہ چوں کہ سوانح بالکل نامکمل حالت میں ہے اگر اس کو جاری رکھا جائے تو طویل مدت درکار ہوگی و اس سے زیادہ اہم کام یعنی تبویب و جمع فتویٰ میں بہت زیادہ تاخیر ہو جائے گی۔ ہذا اب پہلے یہی شروع ہونا چاہیے۔ چونکہ یہ کام خاص علمی کام تھا۔ رفقاء و اقربان سے استدعا کی کہ اس اہم کام کو شروع کریں یا احقر کے ساتھ تعاون فرمائیں مگر افسوس کہ ان کے کچھ اور ہی عزائم تھے۔ کسی نے بانی نہ بھری۔ اپنی کم علمی و بے بضاعتی کی وجہ سے سخت تردد تھا اور ہمت پست ہوئی جا رہی تھی۔ جب یاس اپنے نقطہ کمال پر پہنچی تو موفق حقیقی کے فضل و کرم نے سہارا دیا۔ اس کی کار سازی پر بھروسہ کر کے فتاویٰ کو جمع کرنے و مربوط کرنے کا عزم مصمم کر لیا اور یہ سوچ یا کہ تبویب صحیح ہو یا غلط کم از کم اسناد تو ہوگا کہ فتویٰ کا ذخیرہ کبھی ہو کر سامنے آئے گا۔ اس طرح تائید نہیں نے شر میں خیر کی صورت پیدا کر دی۔ وَلَا خَيْرَ فِي مَنْ لُبَسُ بَعْرُفٍ حَاسِدُهُ

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ فتاویٰ کا ذخیرہ کہاں سے حاصل کیا جائے اور کیونکر مہیا کیا جائے؟ مدرسہ امینیہ میں جو کچھ تھا وہ ناکافی تھا۔ افسوس کہ نقول فتاویٰ کو محفوظ رکھنے کا معقول انتظام کبھی نہیں کیا گیا۔ آپ نے ۱۳۱۶ھ ۱۸۹۸ء سے فتویٰ لکھنا شروع کیا، ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۳ء میں دہلی تشریف لائے۔ لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتاویٰ کا سب سے پہلا رجسٹر رنج۔ دل ۱۳۵۲ھ مطابق جون ۱۹۳۳ء سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی چھتیس برس فتویٰ لکھنے کے بعد نقول فتاویٰ کا انتظام ہوا۔ مگر یہ انتظام بھی ناکافی اور ناقص تھا۔ مدرسے میں آپ کے حین حیات میں صرف پانچ عدد رجسٹر نقول فتاویٰ تیار ہوئے۔ چار رجسٹر بھرے ہوئے میں چوتھے رجسٹر میں آخری فتویٰ مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ (اکتوبر ۱۹۴۴ء) کا ہے اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانے میں پانچویں رجسٹر پر صرف ۲۵ فتوے درج ہوئے ان رجسٹروں میں حضرت مفتی اعظم کے فتاویٰ کے علاوہ نائب مفتی حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اور دیگر نابین و تلامذہ کے فتاویٰ بھی مخلوط ہیں کل فتاویٰ کی تعداد تقریباً ۲۸۱۴ ہے۔

واضح ہو کہ آپ دارالافتاء مدرسہ امینیہ کے بھی اور دارالافتاء جمعیتہ علمائے ہند کے بھی صدر مفتی تھے

جب فتاویٰ کی آمد اور آپ کے مشاغل میں زیادتی ہو گئی تو دونوں جگہ ناب مفتی رکھے گئے جو آپ کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔

ندراج فتاویٰ کے لیے کوئی مستقل محرر رکھی نہیں رکھا گیا آپ کی خدمت میں جو تلامذہ فن افتاء سیکھنے کے لیے حاضر ہوتے تھے اکثر نقل فتاویٰ کی خدمت وہی انجام دیتے تھے۔ یادگیر طلبہ سے یا محررہ رسد سے نقل کرا لیے جاتے تھے۔ روز نہ کی ڈک میں جو فتویٰ روانہ ہوتے تھے وہ سب کے سب رجسٹر پر نہیں چڑھائے جاتے تھے۔ صرف اہم اور مفصل فتوے درج رجسٹر ہوتے تھے۔ بعض اہم فتاویٰ آپ اپنے قلم مبارک سے بھی نقل فرماتے تھے آپ کے قلم مبارک کی کچھ نقول رجسٹروں پر بھی موجود ہیں اور علیحدہ کاغذوں پر بھی ہیں جو گھر کے کاغذات میں دستیاب ہوئیں۔

ضروری تھا کہ موجود ذہیرے کے علاوہ مزید ذخیرہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ بار بار اعلان کیا گیا۔ اشتہار طبع کرایا گیا جو ب تک بھی مدد سے کی روز نہ ڈاک میں رکھ کر مستقل طور پر بھیجا جا رہا ہے۔ جب باہر سفر میں جانے کا اتفاق ہوا تو لوگوں کو توجہ دلائی گئی اور اس صرح بھی کچھ فتوے دستیاب ہوئے۔ کچھ نقول فتاویٰ کی کتابیں گھر میں محفوظ تھیں۔ کچھ فتویٰ مطبوعہ کتب میں تھے۔ غرضیکہ جو کچھ بھی جہں سے ما مجموعہ میں شامل کیا گیا۔ اور اس مجموعہ فتوئی کا نام کفایت المفتی رکھا گیا۔

حضرت کی وفات کے بعد سے یہ کام اب تک جاری ہے۔ اور قارئین کرام متحیر ہوں گے کہ سوہ برس میں بھی کفایت المفتی منظر عام پر نہ آسکا۔ اس کا ایک جواب تو محض اظہارِ ندامت و راتپہ افسوس ہے۔ لیکن چھ نہ کچھ عذر پیش کرنا ہی پڑتا ہے۔ وَالْعُذْرُ عِنْدَ الْكَرَامِ النَّاسِ مُقُولٌ۔

لغزشیں و اصف کی جو مشہور دوراں ہو گئیں	خوش نصیبی سے وہی فرصت کا سماں ہو گئیں
ایک دو گھنٹیاں ملی تھیں کام کی سن میں	ناگہاں دیکھا کہ غفلت میں ریزاں ہو گئیں
مل گیا اے ہم نشیں! اخلاص و محنت کا صلہ	کیسی کیسی حسرتیں نذر حریفان ہو گئیں
ہو گیا پیار پنا جذبہ فکر و عمل	دس کی ساری قوتیں مصروفِ صوفان ہو گئیں
جود آگن تھیں یہاں کیا کیا مبارک بستیاں	دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے پنہاں ہو گئیں
اب کہاں و صف ملیں گی وہ گذشتہ محبتیں	سب وہ باتیں سر بسر خواب پریشاں ہو گئیں

حقیقت یہ ہے کہ حضرت واعدہ جد کی وفات کے بعد احقر کی ناتواں ہستی پر اس قدر پے در پے آفت

و مصائب کا نزول ہوا کہ زندگی کا نظام بالکل درہم برہم ہو گیا۔ ورخص کر دے کے ساتھ انتہائی تعلق بڑا ہی کٹھن اور حوصلہ شکن ثابت ہوا۔ یہ جرعدہ مرد آرمائے کو پی تو لیا۔ یمن س کے عواقب و نتائج نے دن کا چین اور راتوں کی نیند حرام کر دی اور زندگی اجیرن بنا دی۔ حالات ایسے پیدا کیے گئے اور حادثات سے پیش آئے کہ دل کی ساری قوتیں و درخ کی ساری صلاحیتیں مد سے کوسنبھالنے اور حالات کا مقابلہ کرنے میں صرف ہوتی رہیں۔ اور جسم و روح کی تازگی و توانائی غم و اندوہ اور لم و اضطراب کی نذر ہوتی رہی۔ وقت یہ تماشہ دیکھتا رہا اور فحانہ مسکراہٹ کے ساتھ گزرتا رہا۔ اِنَّمَا اَسْكُوْا بَنِيَّ وَ حُرْسِيْ اِلٰى اللّٰهِ ۝

یمن ان تمام حوادث و موانع اور تیرہ بختیوں کے باوجود نہ نخی نہ دل میں یک چرخ جل رہا تھا۔ یعنی کفایت لمفتی کا فکر و وقت تازہ تھا۔ اور یہی وہ فکر تھا جس نے شدید ترین صعوبتیں جھیل بیٹے و رکڑوے سے رکڑوے گھونٹ پی جانے اور ہر قسم کی توہین و تحقیر برداشت کر بیٹے پر مجبور کر دی۔

یہ دنیا سازگار آئے نہ آئے لیکن اے وصف بہر صورت ہمیں جینا یہاں یوں بھی ہے اور یوں بھی

تبویب تو حق نے حضرت کی وفات کے بعد شروع کر دی تھی۔ اور تبویب کے مطابق مسودہ کا کام بھی بہت کچھ نمٹا لیا چکا تھا۔ پانچ ساں کام کرنے کے بعد متوی کرنا پڑا۔ بہت عرصے تک متوی رہا۔ ایک اور صاحب کے بھی سپرد کیا گیا مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ شروع ہوا پھر مل متوی ہو۔ پھر شروع ہو پھر متوی ہوا۔ بار بار ایسا ہوتا رہا۔ غرض کہ آٹھ سال تک تسلسل قائم نہیں رہ سکا۔

رفتہ کہ خارا از پاشتم محمل نہاں شد از نظر یک لحظہ غافل بودم و صد سالہ رہم دور شد

آخر میں اب سے پانچ سال قبل پھر احقر نے توفیق یزدی ہمت کر کے کام شروع کیا۔ اور کارسہ حقیقی کا اکھ لاکھ شکر ہے کہ پہلی جلد قرعین سے پیش نظر ہے۔ اس کے بعد نشاء اللہ بہت جلد دوسری جلد شائع ہوگی۔ پوری کتاب نو جلدوں میں شائع ہوگی، اور جو فتاویٰ اس اثناء میں دستیاب ہوں گے ان کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔ اور جو طباعت کے بعد موصول ہوں گے ان کو آئندہ ایڈیشن میں شامل کرنے کے لیے محفوظ رکھا جائے گا۔

فتویٰ کو مہیا کرنے اور جمع کرنے کے علاوہ تسوید کے وقت بڑی دشواریاں اور مشکلات پیش آئیں رجسٹروں پر جن لوگوں نے فتویٰ درج کیے تھے ان میں سے کثر نہایت بد خط تھے۔ ان کے لکھے و پڑھنے میں سخت محنت کرنی پڑی۔ بعض مرتبہ تو ایسا ہوا ہے کہ یک ہی فتوے کو پڑھنے اور سمجھنے میں کئی گھنٹے لگ گئے۔ عربی عبارتوں میں ناقصین نے اکثر غلطیاں کی ہیں۔ ان عبارتوں کو اصل کتبوں سے درست کیا گیا۔ حضرت مفتی اعظم نے جہاں

حوالہ میں صرف کتب کا نام تحریر فرما دیا ہے صفحہ و باب وغیرہ نہیں لکھا ان حوالوں کو اصل کتاب سے نکالنے میں بھی بہت وقت صرف ہوا۔ بہرحال کہیں عربی عبارت میں کچھ شک ہو یا بدخطی کی وجہ سے صاف پڑھی نہیں گئی حتیٰ الامکان اس کو اصل کتاب میں تدریس کر کے درست کر دیا گیا ہے۔ ورنہ حوالہ کا صفحہ بھی درست کر دیا گیا ہے۔

فتاویٰ کو درج کرنے میں بہت احتیاط برتی گئی ہے۔ جو فتاویٰ بہت حاصل ہوئے ان میں سے صرف انہیں فتاویٰ کو شامل مجموعہ کیا گیا ہے جو خاص حضرت مفتی اعظم کے قلم مبارک کے تحریر کیے ہوئے تھے۔ اگر کسی نے نقل بھیج دی تو اس کو مجموعہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ حضرت مفتی اعظم کا انداز نگارش و روان کے ہاتھ کی تحریر کو احقر خوب چھی طرح پہچانتا ہے۔ تالیف کے وقت اگر کسی تحریر کے متعلق پوری یقین حاصل نہیں ہوا اس کو لگ کر دیا گیا۔ جن سوالات کی عبارتیں بہت طویل تھیں ان کو حتیٰ امکان مختصر کر دیا گیا ہے۔ لیکن صرف سی قدر کہ سائل کا مقصود فوت نہ ہونے پائے۔ اگر کسی فتوے میں مختلف قسم کے چند سوالات و جوابات تھے تو ان کو لگ الگ متعلقہ ابواب میں درج کر دیا گیا ہے۔ اس طرح ایک فتوے کے کئی فتوے بن کر شمار میں آئے ہیں۔

جو فتاویٰ عربی یا فارسی زبان میں ہیں ان کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ تبویب کے لیے عنوانات قائم کرنے میں اس امر کا خیال رکھا گیا ہے کہ عام فہم ہوں۔ جزئیات کو زیادہ سے زیادہ عنوانات پر تقسیم کیا گیا ہے تاکہ مسائل کو تلاش کرنے میں سہولت ہو۔

اس مجموعے میں سب سے قدیم فتویٰ جو دستیاب ہو سکا وہ ۱۳۱۹ھ کا ہے جب کہ آپ مدرسہ عین اعظم شجاعپور میں مدرس تھے۔ اس پر آپ کے ولین استاد مولانا عبید حق خان وردیگر علمائے شجاعپور کے دستخط اور مہر ثبت ہیں۔ یہ فتویٰ سنت فجر کے متعلق ہے۔ جو انشاء اللہ تیسری جلد میں آئے گا۔

جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو فقہاء فتاویٰ کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں۔ ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ مستفتی پر نمبر بھی ہے ورنہ مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ رونگی بھی درج ہے۔ بعض جگہ سوائے نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ ”جواب دیگر“ کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔

دوسرے وہ فتاویٰ جو سہ روزہ ”الجمعیۃ“ سے لیے گئے ہیں۔ ان میں فقہ سوال کے نیچے حوالہ لکھا گیا ہے۔

تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا برے حاصل کئے گئے یا مطبوعہ کتابوں میں سے لیے گئے فقہ جو ب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل فتاویٰ کی کل تعداد ہر روز کے لئے سیریل نمبر ہے۔

یہ جداول جو آپ کے پیش نظر سے اس میں کل فتویٰ چار سو انیس ہیں۔

تفصیل قسم یہ ہے

کل ۲۱۹

متفرق ۶۹

المجمیۃ سے ۶۶

رجسٹروں سے ۲۸۴

بواب و عنوانات کے سیسے علیحدہ علیحدہ سادہ کاغذ کی کتابیں بنائی گئی تھیں۔ ہر ایک مسئلے کو اسی باب و عنوان کے تحت درج کیا گیا جس سے اُس کا تعلق تھا۔ اس طرح مسودہ تیار ہو جو فہرست اسکیب سائز کے تین ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے تیار ہونے کے بعد اس کی تصحیح و رمتا بلہ بمعان نظر کیا گیا۔

احقر نے مسودہ کو لفظ لفظ پڑھا اور مقابل نے اصل کو دیکھا۔ تصحیح و رمتا بلہ میں احقر نے رفیقہ حیات نے باحس وجوہ شرکت اور پورا نقد و ن کیا۔ اور کبھی کبھی فرزند سعید برخوردار مووی انیس الرحمن فی ضل دیوبند شریک کار رہے۔ اور یہ تصحیح و مقابلہ کا کام تقریباً ایک سال میں مکمل ہو۔

غرض کہ اب پھر دوبارہ تقریباً چار سال تک مسلسل محنت شاقہ اور عرق ریزی سے بعد مسودہ پورا ہو۔

فَاُسَمِّدُ لِلّٰہِ عَلٰی صَبۃٍ وَ کَرَمِہِ وَ الشُّکْرُ لَہٗ اَوَّلًا وَ اٰخِرًا۔

ہندو اصف کا اس میں کچھ نہیں ہے	وہ کوئی اور ہی خلوت نشیں ہے
وہ اپنا کام لے لے جس سے چاہے	کہ می باید سہد راہم گیا ہے
بیں کم و گئی اس کا کرم ہے	یہاں کیا ہے بزرگوں کا بھرم ہے
تری توفیق سے فائز ہے بندہ	خدا یا شکر سے عاجز ہے بندہ

اب حضرت اہل علم اور رہا ب کما کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کہیں ترجمہ میں کوئی لغزش و کوتاہی نظر سے گزرے۔ نیز تبویب میں اگر کوئی مسئلہ غلط جگہ درج ہو گیا ہو یا فرہنگ اصطلاحات میں کوئی غلطی ہو تو احقر کی کم علمی و قصور فہم پر محمول فرمائیں اور حق کو گاہ فرمائیں ورنہ چینیوں سے میں کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔

دشمنوں کی حرف گیری سے نہ ہو و اصف ماول نقد دل ہزار رُسی میں پرہا جائے گا

آخر میں قرین کرام سے گزارش ہے کہ حضرت مفتی عظیم رحمۃ اللہ علیہ کی جمیل القدر خدمات کے پیش نظر اپنے مخصوص وقت کی دوائ میں ان کی ذلت گری کو، درجیں اور بھاری ثواب فرمائیں۔

اور اگرچہ اس موقع پر یگانہ مہینہ بانی سے مگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے تذکرے کے ساتھ ایک

مورے۔ یہ کا تہ کرہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عفت میں کسی قسم کے نقص کا موجب نہیں۔ احقر ب انتہا محتاج ہے آپ حضرات کی دعائوں کا کہ بالکل بے بضاعت اور فقیر ہے۔

۔ دنیا سے بھی محروم اور عشق سے بھی غافل یہ ٹر چند روز درایگان یوں بھی سے اور یوں بھی
 البتہ شجوائے لا تَقْطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ يَكْ شمع شوق و تمنیہ خانہ دل میں روشن ہے اور انشاء
 اللہ روشن رہے گی۔

وَ آخِرُ دَعْوَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ۔

احقر حفیظ رحمان و صف بن حضرت علامہ مفتی عظیم مولانا کفایت اللہ

مدرسہ مینیہ اسلامیہ کشمیری دروازہ دہلی

مورخہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

(مئی ۱۹۶۹ء)

تاریخ تکمیل مسودہ

اے وہ کہ تیرا دامن ہے بیکسوں کا ماوی
تیرے کرم سے میری مشکل ہوئی ہے آسان
عبرت فزا ہیں سجد اس نا توں کے حالات
ہمت بھی ہے شکستہ منزل بھی بے شمار ہے
لیکن یہ ہے کرشمہ تائید ایزدی کا
سہ برس سے پیہم اپنا سفر ہے جاری
بارے بفضل باری منت کی کاوشوں سے
تخریج و تحشیہ بھی تصحیح و ترجمہ بھی
ہے ایک یادگار مفتی کفایت اللہ
۸۵ ۱۳ ۱۳
کیا اسکے گاہ و اصف جز تحفہ ندامت

اے وہ کہ تیری رحمت ہر درد کا مداوا
سب ہو گئے مرتب بکھرے ہوئے فتاوی
غفلت کا معصیت کا آنکھوں پہ ہے مستاد وہ
چہ دس طرف سے غم نے دل پر کیا ہے دھوا
رحمت نے ہر قدم پر دس کو دیا بڑھاوا
بکھولا نہیں ہے دم بھر اس راہ میں کجاوہ
تیار ہو گیا یہ مجموعہ فتاوی
کافی ہوئی ہے محنت تبویب کے علاوہ
کیا خوب ساس بھری ہے اس رخ افتاوی
۸۹ ۳

ہا ایں حیات ہرزہ با ایں کلام با ود

پہلے باب دارالاسلام اور دارالحرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين۔ المحدث۔

دارالحرب میں بینک کی ملازمت

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ بینک کی وہ ملازمت جس میں سود کا حساب کتاب و عسدر آمد و صوں باقی کرنا پڑتا ہے، یہ ملازمت اہل اسلام کے لئے شرعاً ناجائز ہے یا نہیں؟ بیہ تو جرد۔

المستفتی۔ احقر عبد محمد یوسف تھانوی لکھی دہران اجمیری گیٹ دہلی۔ مورخہ ۷ ار رمضان المبارک

۱۳۴۲ھ ۲۲ اپریل ۱۹۲۳ء

(جواب ۱) سرکاری بینک کی ملازمت اس حیثیت سے کہ اس میں سودی کاروبار ہوتا ہے ناجائز نہیں ہے کیونکہ حیثیت موجودہ گورنمنٹ برطانیہ مخالف ہے اور ہندوستان دارالحرب ہے (۱) اور اس میں گورنمنٹ سے سود لینا ناجائز نہیں ہے۔ (۲) لیکن سرکاری بینکوں میں قصداً روپیہ جمع کرنا اور اس کے ذریعے سے ایک قسم کی امداد پہنچانی درست نہیں (۳)۔ فقط۔

ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالامن؟

(از اخبار سہ روزہ الجمعیتہ دہلی مورخہ ۷ رجب ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء)

(سوال) واقعات حاضرہ سے دریائے اضطراب اس نستی ناپائیدار میں جس قدر زور و شور سے مریں مار رہا ہے، اس کا خاکہ زمین شعر و سخن ذیل پر کشید کر کے متنی ہوں کہ ازراہ شفقت مفصل و مشرع دلائل سے جواب مرحمت

۱۔ ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں اختلاف ہے، ایک جماعت کی رائے یہ ہے جو حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمائی ہے، ان حضرات کا مستند مندرجہ عبارت ہے (لا یصیر دارالاسلام دارالحرب الا بامور ثلاثة الحج) وفي الشامہ وقال المشروہ واحد لا غیر، وهو بطهار حکم الکفر (رد المحتار مع التبیور و تشریحہ ۱۷۴/۴) (الحج ایام سعید) مگر دوسرے حضرات کی رائے اس کے خلاف ہے۔ تفصیل کے لئے (املاء السنن ۳، ۳۶۵)

۲۔ "لارباب المسلم والحربی فی دار الحرب (نصب الریة: ۴، ۴) دار المأمون الطبعۃ الاولی۔ ذکر عن مکحول عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لارباب المسلمین و بین اہل دار الحرب فی دار الحرب (اعلاء السنن ۳۳۳، ۱۴) یہاں صحابہ اور ان کے کافرانہ دشمنوں نے اس پر فتویٰ دیا ہے۔ امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک دار الحرب میں بھی سود لینا جائز نہیں۔ دیکھئے امداد اعتدوی (۳، ۱۵۵) دارالاحکام، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳

فرہ کر مضطرب قلوب کو موقع شکر عطا فرمائیں۔ رما

مشرک کے جو روئے ظلم سے رسم نصب میں ہے، بیتاب بل بند ہیں خدشہ حرب میں ہے
گھر ہے، من کا بند کہ دارا حرب ہے ہندو اسے "مو" بتا دو مکھ کیا کتب میں ہے
پریشان خاطر شد صابر کی سہمی کی از سس

(حواص ۲) بہتر یہ تھا کہ سال کوثر کے یک مختصر فقرے میں کہ "ہندوستان دارا حرب ہے یا دارا۔ من" کو
کہا دیا جاتا۔ مگر خیر جواب عرض کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے دارا حرب ہونے نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے (۱)
دارا میرے نزدیک نہ پورا دارا حرب ہے نہ پورا دارا۔ سلام۔ بعض احکام میں مثلاً جواز جمع و عیدین وغیرہ میں
دارا سلام ہے، اور بعض احکام مثلاً محراب و نمٹ سے سود لینے میں دارا حرب ہے۔ اگرچہ اختلاف علماء
وجہ سے حقیقتی میں ہے کہ مسلمان سود لینے کا راہ رکے گور نمٹ کے بنکوں میں روپیہ جمع کرنے کی حدت
نہ دالیں ۲ تاہم جمع شدہ روپیہ کا سود و نمٹ کے پاس چھوڑیں بھی نہیں (۱)۔ محمد کفایت مد غفرلہ

دارا حرب کے کفار سے سود لینے کا فتویٰ۔

سوال (۱) دارا سلام اور دارا حرب کی کیا تفریق ہے؟ دارا حرب میں اہل کتاب کفار وغیرہ سے سود لینا جائز ہے۔
نہیں؟ زید و ربحر احد و عوام غیر المسلمین میں باہم مختلف ہیں۔ زید کہتا ہے کہ ہندوستان میں ہملہ شہر
کفر بد اخوف کسم کھلا علی۔ نہ لے جاتے ہیں۔ دوسرے اجرائے حدود و قصاص و قتل مرتد کی طاقت نہیں۔
تیسرے ساروا ایک اور فریضہ حج میں ناجز قیود کے ذریعہ گور نمٹ نے مداعت فی مدین شروع کر دی ہے۔
تحریک کشمیر وغیرہ میں محض ۱۱۱۱ کلمہ الحق و تبلیغ کلمہ اللہ کے جرم میں سینکڑوں علماء راہین سیر ہوئے
ہندوستان دارا حرب ہے، اس میں اہل کتاب وغیرہ کفار سے اخذ رواجا ہے۔ عمر و متا ہے کہ ہم ان کو دیتے
ہیں، نماز، جماعت، جمعہ، عیدین داکرتے ہیں۔ ہذا یہ دارا سلام ہے اور اخذ رواجا ہے۔ زید جواب میں متا
ہے کہ ان اعمال صا۔ میں اس وقت تک آزادی ہے جب تک کہ یہ امور تغیرات ہند کے ان قانون سے نہ
کٹیں۔ اگر دفعہ ۱۲۴ ادنیہ آرائینس کے ذریعہ حکومت ان کاموں کو روکنا چاہے تو مسلمان ہند میں اتنی
بیان قوت نہیں جس کے بھروسہ پر وہ مقابلہ کر سکیں۔ جیسا کہ ساروا ایکٹ کے معنی میں اور حرارتی تحریک
میں اور معاملہ فریضہ حج میں مسلمان موجود ہونے کی کوشش کے کامیاب نہ ہونے کے۔

المستفتی نمبر ۲۔ ۳ شیر احمد صاحب خفیب مسند جامع پرورد۔ ۲۰ محرم ۱۳۵۳ھ ۵ مئی ۱۹۳۲ء

نوٹ۔ فتویٰ سے استفادہ کرتے وقت تاریخوں کے تقدیم و تاخر کا نظر رکھنا ضروری ہے۔ واصف

۱۔ دیکھئے ۱۔ ۱۳۶۵ و آخر اس کری

۲۔ وادی شری۔ ۱۔ ۱۳۶۵ و آخر اس کری

۳۔ وفد اتھت ۱۱۔ ۱۳۶۵ و آخر اس کری

۴۔ ان لم کان لہا ہذا مستحق قتل کے ہوئے درست نہیں۔ مواضع قرآن و حرمت میں غیہ دن ہے۔

(جواب ۳) ہندوستان کے دار الحرب ہونے میں توفیر کا بیان صحیح ہے۔ (۱) لیکن سود لینے کا فتویٰ علی طلاق دہن مسلمانوں کے لئے خطرناک ہے کہ سود کی حرمت کی اہمیت ان کے ذہن سے نکل جائے گی۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

دار الحرب میں قائم کفار کی کمپنی سے بچنا

(سوال) زید ایک ہندوستانی مسلمان ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ اپنے بل و جیل کی آئندہ یہودی کے لئے اپنی جان کا دمہ کرے۔ جس دمہ کمپنی میں وہ دمہ کرنا چاہتا ہے وہ انگلستان میں ہے کمپنی کے حصہ دار اس کے ڈائریکٹر وغیرہ بھی انگریز ہیں۔ ہندوستان میں کاروبار کے لئے کمپنی کی ایک شاخ ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۶۷۱ محمد حسین علی، اے بی ٹی ملیگ فرشتہ دہلی۔ ۱۱ شعبان ۱۳۵۶ھ ۹ نومبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۴) ہندوستان کے دار الحرب ہونے کی نافرمانی کو جائز ہے کہ وہ انگلستان کی کمپنی میں زندگی کا

بیمہ کرائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

دار الحرب میں جمعہ غمیدین اور سود لینے کا حکم

(سوال) ہمارے پٹھان لوگ آپس میں جھگڑتے ہیں کہ یہ ملک دار الحرب ہے یا نہیں۔ کیونکہ اگر دار الحرب ہو تو بیان جاریہ جو کہ پٹھان لوگ لیتے ہیں تو وہ دار الحرب ہے۔ سلام ہو تو وہ ہے۔ نیز جمعہ کی نماز اس ملک میں جائز ہے یا نہیں۔ اگر جمعہ کی نماز جائز ہے تو احتیاطی چار رکعات وہ بھی جائز ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۷۱۵ مال محمد خاں پٹھان (بمبئی) ۲۵ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۵) اگر دار الحرب بھی ہو جب بھی غیر مسلموں سے رو لینا (ن کی رضا مندی سے) جائز ہے۔ (۱) مسلمانوں سے یا جبراً غیر مسلموں سے یا رو نہیں لے سکتے۔ (۲) جمعہ کی نماز جائز ہے (۱) ضرر حقیقی پر تنہا نہیں چاہئے۔ (۲) محمد کفایت اللہ

۱۔ ہی اللہ لئی لیس سلسلس عینہا ولانہ، وسلطان، ولانہم عینہا، اکثر سعتہ الاسلام

(حجۃ اللہ ۱۱ ذی قعدہ ۱۸۳۹) (۳۹) (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

۲۔ قد تفت لاہمہ (یعنی) اعلاء السس ۱۴ ۳۶۵ علی ان الحروح من الخلاف مسح قطعاً (اعلاء السس ۱۴ ۳۶۶) ۳۔ سود و قمار سے مراد دار الحرب میں سے نقد و سود کے بارے میں قول کو مایہ ناز یہ فتویٰ باغ ہے، دوسرے حضرات نے دار الحرب میں بھی ناجائز کہتے ہیں (یعنی) (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

۴۔ لا مالہ ثمہ مباح فیحل برصہ مطلق، (درمچار ۱۷۵ ۴)

۵۔ احتراز باحرابی عن المسم الاصلی، والدعی، وکذا عن المسم لحرابی اذا حار لبا، الح، الشامة ۱۸۶ ۵

۶۔ واما فی بلاد عینہا ولانہ کفار فمحور سلسلس ثامة الحصح والاعیاد (الشامیہ ۱۷۵ ۵ سعد)

۷۔ فی البحر قد اکتبت مرر بعدم صلوه الاربع بعدہ سبۃ حر ظہر، (درمع الرد ۱۳۷ ۲ سعد)

ہندوستان کا دارالحرب ہونا قوی اور راج ہے

(سوال) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے لحاظ سے ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالسلام؟
نیز شیخین کے رائے کے لحاظ سے بھی اور فتویٰ کس پر ہے؟

المستفتی نمبر ۷۴۰۔ عمرا تھن (کاٹھیواڑ) ۱۲ اذی قعدہ ۱۳۵۴ھ ۸ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۶) ب ہندوستان کے دار الحرب ہونے کی رائے قوی اور راج ہے اور سی پر فتویٰ ہے۔ محمد کفایت اللہ

(دارالحرب میں کفار سے سود لینا اور اس کو فقراء اور مسکین پر خرچ کرنا)

(۱) ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں؟

(۲) مردار محرب ہے تو کافروں سے مسلمان سودے سکتے ہیں؟

(۳) (الف) جس مسلمان کی رقم ڈاکخانہ میں رکھی ہوئی ہے وہ ۱۳۵۱ اپنی رقم سود ڈاک خانہ سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ (ب) اگر لے سکتا ہے تو اس سود کو اپنی ذات پر یا کسی اسلامی دارہ پر یا غیر مستطیع طلبہ پر خرچ کر سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۳ احیب احمد (کیتھن ضلع کرنال) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۷) (۱) ہندوستان نوں راج دارالحرب ہے۔ (۲)

(۲) ہاں حربی کافروں سے دارالحرب میں مسلمان کو سود لینا مباح ہے۔ (۳) مگر چونکہ ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں اختلاف ہے، اس لئے مسلمانوں کو یہ خوری سے بچنا احتوط ہے۔ (۴)

(۳) ڈاک خانہ سے ضرور سود کی رقم لے لے اور مساکین و یتامی پر خرچ کر دے یا طلبہ کو دے دے۔ (۵)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

ہندوستان سے ہجرت کرنا ضروری ہے نہ اس میں مسلمانوں کا آپس میں سودی لین دین جائز ہے

(سوال) کیا ہندوستان اور بدوچستان دارالحرب ہے یا دارالسلام۔ اور کیا دارالحرب سے مسلمانوں کو ان دارالسلام ہجرت کرنا واجب اور زامی ہے یا نہیں۔ دربارہ سودی کاروبار کرنا دارالحرب میں بعض مسلمانوں کا بعض مسلمانوں سے جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ "وقالاً بشرط واحد لا غیر وهو اظہار حکم الکفر وهو قیاس" (الشامیہ ۱۷۴/۴ سعید) "نفس علماء نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ دیکھئے (اعلاء السنن ۳۶۵/۱۳)

۲۔ "وقالاً بشرط واحد لا غیر وهو اظہار حکم الکفر وهو قیاس" (الشامیہ ۱۷۴/۴ سعید) "نفس علماء نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ دیکھئے (اعلاء السنن ۳۶۵/۱۳)

۳۔ "لان مالہ لہ صاح فیحل برصاہ مطلقاً" (الرد مع اللہ) ۱۸۶/۵ سعید) یہ ایک قول ہے دوسرے قول عدم جواز کا ہے۔ دیکھئے امداد الفتاویٰ ۵۵/۳، امداد الاحکام ۶۴۷/۱

۴۔ دیکھئے "اعلاء السنن" ۳۶۵/۱۳

۵۔ یہ رقم یہاں مسفیروں کو دی جاتی تھی اور وہ اس کو کفر کی تبلیغ کے لئے اسٹور کرتے تھے اس سے یہ فتویٰ رہ جاتا تھا۔

المسنفتی نمبر ۱۱۱ مووی عطاء اللہ صاحب کوئٹہ (بلوچستان) ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۸ اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۸) ہال ہندوستان اور بلوچستان جو حکومت نگریزی کے تحت محکوم ہیں درحرب ہیں (۱) اور
دارالحرب میں عقودریہ حرئی کافروں کے ساتھ جائز ہیں۔ (۲) مگر ہجرت اس سے فرض نہیں کہ اونسیکی فرض
ممکن ہے (۲) لیکن مسلمانوں کو عقودریہ کی اجازت دوجہ سے دینا مشکل ہے۔ اول یہ کہ درحرب ہونے میں
بعض علماء کا اختلاف ہے، اس سے شبہ رواکا متحقق ہو سکتا ہے۔ (۲) دوم یہ کہ درحرب میں بھی مسلمانوں کو آپس
میں سود بینا دینا قبول راجح جائز نہیں ہے۔ (۳) اور روئی مروجہ صورتوں میں مسلمانوں کی شرکت اکثری طور پر
لزنی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان، مدللہ دہلی۔

ہندوستان دارالحرب ہے

(سوال) ہندوستان واقعی وقت دارحرب ہے اگر ہے تو یوں اگر نہیں تو کیسے؟

المسنفتی - نمبر ۱۹۱ محمد انیل صاحب (لاہور) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۹) ہندوستان درحرب ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان، مدللہ دہلی

دارالحرب کی تعریف اور ہندوستان کے مسلمانوں کی ذمہ داریاں

(سوال) (۱) دارحرب سے یہ مطلب ہے (۲) آیا وقت ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں
(۳) گر ہے تو مسلمانوں پر کیا فرض ہے۔

المسنفتی محمد رفیع صاحب (لاہور) ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ ۱۳ جولائی ۱۹۳۹ء

(جواب ۱۰) (۱) دارالحرب وہ ملک ہے جس میں کفار کی خود مختار حکومت ہو جو اپنی مرضی کے موافق دکار
جاری کرنے پر قادر ہو۔ (۲)

(۲) ہندوستان یقیناً درحرب ہے۔

(۳) مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حسب استطاعت مارت شرعیہ قائم کرنے اور اسلامی حکومت کے جری
میں آزادی حاصل کرنے کی کوشش کریں اور مسلسل جدوجہد جاری رکھیں۔ (۸) محمد کفایت اللہ کان، مدللہ دہلی

۱۔ یہ غل مطابق نقل ہے۔ میر خیر نے کہ یہاں اصل میں غلط ساری حکومت کے خاتمے سے مراد یہی حدود ہوگی۔ وصف غنی۔

۲۔ وفی ابو یوسف ومحمد بشرط واحد لا غیر، وهو، طہر احکام اهل الکفر وهو الفیس (ہمدہ ۲۳۲ ۲ صحیحہ)
اعلاء المس ۱۴ ۳۶۵ ادبہ القرآن

۳۔ لان مالہ ثمة صاحب فیحل برصاء مطلق (المسامیۃ ۱۸۶ ۵ سعد)، دیکھئے، امداد الفتاویٰ ۲ ۱۵۵

۴۔ والثانی قادر لکھ یمک، طہر دیہ واداء واحتمہ ومسحہ (بکملہ فتح الملمہ ۳ ۳۷۳،
۵۔ دیکھئے اعلاء المس حوالہ سابقہ

۶۔ فان مدلولہ حوالہ الریس مسلم اصنی مع مشہ، ومع الدمی ہد وهو غیر صحیح، المسامیۃ ۱۸۶ ۵ سعد
۷۔ دیکھئے حانیہ نمبر ۱

۸۔ ہی البلاد النی یس للمسلمین علیہا ولایۃ، ولا یقدم فیہا اکثر شعائر الاسلام، شیخ الفقہ الاسلامی وادلہ ۸، ۳۹ مکہ حنفیہ
۹۔ ام فی البلاد علیہا ولاہ کفار ویحب علیہم طلب "وال مسلم" (المسامیۃ ۴ ۱۷۵)

در احراب ہونے کی شرائط و در احراب میں سود کی لین دین
(سوال ۱) (۱) ہندوستان دار حرب ہے یا نہیں؟

(۲) دار حرب میں کفار سے بیع بینا لین کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) دار حرب ہونے کی کون کون سی شرط ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۶۳۶ مدوئی نس مدین صاحب (جرت)۔ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ۔ جوئی ۱۹۴۰ء۔

(جواب ۱۱) (۱) ہندوستان دار حرب ہے مگر دار احراب کے تمام احکام یہاں جاری نہیں ہیں۔

(۲) ہندوستان میں مسلمانوں کو سود لینا دینا ناجائز ہے۔ یعنی ہندوستان کے دار حرب ہونے میں

نعماء کے اتقاف وجہ سے شہ پیدا ہو گیا ہے۔ ۲

(۳) جو ملک ایک بار دار حرب ہو چکا ہو اس کے دار حرب بننے میں ما اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک تین شرطیں

ہیں۔ ہوں یہ کہ اس میں حکومت سابقہ کی کوئی شر یا من و مذوری یا معافی باقی نہ رہے۔ دوم یہ کہ احکام اسلامی

جاری نہ رہیں۔ تیسرے یہ کہ اس کا دار اسام سے اتصاف باقی نہ رہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان مددہ۔ دہلی

ہندوستان میں سود کا جواز

(سوال) ہندوستان دار حرب ہونے میں اب تو کوئی شک نہیں معلوم ہوتا۔ تو کیا اب سود پیر جائز ہو گا۔ دار

اس کا ستمال جائز ہو گا؟

المستفتی۔ نمبر ۲۸۱۲ ایمان مدعی حافظی بارڈولی ضلع سورت۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ۔

(۲۸ نومبر ۱۹۵۰ء)

(جواب ۱۲) ہندوستان زچہ پہلی حالت میں نہیں رہا۔ مگر دار احراب نہیں بنا۔ بلکہ یہاں کی حکومت قانوناً

مشرک حکومت ہے۔ اس میں مسلمان ممبر بھی شامل ہیں۔ اس لئے سود کا جواز سمجھ میں نہیں آتا۔

محمد کفایت اللہ کان مددہ۔ دہلی

۱۔ دار حرب کی طرف سے قید ہو رہا ہے کہ
لا تہم فیہا کثر شعار الہیۃ و لا یریدوا ان یتسلط
۲۔ (امدہ کی ۳۶۵)

۳۔ لا تفسد دار الاسلام در حرب لا یامور ثلاثہ احدہا باجرار حکام اهل التورک علی سبیل الاشتہار و لا یحکم فیہ
بحکمہ الاسلام و التمسک بکتاب متعلقہ بدر الحرب و لا تحمل سہم بلد من بلاد الاسلام التمسک اب لا یسمی فیہ مومن
ولا دمی اما ما عند الاول ہدیہ ۲ ۲۳۲ ماحدہ کوہ

۴۔ "لو حرب احکامہ اسلمی و احکام اهل السر۔ لا نکوب در الحرب طحطاوی علی سر ۲ ۴۶۰ جمع
در معرفہ سروت

دوسرا باب اسباب نجات

نیکو کار کافر و مشرک کی نجات نہ ہوگی۔

ایک شخص خاندانی مسلمان ہے اور خود بھی نہایت پابند صوم و صلوٰۃ ہے۔ تہجد گزار ہے ذکر و شغف کا بھی مادی ہے۔ وضع ظاہری بھی شریعت اسلام کے مطابق رکھتا ہے۔ لیکن زندگی اس کی مکر و فریب، کذب و افتراء، ایذا و مانی و قہر و حم میں بسر ہوتی ہے۔ دوسرا شخص قوم کا برہمن پشینی کافر و مشرک ہے، اس نے گتے میں بتوں کی تیکل پڑی

رہتی ہے، رات دن پوجا پاٹ کر نہرتا ہے، مگر اسی کے ساتھ اس کی زندگی بنائے جنس کی خدمت، یتاکی کی پرورش، بیہاول کی سمدردی میں بسر ہوتی ہے اور اس کی ذات یکسر من و سکون ہے۔ براہ کرم مذہب اس کے نقطہ نظر سے بتائیے کہ ان دونوں میں کون ناجی ہے اور کون ناری؟ یادو لوگوں ناقتی میں یادو لوگوں ناری "مگر آپ چاہیں تو ستناد اقرآن، حدیث واقوں کا کاحوالہ دے دیں، ورنہ اس کی چندال ضرورت نہیں ہے۔ مجھے صرف جناب ن رائے حیثیت ایک عالم دین ہونے کے درکار ہے۔ میں پندرہ دن تک جناب کے فتویٰ کا انتظار کروں گا۔

المسنفتی نیاز فتحپوری یڈیٹر رسالہ نگار ملکنو۔

(جواب ۱۳) اسامی اصوں کے موافق نجات کے لئے ایمان لازم ہے۔ مشرک کے سے نجات نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

ان الله لا يعمر ان يشرك به ويعمر ما دون ذلك لمن يشاء (سواء)

یعنی اللہ اس کو نہیں بخشنے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔ یعنی مشرک کی مغفرت کے ساتھ مشیت یزدی متعلق ہی نہ ہوگی۔ خازن میں ہے۔

ومعنى الآية ان الله لا يعفو لمشرک مات على شركه ويعفو ما دون ذلك لمن يشاء يعنى ويعفو ما دون الشرك لمن يشاء من اصحاب الذنوب والاثام۔ (خازن ص ۴۵۳ مصر ج ۱)

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو جو مشرک ہونے کی حالت میں مرے نہیں بخشنے گا اور شرک کے علاوہ دوسرے گناہ اور جرائموں میں سے جسے چاہے گا بخش دے گا (خازن صفحہ ۴۵۳ منبر ص ۴۷۱) اور حدیث میں ہے تم امر بلا لا فساد فی الناس انه لا یدخل الجنة الا انفس مسلمة۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۳۱) ۲۸

یعنی پھر مسطور نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بدر کو غم دیا تو انہوں نے لوگوں میں پکار کر کہہ دیا کہ جنت میں صرف انفس مسلمہ داخل ہوں گے۔

ہاں جو مسلمان کہ ایمان واسلام کے ساتھ گناہوں کا مرتکب بھی ہوگا اگر توبہ کرے نہ مرے تو اس کو گناہوں سے بدے جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔ یعنی وہ عذاب دیئے جانے کا مستحق ہے اگر حق تعالیٰ چاہے تو اس کو بغیر عذاب دینے بخش دے اور چاہے عذاب دے کر مالاخر نجات دے۔ (۱) کافر اور مشرک کے پاس نجات کی ساسی شرط اور رضائے حق تعالیٰ کی کلید یعنی ایمان نہیں۔ اس لئے وہ نجات جس کو رضائے مومن کے حصول یا وصول ان اللہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے نہیں پاسکتا۔ نہ نجات کا مستحق قرار دیا جاسکتا ہے۔ (۲)

نسائی روح کی منزل مقصود رضائے مومن یا بغاؤ دیگر وصول لی اللہ ہے۔ اس منزل مقصود تک سفر کے لئے جس قوت کی ضرورت ہے وہ ایمان کی قوت (اسٹیم) ہے۔ اعمار حسنہ اس قوت کے معین ہو سکتے ہیں، لیکن اصل قوت کا کام نہیں دے سکتے۔ مثلاً ایک مقام پر دو ٹرینیں کھڑی ہیں۔ ایک ٹرین کے ڈب نہایت نفیس صاف شفاف، اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ ڈبوں میں ہر قسم کے راحت کے سامان فواکہ الوان صام سب موجود ہیں۔ اس میں بیٹھنے والے نہایت راحت و آرام پاتے ہیں۔ کھانا کھاتے اور میووں سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ دوسری ٹرین کے ڈب نہایت میسے کچھے، خراب خستہ، ٹوٹے پھوٹے۔ نہ کسی قسم کی راحت کا سامان نہ کھانے پینے کا آرام۔ اس کے پرزے بھی پرے گھستے ہوئے۔ اگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی ٹرین میں اسٹیم کا بجن نہیں ہے۔ دوسری میں اسٹیم والا بجن گاہو ہے۔

خبر ہے کہ دوسری خراب خستہ ٹرین باوجود اپنی تمام قباحتوں اور خرابیوں کے اصل کی مقصود (ناجی) ہوگی۔ اور پہلی نفیس اور صاف شفاف ٹرین باوجود اپنی تمام خوبیوں بلکہ راحت پاشیوں اور فائدہ رسانیوں کے غیر اصل کی مقصود (غیر ناجی) ہوگی، اس میں شک نہیں کہ اگر اس ٹرین میں اسٹیم کا بجن لگا دیا جائے تو اس کی سیر الی مقصود اعلیٰ و اعلیٰ ہوگی۔ لیکن جب تک اصل قوت یعنی اسٹیم کا بجن نہ ہو اس کی تمام خوبیوں فائدہ رسانیوں زیریاتیاں، ڈبوں کی صفائی پرزوں کی خوئی و مضبوطی سب بے کار ہے۔ یہی مطلب اس آیت کریمہ کا ہے۔

ان الذین کفروا وما توا وہم کفار فلن یفلن من احدہم ملء الارض ذہاباً

ولواحدی بہ (آل عمران) (۳)

یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور کفر کی حالت میں مر گئے تو ان میں سے کسی کی طرف سے زمین بھر سون بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ اس نے یہ سونا فدیہ خسران (یعنی فدیہ عدم نجات) کے طور پر پیش کیا ہو۔

مراویہ ہے کہ چونکہ اس نے وصول ان اللہ کی اصل قوت محرکہ و مواصلہ حاصل نہیں کی (یعنی ایمان) تو اگرچہ دنیا میں اس نے زمین بھر سونا بھی خرچ کیا ہو مگر یہ اس کے لئے ایمان (یعنی اصلی قوت مواصلہ) کے قائم مقام نہ ہوگا۔

۱۔ ویعقر لمن یشاء، ویعذب من یشاء، وکان اللہ عفو راحیم (الممتح: ۱۴)

(۲) ان اللہ لا یعقر الا بشارک بہ، ویعقر ما دوز دلث لمن یشاء، النساء: ۱۱۶

۳۔ (آل عمران: ۹)

جس طرح کہ مثال مذکور میں پہلی ٹرین کی خوبصورتی، صفائی، مضبوطی، فائدہ و راحت رسائی وصول ان مقصود کے لئے کام نہ آئی کیونکہ ان میں سے کوئی چیز بھی قوت موصولہ کا کام نہیں دے سکتی اور جب تک قوت موصولہ نہ ہو، ہر ایک کا وجود بے کار ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات مالکیت، خالقیت، ربوبیت، رزاقیت وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے تو اس امر کو سمجھ لینا کچھ مشکل ہی نہیں کہ اسلام نے نجات کے لئے ایمان بالحد کو کیوں لازم قرار دیا ہے۔

بادشاہ سے بغاوت ایسا جرم ہے اس کے ہوتے ہوئے مجرم کی تمام صفات حسنہ اس کے بچانے کے لئے کافی نہیں ہوتیں بالخصوص جب کہ بادشاہ نے یہ اعلان بھی کر دیا ہو کہ باغی کا جرم بغاوت معاف نہیں کروں گا باقی جرائم کو چاہوں گا تو معاف کر دوں گا۔

یہ شبہ کہ جس شخص کی زندگی اپنے جس کی خدمت یتامی کی پرورش، بیوؤں کی ہمدردی میں بسر ہوئی ہے اس کا ناجی نہ ہونا اس امر کو مقتضی ہے کہ یہ اعمال حسنہ بے کار اور ضائع ہو جائیں اور یہ بات غیر معقول ہے، اس مر پر مبنی ہے کہ اعمال حسنہ کو نجات کے لئے موجب بالذات مان جائے اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ نجات یعنی وصول الی اللہ کا تصور بغیر اللہ تعالیٰ کے، عتراف و ایمان باللہ کے نہیں ہو سکتا اور کافر جب کہ بت پرست عابد صنم ہے مومن باللہ اور مصدق بالصفات موجد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تو اس کے افعال حسنہ بہ نیت تقرب الی اللہ (یعنی سیر الی اللہ) ہو ہی نہیں سکتے اور ان کو حقیقتہً افعال حسنہ کہنا ہی صحیح نہیں ہے، اس لئے یہ لازم ہی نہیں آیا کہ افعال حسنہ بے کار ہو جائیں۔

دوم یہ کہ ایسا شخص جو نیک کام کرتا ہے اس کی منزل مقصود حصول نیک نامی ہوتی ہے اور یہ مقصد سے حاصل ہو جاتا ہے۔ من سمع سمع اللہ بہ (۱) پس اس کے اعمال کا بطمان و ضیاع لازم نہیں آیا۔ تیسرے یہ کہ باوجود کفر و شرک کے اس کے عمل صالحہ میں اگر ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ بھی اعتراف و ایمان باللہ کا ہو گا اور کسی درجہ میں بھی وہ حصوں رضائی موبی تعالیٰ کا قصد رکھتا ہو گا تو حضرت حق تعالیٰ اس کے نہیں اعمال صالحہ کو اس کے لئے وسیلہ ایمان باللہ بنا دے گا۔ اور اس کے لئے سیر الی اللہ کی اصلی قوت (سقیم) مہیا و میسر فرمادے گا۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد اسلمت علی ما سلف (۲) لك من حیر سے مفہوم ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اسلام لانے سے پہلے میں نے جو اعمال صالحہ (مثلاً صدقہ، غلام آزاد کرنا صلہ رحمی وغیرہ) کئے ہیں کیا مجھے ان کا بھی کچھ ثواب ملے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں اعمال کے صلے اور نتیجے میں تو تم کو ایمان و اسلام کی توفیق نصیب ہوئی۔ (۳)

۱۔ مسلم شریف ۲/۱۱۲

۲۔ مرجع ۲/۶۱

۳۔ یہ حدیث حضرت عمر کی نہیں بلکہ حضرت حکیم بن حزام کی ہے۔ مسلم شریف میں ہے عن حکیم بن حزام انہ قال لرسول اللہ ﷺ ای رسول اللہ ارایت امورا اتحت بیھا فی الجاہلیۃ من الصدقۃ أو عتق أو صلۃ رحمی أھیأ احمر فقال رسول اللہ ﷺ اسلمت علی ما سلف من حیر (مسلم ۷۴/۱) قدیمی

منتظر تشریح کے بعد آپ کے سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ مومن عاصی آخر کار ضرور ناجی یعنی واصل الہی ہے۔ اس کے ایمان کا مقتضی یہ ہے کہ مولیٰ نعوں اس کو اطاعت و نقیاد کے حصے میں آخر کار ضرور مندی کا تمغہ عطا فرمائے۔ اگرچہ وصول الی اللہ کے سفر میں اس کو اپنی خرابی خشکی کمزوری (جرائم معاصی) کی وجہ سے کتنی ہی دیر لگے اور کتنی ہی تکلیف و مصائب برداشت کرنی پڑیں۔ مگر یہ نہ قوت موصد (ایمان کی ستیم) موجود ہے، اس لئے ایک نہ ایک دن ضرور منزل تک پہنچ کر رہے گا۔ (۱)

دور کا فریاد کار ناجی نہیں۔ یعنی واصل الہی مدد و فائز برضاء اللہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں دنیا میں اس کے عمل صالحہ کا بدلہ یعنی نیک نامی منقبت مقبولیت شہرت یا دولت و ثروت مل جائے لیکن مالہم فی الآخرہ من حلاق۔ (۲) آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ دہلی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۹ء

مکتوب حضرت مفتی اعظمؒ بنام نیاز چھپوری ایڈیٹر رسالہ نگار مکتوب۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء
جناب غلام محمد مجید ہم۔ سلام مسنون!

آپ کا خط اور نومبر و دسمبر کے نگار کے پرچے اور اخبار حقیقت کا کٹنگ موانا عارف صاحب کی معرفت پہنچا۔ میں نے آپ کی تحریر پر جو اخبار ”حقیقت“ میں چھپی ہوئی ہے، اعتماد کرتے ہوئے مسلمانوں کو تعرض نہ کرنے کا مشورہ دے دیا ہے۔ مرسد پرچے تفصیلی طور پر میں نہیں دیکھ سکا۔ اجماع طور پر بعض مقامات دیکھے۔ میں آپ سے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت حق جل شانہ انبیائے کرام علی نبینا و علیہم السلام۔ صحابہ و اولیائے مسترضوان اللہ علیہم اجمعین۔ دین اسلام و انبیات و سلامیات کا احترام و تقدیس ہر مسلمان کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہوئے اور مسلمان رہنے کا پرزور احسان فرماتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ اس احسان کی ذمہ داری کو بھی آپ اچھی طرح محسوس فرماتے ہوں گے۔ اسلام اور مسلمان قوم آپ کا اصلی سرمایہ اور ذخیرہ شرف ہے اور یہی ہونا اور رہنا چاہئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ مسلمان میرے مشورے کو قبول کریں گے یا نہیں، لیکن یہ یقینی ہے کہ آپ کا آئندہ طرز عمل مسلمانوں کے آئندہ طرز عمل کا مدار ہوگا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ دہلی۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء ۵ شعبان ۱۳۵۰ھ

و د اہل کتاب جن کو آپ پیغمبر کی دعوت پہنچ جائے پھر بھی آپ پر ایمان نہ آئے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(السوال) اہل کتاب سے جو شخص آج کل مباح ہو، اچھے کام کرتا ہو، برے کاموں سے روکتا ہو۔

یہ شتر کے پیغمبروں کو مانا ہو، ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو نہ مانتا ہو اور ہمارے قرآن و حدیث پر عمل نہ کرے، ایسا شخص اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنت تک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

۱۔ ”فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دا دخل اہل الجنة الجنة، و اہل النار النار لقول اللہ تعالیٰ من کان فی قلبہ مثقال حبة من خردل من ايمان فاحرقہ و مخرجہ فی النار و اعدو حماً یلقون فی نیر الحیوة فیسون کما نزل الجنة فی حلیل السیل ثم تروہا یخرج صغراً ملتوۃ“ (مسکوٰۃ المصابیح ۴۹۰) قرآن محل
۲۔ بقرہ: ۱۰۲

المسند فی نمبر ۶۵ مولوی عبد الرحیم کانپور۔ ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۱۴) جو شخص کہ حضرت نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لائے اور حضور ﷺ کی تصدیق نہ
کرے حالانکہ اس کو حضور ﷺ کی دعوت پہنچ چکی ہو، آخرت میں اس کی نجات نہیں ہوگی۔
قرآن مجید میں ہے ۔

ومن اظلم ممن ذکر نایت ربہ ثم اعرض عنها انا من المجرمین منتقمون۔ (۱)
دوسری جگہ ہے :

ومن اعرض عن ذکری فان لد معیشتہ ضککا وحتیرہ یوم القیامۃ اعمیٰ۔ الی قولہ تعالیٰ
وکذلک نجری من اسرف ولم یؤمن بایت ربہ ولعذاب الاخرۃ اشد وبقی۔ (۲)
ایک اور جگہ فرمایا

ومن یکفر بہ فاولئک ہم الحسرون (۳) محمد کفایت اللہ کان مدر۔

ایمان کے بغیر اعمال صالحہ جنت تک نہیں پہنچ سکتے۔

(سوال) ایک شخص ہندو ہے اور بچی بہت ہے۔ مردم آزاری سے بچا ہوا ہے۔ اس کو یہ بہشت کی پہنچے گی یا
نہیں جو یوئے بہشت مسلمانوں کو یا بچ سوکوس دور سے پہنچے گی، س ہندو کو بھی پہنچے گی یا کہ نہیں؟
المسند فی نمبر ۱۴۳۶۔ چودھری خیر مدین صاحب راجپوت (ضلع نوابہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ
(جواب ۱۵) کافر کے لئے جنت یا جنت کی پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال صالحہ (سنات
و مدارات وغیرہ بھی جنت تک نہیں پہنچا سکتی۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

۱۔ الماحجہ ۲۲

۲۔ طہ ۱۳۳

۳۔ البقرہ ۱۲

۴۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیده لا تسمع ہی احد من
جندہ الا ما ینہودی ولا یصری ثم یبوت وہم یومن بالذی ارسلت بہ لاکان من اصحاب النار، مسکوۃ المصابیح ۱۲ (قرآن
علی ما فی مسالک حنفیہ)

کفار و فساق کے معصوم بچے نیز حالت جنون میں باغ ہو کر مرنے والے شخص جنتی ہے۔
(۱) شرک و کافر کے معصوم بچے جو فوت ہوتے ہیں یا یہ سب بے حساب و کتب جنت میں داخل کئے جائیں گے اور یہی بچے جنت میں ہمارے خد مت گار ہوں گے۔

(۲) زانی کے مجہول النساب و نیز سود خور کے معصوم بچوں کا کیا حشر ہوگا؟

(۳) ایک مشرک جو پیدائش میں مجنون و محنت دماغ ہو اور یہی حالت میں باغ ہو کر مر گیا ہو تو یہی حالت میں اس کا کیا حشر ہوگا؟ (المستدعی نمبر ۲۰۸۵ شیخ عبد اللہ مولا بخش چلی وے (بمبئی ۸) ۲۶، مضمون مبارک ۱۳۵۶ مطابق یکم دسمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۱۶) (۱) ہاں قول راجح یہی ہے کہ مشرکین و کفار کے معصوم بچے جنت میں جائیں گے۔ (۲) سود خور کے معصوم بچے و ولد الزنا بھی جو قبل باغ مر جائیں دوسرے باغ بچوں کی طرح جنتی ہوں گے۔ (۳)

(۳) جو شخص جنون کی حالت میں باغ ہو کر مر گیا وہ بھی جنتی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مدہ۔ دہلی۔

۱۔ ان لاصح انہم من ہذا احدہ مرغاد المصباح ۱۶۶ ۱ مکتبہ مددہ مدال

۲ عن محمد بن علی بن عبد اللہ لا یعرف احدہ بعد دلت بح (البحر الریق ۲۰۵ ۲ بیروت)

۳۔ لہ لا یظلم مثقال درہ (مسئ ۴۰) س کو اللہ تعالیٰ جہنم میں نہیں بھیجے گا کوئی قصہ نہیں۔

تیسرا باب

موجبات کفر

دین کو ماننے سے انکار کرنا یا اس کی کسی بات کا مذاق اڑانا کفر ہے

(السوال) ایک مقام پر بہ تقریب شادی منجملہ دیگر اہل اسلام کے چند علماء بھی جمع تھے۔ جب دمن کے مکان پر میوہی صاحبان تشریف لے گئے اور راگ دبا جے سے منع فرمانے لگے تو مالک مکان نے کہا کہ ہم ہر راگ دبا جے جو نہیں گے۔ علماء نے کہا کہ قرآن وحدیث میں راگ دبا جے کی سخت ممانعت آئی ہے، یہ فعل ہرگز نہ کرو۔ اس کے جواب میں ان مسلمانوں نے یہ کہا کہ ہم قرآن وحدیث کو نہیں مانتے ہم راگ دبا جے ضرور جوائیں گے بعد وہی شخص دوسرے گاؤں شادی کرنے گیا اور باجہ ہرادلے کردامن کے مکان پر پہنچ کر باجہ جو لانا شروع کر دیا۔ دامن کے دوسرے نے کہا کہ باجہ مت جوؤ، یہ رسم کفر کی ہے تو اس کے جواب میں کہنے لگا کہ ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، تین بار کہا اور جو کوئی ہم سے رشتہ داری و میل رکھے گا وہ بھی کافر ہے، لہذا شریعت میں ایسے اشخاص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷) کسی شخص کا یہ سنا کہ ہم قرآن وحدیث کو بالکل نہیں مانتے یا کسی ایسی بات کا زبان سے نکالنا جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول و کتب کی حقارت ہوتی ہو، صریح کفر ہے۔ ایسے الفاظ کے استعمال کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے اہل اسلام جیسے برتاؤ رکھنا درست نہیں۔ فتاویٰ دزیہ میں ہے

اذا وصف الله بما لا يليق به او سحر اسما من اسمائه او نامر من اواصره او انكر وعدا او وعيدا ككفر ولو قال من خد ايم يكفر (۱)۔ انتھی۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

رضی بالکفر کفر ہے۔

(سوال) ایک مسلمان عورت کسی کافر کے ساتھ کفر سے رسم و رواج کے موافق نکاح کر کے رہی اور اس کافر کے ساتھ اس کے بت خانے میں جا جا کر نہ ہی رسوم پوجا پاٹ ادا کرتی رہی، ایسی عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

(جواب ۱۸) بت خانے میں جانا اور بت پرستی کے رسوم ادا کرنا بتوں کو سجدہ کرنا کفر ہے اور چونکہ یہ کام اس نے خوشی اور رضامندی سے کئے ہیں اور رضایا کفر بھی کفر ہے (۲)، اس لئے وہ عورت کافرہ ہے۔ لہذا اس کے جنازہ پر نماز پڑھنا اور مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز نہیں۔ وکما لو سجد الصنم او وضع مصحفا فی قاذورة فانه يكفروان كاں مصدقا لان ذلك فی حکم التکذیب کما افاده فی شرح العقائد (۳) الخ (رد المحتار)

۱ بروریۃ علی ہفتش ہدیہ ۷۲۳۳۷ مکتبہ ماحدیہ

۲ قال! هو يهودي او نصراني لا بد رصا بالکفر وهو کفر وعنه الفتوى (جامع النصولین ۲۰۱۲ اسلامی کتب خانہ)

۳ "کتاب الرضا ان احدا صدق بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم و اقربيه وعمن مع ذلك شد الزمان لاحتيا او سجد الصنم بالاحتيا يجعله كاثرا، لما ان النبي صلى الله عليه وسلم جعل ذلك علامه التکذیب و انكار." (شرح العقائد)

اور چونکہ یہ مردہ ہے اس لئے اسے غسل دینا بھی جائز نہیں۔ ویغسل المسلم ویکفر ویدفن قبرہ کحالہ الکافر الاصلی اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب انتھی (در محتار ولا بعسل ویکفن ولا یدفع الی من انتقل الی دیہم۔ بحر عن الفتح (رد المحتار) (۱))

اسلامی قانون وراثت کے کسی خبر کا انکار کرنا یا غیر شرعی قانون کو اس پر ترجیح دینے کا حکم۔ (السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس جماعت کے بارے میں جو کچھ عرصے سے مسلمان ہوئے ہیں اور تمام احکام شریعت کو وہ تسلیم کرتے ہیں مگر قانون وراثت شرعی کو بالکل نہیں مانتے اور اپنے آبائے قدیم بنو کے قانون کو صراحتاً اپنا قانون بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے آبائے قدیم بنو کے اس قانون وراثت نہیں چھوڑ سکتے۔ اور عدالت میں کہہ دیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں مگر شریعت محمد کے قانون وراثت کو ہم تسلیم کرتے بلکہ ہندو۔ یعنی قانون وراثت اہل بنو کو اپنا قانون تسلیم کرتے ہیں۔ اس آیت شریفہ کا حکم عام نہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکفرون۔

(جواب ۱۹) قانون وراثت کا اکثری حصہ نص قرآنی سے ثابت ہے، اس ثابت شدہ حصے کے کسی جز کو تسلیم کرنا کسی دوسرے قانون کو اس پر ترجیح دینا قطعاً کفر ہے۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت محمدی کے قانون وراثت کو ہم تسلیم نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ اور جب وہ کافر ہیں تو اوقاف شریعیہ کی تولیت کا انہیں کوئی استحقاق نہیں۔ فی المراءبة انکربة من القرآن اوسحر مایة مہ یکفر انتھی (۲) وفي اعلام بقواطع الاسلا ویکفر من کذب بشی مما صرح به القرآن من حکم او حبرا وجملة التوراة والاحیل وکتب الد المرلة او کفر بها اولعها اوسها اواسحقها انتھی (۳) وفي الفصول العمادة اذا انکرادة من القرآن اوسحر مایة مہ کفر الح (۴)

ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں جو نبوت رسالت اور قرآن کے منکر کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو۔

(السوال) زید تو حیدور رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ جو شخص صرف وحید کا قائل ہو اور رسالت و قرآن کو نہ مانے ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، بلکہ آخر میں اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی۔ زید کا امام بنانا جائز ہے۔ یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۹۲ محمد برہیم خان ضلع غازی پور ۹ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰) جو شخص آنحضرت ﷺ کی رسالت و نبوت کو نہ مانے اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ ہمہ گیر مت محمدیہ کی صداقت و جہاد کی اسلام و نبوت کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا (۱) یہی شخص کو جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو، اہم ہونا جائز نہیں ہے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان مد۔

غیر اللہ کو پوجنا کفر ہے ایسے فعال کا مرتکب شخص امامت کا قبل نہیں۔

(السوال) زید (جو مسلمان ہے) اپنے بڑے کی شادی میں رسم بنو داؤد کی پوجا کے ساتھ ہے جب اہل اسلام کی طرف سے متنبہ کیا گیا تو اس نے تین ارکین سلام کے خلاف عداوت میں انتقام پیش کر کے مقدمہ چلایا اور خود بھی عدالت میں حلفا بیان دیا ورنہ سے بھی جو پیش مام ہے خفیہ بیان دھوکا مسلمانوں کو کہ میں ضرورت کے وقت مانا پوجی جاتی ہے اور میں نے مانا پوجی ہے۔ یہ آدمیوں سے تعقیق رکھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المسنفی - نمبر ۳ محبوب خان و مد مصطفیٰ خاں (۱۰۵) ۲ ریح اول ۱۲۵۳ھ م ۷ جون سن ۱۹۳۲ء (جواب ۲۱) زید کا فعل مانا پوج کرنا ورنہ کہ بیان کہ مسلمانوں میں ضرورت کے وقت مانا پوجی جاتی ہے اسلام کے خلاف ہے ورنہ شریعت میں بت پرستی و اللہ کے سو کسی دوسرے کی عبادت اور پوج کرنے کی کسی حالت میں اجازت نہیں۔ بحر امامت کے قبل نہیں رہا۔ ۳ دونوں سے توبہ کرانی چاہئے ورنہ دونوں کے نکاح زمر نویر بھائے جائیں گے اگر وہ توبہ نہ کریں اور تجدید نکاح نہ کریں تو مسلمانان سے قطع تعقیق کر لیں۔ (د)

اللہ کے نام کی توہین کفر ہے

(سوال) خدا کے نام کی بتک دے مزی کرنے دے کا کیا حکم ہے؟

المسنفی - نمبر ۳۱۴ فقیر محمد (ضلع ہزارہ) ۷ جمادی الثانیہ ۱۲۵۳ھ م ۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء (جواب ۲۲) خدا کے نام کی بتک اور توہین کرنی کفر ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان مد۔

اسلامی احکامات کے ماتحت گریا واجب ہے اور اس کو بند کرنے والا مستحق ملامت و تعزیر ہے۔

(سوال) ضلع مظفر گڑھ پنجاب قصبہ ٹان گڑھ کے قریب ایک مشہور بزرگ جناب میران حیات رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف کے صحن کے اندر ۵-۶ فٹ کے فاصلہ پر مزار مبارک کے عین سامنے ایک مجسمہ

۱۔ بکتر ادبکریۃ من القراء، البحر لرائق ۵ ۱۳۱ بیروت

۲۔ اب بکتر بعض ما عدم من بدس ضرورة کفر بها فلا یصح قنء وہ اصلاً، الشامی ۱، ۵۶۱، ۵۶۲

۳۔ کما نو محمد لعم فان بکتر (اشامیہ ۴۰ ۲۲۲ سعد)

۴۔ ویصل منہ اسکاح، (تویر مع الرد و شرحہ ۴ / ۲۵۹) سعید

۵۔ واما من جسی علیہ، عسی رید فحاجات الر حصة فی عفونہ بالهجر، کلالاثة المتحقیق وقال احمد: لا یرا من الهجره الا عوده الی الحانہ الی ک۔ عیہا اولاً، رعمدة لقاری ۲۲ ۱۳۷ بیروت

۶۔ وسحر سما من اسمدہ تعالیٰ بکتر (برادہ عینی هامش ہمدیہ ۶ ۳۲۳ ماحدیہ)

اونٹنی کا بنار کھا تھا۔ اس بت کی کرامات بیان کرتے تھے۔ بار سنگار، تیل پھیل، نذر نیاز، چو مناور کنی قسم کے چڑھاوے چڑھانا جائز سمجھتے تھے۔ وہ بت میاں میلو کے نام سے بہت متبرک مشہور ہو گیا تھا۔ ایک غیرت مند مسلمان عام سے وہاں جا کر دیکھا کہ بہت وگ گمراہ ہو رہے تھے۔ اللہ اکبر کا غرہ کہہ کر اس نے اس بت کو مسہر کر کے صاف زمین کر دی۔ اس کی یہ بت شکنی جائز ہے یا نہیں؟

المسند مفتی۔ نمبر ۴۳۹ محمد حبیب اللہ (خان گڈھ) ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۳۱ اپریل ۱۹۳۵ء (جواب ۲۳) یہ بت بنانا اور اس کی پوجا کرنا، نذر نیاز چڑھانا شریعت اسلامیہ کے احکام کی صریح خلاف ورزی اور شرک و بت پرستی کی ترویج ہے۔ (۱) ایک بزرگ کے مزار کے پاس یہ مشرکانہ افعال کرنا اور اس بزرگ کے نام کے ساتھ اس کو منسوب کرنا اس مزار اور صاحب مزار کی بھی اسلامی عقیدے کے بموجب توہین ہے۔ سلامی احکام کے ماتحت وہ بت۔

واجب الہدم اور اس کو بنانے والے مستحق موت و تعزیر تھے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ڈھانے والے کو انعام و رہنمائی کے لئے کو سزا دی جاتی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان مدللہ۔ الجواب صحیح۔ حبیب الرحمن عقیل عنہ

پیر کو خدا سمجھنا کفر ہے۔

(السوال) جو شخص کہتا ہے کہ خدا کیا ہے میرا تو پیر خدا ہے مجھ کو پیر نے بتایا ہے، خدا نے کیا بتایا ہے اور میں اپنے پیر کے حکم سے مردے کو زندہ کر سکتا ہوں۔ اور میں نماز خدا کی نہیں پڑھتا ہوں۔ اور خدا کے ذکر کے بجائے اپنے پیر کا ذکر کرتا ہے یا وارث، یا وارث کرتا ہے غسل میت کے فرض واجب نہیں جانتا ہے۔ اور اپنے آپ کو لوگوں میں ولی ظاہر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کو مسجد میں جا رو بہ کش یا مؤذن مقرر کرنا یا اس سے میت کو غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المسند مفتی۔ نمبر ۴۶۲ محمد حسین صاحب (سرمدی) ۱۵ محرم ۱۳۵۴ھ ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء (جواب ۲۴) یہ کلمات موجب کفر ہیں، (۱) اس کو ان کلمات سے توبہ کرنی چاہیے۔ ورنہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کو علیحدہ کر دیں۔ اگر میت کے غسل کا طریقہ سے معلوم نہیں تو اس سے میت کو غسل نہ دلویا جائے۔ (۲) فقط۔ محمد کفایت اللہ کان مدللہ۔

ہم خدا اور رسول کا حکم نہیں مانتے کہنے والے کا حکم۔

(السوال) قاضی صاحب نے اپنے گاؤں کے مسلمانوں کو زلزلہ کے موقع پر مجتمع کر کے استغفار و توبہ کی

۱۔ قال ابن کثیر: تحت قوله يعبدون الله ولا تشركوا به شيئاً يا مريدون تعبدون الله وحده ولا يشركون به شيئاً محذوفاً تفسير ابن کثیر ۱/ ۳۹۳ تھیل اکیڈمی لاہور۔
۲۔ من رای منکم منکراً ألتح (مسلم) قدر کی کتب خد۔
۳۔ ادا وصعد الله تعالى بما لا یتلف بکفر ادا کتاب الحراء ثلثا (براریة علی هامش حیدرہ ۶ / ۳۲۳)
۴۔ اس کا اکل غسل دلوانا ہی نہیں چاہیے۔ کیونکہ اس کے غسل دینے سے مسلمانوں کے نامہ سے واجب ساقط نہیں ہوتا اور نہ ان کو توبہ ملتا ہے۔ (الشامیہ ۲ / ۹۹ سعید)

ترغیب دی اور خدا اور رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل کرنے پر متوجہ کیا۔ بعض سود بخوار مسلمانوں نے قاضی صاحب کی باتوں پر عمل کرنے اور توبہ کرنے سے انکار کیا۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔ قاضی صاحب نے بہت کچھ سمجھایا، مگر وہ شریک نہیں ہوئے۔ لہذا ان لوگوں کو وہاں کے مسلمانوں نے جماعت سے خارج کر دیا۔ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۸ قاضی محمد خالق (ضلع بنگلور) ۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۴ھ ۸ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۲۰۵) دعاء واستغفار کے اجتماع میں شریک ہونا فرض و واجب نہیں تھا۔ صرف جائز تھا۔ اس لئے شرکت سے انکار کرنے والوں پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں تھا۔ مگر نہ شریک ہونے والوں کے یہ الفاظ کہ ”ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔“ اگر اس سے مراد یہ تھی کہ خدا اور رسول ﷺ کے احکام جو خدا اور رسول ﷺ کے احکام ہیں انہیں ہم نہیں مانتے، تو یہ لوگ کافر ہو گئے۔ ان کو تجدید، ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ (۱) اور اگر یہ مطلب ہو کہ قاضی صاحب جو ہمیں خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے یہ احکام بتاتے ہیں کہ ایک جگہ جمع ہو، توبہ کرو۔ تو ہم ان احکام کو خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے اور اس لئے اس کی تعمیل نہیں کرتے۔ تو اس صورت میں ان کی تکفیر میں احتیاط کی جائے۔ (۲) مگر زجر توبہ کرنے تک ان سے تعلقات ترک کر دیئے جائیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ہم شریعت محمدی کے پابند نہیں کہنے سے کفر کا قوی خطرہ ہے۔

(السوال) زید عدالت میں یہ کہہ کر کہ جو کہوں گا ایمان سے سچ کہوں گا کہتا ہے، میں یا ہم شریعت محمدی ﷺ کے پابند نہیں ہیں۔ رسم و رواج کے پابند ہیں۔ زید کی ان الفاظ کے بقائمی ہوش و حواس ادا کرنے سے کفر لازم آتا ہے کہ نہیں۔ ایسے شخص کے لئے تجدید اسلام کی ضرورت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۲۲ ملک محمد امین صاحب (جائید ہر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء (جواب ۲۶) ”ہم شریعت محمدی ﷺ کے پابند نہیں ہیں۔“ یہ جملہ بہت سخت گناہ کا موجب ہے، اس کا مفہوم شریعت محمدی کی تعمیل کا ترک اور رواج کی پابندی کا التزام ہے جو فسق تو یقیناً ہے اور کفر کا قوی خطرہ ہے، مگر چونکہ اس سے اعتقاد حقانیت شریعت کا انکار صاف طور سے ثابت نہیں ہوتا، اس لئے تکفیر میں احتیاط کی جاتی ہے۔ (۴) لیکن اگر کوئی یہ کہدے کہ میں رواج کو شریعت سے بہتر سمجھتا ہوں، تو اس کی تکفیر میں تاہل نہیں (۵) اور پہلی صورت میں بھی تجدید اسلام و تجدید نکاح حقیقاً لازم ہے۔ (۶) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱۔ ”ما یكون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح.“ (الشامیہ ۴ / ۲۴۶ سعید)

۲۔ ”وقد سنل فی الحبریۃ عن قال له الحاکم: ارض بالشرع لا اقل۔ فأجاب بانہ لا یسعی للعالم ان یادر شکیر اهل الاسلام.“ (الشامیہ ۴ / ۳۲۰ سعید)

۳۔ اما من جسی علیہ وعصی رہ فانت الرخصۃ فی عقوبۃ بالہجران کالثلاثۃ المتحللین علیہا ولا۔ (عمدہ القاری ۲۲ / ۱۳۷ بیروت)

۴۔ اداکان فی المسئلۃ وحوہ توح الکفر ووحہ بمع معنی المعنی ان یمیل الی ذلك الوحہ (ہندیہ ۲ / ۲۸۳ ماحدیہ)

۵۔ ”قال لحصمہ آجہ حکم شریعت است برآن رویم، فقال حصمہ من سیاست کارکم بشرع سی، کفر.“ (بزاریہ علی هامش ہندیہ: ۶ / ۳۳۸ ماحدیہ) ۶۔ ریحۃ الشامیہ ۳۰ / ۲۳۷ سعید

یا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا انتہائی صدمے کی حالت میں کہنا۔

(السوال) زید نے فرط غم اور انتہائی صدمہ کی حالت میں مثلاً کسی کی موت یا کسی چیز کے فوت پر کہیا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا۔ زید کی دماغی حالت متعدد اولادوں کے فوت ہونے، بال بچوں کی علالت اور تیمارداری، اپنوں اور غیروں کی بد سلوکی و یذرائع رسانی و کثرت صدمات سے اچھی نہ تھی۔ بعض اوقات بیکہ اکثر اوقات تو اس وقت کی حالت پر غور کرنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ دماغ صحیح ہی نہ تھا۔ لیکن بعض اوقات یہ خیال ہوتا ہے کہ بے اختیار محض تونہ تھا کہ ان کلمات کا حسن و فحش نہ سمجھتا ہو اور اکل و شرب و حوائج و ضروریات سے بے خبر ہو۔

ہاں سالہا سال کے متواتر صدمات و ہجوم و غموں و افکار و ترددات اور ناقابل برداشت پریشانیوں اور اس پر سے کسی صدمہ عظیم کا بربادیہرگی دماغ پر پڑ جانے سے ایک مغلوبیت کی حالت تھی۔ بہر حال زید کی حالت ایک عجیب شش و پنج اور جیس جیس کی حالت ہے کہ وہ پورے طور سے یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ دماغی حالت درست بھی تھی یا نہیں۔ درحالت موجودہ بھی دماغی امراض و عوارض میں مبتلا رہتا ہے اور دوا علاج کرتا رہتا ہے۔ لہذا ایسی حالت میں زید پر کفر لازم آتا ہے یا نہیں اور اس کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ حالت اوائل غم میں ایک بار اور تجدید نکاح کی تھی یہ تو ہے کہ کوئی معاملہ صادق و غیرہ کا نہ تھا نہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نکالا تھا اور الفاظ کفر یہ ہی کی بنیاد شہ پر تھا یا احتیاط تھا اور کوئی وقعہ یاد نہیں۔ پس یہی حالت میں زید کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ اور تجدید نکاح کرے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۱۶۹۲ موبوی محمد یوسف صاحب شر سلطان پور (اودھ) ۶ جمادی الثانی ۱۳۶۵ھ

۲۴ اگست ۱۹۴۳ء

(جواب ۲۷) اگر اس کی دماغی حالت درست نہ ہو۔ معنوی مغلوب عقل کی حالت ہو تو کفر عائد نہیں (احتیاط یہی ہے کہ توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے۔ اگر پہلے تجدید نکاح اسی بنا پر یعنی شبہ کفر کی بناء پر ہو چکی ہو تاہم اب پھر تجدید جائز ہے اور احوط ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

اسلام، اہل اسلام، اور خدائے پاک کے متعلق مغلظات بجنے والے شخص کا حکم۔

(السوال) (۱) جہانیا منڈی ضلع ملتان میں سر باز رہنے والے مجمع میں چودھری دلدار خاں ولد صوبہ در بندے خاں نمبر در جہانیا منڈی مذہب اسلام کے متعلق ”سلام تیلے گیا۔“

(۲) مسلمانوں کے متعلق ”سب مسلمان اپنی مائیں چودا کے میرے ساتھ حقہ پیوئیں گے۔ اور

جب پھر اس سے کہا کہ کیا تم نعوذ باللہ خدا بن بیٹھے ہو تو اس نے کہا ”خدا کی ایسی تیمی۔“ مذہب اسلام سب مسلمانوں اور خدا کے متعلق اس قسم کے مغلظات کہنے والا کیا از روئے شریعت مسلمان ہے اگر وہ مسلمان نہیں رہا

تو اس کے ساتھ میل جوں رکھنا کیا حکم رکھتا ہے۔

المستفتی - نمبر ۲۰۵۳ غلام محمد لودھی نوی (ملتان) ۵ ار مضان ۱۳۵۶ھ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۸) یہ الفاظ یقیناً موجب استخفاف و توہین ہیں اور کہنے والا اس کا مرتکب کبیرہ ہے اور آخری فقرہ (خدا کی ایسی تیسری) صراحۃً موجب کفر ہے (۱) جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے اس سے مقاطعہ کر لیا جائے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

”میں ایسے شرعی فتوے کو نہیں مانتا“ کہنے والا کا حکم؟

(السوال) ایک فتویٰ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق علماء دین نے دیا جس کو ایک مسلمان کہتا ہے کہ میں ایسے شرعی فتوے کو نہیں مانتا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ شخص اسلام میں رہایا نہیں اگر اسلامیہ حکومت ہو تو یہ شخص واجب القتل ہے یا نہیں؟ اور اگر کفار کی حکومت ہے پھر ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟

المستفتی - نمبر ۲۳۵۹ انوار احمد صاحب دہلی ۷ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۶ جولائی ۱۹۳۸ء
(جواب) از مفتی مظہر اللہ صاحب۔ اگر فتویٰ صحیح ہے اور یہ شخص اسی اعتبار سے کہ وہ شرعی حکم ہے اس کے ماننے سے انکار کرتا ہے تو بے شک یہ کفر ہے (۳) اور اگر کسی تاویل کی گنجائش نہ ہو تو یہ بھی صحیح ہے کہ ایسا شخص واجب القتل ہے (۴) جس کا حکم ہندوستان میں یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا بھی جائز نہیں۔ لیکن چونکہ یہ حکم انتہاء درجہ کی تحقیق کے بعد لگایا جاسکتا ہے۔ اس لئے جب تک علماء کے سامنے اس شخص کو اور اس واقعہ کی نوعیت کو پوری طرح سے پیش کر کے حکم حاصل نہ کیا جائے مسلمانوں کو اس سے انقطاع جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد جامع قنچوری دہلی۔

(جواب ۲۹) (از حضرت مفتی اعظمؒ) کسی فتوے کے ماننے سے انکار کرنا دو طرح پر ہے۔ اول یہ کہ منکر اس فتویٰ کو شرعی۔ صحیح فتویٰ جانتے ہوئے ماننے سے انکار کر دے تو یہ تو حقیقتہً شریعت کا انکار ہے اور یہ کفر ہے۔ (۵) دوم یہ کہ منکر اس فتوے کو صحیح شرعی فتویٰ نہ سمجھے اور اس بناء پر ماننے سے انکار کر دے تو یہ شریعت کا انکار نہیں ہو بلکہ اس شخص فتوے کا انکار ہو۔ پھر اگر وہ فتویٰ کسی فرض قطعی یا ضروریات دین میں سے کسی ضروری چیز کے متعلق تھا تو اس کا انکار مستنزم انکار شریعت ہو جائے گا اور یہ بھی منجر بکفر ہوگا : اور اگر وہ فتویٰ کسی قطعی اور ضروری چیز کے متعلق نہ تھا بلکہ کسی مجتہد قیہ مر کے متعلق تھا تو اس کا انکار کفر نہیں۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

۱۔ ”اذا وصف الله بمالا يليق بكفر“ (بزازية على هامش حمديه ۶۰ / ۳۲۳ ماجديه)

۲۔ ”وان حصى عليه وعصى ربه“ قال احمد بن حنبل في المسند (عن عمدة القاری ۲۲ / ۱۳۷ بیروت)

۳۔ ولو نظر الى الفتوى وقال : ”نارامه فتوى آردی“ بكفر ان اراد به الاستخفاف بالشریعة“ (هندیه : ۲ / ۲۷۲)

۴۔ ”من بدل دینه فقتلوه“ (مشکوٰۃ : ۳۰۷ ، محمد سعید اینڈ سنز)

۵۔ ہندیہ حوالہ سائن

۶۔ ”والا صل ان من اعتقد الحرام حلالاً“ وان كان دليلاً قطعیاً کفر والا فلا“ (الشامیہ : ۴ / ۲۲۳ سعید)۔ یہ بھی کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

جو شخص توحید کا قائل مگر رسالت کا منکر وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟

(السوال) (۱) ایک شخص توحید کا قائل ہے اور خدا تعالیٰ کو وحدہ لا شریک سمجھتا ہے۔ نیز اعمال صالحہ کرتا ہے اور فعال شیعہ سے چلتا ہے، مگر رسالت کا منکر ہے یعنی آنحضرت محمد ﷺ کی رسالت پر یمن نہیں رکھتا ہے کیا از روئے شرع شریف یہ شخص بدی جنمی ہے؟

(۲) زید مسلمان ہے، توحید و رسالت کا قائل ہے۔ مذکورہ بالا شخص کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ رسالت کا منکر کافر ہے اور اس نکار کی وجہ سے ایک عرصہ تک جہنم میں سزا بھگتنے کے بعد آخر کار جنت میں ضرور داخل ہوگا اور اپنے اس خیال کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ پیش کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اِلَّا بِشَرِّکٍ بِهِ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَن یَّشَاءُ۔ دریافت طلبا امر یہ ہے کہ ایسا خیال رکھنے سے زید کے یمن میں کوئی خرابی واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

المسنعی۔ نمبر ۶۱-۲۳ منظور احمد خان۔ نیو دہلی۔ ۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مے جولائی ۱۹۳۸ء
(جواب ۳۰) جو شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر ہے وہ اگرچہ توحید کا قائل ہو، خلود فی النار سے نہیں بچے گا۔ (۱) آیت کریمہ میں لفظ شرک سے مراد کفر ہے یعنی جو کفر کرے گا وہ بخشا نہیں جائے گا کیونکہ بہت سی آیات قرآنیہ کفار کے لئے خلود و دوام فی النار۔ پر صراحت دہلی ہیں مثلاً والذین کفروا و کذبوا ما یاتنا اولئک اصحاب النار هم فیہا خلدون ای لا یحرجون منها ولا یموتون فیہا (خازن)۔ (۲) دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ وما ہم بحارجین من النار (۲) کہ کافر دوزخ سے نکلے نہ جائیں گے اور آیت کریمہ۔ ویغفر ما دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَن یَّشَاءُ (۲) میں کفر کی مغفرت مراد نہیں ہے کیونکہ کفر کی جزا تو خلود فی النار قرآن مجید کی بہت سی آیات میں تبصرتاً وارد ہے۔

پس جو شخص توحید کا قائل ہے اور رسالت کا منکر ہے وہ یقیناً کافر ہے اور آیت مفتوں پر کے بموجب اس کی سزا خلود ہے۔ والمراد بالشُرک فی هذه الآية الکفر لان من حشد نبوة محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً کافراً و لو لم یجعل مع اللہ الهاً آخراً و المعصرة مشفیه عنه بلا خلاف (فتح الباری انصاری جزا اول صفحہ ۱۲۵) (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار کر دے وہ کافر ہے اگرچہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور اس کی مغفرت نہ ہونا متفق علیہ ہے۔

موسحدین کا دوزخ میں ہمیشہ نہ رہنا اور آخر امر نکال جانا اگرچہ بعض روایات میں حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود کی طرف نسبت کیا گیا ہے مگر اہل سنت و الجماعت کے نزدیک یہ مذہب صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری پر ۲۷۷ مطبوعہ انصاری صفحہ ۱۸۷ میں اس کو مذہب ردی مردود علی قائلہ فرمایا ہے۔ اور کفار کے

ارعن امی ہریرۃ و لدی نفس محمد یدہ لا یسمع بی احد من ہذہ لامة من یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یومن بالدی ارسلت بہ الاکان من اصحاب النار (مشکوۃ ۱۲)

۲۔ (خازن ۱۰/۳۳ مصر)

۳۔ البقرة ۶۷

۴۔ النساء ۳۸

۵۔ فتح الباری ۷۹ مصر

خلو فی النار کو، اہل سنت کا اجتماعی مذہب بتلایا ہے (۱) اور کفار میں وہ موحدين بھی شامل ہیں جو انکار نبوت کی وجہ سے باوجود عقیدہ توحید کے کافر ہوئے ہیں۔ (۲) فقط محمد کفایت مہکان اللہ دہلی۔

مسلمان کے لئے موجب کفر اقوال وافعال سے بچنا ضروری ہے۔

(السوال) ایک شخص ہے جس کو مشرف باسلام ہوئے عرصہ تقریباً بیس برس کا گزر چکا ہے اور اس کی زندگی کا نصب العین یہ ہے جو اس نے اپنی زبان سے بیان کیا ہے کہ۔۔۔

(۱) میرے یہاں گھر میں جمد رسومت ہندوانی ہوتی ہیں (۲) اور میں روزہ نماز کا پابند ہوں۔ (۳) اور میں اپنی برادری میں چمدروں کو سمجھتا ہوں (۴) اور میں مسلمانوں کو اپنی برادری میں نہیں سمجھتا ہوں (۵) اور میں دونوں طرف ہوں۔ (۶) جو لڑکا کہ میرے مشرف باسلام ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہے اس بچے کی ختنہ نہیں کراؤں گا اس لئے کہ ختنہ کرانے سے مسلمان تھوڑا ہی ہوتے ہیں (۷) اور شخص مذکور نے اپنی بیسی کو جو مشرف باسلام ہو جانے کے بعد پیدا ہوئی۔ اس بیسی کی منگنی جانب جتنی چمد کے ساتھ کر دی اور اسی جانب کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

المستفتی۔ نمبر ۲۲۲۷ عبد الرشید خاں (آگرہ) ۲۹ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۱۴ جون ۱۹۴۲ء

(جواب) نمبر کا اگر یہ مطلب ہے کہ میرے گھر میں جمد رسومت ہندوانہ ہوتی ہیں اور میری رضا مندی سے ہوتی ہیں ان کو منع نہیں کرتا بلکہ پسند کرتا ہوں تو ظاہر ہے کہ یہ بات ایک سچے مسلمان سے نہیں ہو سکتی (۳) نمبر ۳ کا اگر مطلب یہ ہے کہ میں جانب جتنی چمدروں کو اپنا بھائی مند سمجھتا ہوں اور ان کے ساتھ برادریہ تعلقات رکھتا ہوں یا رکھنا پسند کرتا ہوں تو یہ بھی سچے مسلمان سے نہیں ہو سکتا (۴) اور نمبر ۵ کہ میں دونوں طرف ہوں، اس کا مطلب کیا ہے یعنی مذہب کے لحاظ سے دونوں طرف ہوں، اگر یہ مطلب ہو تو یہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ (۵) اور نمبر ۶ جتنی جو لڑکا کہ میرے مسلمان ہونے کے بعد پیدا ہوا ہے اس کی ختنہ نہیں کراؤں گا۔ یہ بات بہت شبہ میں ڈالتی ہے

کیونکہ اگرچہ ختنہ کرنا فی حد ذاتہ فرض نہیں ہے، لیکن مسلمانوں کا خاص شعار ہے۔ (۶) اور نمبر ۷ یعنی اپنی مسلمان ترکی کی یہ جانب سے کروں گا۔ اگر جانب مسلمان ہے تو خیر مضائقہ نہیں، لیکن اگر وہ غیر مسلم ہے تو

۱۔ "السابع یروى عداها ويحرج منها منها جاء ذلك من بعض الصحابة وهو مذهب ردي مردود على قائله" (مرجع بالا ۱۱/ ۳۶۳ مصر)

۲۔ انکفار اصناف حمصہ بکرمۃ الرسل کالغلاسة (النسامیہ ۴، ۲۲۶ سعید)

۳۔ "ویکفر ای شی اصبع" (کد من حسن رسوم الکفرة، (البحر الرائق ۵۰، ۱۳۴ بیروت)

۴۔ "لا یبحد المؤمنون لکافریں اولیاء من دون المؤمنین" بھی تبارک وتعالیٰ عبادہ المؤمنین ان یوالو الکافریں، وان یبحدوهم اولیاء" (تفسیر اس کثیر ۱، ۳۵۷ سہیل، کیڈسی لاہور)

۵۔ "من اعتقد بالایمان والکفر وحد کفر" (جامع الصلین ۲، ۲۹۲ سوائی کتب خانہ کرچی)

۶۔ والاصل ان المحتان مسة کما جاء فی الحر وهو من شعائر الاسلام وحصاصه فو جمع اهل بلده علی ترکہ حاربهم لا امام ولا یتروک الالعدر (در مختار الرد ۶، ۵۱ سعید)

مسلمان لڑکا کا نکاح غیر مسلم سے حرام ہے۔ (۱) بہر حال یہ اقوال اس شخص کے مسلمان ہونے میں شبہ پیدا کرتے ہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان ملہ دہلی

کتب فقہ سے بعض منتخب مسائل کی صحت کے بارے میں استفسار۔

(المسوال) میں درمختار، فتاویٰ عالمگیری، بہار شریعت وغیرہ کتابوں میں سے کچھ مسائل مسجد میں بیان کر دیا کرتا ہوں۔ مندرجہ ذیل چند مسائل جو میں نے بیان کئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسائل غلط ہیں (۱) محدث دہوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے یہاں اللہ و رسول ﷺ کا ذکر کرنا جائز ہے کوئی ممانعت نہیں اور کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ (۲)

(۲) اگر کوئی شخص اللہ و رسول ﷺ کے فرمان کے خلاف مسجد میں ذکر کرے اسے روکنا جائز ہے۔ (۳)

(۳) اگر کوئی یوں کہے کہ ہم تمہارے مسئلے وغیرہ نہیں سنتے، یہ کفر ہے۔ (۴)

(۴) شرعی مسائل کا مذاق اڑانا یا ہنسنا کفر ہے۔ (۵)

(۵) علمائے دین کا فتویٰ نہ ماننا کفر ہے۔ (۶)

(۶) مسئلہ کی ایک بات مسلمان بھائی کو سنانا لاکھ درم دینے سے بہتر ہے۔ (۷)

(۷) کوئی شخص کہے کہ شرع سے یہ حکم ہے اور سننے والے کہے کہ ہم شرع درع نہیں مانتے یہ

کفر ہے۔ (۸)

(۸) کسی نے کہا انا مت کرو، خدا جہنم میں ڈالے گا، وہ کہے ہم جہنم سے نہیں ڈرتے یہ کفر ہے۔ (۹)

(۹) ڈر ہی منہ دے مذاق کرتے ہیں کلاسوف تعیموں۔ یہ مذاق کرنا کفر ہے۔ (۱۰)

۱۔ "ولا تکفروا بالمشرکین حتی یؤمنوا" (البقرة ۲۲۱)

۲۔ اذا کان فی المسئلة وجوب توحب الکفر و وجوب فعلی المفتی ان یصل الی ذلك الوحد (ہدیہ : ۲ / ۲۸۳ ماحدیدیہ)

۳۔ "انما هی الذکر اللہ والصلوہ وقراءۃ القرآن" (مسلم ۱ / ۱۳۸ قدیمی کتب خانہ)

۴۔ من ری مکرم مکرا فلنعمہ یدہ ، فان لم یستطع فسانہ ، فان لم یستطع فبقلمہ وذلك اصعب الایمان ، مشکوٰۃ

(۴۳۶)

۵۔ رُبُّہٗ وراحماتک کے تواتر۔

۶۔ "ہکد ۱۰۔ بیہزاء باحکام الشرع کفر" (ہدیہ ۲ / ۲۸۱ ماحدیدیہ)

۷۔ نہ ماننے کی دو صورتیں (۱) ات مسئلہ شرعی نہ سمجھنا اس خیال سے کہ علماء نے غلط فتویٰ دیا ہے اس صورت میں کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا

(ب) دوسری صورت یہ ہے کہ مسئلہ سمجھ کر انکار کرے تو اگر مسئلہ قطعی دلائل سے ثابت ہے تو کافر ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

ورد المصوصی بان یکرالا حکم لنی دلت علیہا المصوصی بقطعیہ من لکتاب والسۃ کحشر الاحسد ، مکفر ، لکنہ

بکدماً صریحاً لہ ورسولہ (شرح العقائد ۲۴۵ ایچ ایم سعید)

۸۔ "قول معروف ومعمرہ حیر من صدقۃ" (البقرہ ۲۶۳)

۹۔ "قال : اینچہ شرع است" بکفر ، لاندرد حکم الشرع " (نزارید علی ہامش ہدیہ ۶ / ۳۳۷ ماحدیدیہ)

۱۰۔ اوفال لا احاف القیامہ بکفر ہدیہ ۲ / ۲۷۴ ماحدیدیہ

۱۱۔ "وبکفر" المراح بالقرآن البحر الرائق ۵ / ۱۳۱ بیروت

- (۱۰) شراب پیتے وقت یزنا کرتے وقت یا جو کھیلتے وقت بسم اللہ کہنا کفر ہے۔ (۱)
 (۱۱) کوئی حضور ﷺ کی توہین کرے، آپ ﷺ کا لباس، ناخن وغیرہ خراب بتلا دے یا عیب لگا دے یہ کفر ہے۔ ان مسائل کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔ (۲)

المستفتی نظر لدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)
 (جواب ۳۲) یہ گیرہ مسئلے جو سوال میں لکھے ہیں صحیح ہیں۔ ان کو سننا اور مسلمانوں کو بتانا ثواب کا کام ہے (۳)
 محمد کفایت اللہ کان مدہ

مسلمان بہر حال کافروں سے بہتر ہے۔

(سوال) متعلقہ افضلیت مؤمن
 (جواب ۳۳) کافر، مسلمان سے کس حال میں اچھا نہیں ہو سکتا۔ مسلمان بہر حال کافروں سے بہتر ہے (۴)
 محمد کفایت اللہ کان مدہ

پنجی بیت کے الفاظ ”کس سرے نے شرع بنائی ہے“
 حکم شرعی بیان کرنے میں تحقیق طلب ہے۔

(از خبر جمعیت دہلی مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) ایک بیچ نے پنجپت میں یہ الفاظ کہے کہ کس سرے نے یہی شرع بنائی۔ اس کا کیا حکم ہے۔
 (جواب ۳۴) جس شخص نے مذکورہ الفاظ کہے ہیں اس کا پورا وقعہ معلوم ہونا چاہئے کہ کس بات پر اور کس موقع پر اس نے یہ کہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ آیا اس کے یہ الفاظ شریعت اور شارع کی توہین قرار دیئے جاسکتے ہیں یا نہیں (۵)
 محمد کفایت اللہ غفرلہ

اگر رسول اللہ بھی اس معاملے میں مجھے کہیں گے
 تو میں ہرگز نہیں مانوں گا“ کے قائل کا حکم۔

(از خبر جمعیت دہلی مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کو مین دین کے بارے میں سمجھا رہے تھے کہ جس کا تم نے دینا ہے اس کے ساتھ فیصلہ کرو، تو اس شخص نے یک نہیں سکھائی بار یہ الفاظ کہے کہ ”اگر رسول اللہ بھی اس معاملے کے بارے میں مجھے کہیں گے تو میں ہرگز نہیں مانوں گا“ (خود مد) اور دوبارہ ازیں تمزیوں کو ہر وقت مد زبانی سے یاد کرتا رہتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ الفاظ کہتے وقت اس سے کہہ دیا گیا تھا کہ یہ کلمات کفر ہیں مگر پھر بھی باز نہ آیا۔

۱۔ وکد یوفان عند اشرب لحمہ والرب بسم اللہ شرح العقائد ۲۴۷

۲۔ ’لوعاب سیاسی‘ کھر: جامع الفصولین ۲، ۱۳۰، ۱۳۱ کتب خانہ

۳۔ ان اللہ وملائکتہ، واهل السموت، والارض حتی المملۃ فی حجرها وحتى الحوت یصوب علی معص الناس لحبر
 شافعی ۱۳۲ھ

۴۔ ’و بعد مؤمن حیر من مشرک ولو اعطیکم‘ لہا لہ وحملہ ’تفسیر حلالین‘ ۳۳

۵۔ ’واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن‘ (تویر مع شرع ۴، ۲۲۹ معید)

(جواب ۳۵) اگر یہ الفاظ کہنے سے اس کی نیت یہ تھی کہ ”میرا معاملہ سچا ہے اور میں حق پر ہوں، اَلرَبُّ بِالْفِرْضِ رسول اللہ ﷺ بھی اس معنی میں میرے اوپر صلح کرنے کا دباؤ ڈالیں جب بھی نہیں کروں گا۔“ تو یہ کلمات کفر نہ ہوں گے۔ (۱) مگر بہر صورت ان کلمات کا ظاہر مفہوم بُرا ہے وراطاعت رسول اللہ ﷺ سے انکار مفہوم ہوتا ہے۔ اس لئے بوجود حکم کفر نہ کرنے کے احوط یہی ہے کہ شخص مذکور کو توبہ کا حکم دیا جائے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے تعلقات، سامیہ ترک کر دیئے جائیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

عالم دین کی توہین کفر ہے۔

(از اخبار المحمدیہ دہلی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(السوال) کس عالم کی توہین و بے حرمتی کرنے کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟
(جواب ۳۶) کس عالم دین کی حیثیت عالم دین ہونے کے توہین کرنا موجب کفر ہے۔ اگر توہین اس جہت سے نہ ہو بلکہ کسی اور دنیاوی معاملہ کی وجہ سے ہو تو موجب کفر نہیں ہے۔ (۳)

۱۔ داک۔ فی المسئلة و حود توجب الکفر و وجه بجمع فعلى المفتی ان یمیل لی ذلک الوحہ (ہندیہ ۲ ۲۸۳ ماہجہ یہ)
۲۔ قول کعب بن مالک حین یخلف عن النبی ﷺ و یبھی النبی ﷺ المسلمین عن کلاما و ذکر حمسین لیلة (اندرکی شریف ۲ ۸۹۷ قدیمی کتب خانہ)
۳۔ استحقاق بالعلماء لکونه علماء استحقاق بالعلم والعلم صفة الله تعالى مجہ فضلاً علی حیار عبادہ لیدلوا خلقہ علی شریعتہ بآیة عن رسلہ فاستحقاقہ بهذا بعلم انه الی من يعود“ (ہرازیہ علی حاشیہ ہندیہ ۳۳۶/۲)

چوتھا باب مسئلہ ارتداد

مرتد کے لئے توبہ کی شرائط

(سوال) (۱) مرتد فطری دین اسلام میں واپس آسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر واپس آسکتا ہے تو اس کے کیا شرائط ہیں؟

(۳) اگر کوئی شخص اپنی مازمت کے تعلق سے ظاہر اپنا ہندو ہو جانا ظاہر کرے مگر دل یا زبان سے ہندو ہو جانے کا اقرار نہ کیا ہو (جیسا کہ سی کئی ڈی پولیس کے مہمان اکثر حسب ضرورت اپنے کو ہندو عیسائی وغیرہ ہونا دکھاتے ہیں، اس صورت میں کوئی ثبوت یعنی شہادتوں وغیرہ کا بھی اس کے خلاف رسوم یا عبادت بطور ہندو اس کو کرنے کا بھی نہ ہو تو اس شخص کو مسلمان ماننا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی - نمبر ۷۰ اسیدناظم حسین (ریاست الور) ۱۰ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷) (۱) اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو وہ بھی توبہ کر کے اسلام میں واپس آسکتا ہے (۱)۔

(۲) اس کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کا کلمہ پڑھے اور سوائے اسلام کے باقی دینوں سے اپنی ہیزاری کا اعلان کرے۔ (۲)

(۳) جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ اس کو کس فعل کی بناء پر ہندو سمجھا گیا، اس کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا جاسکتا۔ اور بہر صورت ہندو ہونے کے بعد بھی توبہ اور تجدید اسلام کر کے وہ شخص مسلمان ہو سکتا ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کسی شخص پر دین تبدیل کرنے کا بہتان لگانا سخت گناہ ہے۔

(سوال) منہ مکھی محمد امیر ولد سمندر (قوم درلودال) ساکن موضع کفری ضلع سرگودھا کا ہوں، میرے متعلق نہ معلوم کس وجہ سے لوگوں نے یہ بات مشہور کر دی کہ خدا نخواستہ میں کر شان ہو گیا ہوں، حالانکہ اس چیز کی کوئی اصلیت نہیں۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ میرے چچا کے لڑکے مکھی اللہ دتہ جو کسی وجہ سے کر شان ہو گیا تھا وہ جب خدا کی توفیق سے مشرف باسلام ہو گیا اور ارتداد سے واپس آگیا تو میں اور وہ دونوں پاس، ٹھتھے بیٹھتے تھے، اور جس زمانے میں وہ مرتد رہا، اس زمانے میں اس کے ساتھ میرا کچھ سرکار نہ تھا۔ اب میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے نہ کبھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا ارادہ کیا اور نہ خارج از اسلام ہوا ہوں، اور نہ آئندہ ہونے کا ارادہ۔ پس ایسی صورت میں جب کہ میرا قطعاً کوئی ارادہ ظاہری و باطنی طور پر اسلام سے خارج ہونے کا نہ تھا اور نہ ہے، لوگوں کا مجھ پر یہ اتہام لگانا کہ تم کر شان ہو گئے ہو کہاں تک صحیح اور قابل تسلیم ہے میرے اس اقرار کے بعد بھی اگر کوئی شخص نہ مانے اور مجھ کو کر شان ہی

کتر ہے تو اس کے لئے شرعی حکم ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۵۷۶ محمد امیر (ضلع سرگودھا) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ۱۳ اگست ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۸) جب کہ مسکن محمد امیر کرستان ہونے سے حلفیہ انکار کرتا ہے اور اسلام پر قائم رہنے کا اقرار کرتا ہے اور اسلام کے سوا دوسرے دینوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہے اور جو لوگ اس پر کرستان ہونے کا الزام لگاتے ہیں ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تو محمد امیر کے ساتھ اسلامی برادری کے تحقیقات رکھنا جائز ہے اور بلاوجہ اور بغیر ثبوت کسی مسلمان پر تبدیل مذہب کی تہمت نہیں لگانی چاہئے کہ یہ سخت گنہ ہے۔ (۱)
لفظ محمد کفایت اللہ کان لہ۔

مذہبی معاملات میں ہندوؤں کا تعاون کرنا درست نہیں۔

(سوال ۱) ایک عورت کافرہ (ہندو) مسلمان ہو گئی۔ ایک مسلمان لوبار کے ساتھ نکل گئی، غیر نکاح کے س کے ساتھ رہی۔ تقریباً عرصہ ۲۵ سال اس کے ہمراہ مسلمان رہی۔ کسی وجہ سے ناراض ہو کر بلکہ درنا کر پھر اس کو ہندو بنالیا گیا اور پھر واپس اپنے سابقہ خاوند ہندو کے گھر آگئی۔ ہندو ترکھان برادری اکٹھی ہو گئی اور اس عورت کو اس بدلے میں کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی بہت برا بھلا کہا گیا اور اس کے خاوند ہندو کو اس کی پاداش میں کفر یہ مقرر کیا کہ اول تو دونوں میاں بیوی سمعہ یک زائد ہندو کے گنگا نشان کر کے آویں اور پھر کسی رفرہ عام کی جگہ پر ایک کنواں لگو، کمیں اور ۲۵ روپ نقد خیرات کریں۔ جب یہ شرطیں پوری ہو جائیں پھر برادری کو اٹھاکر لے، اس وقت اگر برادری کی منشاء ہوئی تو اصلی ہندو خاوند کی بیوی بنائی جو دے گی۔

(۲) یہ کنواں صرف مسلمان ہونے کی سزا ہے۔ ایسے کنویں کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر جائز نہیں تو ایسا کنواں لگانے کے لئے کسی مسلمان کا جگہ دینا جائز ہے یا نہیں اور جگہ بھی مفت دینا۔

(۴) اس کنویں کے لگانے میں مسلمانوں کو مدد کرنی جائز ہے یا نہیں؟

(۵) اگر جائز نہیں تو جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے یعنی جو مدد کر چکے ہیں۔

(۶) ان لوگوں کے لئے جن کو منع بھی کیا گیا ہو کہ یہ اسلام کے لئے بد نما داغ ہے پھر بھی مدد کریں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۷) اور اگر منع کرنے سے کوئی مسلمان بصرار اس کی مدد کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۸) اور اگر جگہ دینے والے شخص کو منع کیا جائے اور وہ کہے کہ چھ بھی ہو میں ضرور جگہ دوں گا۔

(۹) اس مسلمان لوبار کو جو اس عورت کو بغیر نکاح لئے پھر تاربا کیا حکم ہے؟

(۱۰) اگر یہ مسلمان لوبار بھی کوئی کنواں یا نکالگوئے اس کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۱) اس کی مدد کرنا کیسا ہے؟

(۱۲) اگر یہ مسلمان لوبار اس ہندو کے کنویں کے مقابلہ میں کوئی نکالیا کنواں لگوئے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۱۳) اس مسلمان بوبار کے ساتھ میل جول کرنا کیسا ہے اور ہندو ترکھن کے ساتھ میل ملاقات کرنی کیسی ہے؟

المستفتی - نمبر ۱۶۳۳ یوسف علی خاں لاکل پور - ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب) (از مولوی محمد مسلم صاحب لاکھپور) - (۱) باللہ التوفیق - چونکہ ہندو برادری کے تقاضہ پر مسلمان ہونے کی سزا میں کنواں وغیرہ تجویز کیا گیا ہے اس لئے اسلامی توہین ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کو اس میں شریک نہ ہونا چاہئے - قیمتاً زمین دینا بھی اس موقع میں جائز نہیں - مفت امداد کرنا تو مذہبی توہین میں شریک ہونا ہے جو کسی طرح بھی شرعاً جائز نہیں ہو سکتا۔

(۲) زمین دینے پر اصرار کرنے والا مسلمان گنہگار ہے - اسے اس بات سے باز آجانا چاہئے - مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو اس کام سے روکنے کی کوشش کریں - اسلام کی توہین کر کے مسلمان رہنے والے کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں۔

(۳) بوبار کو توبہ کرنی چاہئے - اگر وہ کنواں بنواتا ہے تو بنوائے - اس سے پانی پینا جائز ہے۔

کتبہ محمد مسلم کان اللہ لہ صدر مدرس مدرسہ عربیہ لاکل پور۔

الجواب صحیح - احقر محمد یونس عفا اللہ عنہ - خطیب جامع مسجد لاکل پور - ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ۔

(جواب ۳۹) (از حضرت مفتی اعظم) عورت کا اسلام لانا اور پھر مرتد ہو جانا اور اسلام کی حالت میں بے نکاح زنا کاری میں مبتلا رہنا مسلمانوں کے لئے کوئی اچھی بات نہیں ہے - اسلام تو بہر حال مقبول ہوتا - لیکن اب تو وہ مرتد ہو گئی - اور اس کی غیر مسلم برادری نے اس کے خاوند پر جو تعزیر لگائی وہ عورت کے مسلمان ہونے کی وجہ سے نہیں - اگر یہ وجہ ہوتی تو اس کے مرتد ہونے سے پہلے ہی لگائی جاتی - اب مرتد ہونے کے بعد اس کو پھر ہندو برادری میں شامل کرنے کی یہ شرط ہے کہ وہ کوئی رفاہ عام کا کام کرے تو ہندو برادری میں شامل ہو سکے گی اور اس کا خاوند اس کو رکھ سکے گا تو اس میں اسلام کی توہین نہیں ہے بلکہ ایک ہندو مرتد عورت کو اپنے ساتھ ملانے کی شرط ہے، اس سے مسلمانوں کو کیا واسطہ - البتہ مسلمانوں کے لئے ان کے اس فعل میں کسی قسم کی شرکت اور مدد کرنی مناسب نہیں ہے - (۱) بہتر صورت یہ ہے کہ مسلمان جس نے زمین دی ہے وہ ہندوؤں کی لاگت خود یا مسلمانوں کی امداد سے ادا کرے - ورنہ کنویں کو رفاہ عام کے لئے وقف کر دے - ایک بدکار عورت مرتدہ کی خاطر ایک اچھے خاصے مسلمان کو اتنا تنگ کرنا کہ وہ مرتد ہونے پر آمادہ ہو جائے خطرناک فعل ہے - وہ عورت تو مسلمان بھی نہیں رہی - اور ایک مسلمان خدا نخواستہ اور مرتد ہو گیا تو یہ مسلمانوں کے لئے خوشی کی بات نہ ہوگی۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ - دہلی

آنحضرت ﷺ کی شان میں اعلانیہ گستاخی ناقابل برداشت ہے۔

(سوال) علماء دین اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

(۱) جس نے جوانی میں ختنہ کرائی تکلیف ہونے پر رسول اللہ ﷺ کو متواتر ایک ماہ تک گالیاں دیتا رہا (نعوذ باللہ من ذلک)

(۲) رمضان المبارک میں دوستوں کو ہمراہ لے کر علانیہ کھانا پیتا رہا، ایک شخص کے ٹوکنے پر جواب دیا کہ ہم کی مفلس ہیں جو بھوکے مریں۔

(۳) اس کے اس بات کے جواب میں کہ تم نے ماہ صیام کی توہین کی ہے توبہ کرو۔ اس شخص نے آنحضرت ﷺ کو فحش گالیاں کئی مسلمانوں کے سامنے دیں۔

(۴) ان مسلمانوں کے شور و غل کرنے پر کہ تم توبہ کرو۔ یہ توہین ہم برداشت نہیں کرتے اس نے اور اس کے تین چار ساتھیوں نے جواب دیا کہ تم لے آؤ شریعت کو ہم منہ پھوڑ کر رکھ دیں گے (نعوذ باللہ منہ)

(۵) یہ تنازعہ تین دن ہوتا رہا، وہ نہ تائب ہوئے نہ نادام ہوئے بلکہ اور زیادہ کفر کرتے رہے۔

(۶) پھر اپنے آپ کو سکھ مشہور کرنے لگا، کہ میں اسلام ترک کر کے سکھ ہو گیا ہوں، سکھوں کا شعاع اختیار کیا، کیا شریعت کی اس طرح توہین کرنے والا اور رسول اکرم (فداہ الی وائی) ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور سب و شتم کرنے والا اور مصر علی الارتماد مستحق غفو ہے۔ ایسے مردود پر مقدمہ چلانا چاہئے یا نہیں؟ کیا مسلمانوں کو گورنمنٹ وقت سے عبرتناک سزا کے سنے قانون پاس کرانا چاہئے یا نہیں؟۔ سکھ لوگ اس کی مدد کرتے ہیں۔ کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے، وہ توبہ کی طرف خود بھی نہیں آتا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کو دھمکا کر جرمانہ کر کے معاف کر دینا چاہئے اور تحریری معافی نامہ لے لینا چاہئے۔ مقدمہ وغیرہ کی حاجت نہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی - نمبر ۲۱۵۵ مولوی محمد لاکیل پوری دیوبندی رائے کوٹ (لدھیانہ) ۲۶ سوال

۱۳۵۶ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰) آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں یہ انتہائی گستاخی اور توہین مسلمانوں کے ضبط و تحمل سے باہر ہے ان کو انتہائی چارہ جوئی اور عدالتی کارروائی کرنی لازم ہے اور جب کہ وہ خود ندامت ظاہر نہیں کرتا اور توبہ پر آمادہ نہیں تو توبہ قبول ہونے نہ ہونے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

گواہوں کی گواہی کب بے اثر ہوگی؟

(سوال) جناب کے حافظہ اور مجموعہ فتاویٰ میں یہ سوال جواب ہو گا کہ زید نے کہا کہ ”میں نے زمین و آسمان پیدا کیا۔“ وغیرہ الک۔ پھر آٹھ ماہ کے بعد شہادت ہوتی ہے اور زید کے دعوائے خدائی کا تذکرہ جس پر تجدد یہ ایمان اور نکاح کا سوال پیدا ہوا جس کی پوری تفصیل آپ کے پاس جا چکی ہے اور جناب نے یہ جواب مرحمت فرمایا تھا کہ ”زید کا قول معتبر ہو گا، ان لوگوں کا قول جو آٹھ دس مہینے کے بعد اس کا اظہار کرتے ہیں، قابل

التفات ہے۔

لہذا گزارش ہے کہ جناب تھوڑی سی وقت کی قربانی دے کر شاہدین کی شہادت کے ناقابل التفات ہونے کی جو بنیاد ہے اور دلیل شرعی مع عبارات کتب مرحمت فرمادیں تاکہ مترددین و منکرین کے سامنے مسئلہ اپنی پوری روشنی میں آجائے اور ہر ایک کے لئے بلاریب و شک باعث طمانیت ہو۔

(جواب ۴۱) زید کا قول معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا قول مع صف کے معتبر ہوگا۔ اور شہود کی شہادت معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دیانت اور حسبتہ یعنی ملہیت پر مبنی ہے اور ایسی شہادت بلا وجہ معقول تاخیر کرنے سے نامقبول ہو جاتی ہے۔ ومتی اخر شاهد الحسنة شهادته بلا عذر فسق فترد (در مختار)۔ (۱) اس کے علاوہ یہ شہادت ردۃ پر ہے۔ اور اس میں جب مشہود علیہ انکار کر دے اور شہاد تین کا اقرار کر لے تو شہادت بے اثر ہو جاتی ہے۔ تشهدوا علی مسلم بالردة وهو منكرو لا يتعرض له (در مختار) (۲)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ وہی

ارتداد سے توبہ کرنے والے سے نفرت اور تعلقات ختم کرنا جائز نہیں

(السوال) میں مسماۃ جنت خاتون دختران ذات تلی ساکن قصبہ راہوں ضلع جالندھر کی خانہ جنگی عرصہ پانچ چھ سال سے خوند خود سے رہی اور میری بے کسی اور بے بسی کی داستان قوم کے کسی آدمی نے نہیں سنی۔ میں نے مجبوراً جناب مہووی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت علماء ہند سے اپنی ساری داستان عرض کر کے فتویٰ طلب کیا۔ ان کے حکم فرمانے پر خلع کیلئے میں نے دوسروں پر پیش کئے کہ مجھے اس تیغ زندگی سے رہا کر لیا جائے پھر بھی قوم نے کوئی توجہ نہیں دی میں نے تنگ آکر مذہب عیسائیت اختیار کیا۔ مسلمان حاکم نے نکاح فسخ قرار دیا۔ فسخ ہونے پر میں نے پھر پوری ندامت سے توبہ کر کے اسلام قبول اور فتویٰ طلب کیا اور جمعیت علماء ہند سے مندرجہ ذیل جواب آیا۔

”جب کہ مسماۃ جنت خاتون اپنے اس گنہ عظیم یعنی ارتداد سے نادام ہو کر توبہ کر چکی ہیں اور دوبارہ اسلام میں داخل ہو چکی ہے تو مسلمانوں کا اس سے اور اس کے والدین سے نفرت کرنا یا طعنہ زنی کرنا مناسب ہے۔ مسلمانوں کو اس لعن طعن سے اجتناب کرنا چاہئے۔“

اس کے بعد مورخہ کو قوم تیلین نے تقریباً تو ۹۰ گاؤں کے لوگوں کو جمع کر کے میرے والدین سے مقاطعہ کلی طے کر دیا۔ اب گزارش ہے کہ کیا میری توبہ قبول نہیں؟ کیا میں مقبور۔ ہذا کا مصداق نہیں ہوں۔ الثائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ کیا میں اور میرا خاندان پھر داخل عیسائیت ہو جاؤں، جب کہ مجھے اسلام سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ میں تعلیم یافتہ ہوں، اگر مجھے اسلام نے سہارا دیا تو غیر مذہب میرے خیر مقدم کے لے تیار ہیں۔

المستفتی - نمبر ۱۹۷۷ء جنت خاتون (منہاج جاندھر) ۲۷ شعبان ۱۳۵۶ھ ۲ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۲) ارتداد بہت بڑا گناہ اور جرم عظیم ہے۔ (۱) مگر جب کہ مرتدہ نے صدق دل سے توبہ کر لی ہے اور
دخول اسلام ہو گئی ہے تو ب مسلمان اس کو اپنے میں شامل کریں۔ (۲) پھر اس کے والدین کا اس میں کیا قصور ہے
کہ ان سے مقاطعہ کر لیا گیا۔ (۳) پنچایت کو اپنا فیصلہ بد لانا چاہئے اور ان سب کو اسلام کے دامن کے نیچے پناہ دینی
چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

بے اختیاری کی حالت میں کفریہ الفاظ کہنے کا حکم۔

(سوال) متعلقہ حکم ارتداد و تلفظ الفاظ کفریہ بخواب (سوال دستیاب نہیں ہوا)

(جواب ۴۳) سوال میں صاحب واقعہ کے دو واقعہ مذکور ہیں، ایک حالت خواب کا دوسرا حالت بیداری کا۔
حالت خواب کے واقعہ کا تو اصول شرعیہ کے موافق حکم صاف ہے کہ حسب ارشاد رفع القلم عن ثلاثة
الخ (۱) نائم مرفوع القلم ہے، حالت نوم کا کوئی فعل اور کام شرعاً معتبر نہیں بلکہ حالت نوم کا کام کلام طیور کے
مشابہ اور اسی حکم میں ہے۔ وفي التحرير و تبطل عبادته من الا سلام والردة والطلاق ولم توصف
بخبرو لا انتساء و صدق و كذب كالحان الطيور راه و مثله في التلويح فهذا صريح في ان كلام
النائم لا يسمى كلاماً لعة ولا شرعاً بمنزلة المہمل (رد المحتار) (۵) پھر اس خواب کے واقعہ کی حکایت
ایک ایسے واقعہ کی حکایت ہے کہ وہ کفر نہیں تھا۔ اگرچہ الفاظ کفریہ ہیں۔ لیکن الفاظ کفریہ کی محض نقل کافر نہیں
بناتی۔

اگر کوئی کہے کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ خدا تین ہیں تو اس کہنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ الفاظ کفریہ کی
نقل تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وقالت اليهود عزیر بن اللہ وقالت النصارى
المسیح ابن اللہ (۶) یہ الفاظ کہ ”عزیر غایہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔“ یقیناً
کفر کے کلمات ہیں، اور مسلمان انہیں رات دن تلاوت قرآن مجید اور نماز میں پڑھتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے یہ
کلمات نقل کرتے ہیں تو جب کہ ان کلمات کا نقل کرنا باوجود یہ کہ منقول عنہم نے ان کا تکلم بحالت اختیار کیا تھا
اور ان پر انہیں کلمات کے تکلم کی وجہ سے کفر کا حکم کیا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ . لقد کفر

۱۔ جیسے ایمان سب سے بڑی نیکی ہے، اس کا ترک یعنی ارتداد سب سے بڑا جرم ہوگا، قرآن مجید میں ہے ان الذین اٰمَنوا ثم کفروا ثم اٰمَنوا ثم کفروا ثم اٰمَنوا کم کثر و اثم اموا،
ثم کفروا، ثم اردادوا کفرا لم یکس اللہ لیعتزلہم، ولا یہد یہم سیلاً (النساء ۱۳۷)

۲۔ الا الذین تانوا و اصلحو ا و سوا فاولئک اتوب علیہم و اما التواب الرحیم (البقرة ۱۶۰)
”اما المؤمنون احوہ ای لجمع احوہ فی الدین“ (تفسیر ابن کثیر ۳/ ۲۰۰ سبیل الکیذی ماہو)

۳۔ ولا تورد و درة و درہوری (سراء ۵)، اور حدیث شریف میں ہے ”لا یحل لمسلم ان یتحرر احوہ فوق ثلث ایام“ (بخاری
شریف ۸۹۶/۲۰ قدیمی کتب خانہ)

۴۔ (۱) وادار ۲۰/۲۵۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

۵۔ الشامیہ ۳۰/۲۳۵ سعید)

۶۔ (التوبہ ۳۰)

الذین قالوا اتخذ الله ولداً۔ (۱) ناقلین کے لئے موجب کفر نہ ہو تو خالت خواب کے وہ کلمات کہ نہ ان کا قائل کافر ہو نہ نوم کی حالت میں ان کلمات کو کلمات کفر کہا جاسکتا ہے۔ نقل کرنے سے کفر کا حکم بدرجہ اولیٰ نہیں دیا جاسکتا۔

زبادوسر واقعہ جو حالت بیداری کا ہے، اس کے متعلق صاحب واقعہ کا بیان یہ ہے کہ وہ اپنی حالت خواب کی غلطی سے نام اور پریشان ہو کر چاہتا ہے کہ درود شریف پڑھ کر اس کا تدارک کرے، اور درود شریف پڑھتا ہے لیکن اس میں بھی بجائے آنحضرت ﷺ کے نام مبارک کے زید کا نام اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ اسے اس غلطی کا احساس تھا، مگر کہتا ہے کہ زبان پر قابو نہ تھا، بے اختیار تھا، مجبور تھا۔ اس واقعہ کے متعلق دو باتیں تنقیح طلب ہیں۔

اول یہ کہ آیا حالت بیداری میں ایسی بے اختیاری اور مجبوری کہ زبان قابو میں نہ رہے بغیر اس کے کہ نشہ ہو، جنون ہو، اکراہ ہو، عتہ ہو ممکن اور متصور ہے یا نہیں؟ کیونکہ ان چیزوں میں سے کسی کا موجود ہونا سوس میں ذکر نہیں کیا گیا۔ تو ظاہر یہی ہے کہ ان اسباب میں سے کوئی سبب بے اختیاری پیدا کرنے والا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ اگر بے اختیاری اور مجبوری ممکن اور متصور ہو تو صاحب واقعہ کی تصدیق بھی کی جائے گی یا نہیں؟ امر اول کا جواب یہ ہے کہ بے اختیاری کے بہت سے اسباب ہیں۔ صرف سکر و جنون و اکراہ و عتہ میں منحصر نہیں۔ کتب اصول فقہ و فقہ میں ان اسباب کے ذکر پر قنصر کرنا تحدید و حصر پر مبنی نہیں، بلکہ اکثری اسباب کے طور پر انہیں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ متعدد کتب فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے کہ خواہ کسی وجہ سے عقل مغلوب ہو جائے وہ مغلوبیت موجب رفع قلم ہو جاتی ہے۔ الا فی بعض المواقع فیکون الزجر مقصوداً۔ (۲)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: من اصابه برسام او اطعم شیئا فذهب عقله فهدی فارتد لم یکن ذلک ارتداداً و کذا لو کان معتوها او موسوساً او مغلوباً یعنی عقله بوجه من الوجوه فهو علی هذا کذا فی السراج الوہاج (ہندیہ مطبوعہ مصر (۳) صفحہ ۲۸۲ ج ۲)۔ اس عبارت میں لفظ موسوس اور لفظ بوجہ من الوجوه قابل غور ہے۔ لیکن واقعہ مسئولہ عنہا میں نہ تو زوال شعور و زوال عقل کی تصریح ہے اور نہ میں واقعات مذکورہ کی بناء پر زوال شعور کا ہونا صحیح سمجھتا ہوں کیونکہ صاحب واقعہ ہی ست تکلم پنی غلطی کا اور اک ہونا بیان کرتا ہے اور عذر میں صرف بے اختیاری مجبوری، زبان کا قابو میں نہ ہونا ذکر کرتا ہے۔ اس لئے میں صرف اسی بات کو ٹھیک سمجھتا ہوں وہ باوجود شعور و ادراک کے کلمہ کفر یہ کہتا ہے، مگر بے اختیاری سے مجبوری سے اور عین تکلم کی حالت میں بھی اسے غلطی اور خلاف عقیدہ سمجھتا ہے اور بعد الفراغ من التكلم بھی اس پر نام ہوتا ہے، پریشان ہوتا ہے، روتا ہے۔ سباب معومہ (شرک، جنون، اکراہ عتہ) کے علاوہ کبر سنی، مرض، مصیبت، غلبہ

۱۔ "لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسيح ابن مریم" (اماندہ ۷۷) قالوا اتخذ الله ولداً سبخہ (یوس ۶۸)

۲۔ جیسا کہ فقہ کی حالت میں طلاق دینا دیکھئے (الشامیہ ۳۰/۳۹۲ سعید)

۳۔ ہندیہ ۲، ۲۵۲، ج ۲

خوشی غالبہ حزن فرط محبت وغیرہ بھی زوال عقل یا زوال اختیار کے سبب بن سکتے ہیں۔ اور جہاں زوال عقل یا زوال اختیار ہو وہاں حکم ردۃ ثلث نہیں ہو سکتا۔

(۱) در مختار میں ہے: وما ظهر منه من کلمات کفریۃ یعترف فی حقہ ویعامل معاملۃ موتی المسلمین حملاً علی انہ فی حال زوال عقلہ انتہی (۱)۔ یعنی قریب موت و نزاع روح اگر مختصر سے کچھ کلمات کفریہ ظاہر ہوں تو انہیں معاف سمجھا جائے اور اس کے ساتھ اموات مسلمین کا معاملہ کیا جائے اور ظہور کلمات کفریہ کو زوال عقل و اختیار پر محمول کیا جائے۔

اس عبارت سے صرف یہ غرض ہے کہ اسباب مذکورہ معلومہ میں سے یہاں کوئی سبب نہیں پھر بھی ایک اور چیز یعنی شدت مرض یا کلفت نزع روح کو زوال عقل کے لئے معتبر کیا گیا اور میت کے ساتھ مرد کا معاملہ کرنا جائز نہیں رکھا گیا۔ اگرچہ نزع کی سخت تکلیف کی وجہ سے ایسے وقت زوال عقل متصور ہے لیکن یقینی نہیں ہے۔ صرف تحسناً للظن بالمسلم احتمال زوال عقل کو قائم مقام زوال عقل کر لیا گیا ہے۔

(۲) صحیح مسلم کی روایت میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کے توبہ کرنے پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کہ ایک مسافر کا جنگل میں سامان سے لدا ہوا لونٹ گم ہو جائے اور وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ناامید ہونے کے بعد مرنے پر تیار ہو کر بیٹھ جائے اور اسی حالت میں اس کی آنکھ لگ جائے تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کا لونٹ مع سامان اس کے پاس کھڑا ہے۔ اسی روایت میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی زبان سے غایت خوشی میں بے ساختہ یہ لفظ نکل جاتے ہیں۔ انت عیدی وانا ربک۔ یعنی خدا تعالیٰ کی جناب میں یوں بل اٹھا کہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا خدا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں خطا من شدة الفرح۔ یعنی شدت خوشی کی وجہ سے اس سے خطایہ لفظ نکل گئے۔ (۲)

اس حدیث سے صراحتاً ثابت ہو گیا کہ شدت فرح بھی زوال اختیار کا سبب ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ الفاظ کفریہ کا یہ تکلم جو خطا ہوا تھا جب کفر اور مزیل ایمان تھا، اس لئے آپ کے سکوت سے معلوم ہو گیا کہ الفاظ کفر کا تلفظ جو خطا کے طور پر ہو ثبت ردۃ نہیں۔

(۳) صحیح حدیبیہ کے قصے میں جو صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے ذکر کیا گیا ہے کہ جب صلح مکمل ہو گئی آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ سر منڈاؤ اور قربانیاں ذبح کرو تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بوجہ فرط حزن و غم کہ اپنی تمناء و آرزو کے خلاف خانہ کعبہ تک نہ جاسکے۔ ایسے بے خود ہوئے کہ باوجود حضرت ﷺ کے مکرر و مکرر فرمانے کے کسی نے فرمان عالی کی تعمیل نہ کی۔ آپ غمگین ہو کر خیمے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے پریشانی کا سبب دریافت کیا اور

۱۔ تہذیب نعشر ج ۲/ ۱۹۲ سعید

۲۔ "انس بن مالک وهو عمہ قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اشد فرحاً بتوبۃ عبده حين يتوب الیہ من احدکم کان علی راحلته برص فلاة فاملئت مہ وعبہا طعمہ، وشرابہ فیس مہا، فانی شجرة فاصطجع فی ظلها قد ايس من راحتہ، فبنا ہو کذلک ادھوبها فامتہ عبده فاحد بخطا مہا، ثم قال من شدة الفرح: اللہم انت عیدی وانا ربک احطاً من (شدة الفرح) (مسلم ۲/ ۳۵۵)

عرض کیا کہ آپ بابر تشریف لے جا کر اپنا سر بندہ دیں اور کسی سے کچھ نہ فرمائیں۔ آپ بابر تشریف لے گئے اور حاق کو بلا کر اپنا سر بندہ لایا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دیکھا تو ان کے ہوش و حواس بجا ہوئے اور ایک دم ایک دوسرے کا سر موڑنے لگے۔ (۱) اس بروایت سے ثابت ہوتا ہے کہ فردِ حزن بھی بموجب زوال اختیار ہو جاتا ہے، کیونکہ قصد و اختیار سے آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جانب وجہ بھی نہیں ہو سکتا۔ ..

(۴) امتحان تقریری کے وقت جن طلبہ کی طبیعت زیادہ مرغوب ہو جاتی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کی زبان سے باوجود اور کد شعور کے بے قصد غلط غلط نکل جاتے ہیں، حالانکہ صحیح جواب ان کے ذہن میں ہوتا ہے۔ مگر فرطِ رعب کی وجہ سے زبان قلم میں نہیں ہوتی۔

(۵) ہوں خدا ﷻ ازوجِ مصبرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں عدل کی پوری رعایت کر کے فرماتے۔

اللهم هذه قسمي فيما املك فلا تأخذني فيما تملك ولا املك (۲)

”یعنی اے خداوند میں نے اختیاری امور میں تو پر برک کی تقسیم کر دی، اب اگر فرطِ محبت و بکشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے میانِ قلب بے اختیاری طور پر عاکشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف زیادہ ہو جائے تو اس میں مؤاخذہ نہ فرما کیونکہ وہ میرا اختیاری نہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اگر فرطِ محبت کی وجہ سے بے اختیاری طور پر کوئی امر صادر ہو جائے وہ قابلِ مؤاخذہ نہیں۔ رہا طرائفِ ممنوع جو فرطِ محبت سے پیدا ہوتا ہے وہ اختیاری حد تک ممنوع ہے وہ بھی غیر اختیاری حد تک پہنچ جائے تو یقیناً مرفوع القلم ہوگا۔ نیز حدیث لا تطرونی الخ (۳) میں اطراء کی نہی ضرور ہے لیکن یہ ضرور نہیں کہ اطراء کا سبب فرطِ محبت ہی ہو بلکہ جہالت، تعصب، غلط فہمی وغیرہ اسباب بھی موجبِ اطراء ہو سکتے ہیں۔ پس نہی عن الاطراء مستلزم بھی عن غلبة المحبت نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح غلبہ محبت منحصر فی الاطراء الاضطرابی نہیں۔ اس لئے نہی عن الاطراء کو مستلزم نہی عن غلبة المحبت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حدیث مذکور اس مر پر صاف دلالت کرتی ہے کہ غلبہ محبت بسا اوقات غیر اختیاری طور پر محبوب کی طرف میلان پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ میلان قابلِ مؤاخذہ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ غیر اختیاری ہے، اور اس کو غیر اختیاری کس چیز نے بنایا؟ غلبہ محبت نے۔

بخاری شریف کی وہ حدیث دیکھئے جس میں امم سابقہ میں سے ایک شخص کا یہ حال مذکور ہے کہ اس نے اپنے پیٹوں سے موت کے وقت سہا تھا کہ مجھے جلا کر میری خاک تیز ہوا میں اڑا دینا فھو اللہ لئس قدر اللہ علی

۱۔ قال رسول اللہ ﷺ لا صحابہ قوموا فاحرقوا، قال ۰ فواللہ ما قام منهم رجل حتی قال ذلك ثلاث مرات، فلما سمع منهم احد، دخل عی م سلمة فذكر لها ما لقی من الناس فعاتت ام سلمة یا بی اللہ انجب ذلك، اخرج ثم لا تكلم منهم احدا حتی تحرق ذلك، تدعو حالک، فخرج فلم يكلم منهم حتی فعل ذلك، بحروندنه ودعا حالقه (بخاری شریف ۲ ۳۷۰)

۲۔ ترمذی تریف ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶

الخ (۱) ان الفاظ کے (اس تقدیر پر کہ قدر کو قدرت سے مشتق مانا جائے) الفاظ کفریہ ہونے میں شبہ نہیں لیکن اس کا جواب رب خشیتک اسے کفر سے بچا کر مغفرت خداوندی ٹھہرا دیتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خوف خداوندی نے اس کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلوا دیئے اور بے اختیاری کی وجہ سے وہ مؤاخذہ سے بچ گیا۔

بہر حال وجوہ مذکورہ سے صاف ثابت ہو گیا کہ اسباب معلومہ (سکر، جنون، اکراہ کے علاوہ بھی بہت سے اسباب ہیں جن سے شعور و ادراک یا ارادہ و اختیار زائل ہو جاتا ہے پس واقعہ مسئولہ عنہما میں سکر جنون اکراہ عتہ نہیں ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ محض ان اسباب کے عدم کی وجہ سے لازم کر دیا جائے کہ اس نے الفاظ مذکورہ ضرور ارادے اور اختیار سے کہے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا امر تنقیح طلب یہ تھا کہ اگر بے اختیاری اور مجبوری ممکن ہو تو صاحب واقعہ کی تصدیق بھی کی جائیگی یا نہیں۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ اس سے پہلے کہ اس کی تصدیق یا عدم تصدیق کی بحث کی جائے۔ اول یہ بتا دینا ضروری ہے کہ صاحب واقعہ اپنی بے اختیاری کس قسم کی ظاہر کرتا ہے اور اس کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟ سو واضح ہو کہ صاحب واقعہ کا قول یہ ہے ”لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دس سے دور کیا جائے، اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کتا ہوں اللھم صل علی سیدنا و مولانا و نبینا زید۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔“ اس کلام سے صاف واضح ہے کہ اسے اپنی خواب کی حالت میں غلطی کرنے کا افسوس اور پریشانی بیداری میں لاحق تھی اور اسی غلطی کا تدارک کرنے کے لئے اس نے درود شریف پڑھنا چاہا۔ اس کا قصد تھا کہ صحیح طور پر وہ آنحضرت ﷺ پر درود پڑھ کر اپنی منامی غلطی کا تدارک کرے لیکن اب بھی اس سے بے اختیاری طور پر وہی غلطی سرزد ہوتی ہے۔ اور اس کی زبان، اس کے ارادے اور اعتقاد کے ساتھ موافقت نہیں کرتی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ غلطی اس سے خطا سرزد ہوئی یعنی وہ اپنی اس غلطی کو خطا سرزد ہونا بیان کرتا ہے۔ کیونکہ خطا کے معنی یہی ہیں کہ انسان کا قصد اور کچھ ہو اور جوارج سے فعل اس کے قصد کے خلاف صادر ہو جائے۔ (۲) مثلاً کوئی ارادہ کرے کہ اللہ واحد کہوں۔ اس ارادے سے زبان کو حرکت دے لیکن زبان سے بے اختیار اللہ عابدہ نکل جائے۔ خطا کے یہ معنی عبارات ذیل سے صراحتاً ثابت ہوتے ہیں۔ الخاطی من یجری علی لسانہ من غیر قصد کلمۃ مکان کلمۃ (فتاویٰ قاضی خاں) خاطی اذا جری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً بان کان یرید ان یتکلم

۱- ”عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال . قال رجل لم يعمل حیرا قط . ادامات فاحرقوه و اذروا بصلہ فی البر و بصلہ فی البحر ، فقال للہ لیس فیہ لیس علیہ لیعدیہ عذاباً لا یعدیہ احداً من العالمین ، فامر اللہ البحر فجمع ما فیہ ، و امر البر فجمع ما فیہ ثم قال لم فعلت ؟ قال من خشیتک و انت اعلم ، فعقلہ“ (بخاری شریف ۲/ ۱۱۷۱۷۱ قدیمی کتب خانہ)

۲- ”هو ماليس للانسان فيه قصد“ (التعريفات للبحر حانی : ۷۲ مطبوعہ دار المنار مصر)

بما لیس یکفر فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً (قاضی خاں) (۱) اما اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحۃ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً بلا قصد (بزازیہ) (۲)

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ خطا کے معنی یہی ہیں کہ بلا قصد شعور و اور اک کی حالت میں جو کلمہ زبان سے نکل جائے وہ خطا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ صاحب واقعہ کا ان الفاظ کفریہ کے ساتھ تکلم کرنا خطا ہے۔ کیونکہ اس کا قصد اس کے خلاف الفاظ مباحہ کہنے کا تھا اور بلا قصد اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ اور جب ان الفاظ کا خطا صادر ہوا ثابت ہو گیا تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر الفاظ کفر خطا کسی کی زبان سے نکل جائے تو ان کا حکم کیا ہے؟ اس کے لئے کتب فقہ میں مختلف عبارتیں ملتی ہیں۔

اول یہ کہ الفاظ کفریہ کا خطا زبان سے نکل جانا موجب کفر نہیں۔ رجل قال عبدالعزیز عبدالخالق عبدالغفار عبدالرحمن بالحق الکاف فی اجر الاسم قالوا ان قصد ذلك یکفرو ان جرى علی لسانہ من غیر قصد او کان جاہلاً لا یکفرو علی من سمع ذلك منه ان یعلمه العوالب (قاضی خاں) (۳) الخاطی اذا جرى علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً بان کان یرید ان یتکلم بما لیس یکفر فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً لم یکن ذلك کفراً عندا لكل کذا فی العالمگیریۃ نقلاً عن الخانیہ (۴)

(۲) دوسرے یہ کہ الفاظ کفریہ کا خطا تکلم اگرچہ دیانت بالانفاق موجب کفر نہیں مگر قضاء تصدیق نہ کی جائے گی۔ اما اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحۃ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً و العیاذ باللہ لا یکفر لکن القاضی لا یصدقہ علی ذلك (بزازیہ) بدلیل ماصر جوابہ من انه اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحۃ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً بلا قصد لا یصدقہ القاضی وان کان لا یکفر فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ فتأمل ذلك اه (رد المحتار) (۵)۔ اگر کہا جائے ممکن ہے کہ قاضی خاں کی دونوں عبارتیں صرف حکم دیانت بتاتی ہوں۔ کیونکہ بزازیہ اور رد المحتار کی عبارتوں میں بھی حکم دیانت یہی بتایا گیا ہے کہ کافر نہیں ہو گا لیکن اس کے بعد حکم قضایہ بتایا کہ قاضی تصدیق نہ کرے اور حکم قضاء کی قاضی خاں کی عبارتوں میں نفی نہیں۔ بلکہ وہ حکم قضا سے ساکت ہیں۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ ہاں بے شک یہ احتمال ہے۔ لیکن اول تو مفتی کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ حکم دیانت بتائے اس لئے صورت مسئلہ میں مفتی کو یہی فتویٰ دینا لازم ہے کہ قابل مرتد نہیں ہوا۔ دوم یہ بھی دیکھنا ہے کہ جب کہ شرائط صحت ردة میں طوع و اختیار بھی داخل ہے اور بے اختیاری میں ردة معتبر نہیں ہوتی تو یہ عدم اعتبار صرف مفتی کے اعتبار سے ہوتا ہے یا قاضی بھی غیر اختیاری ردة کو معتبر نہیں سمجھتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے اختیاری کے اسباب اگر ظاہر ہوں تو اس میں مفتی اور قاضی دونوں بے اختیاری کو تسلیم کرتے اور ردة کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔

۱۔ قاضی خاں علی ہاشم ہندیہ: ۵۷۷/۳

۲۔ بزازیہ علی ہاشم ہندیہ: ۳۲۱/۶۰

۳۔ قاضی خاں علی ہاشم ہندیہ: ۵۷۶/۳

۴۔ ہندیہ: ۵۷۶/۲۰

۵۔ الشلیہ: ۲۲۹/۳ سعید

جیسے کہ جنون معروف یا سکر ثابت عند القاضی یہ طفولیت مشہدہ وغیرہ۔

پس صورت مسئلہ میں اگر اس کی حالت بے خودی و بے اختیار کی کو اور وہوں نے بھی محسوس کیا ہو جب تو ظاہر ہے کہ قاضی کو بھی اس کا اعتبار کرنا پڑے گا ورنہ زیادہ سے زیادہ قاضی کو صاحب واقعہ سے اس کی حالت بے خودی و بے اختیار کی کے متعلق قسم لینے کا حق ہو گا۔

(۳) سوم یہ کہ اگر قاضی کے سامنے یہ واقعہ اس طرح جاتا کہ اس شخص نے فداں لفظ کفریہ کا تکلم کیا ہے اور پھر یہ شخص قاضی کے سامنے عذر بے اختیار کی پیش کرتا، ضرور تھا کہ قاضی اس سے بے اختیار کی کا ثبوت مانگتا اور صرف اس سے کہنے سے حکم ردۃ کو اس پر سے مرفوع نہ کرتا۔ لیکن یہاں یہ واقعہ نہیں ہے بلکہ قاضی کے سامنے اس قائل کا بیان جائے گا تو اس طرح جائے گا کہ میں نے بحالت بے خودی و بے اختیار کی کہ زبان قلا میں نہ تھی یہ الفاظ سے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ الفاظ بایں حیثیت کہ بے خودی اور بے اختیار کی سے سرزد ہوئے ہوں موجب کفر نہیں ہیں۔

(۴) چہرہ یہ کہ ردۃ حقوق اللہ خاصہ میں سے ہے ذرا اگرچہ بعد ثبوت ردۃ بعض عباد کے حقوق متعلق ہو جاتے ہیں، لیکن نفس ثبوت و ثبات ردۃ میں دخل نہیں بلکہ بعد ثبوت ردۃ مترتب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بزرگوار میں اس کی تصریح ہے۔ (۱) پس کسی متکلم کے دعویٰ خطا کرنے سے کوئی حق عبدزکل نہیں ہوتا۔ ورنہ اس نے قاضی کو اس کی تصدیق کر لینا ہی رائج ہے جیسا کہ حدیث الخطاء من شدة الفرح اور (۲) حذب واللہ لئن قدر اللہ علی (۳) اور مختصر کے کلمات کفریہ کا اعتبار نہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ (۴) اس کے بعد یہ بات باقی رہی کہ آیا صاحب واقعہ کی اس قول میں کہ ان الفاظ کا صدور بے اختیار کی سے ہوا تصدیق کی جائے گی یا نہیں اس کا جواب ضمنی تو چکا لیکن زیادہ وضاحت کی غرض سے عرض کیا جاتا ہے کہ اگر اسی کام میں متعدد وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ سلام کی ہو تو مفتی اسی وجہ کو اختیار کرے۔ جس سے جہم کفر عائد نہ ہو۔ کیونکہ جہت سلام رائج ہے (۵) اور مسلمان کے ساتھ حسن ظن (۶) یہ دوسری بات ہے کہ اگر مفتی کی تاویل فی الواقع صحیح نہ ہوگی تو اس کا فتویٰ قائل کو حقیقی کفر سے نہیں بچا سکے گا۔ (۷)

صورت مسئلہ میں جب کہ قائل خود اپنا کلمہ کفر سے ڈرنے پریشان ہونا اور پھر تدارک کے خیال سے درود شریف پڑھنا اور اس میں بے اختیار کی سے غلطی کرنا اور پھر اس پر افسوس کرنا اور روئے بیان کرتا ہے تو اس بدگمانی کی وجہ نہیں کہ اس نے یہ الفاظ کفریہ اپنے رادے و اختیار سے کہے یہ خیال کہ جب سے معلوم تھا

۱۔ و محلاف الار تداد، لایہ معنی لا حق معرہ من لاسد مس (۶) (۲۲۲)

۲۔ مسلم شریف ۲/ ۳۳۵ ق ۱

۳۔ ری شریف ۲/ ۷۱ الذی کی کتب نہ

۴۔ رد مظہر مہ من کلمات کفریہ بعنتر فی حقہ و بعد من معاملہ مولیٰ المسلمین (التنویر مع الدرر ۲/ ۱۹۲) (۱۹۲) (یم عید)

۵۔ ادا کون فی المسئئہ و حوہ و حوہ الکفر و حوہ و حوہ بسمع فعلی المفتی ابیمیل الی ذلک (عسیری ۲/ ۲۸۳)

۶۔ عن اس عیاس فی قولہ علی "ایہا مسیئہ امو حتمو کثیرا من لصل" قال "یہی اللہ الموم ان یطل بالموم سوا" (شیر المدار ۶/ ۱۹۱)

۷۔ فمس قسب لہ بحق مسلم فاما ہی فطعة من البار فیاحدها ویرکھا (بحاری شریف ۲/ ۱۰۶۴) جیسا کہ قضاہ

تہت واقعہ کے مطابق نہ ہو تو مسلم

کہ میری زبان قابو میں نہیں تو سکوت کرنا چاہیے تھا لیکن اس نے سکوت نہ کیا اور کلمہ کفر زبان سے نکالا تو وہ قصداً کلمہ کفر کے ساتھ کلمہ کیا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس نے قصداً اور دوشریف صحیح پڑھنے کا یہ تھا مگر تلفظ کے وقت زبان سے دوسرے غلط کلمے پھر قصداً کیا کہ صحیح پڑھوں بقصد اصلاح والتدارک سے، بفضل نہیں ہو سکتا۔ پس ممکن ہے دراقرب ان القیاس ہی ہے کہ اس کے دل پر کوئی ایسی جانت جاری ہوئی جس کی وجہ سے اس کے جو روح کے افعال مختل ہو گئے۔ خود اس کے بیان میں موجود ہے کہ بیداری کے بعد بھی بدن میں بے حسی و اثرنا طاقی بدستور تھا۔ اس لئے مفتی کے ذمہ صورت و قعہ میں لازم ہے کہ اس طرح فتویٰ دے کہ جب صاحب واقعہ نے اپنے اختیار و ارادہ سے الفاظ مذکورہ نہیں ہے ہیں تو وہ بالاتفاق مرتد نہیں ہوا۔ اور چونکہ ان الفاظ کا اس کی زبان سے صدور خطا ہوا ہے اور اس صورت میں اتفاق کفریہ نہ نہیں ہوتا۔ جیسے کہ قاضی خاں کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو تجزیہ کا حق یہ تجدید پیمان کا حکم بھی نہیں کیا جائے گا۔ حتیٰ حال تجدید کر لینا مبحث سے خارج ہے۔ اس کی منکوحہ قطعاً اس کے نکاح میں ہے۔ ورنہ ہرگز دوسرے نکاح جائز نہیں۔ (۱) اگر اس کی یہ حالت بے خودی و بے اختیار کی معروفت ہو جب تو حکم قضاء و دیانت میں کوئی فرق ہی نہیں۔ گر یہ حالت معروفت نہ ہو تاہم جوہر مذکور بال قضاء بھی بلا قسم یا زیادہ سے زیادہ اتم کے ساتھ تصدیق کی جائے گی۔

کتبہ محمد کفایت للہ عفا عنہ مؤرخہ ۵۱ مدرستہ مدرسہ امپریہ دہلی۔ مورخہ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ

اسلام قبول کرنے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(از اخبار سہ روزہ "مجموعۃ دہلی" مورخہ ۲۲ جون ۱۹۴۲ء)

(سوال) بعد اسلام قبول کرینے کے شرک مرتد کا کیا حکم ہے۔ اس کی مشرکت و مرتدیت کیا ہو جاتی ہے؟
(جواب ۴۴) الاسلام بھدم ما کان قبلہ (۲) یعنی اسلام قبول کرنے سے پہلے کے تمام گناہ اسلام لانے سے معاف ہو جاتے ہیں۔ محمد کفایت للہ غفر۔

کسی دنیاوی غرض سے کفر اختیار کرنا

(از اخبار سہ روزہ "مجموعۃ دہلی" مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء)

(سوال) ایک شخص کوئی ضرورت کی وجہ سے مذہب اسلام ترک کرتا ہے لیکن حقیقت میں اس نے اسلام کو ترک نہیں کیا ہے۔ صرف اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے اس نے ایسا کیا ہے۔ ارکان اسلام پر عامل ہے۔
(جواب ۴۵) ترک اسلام و اترائے کلمہ کفر یا کوئی عمل کفر کرنا حالت خطرہ میں جب کہ جان کا خطرہ ہو جائز ہو جاتا ہے (۳) اس کے مادہ کی حالت میں جائز نہیں۔ پس اگر شخص مذکور نے کسی خطرہ کی حالت میں ایسا کیا ہے اور قلب میں ایمان و یقین بدستور ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے۔ واللہ اعلم۔ (۴) محمد کفایت للہ غفر۔

۱۔ البوع الحامس الحرمۃ بحق البع کما کوخہ اعمرو معتدہ (تین المائتین پانچ کفر و کفر ۱/۲ طبع مکتبہ بدایہ ملتان)

(۲) دوسرے کفر باللہ من بعد بسندہ لاس اکثرہ۔ دفعہ مجلس دہلی (الحسن ۱۰۶)

پانچواں باب اہل کتاب

کیا موجودہ زمانے کے یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں؟

یہود و نصاریٰ کا ذہنی اور ان سے نکاح کا حکم؟

(سوال ۱) موجودہ زمانہ کے یہود اور نصاریٰ اہل کتاب ہیں یا نہیں؟

(۲) یہود اور نصاریٰ کے ذہنی کو مسلمان کہا جاتا ہے یا نہیں؟

(۳) یہود اور نصاریٰ کی عورتوں سے بغیر اسلام پیش کئے اور بغیر اسلام کی قبولیت ان سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی۔ نمبر ۱۶۶۷ مولوی سید امجد اللہ صاحب (جائزہ ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۱) موجودہ زمانہ کے یہود و نصاریٰ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

پیغمبر اور تورات یا انجیل کو آسمانی کتاب مانتے ہوں، اہل کتاب ہیں، اگرچہ تثلیث کے قائل ہوں۔ (۱)

ہاں جو دھرم یہ عقیدہ رکھتے ہوں یعنی نبوت و رسالت کے ہی قائل نہ ہوں اور نہ آسمانی کتاب پر ایمان

رکھتے ہوں وہ اہل کتاب نہیں۔ (۲)

(۲) یہود و نصاریٰ جو دین موسوی یا دین عیسوی کے معتقد ہوں، ان کا ذہن حلال ہے۔ (۳)

(۳) یہود و نصاریٰ جو دین موسوی یا دین عیسوی کے قائل ہوں ایسی یہودیہ یا نصرانیہ سے مسلمان

شادی کر سکتا ہے۔ عرض اسلام کرنا جو ان نکاح کے لئے لازم نہیں۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ

یہود و نصاریٰ کے ذلیل اور لعنتی ہونے کا مطلب۔

(سوال ۱) قرآن کریم کی تصریحات مثلاً غیر المغضوب علیہم اور ضربت علیہم الذلۃ الخ و دیگر

آیات جہنات اور مفسرین و علمائے سلف و خلف کی تصریحات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہودی دنیا میں بھی ذلیل و

ملعون رہیں گے۔ مگر عرب کے موجودہ حالت و شواہد سے بظاہر اس کے خلاف معاملہ نظر آتا ہے۔ چونکہ

کلام الہی اپنی جگہ کامل و مکمل ہے، اس کی تعلیمات و احکام کی سچائی و سچائی پر ہمارا ایمان ہے، اس لئے لازمی طور

پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس کا مطلب سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔ یا اس کی کوئی دوسری توجیہ ہو سکتی

ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۸۱۵ مولوی محمد عبد المعز۔ نوشہرہ ضلع پشاور

۱۔ وصح نکاح کتابیہ وان کرہ تنزیہا (موسمہ بنی) مرسل (مقرۃ بکتاب) منزل وان اعتقدوا المسیح الہا (الدر مع البیور ۳۵۵ قدیمی)

۲۔ "الکتابی عبد الحنفیہ من یومن بسی ویقر بکتاب" (انقامی) ۱۶ سیرت

۳۔ "وطعام الذین اونوا الکتاب حل لکم" روی عن ابن عباس، وابی الدرداء والحسن، ومجاهد، وابراہیم، والسدی انه ذہابہم، لان ذہابہم من طعامہم (احکام القرآن ۲/۲۶ سیرت)

۴۔ "والمحصنات من الذین اونوا الکتاب من قبلکم" (المائدہ ۵)

(جواب ۴۷) یہود کی ذلت سے مراد ان کی باطنی اور عقیدے کی ذلت ہے۔ اسی پر غضب خد لوندی کے وہ مستحق ہیں۔ ظاہر ہے کہ دنیوی غربت و مسکنت موجب غضب خد لوندی نہیں ہو سکتی۔ ورنہ دنیوی حیثیت سے تو وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی بڑے تاجر، بڑے مالدار اور اپنی اپنی بستیوں میں صاحب امر تھے۔ پھر ان کے مغضوب عیہم اور ذیل ہونے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کوئی شبہ نہیں ہوا۔ کیونکہ ان کی باطنی ذلت تمام اہل عقل اور اہل حق کے نزدیک مسلم تھی (۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

قرآن کریم کی آیت ”ولتجدنہم اقربہم مودۃً للذین آمنوا الذین قالوا : انا نصاریٰ“ کا کیا مطلب ہے ؟

لتجدن اشد الناس عداوةً للذین آمنوا الیہود والذین اشرکوا . ولتجدن اقربہم مودۃً للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاری الخ ۔ اس آیت کریمہ کا کیا مطلب ہے ؟
المستفتی ۔ نمبر ۲۵۳۳ محمد ضیاء الحق معلم مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۸م ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۸) آیت مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ یہود اور مشرکین کو تم مسلمانوں کا سخت دشمن پاؤ گے۔ اور نصاریٰ مسلمانوں کے ساتھ محبت میں قریب تر ہوں گے مگر وہ نصاریٰ مراد ہیں جو اپنے مذہب پر قائم اور دنیا کی محبت اور جاہ و مال کی رغبت سے بے نیاز ہیں۔ (۲) موجودہ نصاریٰ تو نام کے نصاریٰ ہیں۔ یہ تو درحقیقت نصرانیت کے قائل بھی نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج یہ نام کے نصاریٰ مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

موجودہ توریت یا انجیل کی کسی آیت پر بغیر تصدیق کے اعتراض کرنا۔
(از اخبار الجمعۃ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال ۱) کیا موجودہ عیسائی و یہودی اہل کتاب کلمائے جانے کے مستحق ہیں ؟
(۲) کیا موجودہ انجیل یا توریت کی کسی آیت پر ہم کو بغیر تصدیق اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے ؟
(جواب ۴۹) (۱) وہ یہودی جو توریت کو مانتے ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہوں، اور وہ عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو مانتے ہوں اہل کتاب کلمائے جانے کے مستحق ہیں (۲)۔
(۲) چونکہ موجودہ توریت اور انجیل تحریف شدہ ہیں اس لئے ان کے احکام پر وثوق نہیں اگر ان میں کوئی ایسی

۱۔ اما العصب فهو ارادته انزال العقاب المستحق بهم ، ولعنہم ، وبراءتہ منہم ، (تفسیر مجمع البیان ۲۰/۳۰ سیرت)

۲۔ اما النصاری فانہم فی اکثر الامر معرصون عن الدینا مقلون علی العبادۃ و ترک طلب الریاسۃ و التکبر والترفع . (التفسیر الکبیر للرازی ۱۲، ۱۶ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۳۔ واعلم من اعتقد دیناً سماً و یا ولہ کتاب منزل فهو من اهل الکتاب (رد المحتار ۳/۳۵ سعید)

بات ہو جو صوبہ دین سے خداف ہو تو اس پر ہمیں اعتراض کرنے کا حق ہے مثلاً کہ حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بیٹے یا یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ درگزر فروعی مسائل میں کوئی مسئلہ سلامی احکام کے خداف ہو تو ہمیں اس کی تصدیق کرنی چاہئے نہ تکذیب۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ له العالی۔

عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تصدقوا احدا منكم ولا تكذبوهم وقلوبهم صابرة
 برن ال (شرفی شریف ۲ ۱۰۹۲ اندیکس صفحہ)

چھٹا باب متفرق مسائل

جنگلی لوگوں کو مسلمان کرنا۔

(سوال) پہاڑ میں ایک قوم ہے جس کو اس ملک میں گارو کہتے ہیں، جنگلی ہیں، ان کی نہ کوئی ذات ہے نہ انسانیت ہے، ان کو وہ مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں تو ان کو مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں، خوراک ان سب کی حد اور حرمت سب ہے، حتیٰ کہ کتا تک کھاتے ہیں۔ اس ملک کے علم لوگ کراہت کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۲۱۸۶ جناب قسمت اللہ صاحب ۳ اذی قعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء
(جواب ۵۰) ان کو ضرور مسلمان کر لینا چاہئے۔ ان کو اسلامی تعلیم دے کر ان کا دین اور حرم اشیاء ترک کرنا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان بدلدہ دہلی۔

جس کتاب سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہوں اس کو ممنوع قرار دینے کے سنے کو شش کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

(سوال) کتاب ”ستیا رتھ یرکاش“ کا چودھو صاحب مدظلہ فرمائیں کیا یہ اسلام پر بدترین حملہ ہے یا نہیں؟
در کیا اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی مسلمان اس کتاب کی مخالفت کرے اور سزائے توہ مستحق جرم و ثواب ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۴۷۲۔ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۵۱) ”ستیا رتھ یرکاش“ میں دوسرے مذہب کے خلاف جو تنقید کی گئی ہے وہ علمی حدود سے قطعاً باہر ہے۔ وہ تو بزاری پھسکاری، بہتان تراشی، تمہت طرزی، تمسخر و استہزاء، تبدیل و تحریف کا معجون مرکب ہے۔ وہ دس آزار اور اشتعال گنیز ہونے میں محتاج کسی دلیل و ثبوت کی نہیں ہے۔ اس کو ممنوع ال شاعت قرار دینے کے سنے جس قدر جدوجہد کی جائے حق بجانب ہے۔ جو مسلمان اور دوسرے مذہب والے اس میں سعی کریں گے وہ انسانیت، تہذیب و شرف کی خدمت کریں گے۔ اور مذہبی حیثیت سے مسلمان، نبیاء علیہم السلام کی توقیر و تکریم کی حفاظت کا جرم و ثواب پائیں گے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان بدلدہ دہلی۔

فسق و فاجر شخص کے مسجد میں آنے کو ناپسند کرنا کیسا ہے؟

(السوال) ایک ہندو شرعی طریق پر سلام لانے کے بعد پھر بھی ہندوؤں سے تعلقات اور میل جول رکھتا ہے اور انہیں کے ہمسایہ میں رہتا ہے۔ اور ایک عورت کے ساتھ زمانا میں رہتا ہے۔ بعض مسلمان اس کا

مسجد میں آنا پسند نہیں کرتے۔

المسنفتی۔ نمبر ۲۰۳۴ مئی سید الطاف حسین (ضلع گننور) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲) اس کو نماز کی ترغیب دینا اور مسجد میں بلانا جائز ہے۔ (۱) اور ترک زنا کی نصیحت بھی کرنا چاہئے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا مسلمان کہلانے کیلئے زبان سے اقرار ضروری ہے۔
(از اخبار المحمدیہ دہلی مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(سوال ۱) (۱) سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی شخص کو کافر کہہ جاسکتا ہے؟ مثلاً زید مہاتما گاندھی کے خیال کا آدمی ہے۔ بحر کہتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی اکثریت گاندھی کے خلاف ہے اور تو بنے ایک کافر کی تقصید کی ہے اس لئے تیرا حشر کافر کے ساتھ ہوگا۔ کیا شرعاً ایسا کہنا جائز ہے؟

(۲) دو لڑکے اہل بنود کے میرے شاگرد ہیں جو ہنوز بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں۔ ان کے عقائد بالکل اسلامی ہیں، وحدانیت کے قائل ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ حشر نشر کے قائل ہیں۔ مگر باپ کے خوف سے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتے۔ کیا وہ اپنا نام ہندوؤں جیسا قائم رکھ کر بھی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ ان کے درپردہ مسلمان ہونے میں شک نہیں، لیکن کیا ان کو مسلمان کہا جاسکتا ہے؟

(جواب ۵۳) (۱) سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی کو کافر کہہ دینا بہت بڑی غلطی ہے۔ اور گاندھی کے ساتھ اگر کوئی سیاسی پروگرام میں متفق ہو اور پناہ ہر طرح محفوظ رکھے۔ عقائد میں کسی طرح نقصان نہ آنے دے تو اس میں کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے۔ جو شخص محض سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر بتانے لگے اور مسلمان کو کہے کہ تیرا حشر گاندھی کے ساتھ ہوگا۔ اس کو ایمان کی سلامتی کی فکر کرنی چاہئے کہ مسلمانوں کو کافر کہنا بہت سخت بات ہے۔ (۲)

(۲) جو شخص سلامی عقائد قبول کرے، یعنی دس سے ان کو حق سمجھے اور زبان سے حقانیت کا اقرار کرے وہ شرعاً مسلمان ہے۔ اگر دس سے حق سمجھنے کے باوجود کسی کے خوف سے زبان سے اعلان و اظہار نہ کرے تو وہ احکام شرعیہ کی رو سے مسلمان نہیں کہلائے گا اور اسلام کے احکام دنیا میں اس پر جاری نہ ہوں گے کیونکہ اجرائے احکام کے لئے سوائے اقرار لسانی کے ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

۱۔ یہ آدمی مسلمان ہے، اور مسلمان کو نماز کی ترغیب دینا اور مسجد کی صرف بلانا صرف جائز نہیں بلکہ مستحسن اور کار خیر ہے۔
۲۔ من رای مکرم مکر، فلیعیرہ بیدہ فان لم یستطع فلیسناہ، فان لم یسطع فلیقلہ ذلک، اصعب الایمان۔ (مشکوٰۃ ۳۳۶ قرآن کل مولوی مسافر خانہ کریچی)

۳۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ایما رجل قال لایخیه کافر ان معناه رجوع بانہ ذلک القول رجعت علیہ بقیستہ ومعصیۃ تکفیرہ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۴/۳۷۷ الحدادیہ)

۴۔ هو تصدیق محمد ﷺ۔ هل هو فقط او مع الاقرار قولان۔ والاقرار شرط لا حواء الاحکام الدیویۃ (الشامیہ ۴/۲۲ معید)

کتاب العقائد

پہلا باب

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا

(سوال) زید اللہ کو تعظیم کی وجہ سے تم یا آپ کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے یا اللہ تم نے سچ کہا آپ کا فرمان عجا ہے۔ اس طرح کہنا کیسا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے شرک لازم آتا ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۶۸۸ سکرٹری انجمن حفظ الاسلام (ضلع بھروچ) ۷۷ رمضان ۱۴۵۲ھ م ۲۴

دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۴) شرک لازم آیا گناہ ہوتا تو درست نہیں۔ کیونکہ جمع کا صیغہ بطور تعظیم کے استعمال کرنا جائز ہے، خود قرآن مجید میں بہت سے مواقع میں موجود ہے۔ جیسے وَاَنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (۱) اور وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٍ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ (۲)۔ لیکن اردو کے محاورہ کے لحاظ سے واحد کا صیغہ استعمال کرنا اولیٰ اور بہتر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

جملہ ”لَا تَحْرُكَ ذَرَّةً اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ“ پر اعتراض کا جواب۔

(سوال) حدیث شریف میں ہے لَا تَحْرُكَ ذَرَّةً اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ خدا کے حکم کے سوا ذرہ نہیں ہل سکتا۔ تو جو عمدہ سے خطا ہوتی ہے۔ مثلاً شراب، تازی چٹا، جوا وغیرہ کھیلتا۔ اس کا خلاصہ جواب فرمائیے گا۔

المستفتی۔ نمبر ۷۰۷ حاجی محمد علی صاحب (احمد آباد) جمادی الاول ۱۴۵۵ھ م ۷ جولائی ۱۳۶۶

(جواب ۵۵) اِذْن کے معنی اس عبارت میں ارادے کے ہیں۔ رضامندی اور اجازت کے نہیں ہیں اور مطلب یہ ہے کہ عالم میں کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کسی ذرے کو حرکت دینا چاہے، تو ذرہ حرکت کر سکے گا، اور نہ دینا چاہے تو ذرے کیلئے حرکت کرنا ناممکن ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قوت خالقیت اور ارادی طاقت سے جو چیزیں وجود میں آتی ہیں ان کے ساتھ رضا اور اجازت بھی شامل ہوتی ہے۔ بلکہ افعال و اعمال انسانی سب خدا کے ارادے اور قوت خالقیت سے وجود میں آتے ہیں۔ اچھے اعمال کے ساتھ اس کی رضامندی بھی شامل ہوتی ہے۔ اور برے اعمال سے وہ ناراض اور غضب ناک ہوتا ہے۔ اور ثواب و عذاب کا تعلق رضامندی اور ناراضگی سے ہے، نہ ارادے اور خالقیت کے متعلقات سے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ (الحج: ۹)

۲۔ (الافات: ۷۵)

۳۔ قال اللہ تعالیٰ: وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ، یعنی اِنْ الْاِرَادَةَ وَالْمَشِيَّةَ، وَالْقَدِيرَ يَتَعَلَّقُ بِالْكَفْلِ، وَالرِّضَاءَ وَالْمَحَبَّةَ وَالْاَمْرَ لَا يَتَعَلَّقُ اِلَّا بِالْحَسَنِ دُونَ الْقَبِيحِ، (شرح المفرد: ۵۶: ۱۵۶) (سبحان)

کیا خدا جھوٹ بول سکتا ہے؟

(سوال) یا خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں۔ وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔

ان الله على كل شيء قدير یعنی ہر چیز پر قادر ہے۔

خدا جھوٹ نہیں بول سکتا ہے تو اس سے معصوم ہوتا ہے کہ سے ایک چیز یعنی جھوٹ پر قدرت حاصل نہیں ہے (خود بخدا)۔ زید کہتا ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ کیا زید پر کفر کا فتویٰ صادر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۶۷۱۳۔ رمضان علی صاحب المصنفی نمبر ۸-۶۱۲ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۲۰۳۵ء مارچ ۱۹۱۳ء)

جواب ۵۶۔ حق تعالیٰ و تقدس نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے نہ بولے گا۔ اور نہ خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ جھوٹ کے ساتھ متصف ہو، (۱) لیکن ہندو جو جھوٹ بولتے ہیں، اس جھوٹ کا خالق وہ ہے کیونکہ ہندو کے تمام اعمال و اعمال حق تعالیٰ کے مخلوق ہیں۔ اس لحاظ سے کذب بھی خدا تعالیٰ کا مخلوق ہے۔ اور ہر مخلوق مقدور ہے، اس لئے کذب بھی مقدور ہے اور اس میں کوئی شبہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور جھوٹ و پیداکرنا اور اس پر قادر ہونا حق تعالیٰ کی تزیہ و تقدس میں کوئی نقصان نہیں پیدا کرتا۔ یہ کلام تو کذب عباد کے متعلق تھا اور یہ اصول کہ اللہ تعالیٰ کذب عبد کا خالق و راسخ پر قادر ہے۔ بلا شک و شبہ صحیح اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ (۲)

دوسری بات یہ ہے کہ جنت و دوزخ خدا تعالیٰ کی مخلوق میں شامل ہیں اور جنت کو ذریعہ ثواب اور دوزخ کو آگ عذاب قرار دینا بھی حق تعالیٰ کا کام ہے وہ اس پر قادر ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے جو چاہے کام لے اور جو معامہ چاہے کرے۔ نیکوں کو دوزخ میں بھیج دے اور بدوں کو جنت میں داخل کر دے تو کسی کو اعتراض کا حق نہیں۔ لا یسئل عما یفعل (۳) صرف اس کی شان ہے۔ اور خف فی وعید و حمد و کرم ہے۔ اس لئے اگر خف فی وعید کو اس نے کذب سے تعبیر کر کے مقدور سمجھ دیا تو کوئی جرم نہیں۔ لیکن یہ متفق علیہ ہے کہ خف فی الوعد مصطفیٰ و خف فی وعید ایسی صورت ہے کہ نقص و عیب کا موجب ہو حضرت حق تعالیٰ موجود مقدور ہونے کے صادر ہونا محال ہے مگر یہ استحالہ ذیاتی نہیں ہے بلکہ حضرت حق کے صدق و عدیکے راسخ ہونے کی بناء پر استحالة باغیر ہے۔

یہ تعبیر کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے مذکور ہوا تفہیم کی بناء پر فی حدیث صحیح ہے۔ مگر عام مسلمانوں کو حیرت اور تشویش و شک میں ڈالنے والی ہے اس سے اس کو عوام کے سامنے ذکر کرنا نہیں چاہئے۔ فقط (۵)۔

محمد کفایت لکھنؤ کان مقدمہ دہلی۔

ان الله على كل شيء قدير، وليست في كلامه شأنه، الكذب أبدا كما قال الله تعالى "ومن صدق من لدن قبلا" (المجادل ۱۳، الراشد ۵۳)۔

۲۔ دیکھئے (مسند علی مفتی ۵۵، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵

خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان اور ابو منصور ماتریدی کے قول کے درمیان تطبیق۔

(السوال) دو قولوں میں سے (باجود یہ کہ دونوں قول فقہ کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں) کون سا قول صحیح ہے۔

قول اول (۱) فتاویٰ شامی جلد اول ص ۴۸ میں ہے۔ کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو ننانوے مرتبہ خوب میں دیکھا تو میں نے اپنے دین میں کہا کہ اگر سویں ۱۰۰ مرتبہ خدا کو خواب میں دیکھوں تو اللہ رب العزت سے وہ عمل پوچھوں گا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس کے عذاب سے نجات حاصل ہو۔ پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو۔ الخ۔ مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں سو ۱۰۰ مرتبہ دیکھا۔ چنانچہ در مختار میں بھی مرقوم ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو سو ۱۰۰ مرتبہ خواب میں دیکھا۔

(۲) قول فتاویٰ قاضی خاں جلد ۴ فصل فی التبیح والتسلیم میں لکھا ہے کہ :-

ولو قال الرجل رأيت الله تعالى في المنام قال الشيخ رئيس اهل السنة ابو منصور الماتريدي رحمة الله عليه رأيت هذا الرجل شراً من عابد اللوثن.

اگر کوئی آدمی کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خوب میں دیکھا ہے تو اس شخص کے حق میں شیخ رئیس ہل سنت و الجماعت ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ شخص بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بدتر ہے۔ المستفتی نمبر ۲۴۶۶-۲۳ رمضان ۱۳۵۵ھ م ۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۷) اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا انسان کا غیر اختیاری امر ہے۔ سینکڑوں آدمی یہ خواب دیکھتے ہیں کہ انہوں نے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور اس خوب کو بیان کرنا شریعت نے ناجائز و ممنوع قرار نہیں دیا۔ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا۔ رأیت ربی فی احسن صورة الخ رواہ الدارمی و الترمذی کذا فی المشکوۃ۔

وفی المرقاة الظاہران هذا الحدیث مستند الی رؤیا راها صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۱)

پس حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ننانوے مرتبہ یا سو مرتبہ خوب میں دیکھا ہے، (۲) شرعی قاعدہ کے بموجب محل غتر ض نہیں بلکہ درست در صحیح ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں نے شیخ ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا جو قول نقل کیا ہے اس کو مامی قاری رحمۃ اللہ نے مرقاة کتاب الرؤیا میں نقل کر کے بتایا ہے کہ کسی شخص کا اپنے خواب کو بیان کرنا موجب کفر نہیں ہو سکتا (۳) پس شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے معنی یہی ہیں کہ اگر کوئی ذات خداوندی کو خوب میں دیکھنا بیان

(سنن ابی حنیفہ ۲/۴۰۱ قدیمی کتب خانہ) ترمذی میں یہ حدیث بہن لی۔ (مرقاۃ المفاتیح ۲/۵۹۱ مکتبہ امدادیہ ملتان)۔
۲۔ ان الامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال۔ ریت رب العزۃ فی المنام تسعاً و تسعین مرة قال شرابہ سبحانہ و تعالیٰ (لشامیہ ۵۱/۱: سعید)

۳۔ لا ن کثیراً من الناس یرونہ سبحانہ تعالیٰ فی المنام ، فلا یسعی ان یفتی بمجرّد قولہ: انہ رای اللہ تعالیٰ مکمرہ کما قالہ بعض علمائنا (مرقاۃ ۲/۵۹۱ مکتبہ امدادیہ ملتان)

کرے یعنی یہ دعویٰ کرے کہ میں نے جس کو خواب میں دیکھا ہے وہی حقیقہ ذات احدیت ہے تو وہ عابد و ثن سے زیادہ برا ہے، کیونکہ خواب میں دیکھی ہوئی چیز خیالی صورت ہوتی ہے نہ کہ اصل ذات حقیقت۔ پس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی صحیح ہے اور امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اس معنی کے اعتبار سے صحیح ہے اور دونوں میں تعارض نہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم و احکم۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

”خدا عالم الغیب نہیں ہے“ کا عقیدہ رکھنے والے کا حکم۔

(سوال) اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا عالم الغیب نہیں آیا ایسے شخص کا اسلام باقی رہتا ہے یا نہیں اس کا اس کی بیوی سے نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۵ مولوی محمد یوسف فقیر دہلوی ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۱۳ اپریل ۱۹۴۰ء
(جواب ۵۸) یہ لفظ مبہم ہے۔ اس قائل سے اس کا مطلب دریافت کرنا لازم ہے، اس کے بعد کوئی حکم دیا جاسکتا ہے۔ یہ تعبیر تو اس کی نصوص کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں حق تعالیٰ کی صفات عالم الغیب والشہادۃ اور علام الغیوب فرمایا گیا ہے، لہذا یہ قول تو گمراہی اور جہالت ہے مگر قائل کی تکفیر اس کے بیان سے پہلے نہیں کی جاسکتی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف مجازاً بھول کی نسبت کرنا ہی سخت بے ادبی اور گستاخی ہے۔

(از اخبار المجموعۃ دہلی مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۴۸ء)

(سوال) ایک شخص نے ”اخبار ترجمان سرحد“ مورخہ ۳۱ جنوری سن ۱۹۲۸ء میں ایک نظم شائع کی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے:-

سرائے دہر میں وہ ہستی فضول ہوں میں کہ گویا صانع قدرت کی ایک بھول ہوں میں

مصرع ثانی میں صانع قدرت کی طرف جو بھول کی نسبت کی گئی ہے آیا یہ جائز ہے؟

(جواب ۵۹) دوسرے مصرع میں صانع قدرت کی طرف بھول کو منسوب کرنا بے شک خلاف ادب اور سخت جرات اور گستاخی ہے۔ اگرچہ لفظ گویا نے اس نسبت کو اپنے اصل مفہوم سے ہلکا کر دیا ہے جس کی وجہ سے قائل تکفیر سے بچ سکتا ہے، مگر پھر بھی ایسا عنوان اور تعبیر جائز نہیں ہو سکتا اسے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی بے احتیاطی اور بے ادبی سے احتراز کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

- (۱) اللہ تعالیٰ کو اس وقت سے خالق کہتے ہیں جب کہ اس نے کچھ پیدا کیا۔
- (۲) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر جھوٹ بولتا نہیں“ کے قائل کا حکم۔
- (۳) اللہ تعالیٰ مسجود ہونے میں مخلوق کا محتاج نہیں۔

(۴) لفظ ”اللہ“ اسم ذات ہے

(۵) جو اعتقاد اوپر درج ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط؟

(السوال) (۱) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ میں خلق کرنے کی قوت و قدرت ہمیشہ سے موجود ہے لیکن اس کو خالق اس وقت سے کہتے ہیں جب کہ اس نے کچھ پیدا کیا۔ جب تک کچھ پیدا نہیں کیا تھا، اس وقت اس کو خالق نہیں کہہ سکتے۔

(السوال) (۲) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کو وہ نہیں کرتا۔ مثلاً یہ کہ وہ جھوٹ نہیں بتاتا، مگر یہ بات اس کی قدرت سے خارج نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس کی بناء پر ایسا کہہ سکتے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے۔

(سوال) (۳) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ اگر مخلوق کو پیدا نہ کرتا خواہ کسی قسم کی ہو یعنی اس کی ذات کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا تو سجدہ کرنے والے میں وہ محتاج رہتا۔ بغیر دوسری ذات کے پیدا کئے اس کو سجدہ کون کرتا۔

(سوال) (۴) زید کہتا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے۔ اسم صفت نہیں ہے۔

(سوال) جو اعتقاد اوپر درج ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟

(جواب ۶۰) (۱) یہ صحیح ہے کہ حضرت حق جل شانہ میں قدرت خلق ازراہ ابد موجود تھی اور ہے اور رہے گی اور وہ ہمیشہ سے اس قدرت خلق کی بناء پر خالق ہے۔ ہاں اس صفت کا تعلق مخلوقات کے ساتھ اسی وقت ہو جب مخلوق پیدا ہوئی۔ پس صفت خلق قدیم ہے اور تعلق صفت باخلق حادث ہے۔ ان تعلقات کے حدوث سے نفس صفت کی قدرت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور خالق کا اطلاق اس معنی سے کہ صفت خلق اس میں موجود تھی قبل تعلق کے بھی ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے اس میں کچھ خرابی نہیں ہے۔ (۱)

(۲) ہزاروں چیزیں ایسی ہیں کہ خدا ان پر قادر ہے مگر کرتا نہیں ہے۔ مثلاً وہ قادر ہے کہ ہر شخص کے سامنے ہر وقت سونے کا پہاڑ پیدا کر دے، چاندی کے درخت اُگادے (وغیرہ) مگر کرتا نہیں اور جھوٹ بولنے کا وقوع محال ہے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے نہ بولے گا، نہ جھوٹ بولنا نشان الوہیت کے لائق ہے۔ (۲) مکان کذب کا مشہور مسئلہ در حقیقت خلف فی الوعد کی طرف راجع ہے جو علمائے متبحرین ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(۳) سجدہ کرنے والے کو اگر خدا پیدا نہ کرتا تو سجدے کا وقوع نہ ہوتا، مگر خدا کی الوہیت میں اس کی وجہ سے کوئی کمی یا نقصان نہیں آسکتا تھا۔ (۳) پس یہ کہنا کہ خدا اپنے لئے سجدہ کرانے میں مخلوق کا محتاج تھا، ایک غلط تعبیر ہے جس سے نا فہم لوگ دھوکے میں پڑ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات تمام احتیاجات سے پاک اور منزہ ہے۔ (۴)

(۴) یہ صحیح ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اسم صفت نہیں ہے۔

(۵) ان خیالات کے اصول صحیح ہیں، تعبیرات میں حیطہ کی جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔

۱۔ ان اللہ تعالیٰ موصوف بانه الرب قبل ان يوجد مریوب، وموصوف بانه خالق قبل ان يوجد المخلوق (شرح العقيدة الطحاوية، ۸۰، المکتب الاسلامی، الطبعة الثانیة)

۲۔ ان اللہ مبرہ من ان یتصف بصفة الکذب، ولیست فی کلامہ مثابة الکذب أبدا کما قال اللہ تعالیٰ: ”ومن اصدق من اللہ قیلا“ (امہد علی لہند ۵۴، دارالشرعت)

۳۔ عن ابی در عن النبی ﷺ یا عبادی! لو ان اولکم و آخرکم، واسکم وحکم عنی افجر قلب رجل واحد منکم ما نقص ذلک من ملکی شیئا (مسلم شریف ۲ ۳۱۹ قدیمی کتب خانہ) ۴۔ اللہ الصمد (ارخلاص ۲۰)

دوسرا باب
انبیاء علیہم السلام

حیات انبیاء علیہم السلام

(سوال) انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں یا نہیں؟

(جواب ۶۱) انبیاء کرامہ سموات و ارض و جہنم جمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں، مگر ان کی زندگی دنیوی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے۔ اسی طرح شدائی زندگی بھی برزخی ہے اور نبیاء کی زندگی سے نیچے درجے کی ہے۔ انبیاء کے عقبر سے تو وہ سب اموات میں داخل ہیں۔ انک میت و اہل میتوں کی صورت کو دلیل ہے۔

آنحضرت ﷺ کا شتر ہونا، اسلام کا قطعی مسئلہ ہے۔

(السؤال) ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کو سید نبی و الرسل مانتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو شکر کتنا جائز ہے۔ ورس میں کوئی ترک اب نہیں ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ورحمۃ ربی رحمۃ اللہ علیہ میں مومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسرا من السرحصف علہ ویقلی توہ نیز سیرتوں (مواہب لدینیہ۔ شرح مواہب زرقانی وغیرہ) وبرزگوں کے کام مثلاً قصیدہ بردہ میں ہے فمصح العلم فیہ اہ بستر۔

المستفتی نمبر ۳۰ مو نا کریم بخش ایم، اے پروفیسر گورنمنٹ کالج الہور ۹ جمادی

اثنی ۳۵۲ مطبق ۲۰ ستمبر ۱۹۳۲ء

(جواب ۶۲) آنحضرت ﷺ کا ہونا قطعی ہے قطعیات سے ثابت ہے حضرت حق جل مجدہ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ پٹی بشریت کا علان و تبلیغ فرمادیں۔ فل اما آنا بسر مثلکم یوحی الی الایدہ (۲) اس حالت و تبلیغ کی ضرورت یہ تھی کہ حضور ﷺ کی حقیقت بشریت کا مت کو سم ہو جائے اور وہ عیسائیوں کی طرح آپ و لوہیت میں دخل کر دینے کی غلطی اور گمراہی میں مبتلا نہ ہوں۔ ورنہ یہ کہ کفار کے اس قبول کا صریح رد ہو جائے جو کہتے تھے ما انزل اللہ علیٰ سدر من شیء (۳) اور ان کی اس غلطی کا بھی ازالہ ہو جائے جو بشریت کو نبوت کے

- مامس حمد یسلم عليّ لا رد لله عمي (روحی حتی ارد عليه السلام) (ایہذا کو ۱۲۷۹ھ بمطابق ۱۸۶۳ء میں لکھا)

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من افحص امامكم يوم الجمعة فيه خلق ادم وفيه نوح وفيه اسحق وفيه
يعقوب فاكتم عني ان صلواتكم معروضة علي قل قلو يا رسول الله وكيف تعرض صلاتك عنيت و قد امت قل يقولون بيت فقد ان يد حرم على الارض احساد لاياء (البؤور ١٥٠) (الحج ٢٤)

حضرت انسؓ صحیح سند کے ساتھ مفق ہے، 'لا ساء احياء في فورهم بصلوب' شفاء السقام ۱۲۴، حیات لا یـ
للہی (نقد من تسکین، دور ۲۲۰ مکتبہ سندھ)

$$(1 - \alpha - \beta)^{-1}$$

91.25.12

منفی قرار دیتے تھے اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا انکار کرنے کے لئے ان کی بشریت کو حیلہ بناتے تھے اور ان
 ائمہ الاہل بھر مثلنا کہا کرتے تھے۔ (۱) حضرت حق نے انبیائے سابقین کی طرف سے جو جواب نقل فرمایا وہ یہ ہے :-
 قالت لهم رسولهم ان محض الا بشر مثلکم ولكن الله یمن علی من یشاء من عبادہ۔ (۲) کہ اس میں انبیاء
 علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بشریت کا صاف لفظوں میں اعتراف فرمایا اور یہ بتایا کہ بشر کو رسالت و نبوت سے
 سرفراز فرمانا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، جس میں وہ مختار مطلق ہے۔ بشریت کے لوازم کو حتیٰ کفار نبوت کے خلاف
 پیش کیا کرتے تھے کہ یہ کھانا کھاتے ہیں بازار میں آمد و رفت رکھتے ہیں تو نبی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ (۳) حضرت
 حق نے ان چیزوں کا بھی اثبات فرمایا اور کہا کہ ہم نے پہلے بھی جو رسوں بھیجے تھے وہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازار میں
 بھی آتے جاتے تھے۔ غرض یہ کہ یہ تو کفار کا عقیدہ اور خیال تھا کہ رسول اور نبی کو بشر نہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا کہ ہم نے ابتداء سے انسانوں کی ہدایت کے لئے جتنے نبی بھیجے سب بشر تھے، اور انبیاء علیہم السلام نے اپنی
 بشریت کا اعتراف فرمایا۔ تبلیغ کی اور اسی اعتراف و تبلیغ کا حضور ﷺ کو قل انما انا بشر مثلکم (۴) میں حکم
 فرمایا گیا۔ پس حضور ﷺ کی بشریت کا منکر قرآن کی نصف کا منکر اور حضرت حق اور انبیاء علیہم السلام اور خود
 حضور ﷺ کی تعظیم کا منکر اور مخالف ہے۔

رہی یہ بات کہ بشر ہونے کا اقرار کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ گو فی الحقیقت حضور ﷺ بشر تھے لیکن
 حضور ﷺ کو بشر کہنا نہیں چاہئے تو یہ قول بھی غلط ہے۔ کیونکہ حدیث میں بشارت وارد ہے کہ صحابہ رضوان اللہ
 علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کو بشر کہا (۵) اور اس کو نہ خلاف ادب سمجھا، نہ کسی نے اس پر اعتراض کیا۔ بلکہ بشر
 کہنے سے منع کرنے میں ان کفار کے عقیدہ کی جھلک ہے جو بشریت کو نبی کے مرتبے کے خلاف سمجھتے تھے۔ ہمارا
 تو یہ فرض ہے کہ ہم بطور تحدیث بالنعمة کے اس کا اعلان کریں کہ حضرت حق جل مجدہ، کا نوع بشر پر یہ احسان
 عظیم ہے کہ اس نے اپنی پیغام رسانی کی اعلیٰ ترین خدمت اور نبوت و رسالت کے افضل ترین منصب سے بشر کو
 نوازا۔ اور تمام ماسوی اللہ میں سے ایک بشر (نبی امی) اور احناف اور صلی اللہ علیہ وسلم کو چن کر اپنا حبیب بنایا اور تمام
 مخلوق پر اس کو فضیلت دی۔ ہذا هو الحق الذی لا محیص عنہ۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ مدرسہ مینیہ دہلی۔

(۱) ایسی باتیں جن سے عوام کا عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو بیان نہیں کرنا چاہئے۔
 (۲) آیت فمکونوا من الظالمین کا ظاہری معنی مراد لینا سبب النبی ہے یا نہیں؟

(سوال) زید نے دوران و عظم میں فقیہ ابو الیث سر قندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا کہ

صل المعصی ثلثہ اشیاء کبر و احد و محرم الخ۔ غرض جس میں تکبر کا موجد ابلیس، حسد کا قابیل، اور حرص کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف کی۔ پس واعظ اس قوس میں صادق ہے یا کاذب نیز فقہونا، من الظالمین کا ظاہر معنی ارادہ کرنا سب النبی ہے یا نہیں؟ ایسے واعظ کو مرتد کہنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۱ ڈاکٹر عزیز الرحمن (ضلع پشاور) ۲۷ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۴ء (جواب ۶۲) واعظ نے جو عبارت نقل کی اور جو معنی اس کے بیان کئے وہ قابل تادیل ہیں اس لئے واعظ پر رد اد کا حکم کرنا درست نہیں ہے۔ (۱) ہاں ان کو اس قسم کی عبارت عوام کے ساتھ بیان نہیں کرنی چاہئے جس سے عوام کے عقیدے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور انبیاء علیہم السلام کی طرف معصیت کی نسبت کرنے کا احترام ہو سکے۔ (۲) آیت کریمہ میں ظالمین کا لفظ اپنے معنی میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم باوجود یاد ہونے کے بقصد نافرمانی درخت کے قریب جاؤ گے (یعنی اس میں سے کھا لو گے) تو تم ظالم ہو جاؤ گے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ یمن حضرت آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کو قصداً نہیں کھایا بلکہ ممانعت کو بھول گئے اور بعد قصد بھوں کر ان سے فعل ممنوع سرزد ہوا۔ قرآن مجید میں ہے: ولقد عهدنا لآدم من قبل فسی ولہ نجد لہ علیہا (۳) اس لئے حضرت آدم علیہ السلام ظالم نہیں ہوئے۔ موقوف تھا بالقصد نافرمانی اور وہ پائی نہیں گئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

آنحضرت ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے والا یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگانے والا کافر ہے، ایسے گستاخ سے اظہار ناراضگی نہ کرنے والا بھی کافر ہے۔

(سوال) ایک مولوی بنام زید اور چند مسلمان ناخواندہ امی اس کے ہمراہ ایک پادری مذہب عیسوی کے ہاں نشست و برخاست ایک وقت معین پر رکھتے ہیں در خورد و نوش اکل و شرب میں پادری صاحب کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ چینی پان، چائے وغیرہ خاص پادری صاحب کے ہاں کا بنا ہوا کھاتے ہیں۔ اور گفتگو میں یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ وہ حضرت سرور کائنات ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں افک و بہتان لگاتا ہے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا و زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لفظ گستاخانہ کہتا ہے۔ دوسرے مسلمان اس مولوی کو کہتے ہیں کہ پادری کے یہاں اکل و شرب نہ کرنا چاہئے تو جواب یہ دیتا ہے کہ کچھ حرج نہیں۔ اس سے ہمارے ایمان میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اگر فرق آتا تو ہمیں قرآن و حدیث سے ثبوت دو۔ لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس مولوی کے ایمان میں کچھ خلل آیا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۴) جناب رسالت پناہ روحی فداہ ﷺ کی یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں

۱۔ اداکان فی المسئلة و حود و حوت لکھرو و حہ بمعہ، فعنی المفتی ذیل لی ذلک الوحده (ہندیہ ۲۸۳ ص ۲)

۲۔ لکس الاوی ان لا یقر احدہم صیانة لیدیہم (الدرمع الرد ۱۰ ص ۵۴۱ سعید)

گستاخ کرنے والا (۱) یا کسی گستاخی کرنے والے سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے (۲) فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اجماع متفق ہیں کہ نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ وکل مسلم ارتد فتوانہ مقبولة الا الکافر سب سی من الانبیاء فانه يقتل حداً ولا تقبل توبته مطلقاً ولو سب الله تعالى قتل لا نه حق الله تعالى والا ول حق عبد لا يزول بالتوبة وكذا لو اغضه بالقلب فتح و انتباه وفي فتاوی المصنف ويجب الحاق الاستهزاء والا مسحفات به لتعلق حقه ايضاً انهي محضراً (در مختار ص ۳۱۹ ج ۲) ۳۔

پس جو شخص کسی آدمی کے فعل پر خواہ وہ عیسائی ہو یا اور کوئی ہو اظہار ناراضگی نہ کرے یا مزامنہ سے برا سمجھ کر اس جگہ سے اٹھ نہ جائے، بے شک وہ بھی کافر ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں۔ (۴)

ربا صرف کھانا پینا تو وہ عیسائی کے مکان کا شرط یہ کہ کسی ناپاک یا حرام چیز کی آمیزش کا گمان غالب نہ ہو درست ہے۔

ہندو کا نبی علیہ السلام کی توہین کرنے کے بعد معافی طلب کرنا۔

(سوال) ایک ہنگام ہندو راؤ بہدر آر تعلقدار سرکاری وکیل نے ایک ایسے موقع پر جہاں کثرت سے اشخاص جمع تھے مسلمانوں سے آپس کی گفتگو میں ایک دل آزر جملہ شانہ سوں کریم ﷺ میں استعمال کیا، جتنی یوں کہ (خود بابت) محمد ﷺ نے اپنی والدہ سے شادی کر لی تھی۔ جس پر مقامی مسلمانوں نے مقدمہ دہرایا اور اس کے خلاف سارے برہمن میں جذبات نفرت بھڑک اٹھے۔ بآخرو وکیل مذکور حسب ذیل تحریری معافی نامہ دینا چاہتا ہے جس کا عدالت میں باقاعدہ ریکارڈ ہے۔ اخباروں میں اس کو شائع کرانے کا ذمہ درہوتا ہے۔ ساتھ ہی اس کی قوم کے معزز اور با اثر حضرات یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر اس معافی نامہ پر کتفانہ ہو تو ہم پبلک میں کر اپنی تمام قوم کی طرف سے معافی مانگنے پر تیار ہیں۔ تو کیا شخص مذکور کا معافی نامہ جو مندرجہ ذیل ہے شرعاً و مصححہ قابل قبول و جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ عدالت میں خطرہ ہے کہ باوجود ذر صرف ہونے کے کامیابی نہ بھی ہو۔ علاوہ ازیں یہ بھی خطرہ ہے کہ دو قوموں میں منافرت کی بنیاد قائم ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اس قسم کا معافی نامہ منظور نہ ہو تو جیسا منظور کیا جائے دے دو معافی نامہ حسب ذیل ہے۔

”میں اپنے ان دل آزر لفاظ کو جو پیغمبر تمام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان قدس میں استعماں کئے ہیں واپس لیتا ہوں ورنہ ان پر ظہار افسوس وند مت کرتے ہوئے معافی کا طالب ہوں۔ اور آئندہ کے لئے وعدہ کرتا ہوں کہ اس قسم کے لفاظ ہرگز استعمال نہیں کروں گا۔ نیز ان دل آزر لفاظ سے تمام مسلمانوں، بالخصوص مسلمانان شوبہ کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کے متعلق بھی دلی رنج و افسوس کو ظاہر کرتے ہوئے مسلمانان شوبہ

۱۔ ولا شک فی تکفیر من قذف السيدة عائشة رضى الله تعالى عنها (تمامیہ ۳۳۷-۳۳۸)

۲۔ ان لوصا بکفر العیبر ان یکفر (مختار خاتمی علی اعراض لہ ۵۳۳ ہجرت)

۳۔ رد المحتار ۳۲۱

۴۔ ادا مکرم معیناً من لدین بالصرورہ ثم بکفر، ولم بکفره ورضی به واستحسد کان کافراً (مرقاۃ المفاتیح ۹ ۳۲۸ مدنیہ لکھنؤ)

کو پورا اطمینان دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے ساتھ میرا ہر تہ پہلے کے ہندوستان اور مخصوص رہے گا۔ اور میں
اپنی طرف سے اخبہات میں اپنی معافی مانگنے کو شائع کرادوں گا۔

اگر شرعاً و مصلحتاً قبل قبول و جائز ہے تو ایک شخص جو یوں کہتا ہے کہ ایسے شخص کے لئے معافی ہے
نہیں کیونکہ یہ حق عام بھی ہے اور جو حق عام ہوتا ہے وہ حقوق اللہ میں سے ہوتا ہے اور حقوق اللہ کے لئے معافی
نہیں آتی۔ نیز یہ کہ ہرگز کسی طرح معاف نہیں ہو سکتا ہے الخ۔ نیز یہ کہ معاف کرنے و سزا کا حق کسی مسلمان
کو نہیں، صرف بادشاہ اسلام کو ہے۔ قبل اعتنا ہے یا نہیں؟ اور طرہ یہ کہ بادشاہ اسلام کا حق در بلا سزاہ معافی
تسلیم کرتے ہوئے یوں بھی کہتا ہے کہ یہاں جب کہ بادشاہ اسلام نہیں تو حاکم وقت سے چارہ زوئی کرنا ضروری
ہے نہ۔ نیز گئے ہم کو صرف مقدمہ کرنا۔ نہ کی خوشی جو چاہے سزا دیں۔

یہ کام اس کو مستلزم نہیں کہ اس مسئلے کو خاص اسلامی مسئلہ تسلیم کرتے ہوئے اور قرار دیتے
ہوئے معافی نامہ و قبول نہ کر کے غیر مسم حکومت سے پاس مقدمہ کو ضروری سمجھنا اسلام پر سئل ۱۷ میں
مدامت کو جائز قرار دینا ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۵) آنحضرت ﷺ رو حنفیہ کے متعلق کوئی بے ادلی مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔ سوال میں جو
لفظ وکیل مذکور کے لئے ہوئے منقول ہیں وہ تاریخی حیثیت سے بالکل غلط اور افتراء ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ وکیل
کو کوئی دھوکہ اور غلطی لگی ہو لیکن واقعہ کے غلط اور بہتان ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس قسم کے واقعات میں کسی
محبت ریں سے حالت بے اختیار میں کوئی حرکت ہو جائے تو وہ خارج از بحث ہے مگر شرعی قانون
کے تحت سزا جاری کرنا مسلمانوں کے لئے ہے اس ملک میں شرعی قانون تو نافذ نہیں اور موجودہ حکومت کا
قانون وہ سزا جاری نہیں کرتا جو شرعی سزا ہے۔ اس غیر شرعی سزا کو جاری کرانے کی سعی مسلمانوں کی طرف
سے منشاء شریعت پورا کرانے کی غرض سے تو ہو نہیں سکتی۔ البتہ اس بھت سے واجب ہے (۱) کہ اس قسم کی
جسارت کا آئندہ کے لئے سدباب ہو جائے۔ حدود الہیہ میں تخریب و تبدل کسی طرح ممکن نہیں۔ اور کسی تبدل
شدہ سزا کہ حد شرعی کی وقعت دینا حد شرعی کی احکام اس پر جاری کرنا مست نہیں۔ پس موجودہ قانونی مواخذہ
اور قانونی سزا کو سیاست یا تعزیری کی وقعت دی جا سکتی ہے۔ ورنہ مسلمان وکیل نہ ہوں گے انھیں افسوس و ندامت
اور مسندہ ایسے کلمات کے اعادہ سے اجتناب کے حتمی وعدہ کو آگے بڑھانے سے زیادہ مفید سمجھیں تو
نہیں مقدمے سے دست کش ہو جانے میں گناہ نہ ہوگا۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ امور ذیل کا لحاظ رکھ
جائے۔

(۱) معافی نامہ کے الفاظ یہ ہوں گے :-

”میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف جو واقعہ منسوب کیا
تھا کہ انہوں نے (نعوذ باللہ) اپنی والدہ سے شادی کر لی تھی یہ واقعہ سراسر غلط اور جھوٹ ہے اور میں نے اس

نسبت کرنے میں سخت غلطی کا ارتکاب کیا تھا۔ میں اپنی اس غلطی پر افسوس کرتا ہوں اور سخت نادم ہوں۔ میں پختہ وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں کوئی بے ادبی کا کلمہ استعمال نہ کروں گا۔ مجھے اس کا بھی رنج ہے کہ میری اس غلطی سے تمام مسلمانوں کو ہموں اور مسلمانان شوبہ کو خصوصاً صدمہ پہنچا۔ میں ان کو طمینان دل دیتا ہوں کہ آئندہ وہ مجھے اپنا ایک دوست اور مخلص پائیں گے اور اس قسم کی شکایت کا ہرگز کوئی موقعہ پیدا نہ ہوگا۔“

(۲) یہ بیان عدالت میں داخل مسل مقدمہ کیا جائے اور اس کو وکیل مذکور کی طرف سے، خبرات میں شائع کر دیا جائے۔ واللہ علمہ بالصواب۔ محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ مدرسہ مینیہ دہلی ۵ رجب ۱۳۵۰ھ ۶ نومبر ۱۹۳۱ء
لجوب صحیح۔ حبیب امر سیدین نائب مفتی مدرسہ مینیہ دہلی۔

(۱) آنحضرت ﷺ از روئے تخلیق نور میں یا بشر؟
(۲) کیا آپ ﷺ کی بعض دعائیں قبول نہیں کی گئیں؟
(۳) آپ ﷺ کا دنیاوی امور میں امت کو اختیار دینے کا مطلب۔
(سوال) (۱) زید کتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے مال باپ سے پیدا ہوئے۔ عمرو کتا ہے کہ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔

(۲) زید کتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعائیں قبول بھی ہوتی تھیں اور بعض دعائیں نہیں ہوتی تھیں۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے دنیاوی کاموں میں امت کو اختیار دیا ہے۔

(۴) کیا آپ ﷺ طبعی موت سے وفات پا گئے؟

(۵) رسول اللہ ﷺ اپنی طبعی موت سے وفات پا گئے۔ عمرو نکار کرتا ہے۔

المستفتی نمبر ۵۵ موبوی محمد یوسف صاحب ٹونک۔ ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۱ء
(جواب ۶۶) (۱) حضور انور ﷺ والدین سے پیدا ہوئے۔ آپ حضرت عبداللہ حضرت آمنہ کے فرزند اور عبدالمطلب کے پوتے۔ حضرت مزہد و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بچے تھے۔ عربی نور قریشی تھے۔ (۲) انسان تھے۔ (۳)

(۲) آپ ﷺ کی بعض دعائیں قبول نہیں کی گئیں۔ مثلاً حضور ﷺ نے دعاء فرمائی تھی کہ میری آپس میں جنگ و جدال اور قتل و قتال سے باز رہے۔ یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔

۱۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، لعلی صلی اللہ علیہ وسلم فکانہ سمع شیئاً فقام ایسی صلی اللہ علیہ وسلم علی المیز، فقال: من انفقوا امت رسول اللہ، قال: محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب (ترمذی شریف ۲: ۲۰۱ ج ۱۔ الم سعید)

۲۔ اما ان بشر مثکم یوحی لی

۳۔ عن ثوبان قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ابی سائب رسی لایسکھا سہ عمة، وان لایسکھ عذراً حی مکتوب بعثہم بیئت بعضاً، وبعسی بعضہم بعضاً (مسلم ۲: ۳۹۰) قدیمی کتب خانہ

(۳) جو امور کہ خالص دنیوی حیثیت رکھتے ہیں اور شریعت سے کسی طرح ٹکرائے نہیں ان میں موت کو اختیار ہے کہ جو چاہے اپنے لئے پسند کرے۔ (۱)

(۴) حضور ﷺ نے اپنی عمر پوری کر کے وفات پائی در آپ کی وفات و موت سے تعبیر کرنا صحیح ہے۔ قرآن مجید میں ہے افا ان مات او قتل اور انک میت واسم میتوں (۲)

اللہ کے نور سے پیدا ہونے کا یہ مطلب تو اُن کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ آپ کی شریعت مع اپنے لوگوں جسمانی و غیرہ کے نور سے پیدا ہوئی تھی۔ ورنہ آپ کی حیات کا یہ مطلب ہے کہ آپ پر موت طبعی وارد نہیں ہوئی ہے اور جیسے آپ ﷺ زندہ تھے اسی طرح اب بھی زندہ ہیں۔ کہ یہ بات صریح البطلان ہے۔ واللہ اعلم (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی
لجوب صحیح۔ حبیب مر سبین نائب مفتی مدرسہ مینیہ دہلی۔ خدائش عفی عنہ مدرسہ مینیہ دہلی سندر دین۔ غفر
عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ عبدالغفور غفر عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ انصار حسین غفر عنہ مدرسہ مینیہ دہلی۔

حضور اکرم ﷺ کے سایہ کی تحقیق

(سوال) حضور اکرم ﷺ کا سایہ ان کی روشنی میں اور رات کی چاندنی میں ہوتا تھا یا نہیں؟

المسنفنی نمبر ۶۱۔ مولانا کریم بخش ایم۔ اے۔ پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج، ہور۔ ۲ جمادی

۱۔ خری ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۷) اگرچہ بہت سے ارباب سیر نے حضور ﷺ کے معجزات اور خصائص میں اس کا ذکر کیا ہے کہ حضرت ﷺ کا سایہ و شہوب در چاندنی میں زمین پر نہ پڑتا تھا۔ مگر ان سب اقوال کا رد و ردو بتوں پر ہے۔ ایک ذکوان کی روایت ہے جو حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نوادر اصول کی طرف منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق نور اللہ مرقہ دہلوی درج النبوة میں در جملہ لدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں اور ماہی قری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں اس حدیث کو بخوار نوادر ذکر کیا ہے۔ مدارج کی عبارت یہ ہے۔ ونبود من حضرت ﷺ اسایہ نہ در آفتاب نہ در قمر (رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول) (۴) اور خصائص کبریٰ کی عبارت یہ ہے۔ اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یروی له ظل فی شمس ولا قمر (۵) شرح شفاء علی قری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے۔ وهذا معنی

۱۔ عن اس رضى له عيسى عند ان لى صلى الله عليه وسلم مرقوم يلقحون فقال بوبه تملوا، تصح، قال فخرج نسفا فمر بهم فقال ما الحكم قالوا، قلت كذا، وكذا فان شتم، علمه ما مردن كم (مسلم ۲۶۴۲)

وفى شرحه قال لعلاء قوله صلى الله عليه وسلم من راي، اى فى امر الدنيا و معاشها لا على الشريعة، فاما ما فى، حجة صلي الله عليه وسلم وراه شرع فيجب العمل به (مسلم مع شرحه لروى ۲۶۴۲)

۲۔ (انظر ۳۰)

۳۔ آپ ﷺ کی موت کا قانون تیشی اور قطعی ہے لیکن موت موت میں فرق ہے، جیسا کہ آیت میں موت کے الفاظ کا تکرار اس پر دلالت کر رہا ہے۔

۴۔ مدارج النبوة ۲۶۱ شیخ مداحی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ خصائص الکبریٰ ۶۸ حیدر آباد دہلی

ماشی النوا درو لفظها لم یکن له ظل فی شمس ولا قمر (۲۱) ما علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب میں حدیث ذکوان کی سند اس طرح ذکر کی ہے۔ ذکرہ الحکیم الترمذی فی ہوا در الاصول عن عبدالرحمن بن فیس وهو مطعون عن عبدالملک بن عبداللہ بن الولید وهو مجهول عن ذکوان من انه کان لا ظل لتخصه فی شمس ولا قمر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکوان کی روایت میں ایک راوی مطعون اور دوسرا مجہول ہے۔

دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے جس کو خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں کتاب الوفا فی فضائل المصطفیٰ سے نقل کیا ہے۔ خفاجی کی عبارت یہ ہے :- وهذا رواہ صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءہ صوئہا ولا مع سراج الا غلب ضوءہ ضوءہ (۱)

اور ما علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح شمائل میں اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ عبارت یہ ہے :-

وفی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج۔ ذکر ابن الجوزی انتہی (۲۱) اس روایت کی سند معلوم نہ ہو سکی۔ اور نہ کتاب الوفاء دستیاب ہوئی دور روایتوں کے ساتھ اور کسی روایت کا پتہ نہیں۔ کثر کتابوں میں تو صرف اس کو ابن سبع سبئی سے نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ جیسے کہ برہۃ الناظرین میں ہے۔ ومن فضائلہ ما ذکرہ ابن سبع اور انوار محمدیہ میں ہے۔ قال ابن سبع کان صلی اللہ علیہ وسلم یورافکان ادا مشی بالشمس او القمر لا یطہر لہ ظل انتہی (۲) اس بارے میں یہ بات غور طلب ہے کہ اگر دھوپ درچاندنی میں اور چراغ کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا تو یہ بات عام طور پر اور مخالف کے مشابہے میں رات دن آتی رہتی اور اس کثرت وقوع کے ساتھ نقل ہوتی کہ حد تواتر کو پہنچ جاتی اور حدیث کی کوئی کتاب اس روایت سے خالی نہ ہوتی اور دوسرے تمام معجزات سے ظہور و ثبوت میں وہ نمبر پر ہوتی۔ مخالف اس کے اس کا سوائے نہ کورہا۔ دور روایتوں کے (جن میں سے ایک سند میں مطعون و مجہول راوی ہیں (۳) اور دوسری کی سند بھی معلوم نہیں) کسی روایت میں حدیث کی کتابوں میں ذکر ہی نہیں۔ اور یہ بات اس کی قوت صحت میں شبہ ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

۱۔ جمع الوسائل فی شرح الشمانا بملا علی القاری ۱ / ۲۷۶، ادارہ تالیفات اشرفیہ مینان

۲۔ حیدر ابن ابن فیس زعفرانی بائیں ضعیف بصرہ اور بائیں اعتبار سے "وکان واسطیا لیس حدیثہ بشی، حدیثہ حدیث ضعیف" (الکامل فی صفۃ النرجس ج ۱ / ۲۹۱ دار الفکر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنے کا منکر گمراہ ہے

(السوال) اگر کوئی مسلمان یہ ستر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ تشریف لےنے کا ثبوت نہیں تو وہ مسلمان غلط پر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۵ مولوی عبدالرحیم کانپور۔ ۲۲ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جو نختہ ان صحیح حدیثوں

کو نہ لے وہ گمراہ ہے۔ بخاری شریف میں ہے: یوشک ان ینزل فیکم ابن مریم حکما مقسطا الح ۱۱۔

محمد کفایتہ، مہدکان، مددہ دہلی۔

آپ ﷺ کو عام الغیب سمجھنا درست نہیں۔

(۲) حیات انبی ﷺ ثابت ہے یا نہیں؟

(۳) کیا زیارت قبور اور ایصالِ ثواب کرنا ضروری ہے؟

(۴) کرامات اولیاء کا قائل ہونا چاہئے یا نہیں؟

(السوال) کیا ہر مسلمان سنی اذیاء کو حضور سرکار رسالت مآب ﷺ پر عم غیب کے مسئلے میں ایمان،

ضروری ہے یا نہیں؟ چنانچہ حضور ﷺ و ہم غیب تھا یا نہیں حضور ﷺ حیات نبی ﷺ ہیں یا نہیں۔ ہر سنی

مسلمان کو زیارت قبور و وفات میرا یہاں ثواب کے لئے کرنا رزمی ہے یا نہیں۔ اولیاء ہند کی کرامات کا قائل

ہونا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۸۔ مرزا ولی اللہ ریڑی پور۔ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۹) آنحضرت ﷺ کو حضرت حق جل شانہ نے تمام مخلوق سے زیادہ عظم فرمایا تھا اور اسے شہ

غیوب کا عظم بھی دیا تھا، لیکن ہر وجود کے حضور اگر مہربان ہو تو علم لغیب مہما، سمجھنا درست نہیں۔ کیونکہ عام غیب

ہو، صرف حضرت حق تعالیٰ کے مخصوص صفت ہے۔ کوئی نبی، رسول، فرشتہ اس صفت میں ماری تعالیٰ کا شریک

نہیں۔ وعدہ معاتج العیب لا تعلمہا الا هو۔ ۱۲

(۲) باب نبیاء عظیمہ السلام کو حضرت حق تعالیٰ نے ایک مخصوص اور ممتاز حیات عطا فرمائی ہے جو شہداء کی حیات

سے ممتاز ہے۔ اور شہداء کو یہ حیات عطا ہوئی ہے جو نبیاء کی حیات سے امتیاز رکھتی ہے مگر یہ زندگی دنیا کی

زندگی سے سمجھہ ہیں۔ یہ غامض دنیا کی زندگی کے لوازمات میں پائے نہیں جاتے۔ ۱۳

(۳) زیارت قبور حصوں میں ت اور موت یاد آنے اور اموات کے لئے دعا کرنے کی غرض سے جائز ہے۔ اور

ایساں ثواب بھی جائز ہے لیکن زیارت لازم اور فرض ہے نہ ایصالِ ثواب ضروری ہے۔ یہ سب مستحبات میں

داخل ہیں۔

۱۔ بخاری شریف ۴۹۰ قدیمی نسخہ

۲۔ ۱۱۱۱ء ۵۹

۳۔ لایہ حیات فی قبور ہم تصور (۱۲۴۲ء) ۱۲۴۲ء ۶۰۰ تیسری امداد ۲۲۰۰ مکتبہ صفدریہ

فروری ۱۳۵۲ء مکتبہ صفدریہ

(۶) اولیاء اللہ سے کرامات ظاہر ہونا حق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے کسی خاص بند سے کوئی ایسا کام کر دیتا ہے یا اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی بات ظاہر کر دیتا ہے جو عادت کے خلاف ہوتی ہے اس میں اس شخص کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام مشہور کرامتیں درست اور صحیح ہیں جو لوگوں نے گھڑ گھڑ کر اولیاء کی طرف منسوب کر رکھی ہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہابی

کیا ہندوستان میں پیغمبر آئے ہیں؟

(سوال) زید کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی کا ایک ہی درجہ ہے۔ کرشن جی بھی نبی اور دید بھی الہامی کتاب ہے ایک اکھ کئی ہزار پیغمبر گزرے مگر کام الہی میں چند رسولوں کے نام ہیں۔ بقیہ کرشن جی وغیرہ تھے۔ رسول اکرم ﷺ کے کسی قول کے مطابق زید کا خیال ہے کہ کرشن جی ہندوستان میں نہیں ہوئے ہیں۔ امام عہاء کے نزدیک تمام پیغمبر حجازی ملک شام میں ہوئے مگر نہیں، ہر جگہ پیغمبر ہوئے ہیں۔ اس میں ہندوستان بھی ہے یہاں بھی ہوئے۔ ہر قوم میں پیغمبر ہوئے (کیا ہندوستان میں بھی؟) آیت قرآنی کے موافق یعنی خدا نے ہر قوم میں نبی بھیجا، اس کا کیا مطلب ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہتا ہے۔

بکر کہتا ہے کہ دید الہامی کتاب نہیں، صرف چار کتابیں جو مشہور ہیں وہی کتاب الہی ہیں کرشن جی نبی نہیں تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی برابر نہیں ہو سکتے۔ ہندوستان میں کسی نبی کے آنے کا پتہ شریعت یا کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا عہائے متقدمین سے نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں۔ براہ کرم مطلع فرمائیے کہ زید کے اقوال صحیح ہیں یا بکر کے؟

المستفتی نمبر ۳۱۳ عبدالحکیم مکھنوی (کھیری لکھنیم پور) ۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ م ۱۷ جون

۱۹۳۴ء

(جواب ۷۰) یہ قول غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی کا ایک درجہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و برزگی قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہے۔ (۲) کرشن جی کی نبوت اور برزگی کا کوئی پختہ ثبوت موجود نہیں، پھر دونوں برابر کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کرشن جی کو نبی کہنا بے دلیل اور بے ثبوت ہے۔ دید کا الہامی کتاب ہونا بے ثبوت ہے۔ باب نبی اور رسول بہت ہوئے ہیں اور سب کے نام قرآن مجید یا حدیثوں میں نہیں آئے صرف تھوڑے سے پیغمبروں اور رسولوں کے نام آئے ہیں (۳) مگر جس شخص کو نبی کہا جائے اس کی نبوت کا ثبوت بھی تو درکار ہے اور کرشن جی کی نبوت کا کوئی ثبوت موجود نہیں اس لئے ان کو نبی کہنا غلط ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کرشن جی کی تعظیم صحیح تھی اور ان کے افعال انبیاء علیہم السلام کے افعال کی طرح جادہ نبوت کے موافق تھے تو ممکن ہے کہ وہ نبی ہوں لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ نبی تھے۔ ایسا کوئی قول

(۱) وکرامات الاولیاء حق وکرامتہ ظہور امر خارج للعادة من قبلہ من قبلہ غیر مقارن للدعوی السوہ (شرح العقائد ۲۲۰ ج ۱۔ ایم سعید)

۱۲ قال ابی عبد اللہ اتانی الکتاب وحملنی سیا، وحملنی مبارکاً این ما کنت (مریم ۳۰)
۳۔ ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك منهم من قصصنا عدیت ومنہم من لم یقصصنا علیک۔ (المؤمن ۷۸)

آنحضرت ﷺ کا ہماری نظر میں نہیں جس سے کرشن جی کی نبوت ثابت ہو سکتی ہو۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی نبی ہندوستان میں مبعوث ہوئے ہوں لیکن ان کے نام اور حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنی طرف سے کسی خاص شخص کو نبی نہیں بتا سکتے۔ ہاں ہر قوم میں ہادی کا آنا آیت سے ثابت ہے۔ (۱) لیکن اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ ہر قوم کے کسی خاص شخص کو ہم نبی سمجھنے لگیں۔ دیکھو نمبر ۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برہمنوں نے کہنے والے کا ایمان سلامت نہیں رہ سکتا، کیونکہ کسی نبی کی توہین موجب کفر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

انبیاء اور اولیاء پر شیطان کا تسلط، واستیلاء ہو سکتا ہے یا نہیں؟ استمداد بغیر اللہ کا حکم۔ (السوال) نبی اور رسول پر ارواح خبیثہ کا تسلط ہو سکتا ہے یا نہیں۔ نیز اگر کسی غیر اللہ سے مدد طلب کی جائے تو وہ اللہ سے دے سکتے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے سے مل جاتی ہے۔

المستفتی نمبر ۳۸۹ سراج الدین دہلی۔ ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۴ء (جواب ۷۱) انبیاء کرم اور ولیاء پر شیطان کا تسلط اور استیلاء نہیں ہو سکتا۔ ان عبادی لبس لك علیہم سلطان (۲) لیکن اس تسلط سے یہ مطلب ہے کہ شیاطین ان کا راہ حق سے منحرف کرنے پر قابو نہیں پاسکتے۔ (۳) ہاں سحر کے بعض اقسام کا اثر وہ بھی جسمانی اذیت کی حد تک نبی یا ولی پر ہونا ممکن ہے جیسے کہ زہر یا دوسری موزیت جسمانی کا اثر ہونا ممکن نہیں ہے۔ (۴) غیر اللہ کو کسی کی مدد کرنے کی قدرت نہیں اس لئے غیر اللہ سے استمداد بھی ناجائز ہے۔ ادا سائلت فاستل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کا دل براپاک تھا یا نہیں؟
(۲) حضور ﷺ کے سر مبارک میں جو میں پڑتی تھیں یا نہیں ابو داؤد کی روایت ”تفلی راسہ“ کا کیا مطلب ہے؟

(السوال) (۱) حضور ﷺ کا پیشاب، پخاند پاک تھا یا نجس؟
(۲) حضور ﷺ کے سر مبارک میں جو میں پڑتی تھیں یا نہیں؟ اگر نہیں پڑتی تھیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے جو ابو داؤد میں اس طرح ہے تفلی راسہ اور اس کے حاشیے کا کیا مطلب ہے جو اس طرح ہے ای تفتس القمل من راسہ و تحرج و تقند بینوا تو جروا۔

۱۔ وان من امۃ الا حلا فیہا مدیر (فاطر ۲۴۰) اخذہم، فکیف کان عقاب۔ (الرعد ۳۲)

۲۔ سی اسرائیل ۶۵

۳۔ ان عبادی المحلصین لبس لك علیہم تسلط بالا عواء لا یہم فی حفظی وامانی، صفوۃ التناسر ۲ ۶۷ اور انقرضت بیروت

۴۔ عن عنہ قلت، سحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی امہ یحیل الیہ امہ فعل الشی وما تعد (بخاری ۲۸۵۸ قدیمی کتب خانہ)

۵۔ ترمذی ۲۸۷۱/۲، ابن ماجہ ۱۴۰۷/۱۴۰۸

المستفتی نمبر ۵۸ شیر محمد خان (دہلی) ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ م یکم ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۷۲) شواہد میں بعض علمائے محققین نے آنحضرت ﷺ کے بول و برز کی طہارت کا حکم کیا ہے، اور
علمائے حنفیہ نے اس کو نقل کر کے اس کے ساتھ اپنی موافقت بیان کی ہے۔ (۱) اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے
صحابیات کے اس واقعہ سے کہ انہوں نے حضور ﷺ کا پیشاب ہدائستگی میں پی لیا تھا مگر حضور ﷺ نے خبر پا کر
ان کو دھوا دی اور انکار نہیں فرمایا، طہارت پر استدلال کیا ہے۔ (۲)

اکثر علمائے سیر نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کے سر مبارک میں جوں نہیں پڑتی تھی، اور اس میں
کوئی تعجب اور انکار کی وجہ بھی نہیں۔ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث اس کے خلاف پر دلالت بھی
نہیں کرتی۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ گو حضور ﷺ کے سر میں جوں پیدا نہیں ہوتی تھی مگر دوسروں سے بدن یا
پٹریے کی جوں رنگ کر چڑھ جاتی ہو اور وہ حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ لگ جاتی تھی اور وہ پٹریے کر
مار ڈالتی تھی۔ اس کے علاوہ حدیث کے الفاظ صرف تغلی راسہ ہیں جس کے معنی صرف جوں کو تلاش کرنے
کے ہیں اور محشی کا قول و تخریج و تفہیم متجوز ہیں۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان مدہ دہلی۔

(۱) کیا آنحضرت ﷺ خدا کے نور میں سے ہیں؟

(۲) اشعار مذکورہ کا ترک ضروری ہے۔

(سوال) (۱) آیا یہ صحیح ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور سے نکلے۔ یعنی حضور ﷺ کا نور خدا تعالیٰ
کے نور سے نکلا ہے، یا خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت ﷺ کا نور پیدا کیا ہے
(۲) مندرجہ ذیل شعر پڑھنا مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں پانچوں تن محمد است و علی فطرہ حسین و حسن
جس نون پنج تن نال پیار ناہیں اوہ دے کلمے دا اعتبار ناہیں

المستفتی نمبر ۶۱۳ شیخ ظہور الدین (ہوشیار پور) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ م ۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۷۳) آنحضرت ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ یا جزو سمجھنا درست نہیں کیونکہ حضور انور ﷺ
کے لئے قرآنی اور حدیثی تعلیم یہ ہے نشہد ان محمد اعدہ و رسولہ یعنی ہم اس کی گواہی دیتے ہیں کہ محمد
ﷺ، اللہ کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ حضور ﷺ اور حضور کا نور مخلوق ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا نور غیر مخلوق ہے۔ اور
مخلوق غیر مخلوق کا جزو حصہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) یہ شعر اور عبارت اسلامی تعلیم کے لحاظ سے غلط ہے۔ مسجد میں لگانے کے قابل نہیں ہے۔ کفایت اللہ

۱۔ صحیح بعض النسخ الشافعیہ طہارۃ بولہ ﷺ وسائر فضائلہ، وبہ قال: أبو حنیفہ (الشامیہ ۳۱۸/۱ سعید)
۲۔ شرب مالک من سائر دماء یوم احد، ومضہ ایاہ وتصویبہ ﷺ ۱۵۵ ولم یامر واحد منهم غسل فمہ، ولا یہاہ عن
عودہ، شرح الشفاء ۱، ۱۶۱، ۱۶۳ مصرع عن ام ایمن قالت فام السی ﷺ من اللیل الی فحارۃ فمال فہا قمب من اللیل
وناعطشانی فشربت ما فیہا حصائص الکبریٰ ۷۱، ۷۱ دار الکتب
۳۔ ومراد عدم وجود قملست وآئکہ در بعض حدیث واقع شدہ مراد بدان حقیقت نسبت مدارج النبوة ۱۰/۱۲۶

غلط اور ناموزوں شعر کہہ کر آیت "ما علمناہ الشعر و ما ینبغی لہ" سے استدلال کرنا جہالت ہے۔

(السوال) ایک صاحب نے اپنی تحریر میں شعر غلط اور ناموزوں لکھے۔ جب اغلاط پر ان کو تنبیہ نہ لکھا گیا تو جواب میں انہوں نے محائے اعتراف کے آیہ شریفہ سے تمسک کیا اور لکھ کر بعد حمد و سلوة صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ فی حقہ و علیہ السلام ما ینبغی لہ فقط۔ آیہ فخر الانبیاء علیہ السلام کی توہین و تحقیر ہے یا نہیں اور جہالت اولیٰ، ایسے شخص کا شرعاً کیا حکم ہے جس نے محض اپنے عیب کو چھپانے کے لئے پیغمبر ﷺ کو اس میں سریب کرنے کی بجا جرات کی ہو۔ حالانکہ پیغمبر ﷺ کے لئے شاعری کا عدم علم ان کے کمال رسالت کی دلیل تھا۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ آپ ﷺ کے زمانے میں شعرائے عرب کا طبقہ نہایت ہی فصیح و بلیغ واقع ہوا تھا چنانچہ اسی زعم بطل کی بناء پر کفار عرب نے قرآن مجید کے معجزات کا کام کو معاذ اللہ شاعری کا ایک شعبہ اور رسالت مآب کو شاعر سمجھ لیا تھا۔ جس کا رد اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ سے کیا اور ظاہر کیا کہ ہر جو "حضرت ﷺ کے شاعر نہ ہونے کے جو آپ ﷺ کی چالیس سالہ قبل از بعثت زندگی بھر لٹریچر ڈالنے سے محتاج بیان نہیں۔ مشابہ شعرائے فصیح البدیان کا مقام تحدی اس کام کی چھوٹی سے چھوٹی جزء کی نظیر و مثال سے عاجز رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ کام منزل من اللہ ہے اس میں آیت شریفہ میں یہی نکتہ ہے۔ اور رسالت مآب ﷺ کا وہاں من الشعر لحکمة فرماتا اور قصیدہ کعب میں زبیر کو سن کر اپنی حیرت و مبارک انداز کر دینا اسی توجیہ کا مؤید ہے۔ غلی بذالقیاس اسی ہوتا بھی ہمارے نبی ﷺ کے لئے ایک مخصوص با صفت فخر امر تھا۔ چنانچہ محقق جابر اللہ زنجبیری رحمۃ اللہ علیہ کشف میں فرماتے ہیں کہ جعلناہ امیلا یہتدی للخط ولا یحسنہ لتکون الحجة الثبت والشہة و حص؟ حالانکہ غیر پیغمبر کے حق میں ان ہونا ایک مسلمہ عیب اور نقص ہے جس میں کسی کو بھی کام نہیں۔ بیو، تو جردا۔

المسنفتی نمبر ۶۳۰ مودعی حبیب اللہ (صلی و علیہ وسلم) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۱ء (جواب ۷۴) حضور ﷺ نے شعر عر جھے اور نہ کبھی آپ ﷺ نے شعر موزوں فرمایا۔، مجیب کا یہ آیت جواب میں لکھنا بے فہم ہے۔ کیونکہ اس پر اعتراض یہ تھا کہ غلط شعر کیوں کہتا ہے تو اس کا جواب آیت سے کہاں ہوا اگر خدا انخوار نہ حضور ﷺ نے کوئی غلط شعر کبھی کہا ہوتا تو اس کو ایسے غلط و شاعر اپنے لئے سند بنا لیتے تو بتاتے۔ لیکن حضور ﷺ نے تو کبھی شعر بنیادیں نہیں۔ حضور ﷺ کے وصف سے اسناد اس کرنا ہے تو اس کی صورت قویہ ہے کہ شمر بننا چھوڑ دو ورنہ جب کوئی قاض کرے کہ شعر کو قویہ کہہ دے کہ یہ نامہ شعر نہ کہنا آنحضرت ﷺ کی عفت ہے اس لئے میں بھی شعر کہنا نہیں چاہتا۔ غلط شعر اور حضور ﷺ کی صفت شاعر نہ ہونے اور شعر نہ بنانے کو اپنی غلطی کے لئے عذر ٹھہرانا جہالت ہے۔

خدا کے قدوس اپنے پیغمبر ﷺ کو شعر بنانے کی اجازت دیتا تو یقیناً آپ ﷺ کے شعر اعلیٰ درجے کے فنی و بلیغ کے شعروں سے بڑھ کر فصیح و بلیغ ہوتے۔ بہر حال شخص مذکور کا یہ جواب غلط اور نامناسب تو ہے مگر اس کو توہین پر محمول نہ کرنا چاہئے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے نبی کہنا بے ادبی ہے؟

(السوال) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے نبی کہنا ادب ہے یا بے ادبی؟

المستفتی نمبر ۶۳۱۔ عبدالستار (بلاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(جواب ۷۵) بے ادبی نہیں کہا جاسکتا۔

گاڑی کا نام نبی رکھنا معاذ اللہ

(السوال) ایک شخص نے اپنی موٹر کا نام نبی ﷺ کر کے رکھا ہوا ہے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۷۶۶ کے، جی، مولوی محمد عبدالسلام (ضلع جنوبی ارکات) ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۱۸ فروری

(جواب ۷۶) موٹر کا نام نبی ﷺ رکھا ہے تو یہ نفل نبی ﷺ کی توہین کے مرتد ہے۔ اور اس میں نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ تمام فرقوں کی جو نبی کے قائل اور سلسلہ نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، دل آزار اور اس کو اس فعل سے روکنا ضروری ہے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا آنحضرت ﷺ کو بشر سمجھنا یا کہنا کفر ہے؟

(السوال) کیا حضور صیہ اسلام کو خثیت بفر ہونے کے بفر سمجھنا یا کہنا کفر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبدالعزیز صاحب (ضلع سیالکوٹ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۶ ستمبر

(جواب ۷۷) آنحضرت ﷺ کو بشر تھے آپ ﷺ کو بشر ہی سمجھنا اور بشر کہنا اسلام کی تعظیم ہے (۳) ہاں بشر ہونے کے ساتھ اللہ کے پیغمبر اور رسول اور نبی اور حبیب تھے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

۱۔ اذا كان في المسئلة وجوه نوح الكفر ووجه يجمع فعلى المقتضى ان يميل الى ذلك الوجه (الهدية ۲۰ ۲۸۳ ماچہ یہ کوئٹہ)

۲۔ واعلم انه اذا كان المکر حراماً وحب الرحرعه (مرقاۃ المفرد ۹۰ ۳۲۹ مکتبہ امدادیہ ملتان)

۳۔ قل اما انا بشر مثلكم يوحى الی (تم سجدہ ۶۰)

۴۔ عن ابن عباس اما حبیب الله ولا فخر (ترمذی ۲ ۳۰۲ بیچ ایم سعید)

حضور ﷺ کا علم غیب ذاتی ہے یا عطائی؟

(سوال) (۱) کیا حضور مایہ السلام کو ذاتی علم غیب حاصل تھا یا کہ جتنا علم ان کو دیا گیا تھا وہ خودوند تعالیٰ کی طرف سے عطا تھا۔

(۲) حضور مایہ السلام اپنی ذاتی رائے سے شریعت میں کمی کر سکتے تھے۔ یہ آیت ان اتبع الا ما نوحی الی کے ماتحت وحی کی اتباع کرتے تھے۔؟ عبد العزیز مشین والا (ضلع سیالکوٹ)

(جواب ۷۸) (۱) حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، (۲) ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے غیوب کا علم آپ ﷺ کو عطا ہوا تھا۔ (۲)

(۲) حضور ﷺ اپنی ذاتی رائے سے حکام اہل میں کمی بیشی نہیں کر سکتے تھے۔ (۳) ہاں جتنا وحی میں اجتناب سے کوئی حکم بتا سکتے تھے، (۴) مگر جن امور میں کہ قرآن مجید کی آیت نازل ہو اور کوئی حکم بتا دیا جو اس میں اجتہاد نہیں کیا جاتا۔ بحدوحی کی ممتنع ضروری ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ ربہ دہلی

گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے والے کا حکم

(سوال) (۱) ایک غیر مسلم شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان پاک میں بہت بہودہ اور ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں۔ پولیس نے اس کو حراست میں لے کر چالان کر دیا ہے۔ بدوہ شخص اپنے گناہ سے شرمسار ہو کر معافی مانگتا ہے اور مسلمان نہیں ہونا چاہتا، حالت کفر ہی میں رہنا چاہتا ہے تو کیا اس حالت میں اس کو بروئے شریعت معافی ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر معافی نہیں ہو سکتی تو کیا اس کی سزا ہے۔ کیا وہ شخص واجب القتل ہے؟

(۲) اس سے پہلے ایک فتویٰ صادر ہوا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ہر ایسے شخص کے لئے سزائے موت کے سوا اور کوئی سزا نہیں بشرط یہ کہ حکومت اسلام کی ہو، اگر اسلام کی حکومت نہیں ہے تو وہ شخص اگر معافی مانگتا ہے تو اس کو معافی دی جاسکتی ہے۔ ہذا آپ بھی اس مسئلہ پر رائے دے کر مضمون فرمائیں۔

(۳) اس سے پہلے اس قسم کے کئی ایک معاملے رونما ہوئے ہیں جن کے نتیجے ہا آپ کو معلوم ہوں گے کہ تمام وہ اشخاص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں بے حرمتی کی تھی، مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مثلاً علم الدین، عبدالرشید وغیرہ جنہوں نے ان کو قتل کر کے خود تختہ دار پر چڑھ کر بروئے قانون سرکاری جان وے دی اور ان کو شہید کہا جاتا ہے۔ تو کیا ان کا یہ قتل کرنا شریعت کے لحاظ سے جائز تھا یا ناجائز۔ کیونکہ شریعت میں ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے، بشرط یہ کہ حکومت اسلام کی ہو، یہاں پر حکومت ہے

۱۔ قل لا قول لكم: عدى حرائر الله ولا اعلم الغيب (نور ۵۰)

۲۔ وما كان الله ليطالعكم على لبيب (يعرفوا قلوب المحلصين ولسافقين) ولكن الله يجتبي من ريسه من يشاء (جاء في البيان على حاشی ج ۱ ص ۱۶۶۔ ایم سعید)

۳۔ قل: ما يكون لى ان الله من تلقاء نفسه، ان اتبع الا ما نوحى الی۔ (یونس ۱۵۰)

۴۔ قال العلماء: فاما ما قال ما احتجوا به ﷺ راد سر عاصم العسل به (ترجمہ سلم لیبوی ۲، ۲۶۵ قدیمی کتب خانہ)

انگریز کی۔ تو کیا اس صورت میں علم الدین، عبدالرشید شہید ہوئے ہیں یا نہیں؟ کیا ایسا شخص جو رسوں اللہ ﷺ کی عزت پر ان کی بے حرمتی کرنے والے کو قتل کرے اور حکومت اسلام کی نہ ہو، اس شخص کو قتل کے عوض میں پھانسی دی جائے تو ایسے شخص کو شہید کہا جاسکتا ہے۔ یا نہیں اگر وہ شہید نہیں ہے تو وہ کس شہد و قتل میں ہے۔

المستفتی نمبر ۱۲۰ مولوی عزیز احمد صاحب (شہر راولپنڈی) ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۷۹) چونکہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں۔ اس لئے اگر غیر مسلم معافی، گئے تو اس کو معافی دے دینا جائز ہے۔ کسی مسلمان کو قتل کر دینے کا حق نہیں ہے۔ اگر کوئی محبت رسول میں سرشار اور ثمود ہو کر قتل کر دے تو وہ معذور قرار دیا جاسکتا ہے۔ در سب صورت میں اس کو شہید کہنا ہے جائز نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا آپ ﷺ کے مختار کل ہونے کا عقیدہ درست ہے؟

(سوال) بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۲۲ میں مولوی حکیم ابو العلا محمد امجد علی رضوی مدرس دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیری نے درج کیا ہے۔

(عقیدہ) حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں، تمام جہان حضور ﷺ کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں۔ جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کا محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ جو نہیں اپنا مالک نہ جانے صداقت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ ملکوت السموات والارض حضور ﷺ کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیاں دست اقدس میں دیدی گئیں رزق و خیر اور ہر قسم کی عطا کیں حضور ﷺ کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ﷺ کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لئے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔ مسلمانوں کو مسطور بالا تحریر پر عقیدہ رکھنا کیسا ہے۔ فقط

المستفتی نمبر ۱۲۳۰۔ شیخ عبد الرزاق ولد عبد، عزیز صاحب (دہلی) ۲۶ رجب ۱۳۵۵ھ

(جواب ۸۰) یہ عقیدہ سراسر قرآن وحدیث اور شریعت مقدسہ کی تعظیم کے خلاف ہے۔ اور ضدالت دگر اہی کی تعظیم ہے۔ حضور نور ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ (۱) سید امیر سلیمان خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے افضل اور اعلم ہیں۔ (۲) لیکن فرائض کو معاف کر دینا، حلال کو حرام کر دینا، حرام کو حلال کر دینا، جنت و دوزخ کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں ہونا، یہ کوئی بات قرآن و سنت سے ثابت نہیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

(۱) ما کان محمد اباحد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین. (الاحزاب : ۴۰) سبحان الذی اسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام. (بنی اسرائیل : ۱۰)

(۲) ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال : فصلت علی الانبیاء بست اعطیت حوامع الکلم، واحلت لی العائش، وجعت لی الارض مسجداً وطهوراً، وارسلت الی الخلق كافة، وحتم بی السیور. (مسند احمد ۲۰ / ۴۱۶ بیروت)

اناسید ولد آدم یوم القیامہ (شرح عقیدۃ الطحاوی ۱۰۶ المکتب الاسلامی)

(۳) یا ایہا النبی لم تحرم ما احل الله. (التحریم ۱)

اسیے کاغذ پر پیاؤں رکھنا جس پر قابل احترام لفظ لکھا ہو درست نہیں۔
(سوال) ایک مسلمان شخص نے جو توں کا کارخانہ کھولا ہوا ہے۔ اور پیر کا ناپ لینے کے واسطے، ایک کتاب بنا رکھی ہے۔ اس کتاب پر ناپ بٹھنے کے بعد پیر کے نشان کے اندر اس شخص کا نام جس کا ناپ لیگیا ہے تحریر کر لیا جاتا ہے، اکثر ناموں میں محمد اسحاق، محمد اقبال، محمد صدیق وغیرہ بھی ہوتے ہیں، چونکہ یہ سلسلہ ناپ لینے کا جاری ہے اس وجہ سے سابقہ ناپ کے بعد دوسرے ناپ کے لئے پیر اس نام پاک ﷺ لکھے ہوئے کاغذ پر رکھ جاتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ طریقہ مذکورہ بالا سے نام پاک ﷺ کی توبے ادنیٰ نہیں ہوتی، یا ہوتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۵۰ عمر ابی صاحب سوداگر بائچی اچھے جی دہلی ۲۱ رمضان ۱۳۵۵ھ م، ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۸۱) اگرچہ اس میں قصد ناپ لینے کا ہوتا ہے۔ مگر اس کاغذ پر پیاؤں رکھنے سے جس میں لفظ اللہ مثلاً عبد اللہ، امانت اللہ وغیرہ (اسماء ہیں) یا غلط محمد یا اور کوئی قبل احترام لفظ لکھا ہو، بے ادنیٰ کی صورت ضرور ہے۔ اس لئے اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ نام اور پتہ کار جسٹر غلط نہ ہو اور ناپ کی کتاب جدا ہو۔ برناب پر صرف دو نمبر ڈالا جائے جو نام کے رجسٹر پر اس قدموں کے نمبر ہو۔ اس میں پھر کوئی بے ادنیٰ یا بے ادنیٰ کا شبہ نہیں رہے گا۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

درود شریف میں ”کما صلیت علی ابراہیم“ کہہ کر دعائیں لکھنے کی وجہ :
(سوال) وہ کیا فضیلت ہے جس کے لئے ہم لوگ درود شریف میں رسول اللہ ﷺ کے لئے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام کی طرح برکت نازل فرمانے کے لئے دعا کرتے ہیں۔
المستفتی نمبر ۱۳۶۷ محمد احمد صاحب (دہلی) ۵ اذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۷ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۸۲) وہ خاص منصب نبوت کا ایک اعلیٰ کمں اور اس پر مرتب ہونے والے افضال الہیہ ہیں، جن کی تفصیل حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ضلیل تھے اور حضور ﷺ حبیب ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام الایمانیاء تھے اور حضور خاتم الانبیاء و المرسلین ہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ

کیا درود شریف میں ”کما صلیت علی ابراہیم“ کہنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حضور ﷺ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے؟
(سوال) ایک شخص کہتا ہے، درود شریف میں ”کما صلیت علی ابراہیم“ کہنے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیادہ فضیلت ثابت ہوئی، حالانکہ سب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی فضیلت زیادہ ہونی چاہئے، گویا قائل کا یہ مطلب ہے کہ رحمت سے مراد نبوت ہے کہ جس طرح سلسلہ نبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جاری رہا

ہے، اسی طرح ہمارے نبی کا سلسلہ نبوت جاری ہے یعنی کتنا ہے کہ اس سے ختم نبوت کا رد ہو رہا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۲۶۸ محمد احمد صاحب دہلی ۱۵ اذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۳) درود شریف میں صلوٰۃ و رحمت سے مراد حق تعالیٰ کے وہ احسانات اور مہربانیاں ہیں جو ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں، در آنحضرت ﷺ پر جو رحمتیں نازل ہوئیں وہ ابراہیم علیہ السلام پر نازل شدہ رحمتوں سے کم نہیں ہیں۔ مہر صیت سے یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کوئی زیادہ رحمتیں نازل ہوئی تھیں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی تو نے رحمتیں نازل فرمائی تھیں اور محمد ﷺ پر بھی نازل فرما۔ (۱) سلسلہ نبوت کا باقی رہنا اس لئے مراد نہیں کہ حضور ﷺ نے خود لا نبی بعدی انا خاتم النبیین (۲) فرما کر فیصلہ کر دیا کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ باقی نہیں رہا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

”کیا آپ ﷺ ہمارے ہر حال کو دیکھ رہے ہیں؟“

”ہم اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں“ کہنے والے کا حکم۔

نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہے کیونکہ شیطان ہر جگہ حاضر ناظر ہے کلمہ کفر ہے؟

(سوال ۱) ایک دو عظمیٰ صاحب و عظمیٰ میں فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہمارے حال کو دیکھ رہے ہیں کیا تم اندھے نبی کی امت ہو۔ ایسے اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں جو ہمارے حال کو نہیں دیکھتا۔

(۲) نبی کریم ﷺ ہر شے کو دیکھ رہے ہیں، حتیٰ کہ لوگوں کے زنا کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

(۳) مدعی کہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ مخاطب کہتا ہے کس دلیل سے، مدعی کہتا ہے کہ

کیا شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یا نہ۔ کیا کلمات مذکورہ سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی توہین ہے اگر ہے تو قائل کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۲ مولانا محمد عبدالحق صاحب صدر مدرس

شہر ملتان مدرسہ (نعمانیہ) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ م ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۸۴) اس شخص کا یہ مقولہ ”کہ نبی کریم ﷺ ہمارے حال کو دیکھ رہے ہیں ورنہ ہم ایسے اندھے نبی سے

خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو ہمارے حال کو نہیں دیکھتا۔ کیا تم اندھے نبی کی امت ہو۔“ انتہی کلامہ مصمونہ۔

شریعت اور حقیقت کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ امت کے حالات دیکھ نہ رہے ہوں تو

معاذ اللہ وہ اندھے ہیں۔ ورنہ قائل ایسے نبی سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔ اور شریعت کے دلائل قاطعہ اس پر قائم ہیں کہ

آنحضرت ﷺ امت کے حالات نہیں دیکھ رہے ہیں کہ یہ تو صرف خدا کی صفت ہے (۳) تو حضور ﷺ کے نبی

ہونے کی اصلی حالت یہی ہے اور اس میں قائل حضور ﷺ کو معاذ اللہ اندھا اور مستعاذ منہ قرار دیتا ہے اور یہ

۱۔ التشہ فی اصل الصلوٰۃ لا فی القدر وفائدة التشبیہ تاکید الطلب ای کما صلیت علی ابراہیم فصل علی محمد الذی

هو الفصل منه (الثانیہ ۱/ ۵۴ سعید)

۲۔ ترمذی ۲۰ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

۳۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الا اللہ (الممل : ۶۵)

قول اور عقیدہ حضور ﷺ کی توہین اور تکذیب کو مستلزم ہے۔ (۱) اور یہ جملہ کہ زنا کو بھی دیکھ رہے ہیں، بے شبہ توہین ہے۔

یہ کہنہ کہ شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جماعت ہے۔ شیطان یعنی ابلیس نہ ہر جگہ (ایک آن میں) حاضر ہوتا ہے نہ ناظر۔ پس اس قائل پر توبہ اور تجدید نکاح کرنی لازم ہے۔ (۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ،

آنحضرت ﷺ کے متعلق عالم الغیب اور حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ

رکھنا قرآن و حدیث اور تمام امت کے اجتماعی عقیدے کے خلاف ہے۔

(السوال) زید کہتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ عالم الغیب ہیں۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ جو شخص حضور ﷺ کو عام لغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر نہ سمجھے وہ شخص کافر ہے، خارج از اسلام ہے، ان سے اسلام علیکم درست نہیں، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، حتیٰ کہ ان سے بالکل قطع تعلق کر لیا جائے۔ زید کا یہ عقیدہ از روئے قرآن و حدیث درست ہے یا کہ نہیں، نیز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلہ میں کیا عقیدہ ہے؟
المستفتی عبدالرحمن۔ نصیر آبادی۔

(جواب ۸۵) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہ بلکہ جمیع امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجماعی اور متفق علیہ عقیدہ ہے کہ علم غیب حق تعالیٰ جل شانہ کی مخصوص صفت ہے اور قرآن پاک کی آیات صریح طور پر ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی عالم الغیب نہیں (۳)، آنحضرت ﷺ کا علم خدا کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہت سی غیب کی باتوں کو بھی حضور ﷺ کو بتلادیا تھا، مگر اس کے باوجود حضور ﷺ عالم لغیب نہیں تھے۔ (۴) پس زید کا یہ عقیدہ قرآن پاک اور حدیث شریف و تمام امت کے جماعی عقیدے کے خلاف ہے۔
محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

(۱) کیا حدیث قرآن کی طرح ہے؟

(۲) کیا حضور ﷺ کا ہر فعل مذہب ہے؟

(۳) مذہب بنانا کس کا حق ہے؟

(السوال) (۱) حدیث مثل قرآن ہے یا نہیں؟

(۲) پیغمبر ﷺ کا فعل مذہب ہے یا نہیں؟

(۳) مذہب قائم کرنا زروئے تعلیم پیغمبر کا حق یا کسی دوسرے کا؟

المستفتی نمبر ۱۸۲ محمد میں صاحب حویلی اعظم خاں دہلی۔ ۲۴ رجب ۱۳۵۵ م ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

۱. ویکٹر اوعیب نیاسنی، (البحر الرائق، ۵، ۱۳۰، بیروت)

۲. ما یكون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح، وما فیہ خلاف یومر بالا ستغفار والتوبة وتحلیلہ النکاح (الثامیہ ۳۰، ۲۳۰ سعید)

(۳) لا اله الا هو عالم الغیب و لشہدہ هو الرحمن الرحیم (الحشر ۲۲)

(۴) حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ سے فرمایا "قم یا حذیفہ فانا ببحر القوم" (مسلم ۲، ۱۰۷۰ قدیمی)

(جواب ۸۶) (۱) آنحضرت ﷺ کے اقوال متفقہ دین ان لوگوں کے لئے جو خود حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یہ جن کو تواتر سے پہنچیں قرآنی احکام کے موافق واجب التعمیل ہیں، لیکن جو احادیث کہ نقل غیر متواتر سے منقول ہو کر آئیں ان کا درجہ یہ کہ طریق نقل کے اذون ہونے کے آیات قرآنی سے کم ہے تاہم احادیث صحیحہ ثابتہ پر عمل لازم ہے۔ (۱)

(۲) حضور ﷺ کے افعال دینیہ مذہب ہیں۔ جنی اعمال دینیہ واجب الاتباع ہیں کسی فعل کے متعلق تخصیص کی دلیل قائم ہو تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھا جائے گا۔ (۲)

(۳) مذہب قائم کرنا یعنی تشریح کہ یہ اللہ تعالیٰ کا صالہ اور پیغمبر کا رسالہ حق ہے اور کسی کو تشریح کا حق نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و افعال و اجتہادات مجتہدین کے قیاسات و استنباطات کتب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی مستند ہوتے ہیں۔ (۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

”حضور ﷺ کی روح مبارک ہر جگہ حاضر ناظر ہے“ کا عقیدہ
اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے :

(سوال) ایک فقہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روح پاک ہر جگہ کائنات میں تشریف فرما ہے آیا یہ عقیدہ درست ہے، اگر درست نہیں ہے تو اس طور کا عقیدہ رکھنے والا اہلسنت و جماعت میں گنا جائے گا کہ نہیں، اس عقیدے میں شرک کا گناہ لازم آتا ہے کہ نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۲۸ منشی آرام خانپور (ضلع بہرائچ) ۲۴ رجب ۱۳۵۵ھ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۸۷) یہ عقیدہ اسلامی تعلیم اور شرعی اصول کے خلاف ہے، اس عقیدے کا معتقد خطنی و رگنہ گار ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

کرشن جی کو نبی اور گتیانامی کتاب کو آسمانی کتاب کہنا غلط ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں چند آدمی نئی روشنی اور انگریزی تہذیب کے کہتے ہیں کہ ہندو کے اوتار کرشن کی تعجب ہے کہ نبی ہو اور اس کی تصنیف کردہ کتاب پگیتا منزل من اللہ ہے اور استشہاد کہتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ کے مضمون (میں کسی کو بھی عذاب نہیں بھیجا جب تک کہ ان پر کسی نبی کو مبعوث کر کے حجت قائم نہ کر دوں) سو بگاہ و ر ہندوستان میں کوئی نبی تو آیا نہیں تو یقین ہے کہ کرشن ہی نبی تھا، نیز کہتے ہیں کہ ”اسود الہد نبی“

۱۔ کالتواتر کفیل القرآن الہ یوحی علم الیقین بالعیان علما ضرورتاً، اویکون اتصالہ شہۃ کالمشہور
انہ یوجب علم طمأنینۃ، اویکون اتصالہ شہۃ صورۃ و دعا کخبر الواحد و انہ یوجب العمل دون علم الیقین
بالکتاب (نور الانوار ۱۷۶-۱۷۷ ص ۱۷۷)

۲۔ واجماع الصحابة علی اناسی بہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اقوالہ و افعالہ . ما لم یقم دلیل علی احتصاصہ بہ (مرقاۃ
شرح مشکوٰۃ
۱۰، ۲۲۰ مکتبہ المدنیہ)

۳۔ یا ایہا الدین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم (النساء ۵۹)
۴۔ ولو تروج بشہادہ اللہ ورسولہ لا یعتقد، ویکفر لا اعتقادہ . ان السی یرفع العلم الغیب . (اعراض الرافی ۳/ ۹۳ بیروت)

یک حدیث ہے اس کے مصدق وہی کرشن کو بتاتے ہیں۔ جناب عالی جو ب میں ان ادلہ کو رد فرماتیں۔

المسبختی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول الرحمن (سب) ۱۰ رمضان ۱۴۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۵ء۔

(جواب: ۸۸) یہ کہنا کہ کرشن جی نبی تھے، بے دلیل اور بے ثبوت بات ہے، قرآن مجید کی جن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قریہ میں اور ہر قوم میں کوئی نبی یا نذیر آیا ہے (وہ اس کو مستلزم نہیں کہ کرشن جی کو نبی کہہ دیا جائے اور گر کرشن جی کی سیرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت سے ملتی جلتی ہو اور ان کی تعلیم سہانی تعلیم کے خلاف نہ ہو تو یہ کہنا جائز ہو گا کہ ان کے نبی ہونے کا امکان ہے، لیکن یہ کہنا کہ وہ یقیناً نبی تھے۔ بغیر ثبوت کے قابل قبول نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

(۱) حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور کا جزیا ٹکڑا نہیں۔

(۲) جو لوگ حضور ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر مانتے ہیں اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔

(سوال) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ نبی ﷺ خدا کے نور میں سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے اپنے نور سے جدا کر کے دنیا میں بھیجا اور زندہ ہیں، ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا کیسا ہے۔

ہمارے شہر کے تمام احناف رحمۃ اللہ علیہم کا یہی عقیدہ ہے جو آئمہ مساجد ہیں قرآن و حدیث سے بالکل ناواقف ہیں بدھ قرآن صحیح نہیں پڑھ سکتے اور جو یہاں کے برائے نام چند اہل حدیث ہیں وہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ اگر آئمہ مساجد میں سے کسی امام کو قرآن کی تعلیم سے متنبہ کیا جائے تو آگے سے دست و گریبان ہوتے ہیں اور قرآن کی آیات کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ سر بازار کہتے ہیں کہ ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ آپ ہمیں ہزار حدیثیں اور آیتیں پڑھ کر سنائیں، ہم اپنے عقیدہ سے باز نہیں آئیں گے، ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور یہ عقیدہ واسے آدمی کس درجہ کے گنہگار ہیں۔ اگر ان کا اسی پر خاتمہ ہو جائے تو وہ کس جماعت میں شمار ہوں گے۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۲۔ حفظہ عبد الرب صاحب لاہور، ۲ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۳ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۸۹) آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ حضور ﷺ کا نور بھی خدا تعالیٰ کا سپید کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے نور کا جزویا کثرا نہیں ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق میں جزئیت کا علاقہ ہو۔ (۲) اور جو لوگ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر، حاضر جانتے ہیں وہ اسامی تعظیم سے ناواقف ہیں، ان کو کتاب اللہ اور احادیث سے صحیح عقیدہ کی تعظیم دینا چاہیے۔ تاکہ وہ اس غلط عقیدہ سے توبہ کریں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱. ولکل قوم هاد. (الرعد ۷۰) وان من امة الا حلالها نذیر (فاطر ۲۴)

۳۔ عن ابن عباس ان محمد ائمه ورسوله (مسلم ۱ ۳۲ قدیمی)

هو الله تعالى ولا متعص ولا متحرء ای دی اعدص و اجراء (شرح العقائد ۱۹۸ هجری - یحییٰ سعید)

۳۔ و ما کنت لہم اذیتھم و ما کنت یا محمد اعد قوم مریم و اذیتھم (عصیر الطبری ۳۸۵ اسیر و سنابل)

(۱) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بے کار ثلث کیا ہے، کے قائل کا حکم کیا ہے؟

(۲) ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے کہنا۔

(۳) رسول خدا ﷺ نبی مختار تھے۔

(۴) خدا چاہے تو ”جھوٹ بول سکتا ہے مگر یوں نہیں“ کہنے والے کا حکم۔

(۵) کیا آپ ﷺ قبر اطھر میں زندہ ہے؟

(سوال) (۱) زید کہتا ہے، میرا دعویٰ ہے کہ قرآن کے اندر کئی جگہ سے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ رسول اللہ

ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے کار ثابت کر دیا ہے۔ کیا یہ کہنے پر زید مسلمان ہی رہتا ہے شریعت کا اس کے بارہ میں

کیا حکم ہے؟

(۲) ایک عالم صاحب نے وعظ میں خدا کے رسول کی تعریف فرمائی اور احکام پر روشنی ڈالتے ہوئے

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں اکثر لوگ بے ادب ہیں، لیکن ہم جس کا کھائیں گے اس کا گائیں گے۔ شرع

شریف کا ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) رسول خدا ﷺ نبی مختار تھے یا نہیں؟

(۴) زید کہتا ہے، خدا اگر چاہے تو جھوٹ بول سکتا ہے۔ اگرچہ وہ یوں نہیں۔

(۵) رسول اللہ ﷺ حیات ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۸۳۸۸ جی۔ ٹی۔ جی۔ مرزا سلطان بیگ ۶ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۴ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۹۰) (۱) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو رسوں، نبی، شاہد، بشیر، نذیر، داعی الی اللہ،

نور، سراج، منیر، رؤف، رحیم، ہادی اور بہت سے اعقاب جلیلہ اور اوصاف فاخرہ کے ساتھ ملقب فرمایا ہے اور

ظاہر ہے کہ حضور انور روادحنا فدائے اللہ نے حق نبوت و رسالت ادا فرمایا اور ب حسن وجوہ، فرمایا۔ تمام دنیا کو ایمان و

توحید کی دعوت دی احاعت گزاروں کو رضائے الہی کی بشارت اور نافرمانوں کو اندر و وعید عذاب پہنچائی۔ دنیا کو نور

اسلام سے منور فرمادیا۔ غرض کہ یک ہادی و رہبر کے فرائض اس درجہ عیا پر ادا کئے کہ کوئی دوسرا حضور کا ثیل

نہ پیدا ہوا نہ ہوگا، پس زید کے اس قول کا کہ قرآن پاک میں حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے کار ثابت کیا ہے کیا

مطلب ہے۔؟ اگر حضور ﷺ کے ان اوصاف و کمالات اور تبلیغی کارناموں کا انکار مقصود ہے تو یہ صریح کفر ہے

کہ اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ (۱) مزید یہ کہ یہ جملہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین

کو بھی مستلزم ہے اور یہ بھی موجب کفر ہے و زید کا کچھ مطلب اور ہے تو اسے ظاہر کرے۔ (۲)

(۲) واعظ صاحب کے اس فقرہ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

(۳) مختار کے معنی پسندیدہ، چنا ہوا۔ اس معنی سے حضور ﷺ کو بھی مختار کہنا صحیح ہے اور اگر مختار کے

معنی لئے جائیں ”بااختیار“ یعنی کہ پیدا کرنے، موت دینے، اولاد عطا کرنے، مصیبت مانے یا دفع کرنے کے

اختیارات رکھتے تھے تو اس معنی سے حضور ﷺ کو مقدر کہنا صحیح نہیں۔ (۱)

(۴) اس مسئلہ کی یہ تعبیر نہایت موحش ہے۔ اصل اختلاف فی مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین و کفار کو جنت میں داخل کرنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں۔ ایک جماعت محققین کا یہ قول ہے کہ داخل کر تو سکتا ہے، قدرت ہے، مگر کرے گا نہیں۔ پس یہ حقیقت ہے، دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ داخل کرنے کی قدرت ہی نہیں۔ (۲)

(۵) جہاں ہر امت محمدیہ کا یہ قول ہے کہ "حضرت ﷺ قبر صہر میں حیات مخصوص کے ساتھ حیات ہیں۔ باقی یہ بات کہ اس حیات کی حقیقت کیا ہے، یہ حضرت حق کو ہی معلوم ہے وہ حیات حضور انور پر میت کے اطلاق کے معنی نہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں حضور ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا اے میت و انہم میتوں (۴) و درود سر کی جگہ فرمایا اے اہل مات و قتل (۵) اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد جمع ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا اس کاں مسکم بعد محمد اے اہل محمد اقدمات (۶) محمد کفایت اللہ کاں اللہ۔

آپ ﷺ کو باعتبار حقیقت انسان اور بشر سمجھنا اور باعتبار صفات نور سمجھنا صحیح ہے۔ (سوال) ایک شخص سید مرعشین علیہ السلام ہے، امتی ہے، مہذب ہے۔ ان کی محبت و اتباع کا دم بھرتا ہے ان کو نور ان آیات و حدیث سے قد جاءکم من عند ربکم من نور و کتاب مبین اور داعیا الی اللہ نادئہ و سرا حامیر، اور یریدون لیطعنوا نور للہ نافواہم واللہ متہم سورہ ولو کرہ الکافرون اور اول ما خلق اللہ نوری اما من نور اللہ و کل حلائق من نوری سمجھتا ہے اور رسول کی تعریف علم عقائد میں بایں الفاظ جو لکھی ہے۔ ہوا انسان بعنہ للہ تعالیٰ الی الحلق لتسلع الا حکام مع شریعة حدیدۃ اس کی رو سے نور حق الانسان علیہ السلام و علم الانسان مالہ بعنہ اور اوحی الی عبدہ ما اوحی او قل اما ان بشر مثلکم کی رو سے، ان کو شر، عبد و انسان بھی جانتا ہے۔ مگر سب مخلوقات و نبویہ و خروبیہ سے ان کو یتا و سب بہت ہی جانتا ہے اور آپ کی عدم مثلیت یا ساء الی لستن کا حدیث من الساء اور منلی یطعمنی ربی و یسقنی و لست کہیں تکم و خاتم النبیین وغیرہ سے ثابت کرتا ہے۔ و قل اما ان بشر مثلکم میں حضرت بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث موقوف بھی پیش کرتا ہے۔ قال اس عباس

۱ قل لا ینسئ صرا لا نعا (یوس ۴۹)

۲ واللہ تعالیٰ لا یعزب بشرک نہ جماع المسلمین لکھم احتلفوا فی نہ ہل محور عقلا ام لا مذهب بعضہم و ہم لا شاعرہ الی نہ محور عقلا شرح العقائد ۱۸۷ (سج ایم سعد)

۳ و بحر یوس و تصدیق باللہ علیہ وسلم حی برق فی قبرہ و ان حسدہ الشریف لا تا کله الارض و لا جماع علی ہد (القول البدیع ۱۲۵) مجہول کی تفسیر ۱۶۹ (مکتبہ صدیقیہ)

۴ نور ۳۰

۵ ال عمران ۱۴۴

۶ بحاری شریف ۲ ۶۵۰ قدیمی کتب خانہ

علم الله تعالى رسوله صلى الله عليه واله وسلم التواضع لئلا يزهي على خلقه فامرہ ان يقرء فيقول انا ادمي مثلکم الا اسی خصصت بالوحی اکرمنی الله به وهو قوله یوحی الی اور انما کو کلمہ مصر ہی سمجھتا ہے اور پھر بھی آپ کو بے مثل فی الخلق سمجھتا ہے درکتا ہے کہ آیت مذکورہ کا معنی یہ بھی بدل کر مذکورہ ہو سکتا ہے، تحقیق میں تمہاری طرح کا بشر نہیں ہوں اور ہاں نہیں ہوں تمہارے جیسا بشر یعنی نفی بشریت کی نہیں کرتا، نفی مثبتیت کرتا ہے اور کتا ہے انما مرکب ہے ان حرف متبہ بفعل سے حرف ایجاب سے اور کافہ نافیہ ہے۔ نحو میر میں ہے۔ حروف ایجاب شش است۔ نعم۔ اجل۔ ای۔ حیر۔ ان۔ اور معنی میں ہے ورعم جماعۃ من الاصولین والسیانین ان ما الکافۃ عن ان نافیہ اور ما کو مشترک قرار دیتا ہے کیونکہ ن کا معنی تحقیق در نعم کا آیا ہے اور مانافیہ مصدر یہ اور موصوہ وغیرہ آتا ہے کیا وہ کافر ہے یا مومن ہے؟ اور جو سوس معنی کی بنا پر کافر کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۸ چودھری شہ دین صاحب (سیالکوٹ) ۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء (جواب ۹۱) اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا غلام اور امتی اور فرمانبردار سمجھنا، حضور ﷺ سے محبت رکھنا، حضور ﷺ کا ادب اور احترام اور توقیر و تعظیم دائرہ شریعت کے اندر رہ کر بجالانا اور سنن نبویہ کی متابعت کرنا ایمان و صابح کی عبادت ہیں (۱) حضور ﷺ کو باعتبار حقیقت نسان اور بشر سمجھنا اور باعتبار صفات نور کہن صحیح ہے۔ انا من نور اللہ و الخلائق من نوری کے معنی یہ ہیں انا مسور من نور اللہ و الخلق من نور من نوری۔ (۲) یعنی میں نے روحانیت و کمال انسانیت کا نور برہ راست حق تعالیٰ سے (بذریعہ وحی و فیض ربانی) حاصل کیا و تمام مخلوق نے علم و ہدایت اور تزکیہ نفس کا نور مجھ سے حاصل کیا اور اول ما خلق اللہ نوری سے جس حضور انور ﷺ کے نور کی اولیت ظاہر ہوتی ہے وہاں یہ بھی تصریحاً ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا نور مخلوق ہے اور حضور ﷺ کا نور ذات خداوندی سے جدا ہے اس کا جزو نہیں ہے کیونکہ نہ ذات خداوندی اجزاء میں تقسیم ہو سکتی ہے نہ اس کا کوئی جزو مخلوق ہو سکتا ہے۔ (۲) حضور ﷺ کو صفات کے لحاظ سے بے مثل کہن بھی صحیح ہے کیونکہ تقرباً معراج اور خاتم الانبیاء و المرسلین ہونے میں اور بہت سی صفات میں آپ ﷺ کا کوئی شیل اور نظیر نہیں ہے مگر نسبتاً (۱) انا بشر مثلکم کے یہ معنی بیان کرنا کہ (تحقیق میں تمہاری طرح کا بشر نہیں ہوں) یا (ہاں نہیں ہوں میں تمہارے جیسا بشر) صحیح نہیں۔ یہ معنی اس پر مبنی ہیں کہ انما میں کلمہ ما کے معنی نفی کے کئے جائیں حالانکہ یہ صحیح نہیں انما کو متضمن معنی ما والا قرار دیا گیا ہے یعنی نفی اس میں باقی نہیں ٹوٹ چکی ہے اور اگر ماکلمہ نفی قرار دیا جائے تو خبر سے پسے مقدر ماننا پڑے گا اور معنی یوں کرنے ہوں گے انا بشر مثلکم یعنی میں میں مگر بشر مثل تمہارے۔ یعنی حقیقت بشریت میں میں بھی تم جیسے ہوں کہ انسان ہوں، ہاں باپ سے پیدا ہو ہوں، کھانا

۱۔ ذیل دوالبون المصری من علامۃ حب اللہ تعالیٰ مناعۃ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی احلاقہ و افعالہ وامرہ و سبہ (۲) (مجموع ۹۰ طبع دار الفکر)

۲۔ کتاب الدعاء للعجلونی (۱/ ۲۶۵ در حیات اثرات احمری)

۳۔ بعض ولا مشجر، ای دی اعاص ولا مترکب مینا لما فی ذلك من الاحتیاج المافی للوحوب (ترجمہ اعتماد ۹۸ ازہدائیم سعید)

۴۔ الذکھف ۱۰

ہوں، پیتا ہوں، سوتا ہوں، جاگتا ہوں، چلتا ہوں، پھرتا ہوں، بھوں اور ذہول سے سہرا نہیں ہوں، (۱) ہمارا بہت سےوصاف میں لست کا حد کم اور ایکم مثلی فرمانا بھی صحیح اور درست ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا مخالفین کو جواب اسی طرح نقل فرمایا گیا ہے۔ ان نحن الا بشر مثلکم یعنی ہم مگر بشر مثل تمہارے۔ خود سائل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جو قول نقل کیا ہے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی انما انا بشر مثلکم کا مطلب یہ بتایا ہے انا آدمی مثلکم۔ (۲) یعنی انہوں نے بھی کونافیہ قرار نہیں دیا۔ انما انا بشر مثلکم جملہ مثبتہ ہے منفیہ نہیں، اس میں خبر یعنی بشر کا مبتدأ، یعنی انا کے لئے اثبات مقصود ہے نفی مقصود نہیں ہے۔ پس شخص مذکور کا یہ کہنا کہ مانافیہ ہے اور یہ معنی کرنا کہ میں نہیں بشر تمہارے جیسے، صحیح نہیں۔ قرآن مجید میں کلمہ انما بہت سے مقامات میں آیا ہے جیسے انما اللہ واحد (۳) اگر اس میں مانافیہ قرار دیا جائے۔ اور جیسے انما اناسر مثلکم (۴) کے معنی شخص مذکور نے کئے ہیں اسی طرز پر اس آیت کے معنی کئے جائیں تو یہ معنی ہوں گے کہ میں اللہ ایک معبود، اور ظاہر ہے کہ یہ معنی فاسد اور غایا اور خلاف شریعت ہیں اور دوسرے انما المسترکون نحس (۵) کے معنی ہوں گے بے شک میں مشرک نحس۔ انما حرم علیکم المیسرۃ کے معنی ہوں گے۔ بے شک میں حرام کیا تم پر میسرۃ کو اور یہ سب معنی غلط ہیں۔

جب کہ انما و متضمن معنی ما والا کہہ جائے تو انما انا بشر مثلکم میں ما کونافیہ قرار دے کر بسر پر الا مقدرہ بنا پڑے گا۔ اس کے سوا کوئی صورت نہیں۔ اگر مثلکم کو طرف نفی راجع کر کے مثلیت کو نفی مراد لی جائے تو الا کی تقدیر کہاں گئی اور نفی کہاں ٹوٹی لہذا آیت کا درست اور سخت کے موافق معنی یہی ہیں کہ میں تم جیسا انسان ہی ہوں، جن پر فرشتہ یا اور کسی حقیقت کا فرد نہیں ہوں ہاں مجھے حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وحی نبوت و رسالت کے ساتھ نوازا اور ختم نبوت اور دیگر فضائل کے ساتھ امتیاز بخشا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا آپ ﷺ معراج میں جو توں سمیت عرش پر گئے؟
شب معراج میں اللہ تعالیٰ کا بغیر حجاب کے کلام فرمانا صراحتہ ثابت نہیں ہے۔
(السوال) ایک شخص کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ جب شب معراج میں اللہ پاک سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ پہنچے تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے میرے حبیب جو توں سمیت آئیے تاکہ میرا عرش مزین ہو جائے، چنانچہ آپ مع جو توں کے عرش پر گئے اور یہ بھی کہتا ہے کہ آپ ﷺ اور اللہ پاک کے مابین

۱۔ قال انما انا بشر مثلکم اذکر کما تذکرون و انسی کما تنسون (مسلم ۱/۲۱۳ قدیمی)

۲۔ محاری شریف ۱/۲۶۳ قدیمی کتب خانہ

۳۔ ابراہیم ۱۱

۴۔ انباء ۱۷

۵۔ لئوہ ۲۸

۶۔ الفرد ۳-۱

یہ ثابت نہیں کہ حضور ﷺ کے تمام اجداد کرم مسلمان تھے، ان میں کوئی مشرک نہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا مشرک ہونا تو یقینی ہے۔ پس یہ قاعدہ نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام کے جد میں مشرک نہیں ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

یہ عقیدہ غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔

(سوال) جس طرح اللہ پاک ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اسی طرح حضور بھی ہر جگہ موجود ہیں، شیطان ہر وقت ہر جگہ موجود۔ ملک، موت ہر جگہ موجود۔ نوٹ پاک، ولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی شے ہم سے پوشیدہ نہیں، پھر حضور ﷺ تو ان سے ہزاروں لاکھوں درجہ ارفع و اعلیٰ ہیں، ہر وقت ہر ساعت چودہ طبق میں ہر آن موجود ہیں، کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ المستفتی نمبر ۵۷۶۷۷ پیرزادہ عبدالرحیم ولی محمد صاحب، رواتر ۱۲ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ ۸ جولائی ۱۹۹۸ء۔

(جواب ۹۴) یہ عقیدہ غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ حق تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں (۱) اور یہ خیال بھی باطل ہے کہ شیطان (یعنی بلیس) ہر جگہ موجود ہے یا ملک، موت ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔ شیاطین بہت سے ہیں (۲) اور ملک الموت کے ماتحت بھی بے شمار فرشتے کام کر رہے ہیں۔ شیاطین کے کام کو لوگ بلیس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں یا فرشتوں کے عمل کو خود عزرائیل کا عمل سمجھ لیتے ہیں اور اس غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ایک وقت میں ہزاروں مرنے والوں، روالح کو تنہا عزرائیل علیہ السلام نے قبض کیا۔ (۳) آنحضرت ﷺ نے خود ایک لڑکی کو جس نے یہ مصرعہ پڑھا تھا عوفیا نبی يعلم مافی عد یعنی ہمارے اندر ایک نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔ اس سے منع فرمایا اور روک دیا تھا۔ (۴) ہر جگہ (علم و قدرت کے اند سے) موجود ہونا اور ہر بات کو بغیر غیر کی مدد کے جانا خاص اللہ تعالیٰ کی عفت۔ نوٹ پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ جو سوال میں نقل کیا ہے بسند صحیح ثابت نہیں۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

حضور ﷺ کو خدا کا چہرہ اسی کہنا کیسا ہے؟

(سوال) زید نے ترجمہ کا۔ مپاک کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ بلاغ حکم خداوندی میں مثل چیز اسی حکومت کے ہیں۔ جس طرح اس کو حکومت کی طرف سے بلاغ حکم کا ارشاد ہوتا ہے اسی طرح (نحوۃ اللہ) حضور ﷺ اپنے خدا کے حکم کے چہرہ اسی ہیں۔

۱۔ وما كنت لديهم اذ يحضرون آل عمران ۴۴

۲۔ عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابليس يضع عرشه على المار ثم يعث سرايا بصوت الناس (مسلم ۳۷۶۲)

۳۔ والمراد من الملائكة ملئ الموت و اعوانه . ولا عوان هم المراد لول لا حراح الروح (روح المعاني ۵، ۲۵ مدادیہ)

۴۔ بحاری شریف ۷۳/۲ ۷۳/۲ تہذیب کتب خانہ
۵۔ لا اله الا هو عالم الغیب والشہادہ (المشر ۲۲)

(الف) کیا ایسی مثالیں شرعاً اوہد درست ہیں؟

(ب) غلط چیز اسی میں توہین یا تحقیر شان نبوی ﷺ عیاں ہے یا نہیں؟

(ج) اگر غلط چیز اسی فی المعنی تو بیسی غلط ہے تو زید کو کس طرح تائب ہونا چاہئے؟

(د) ایسے عقیدہ والا قابل امت و فتویٰ ہے؟

(ه) ایسا فتیج غلط استعمال کرنے والے کے حق میں شرع مقدس کیا حکم دیتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۹۸ غلام حسن صاحب۔ ۸ محرم ۱۳۶۱ھ ۲۶ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب) (از مولوی سید گل حسن صاحب)۔ چونکہ زید نے آنحضرت ﷺ کو ابداع حکم خداوندی میں (مطابق تحریر سواں) مثل چیز اسی کے بتلایا ہے، نہ شان نبوی ﷺ کو مثل شان چیز اسی کے، ہذا اس مشر سے کوئی قباحیت یا ہانت سرور دواعلم ﷺ کی عیاں نہیں ہوتی اور نہ مثال سے زید نے سرکار مدینہ ماوا و بلحاء غریباں محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی عزت و حرمت میں (خود باند) کوئی کی یا تحقیر شان کی ہے، اس لئے زید مستحق امت شرعاً نہیں ہو سکتا۔

(الف) جس مثال سے ہانت عیاں نہ ہوتی ہو۔ ایسی مثال شرعاً درست ہے اور ادب بھی شرع اسلام میں داخل ہے۔ شرع اسلام دب کا سبق دینے والی ہے، جتنا دب بغیر کسی تکلف کے شرع اسلام میں پیدا جاتا ہے، اس سے زیادہ ادب کسی مذہب میں نہیں پیدا جاتا، عوام کے نزدیک جو ادب و تہذیب ہے وہ شرع اسلام کے خد ف ہے۔

(ب) کلمہ چیز اسی ابداع حکم خداوندی کا (موجب تحریر سوال) کوئی توہین یا تحقیر شان نبوی ﷺ نہیں کرتا۔ چیز سی کا غلط از روئے غت کوئی فتیج لفظ نہیں۔ باقی رہا عرف عام، تو عرف عام میں چیز اسی بمنزلہ قصد کے ہوتا ہے، جو ہر وقت اپنے افسر کے قریب ہی رہتا ہے ورجو حکم سے ملتا ہے فوراً پہنچ دیتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ قرب خداوندی میں رہنے والے ہیں ورجو حکم آپ ﷺ کو بارگاہ ایزدی سے ارشاد ہوتا ہے وہ لفظ بلفظ بدا کی پیشی کے (ملع ما انزل الہک)۔ اپنی امت کو پہنچانے والے ہیں۔ دوسری معنی عرف عام میں چیز اسی کا ہے۔

(ج) لفظ چیز سی فی المعنی تو بیسی لفظ نہیں (ملاحظہ ہو غیاث اللمغت فارسی) جب تو بیسی لفظ نہیں تو پھر تائب ہونا کیسے؟

(د) چونکہ زید کا عقیدہ ابداع حکم خداوندی میں (مطابق تحریر سواں) کوئی تحقیر شان نہیں کرتا اس لئے وہ قابل مامت و فتویٰ ہے۔

(ه) یہ غلط از روئے لغت کوئی فتیج لفظ نہیں، اس لئے اس کے استعمال کرنے والے کے حق میں شرع مطہرہ کوئی حکم نہیں دیتی۔ نیز یہ مثال تو ایسی مثال نہیں جس سے ہانت یا حقارت عیاں ہوتی ہو، اس سے زیادہ تو شیخ سعدی صلیہ رحمۃ نے مشر دی ہے کہ رسول خدا ﷺ پشتیان ہیں تو عرف عام میں پشتیان روڈ کو کہتے ہیں، تو کیا آنحضرت ﷺ خود باند من ذلک روڈ بن گئے، نہیں ہرگز نہیں، سی طرح چیز اسی کی مثال کو سمجھیں۔

واللہ اعلم بالصواب دعاء گو سید گل حسن عفی عنہ۔

(جواب ۹۵) بے شک اس میں کوئی توہین اور بے ادبی نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے لئے تو ہر نماز میں ہر

مسلم یہ قرار کرتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور سون ہیں۔ ہندو کا خنہ اگر تو بین نہیں تو چڑاچی جس کا مفہوم پیغم پہنچانے والا قاصد ہے کیسے تو بین کا لفظ ہو سکتا ہے۔ (محمد کفایت اللہ کا لفظ)

کیا ہندوؤں کے تمام پیشوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث تھے؟

(السوال) چہ می فرمانید حضور پر نور دریں مسند کہ تمام اوتاران ہر آنکہ در ہندوستان آمدند ہندوؤں و ہندوئیں ہمہ اوتاران از جانب خداے عزوجل بود یا خود نمائی کردہ بودند؟ حضور مفصل تحریر کنند۔

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں حضور پر نور اس مسئلے میں کہ ہندوؤں کے تمام اوتار جو ہندوستان میں آئے، کیا یہ سب خداے عزوجل کی طرف سے مبعوث تھے یا خود نمائی کرتے تھے؟ آپ مفصل تحریر کریں۔

المسنفتی نمبر ۲۷۰۳ سید خورشید حسن صاحب (کاکتہ) ۲۹ محرم ۱۳۶۱ھ ۱۶ فروری ۱۹۴۲ء

(جواب ۹۶) اوتاران در شیان کہ در ہندوستان آمدند حارت ایشان با سائید معتبرہ میان را از سیدہ و حالاتے کہ در کتب ہنود یافتہ می شود قابل اعتماد نیست، ازیں جست امکان است کہ در ایشان شخصے صحیح العقیدہ و صحیح الاعمال ہم باشد و از جانب حق تعالیٰ مبعوث ہم باشد زیر کہ قول باری تعالیٰ و لکل قوم ہاد (۲) مقتضی اس امر است کہ در ہندوستان ہم از جست حق ہادی در ہنما آمدہ باشد لیکن ما شخصے معین را ازیں اوتاران نبی و مرسل و مبعوث ندانیم و نہ گوئیم و اعتقاد نہ کنیم تا وقتیکہ نبوت او ثابت نہ شود و حالات او نوعیت تعظیم و بہ اکل بقیلیہ بہ ثبوت نہ رسد۔

پس کہنے کہ سری کرشن رنجی می دانند خاطی هستند چہ بر نبوت سری کرشن دلیلیہ در ادہ شریعہ موجود نیست و پنچنیل حال دیگر پیشوایان و اوتاران ہنود ہست (۳)۔

(ترجمہ) جو اوتار در رشتی ہندوستان میں آئے ان کے حالات معتبر ذرائع سے ہم تک نہیں پہنچے ہیں۔ اور جو حالات کہ ہندوؤں کی کتابوں میں ملتے ہیں قابل اعتماد نہیں ہیں اور اس صورت میں اس امر کا امکان ہے کہ ان میں سے کوئی شخص صحیح العقیدہ اور صحیح الاعمال بھی ہو، اور حق تعالیٰ کی طرف سے مبعوث بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ”و لکل قوم ہاد“ کا مقتضایہ یہ ہے کہ ہندوستان میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی اور ہنما ضرور آیا ہو گا۔ لیکن ہم ان اوتاروں میں سے کسی خاص شخصے کو نہ مبعوث جانتے ہیں نہ کہہ سکتے ہیں، نہ عقداور کھ سکتے ہیں جب تک کہ اس کی نبوت کا ثبوت ہمیں نہ مل جائے۔ اور اس کے حالات اور تعظیم کی نوعیت قطعی در نکل سے معہ منہ ہو جائے۔

پس جو لوگ سری کرشن کو نبی مانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ سری کرشن کی نبوت پر دہ شریعہ میں کوئی دلیل موجود نہیں۔ اور یہی حکم ہندوؤں کے دیگر پیشواؤں اور اوتاروں کے متعلق بھی ہے۔

اشھدان لا الہ الا اللہ، اشھد ان محمدًا عبده ورسوله (مسلم، ۳۴۲ قدیمی کتب خانہ)

۲۔ عدد ۷

۳۔ والاویں لا يقتصر علی عدد و یحتمل محالۃ الواقع ہو عد النبی من غیر الایاء و غیر لیبی من الایاء (شرح اللغات ۲۱۳ ج ۱) (ایم سعید)

کی خواب میں شیطان آنحضرت ﷺ کے علاوہ
دوسرے نبی کی شکل میں آسکتا ہے؟

(سوال) حدیث شریف میں ہے کہ شیطان خواب میں رسول اللہ ﷺ کی شکل مبارک بن کر اپنے کو نہیں
دکھلا سکتا۔ کیا سی طرح دوسرے انبیاء کی شکل بنا کر خواب میں نہیں آسکتا؟

المستفتی نمبر ۳۵۷۲ اور ایہم اسمحیل ٹیل۔ علی پوریہ میورہ ضلع سورت ۸ ذی الحجہ سن ۱۳۶۱ھ م ۱۵۴۲ء
(جواب ۹۷) حضور ﷺ کی صورت پر متمش نہ ہونا تو صراحۃً احادیث میں وارد ہے۔ مگر کسی روایت
میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تصریح نہیں ملی۔ ہاں امامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شمائل میں یہ نقل کیا
ہے کہ بعض شراح مصیح نے لکھا ہے ومثله فی ذلك جميع الانبياء والملائكة یعنی اس بارے میں
آنحضرت ﷺ کی طرح اور انبیاء اور ملائکہ کی رویت کا بھی یہی حکم ہے واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

خواجہ معین الدین اجمیری کے بارے میں ”رشتک پیغمبر آں“ کا کہنا کیسا ہے؟

(سوال) زید تقریباً پندرہ سال سے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی سجادگی پر مامور ہے۔ اس تمام
عرصے میں تمام مجالس میں خود وہ ہفتہ ور ہوں یا ماہانہ یا سالانہ درگاہ شریف کے مقررہ نعت خواں حضرت
خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں نواب خادم حسین کی تصنیف کردہ ایک نظم پڑھا کرتے تھے جس
سے صوفیائے کرام و علمائے طریقت کافی متاثر و محفوظ ہوتے رہے۔ سجادہ صاحب موصوف اکثر ان مجالس
میں خود رونق فرورہتے تھے۔ ایک مجلس میں سجادہ صاحب موصوف کی طرف سے ان کے صاحبزادے
جانشینی فرما رہے تھے اور قواں نظم مذکورہ پڑھ رہے تھے۔ جب تیسرا شعر پڑھا گیا تو صاحبزادہ صاحب نے اس کی
تکرار سے منع فرمایا۔ نظم کے اشعار یہ ہیں:-

قبلہ عشاق معین الدین	کعبہ عرفاں معین الدین
حائے سب کسں معین الدین	رہبر کمالاں معین الدین
نائب مصطفیٰ و دین کشور	رشتک پیغمبر آں معین الدین
بہر تسکین روح اے خادم	از دل و جاں خواں معین الدین

درخواست ہے کہ ”رشتک پیغمبر آں عیسم اسلام“ کی تشریح اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق
شریعت کا حکم مدلل تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۲۷۷۹ سید امتیاز علی حال وارد دہلی مورخہ ۱۹ جون
۱۵۴۳ھ ۱۳۶۳ھ

(جواب ۹۸) ہاں ”رشتک پیغمبر ال معین الدین“ قبل ترک ہے۔ اس میں انبیاء علیہم السلام کی شان میں سوئے ادب کا پہلو واضح ہے۔ خواجہ اجیری رحمۃ اللہ علیہ بہر حال متی تھے۔ اور امتی خواہ کتنا ہی اعلیٰ ہو جائے، پیغمبر کی ذات گرامی سے نیچا ہی رہتا ہے۔ اس لئے خواجہ تو خواجہ حضرت صدیق و فاروق، ذوالنورین و حیدر رضی اللہ عنہم کو بھی رشتک پیغمبر ال نہیں کہہ سکتے۔ انبیاء علیہم السلام نے اگر حضور ﷺ کی امت میں ہونے کی تمنہ کی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حضور ﷺ کی امت کے کسی ایسے فرد سے کم درجہ ہو جائیں جو نبوت کی فضیلت سے بہرہ ور نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول، حضور ﷺ کی امت کے ایک فرد بھی ہوں گے، اس کے باوجود منی اسرائیل کے پیغمبر ہونے کی فضیلت کی وجہ سے جو انہیں زمانہ پیغمبری میں حاصل ہو چکی ہے صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ہوں گے۔ (۱) کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

غلط قصیدہ پڑھنا گناہ ہے :

(السوال) شب معراج میں ایک شاعر صاحب نے یہ قصیدہ پڑھا کہ نبی صاحب جب معراج کی شب خدا سے ملے تو آپ ﷺ نے خدا سے کہا کہ یا اللہ میری امت کے لئے بخشش و رحمت ہو، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا آج ہی قیامت کھڑی ہے جو تم امت کے لئے بخشش چاہتے ہو۔؟ ان کا ایسا قصیدہ پڑھنا۔

ہم س معین کو ناگوار ہوا، اور ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے تو شاعر صاحب خاموش رہے۔ المستفتی نظیر لدین، میر الدین۔ مشرقی خاند میں۔

(جواب ۹۹) یہ بات کہ ”اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ کیا آج ہی قیامت کھڑی ہے جو تم امت کے لئے بخشش چاہتے ہو۔“ ثابت نہیں۔ (۲) اس قسم کے غلط روایت بیان کرنا نہیں چاہئے۔ گناہ ہے۔ بیان کرنے والے کو توبہ کرنی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کئی عیادت کے لئے گیا تھا اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھا ہوا تھا، کہنے والے کا حکم۔

(السوال) ایک شخص باہر سے آیا۔ کسی نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے؟ اس نے کہا کہ میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی عیادت کے لئے گیا تھا، اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھا تھا۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۷۲۱ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ ۳۱ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۰) یہ شخص مجنون، یا کاذب یا مسخر دہ ہے اور آخری صورت میں اس کے کام سے استہزاء نپکتا ہے جس میں کفر کا قوی خطرہ ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

۱۔ وافصل الشر بعد نبينا عليه لصلاة السلام، نو بكر الصديق، والاحسن ان يقال بعد الانبياء، لكنه اراد البعدية، الرامية وليس بعد سياسي، ومع ذلك لا بد من تخصيص عيسى عليه الصلاة والسلام (شرح العتقاد ۱۲۲۳ ج ۱ ص ۱۰۰) ۲۔ انعقوا على تحريم رواية الموضوع الا مقرونا بسا (نحلة الفكر ۵۹ قرآن محل كراچی) ۳۔ ان كلماته بظاير حضرت عيسى عليه السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے اور قرب قیامت اس کے نزول کے اجماعی اور منصوص عقیدے کی تکذیب مسخر مفسد، (جو کہ کفر ہے)، لیکن حضرت مفتی صاحب نے اصراراً کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔

(۱) کسی بزرگ کو شمس المکونین کہنے کا حکم؟

(۲) کیا ولیاء کرم کے تمام اسماء صحیح اور حجت ہیں؟

(السوال) (۱) زید ایک بزرگ کو "شمس المکونین" کے لقب سے عقداً مخاطب یا مقب کرتا ہے اور جو شخص اس اعتقاد میں ہنوز نہ ہو تو وہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کو ہم سمجھتا ہے عمر و کثر ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات سرکار دو عالم تاجدار مدینہ سید المکونین وغیرہ الفاظ مشکمیں، سلام کی، صلاح میں آقائے دو جہاں سید مرسمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے مختص ہیں اور کچھ ایسے مختص ہو چکے ہیں کہ عدتہ المسلمین کا ذہن فوراً ایسے الفاظ پر حضور ﷺ کی ذات، قدس کی طرف متبادر ہو جاتا ہے شمس المکونین بھی سی قبیل سے معلوم ہوتا ہے ورنہ مستحسن ضرور ہے۔ حضور ﷺ کی ذات کے سو کسی متی کے لئے بیسے الفاظ کا ستم خلط مرتب کا باعث ہے ورنہ ہوا کہ میں ڈالتا ہے۔ اور فرق مراتب کی اہمیت ظاہر ہے اس لئے ایسے الفاظ سے کسی متی کو مخاطب کرنا درست نہیں۔ دونوں میں سے کس کا خیال صحیح ہے؟

(۲) ساکان روہ طریقت کے کیا تمام اسماء صحیح اور حجت ہوتے ہیں؟

المسنفتی نمبر ۲۰۲۵۵۵ ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ م یکم جنوری ۱۹۳۰ء

(جواب ۱۰۱) (۱) زید کا قول بے شک نامناسب اور حدیث لا تزکوا علی اللہ احداً (او کما قال) (۱) کے خلاف ہے۔ عمر و کا قول صحیح ہے۔ کسی بزرگ تابع شریعت شیدائے سنت کی بزرگی کا اعتراف تو ناجائز نہیں، مگر حد سے بڑھ جانا اور آخرت کی نجات کا شخصی طور پر یقینی حکم لگا دینا درست نہیں آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی موقع پر وما یدربک ان اللہ اکرمہ (۲) فرمایا تھا۔

(۲) ولیاء کے الہام قطعی نہیں، ان میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اور دوسروں کے حق میں ولی کا کوئی الہام حجت نہیں۔ خود مانم اگر یقین رکھتا ہوں کہ اس کا فذل الہام قطعی من اللہ ہے تو وہ خود اس کے موافق عمل کر سکتا ہے مگر اس کے سوا کسی پر زہم نہیں۔ کسی ولی کے کسی خاص الہام پر کسی مسلمان کو ایمان نہ ضروری نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ نہ دہلی۔

کیا رسول مقبول ﷺ کا سایہ نہ تھا؟

(السوال) رسول مقبول ﷺ کا سایہ تھا یا نہیں؟ اور بعض جگہ جو آتا ہے کہ سایہ تھا تو اس کا کیا جواب ہے؟

المسنفتی غلام احمد عصیر ساکن میانوالی معلم دارالعلوم دیوبند مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۰ء

۱۔ بخاری شریف ۲ ۸۹۵ قدیمی کتب خانہ

۲۔ بخاری شریف ۱۶۶ قدیمی کتب خانہ

۳۔ الہام الاولیاء حجة فی حق انفسہم ان وافق الشریعة ولم یتعد الی غیرہم الا اذا ائخذوا بقولہم بطریق الادب۔ (نور الانوار

۲۵۰ ج ۱۔ ایم سعید)

(جواب ۱۰۲) کتب سیرۃ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اور بہت سے حمائے سیرۃ نے اس کو اپنی تصنیفات میں نقل کر دیا ہے۔ اور اس کی دلیل میں حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نو اور الاصول سے اور دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الوفاء سے نقل کی جاتی ہے۔ ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وان روایت کو علامہ علی قاری نے شرح شفاء میں مجرد وضعیف بتایا ہے۔ (۱) اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی سند مضبوط نہیں۔ نہ کتب الوفاء موجود ہے کہ اس میں سند دیکھی جائے۔ مگر خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں اس کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ وھذا رواہ صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس الا غلب صوئہ صوئھا ولا مع سراج الا غلب صوئہ صوئھا (۲) جنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”آنحضرت ﷺ کا ظل نہ تھا اور جب حضور ﷺ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی۔ اور جب چراغ کے سامنے ہوتے تو حضور ﷺ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔“

یہ روایت اس مسئلے پر بطور دلیل کے بیان کی گئی ہے۔ مگر صحت سند سے قطع نظر کر لینے کے بعد بھی اس روایت کے بطور دلیل و حجت کام میں لانے پر شبہات وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً کہا جاسکتا ہے کہ ظل کے معنی سایہ کے حدیث میں مرد نہیں بلکہ ظل سے مراد نظیر ہے۔ جنی لم یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم نظیر فی کمال اللہ اس جملے کی تفسیر ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ اور سورج کی یہ چراغ کی روشنی پر حضور ﷺ کی روشنی کا غالب ہونا روحانی اور وجدانی غلبہ ہے۔ اور اگر حسی غلبہ مراد ہو تو کلام مبالغہ پر محمول ہے۔ جیسے مہندہ من سیوف اللہ مسلول۔ میں حضور ﷺ کا سیف ہونا روحانی یا معنوی طور پر مراد ہے نہ حسی طور پر اور حسی طور پر مراد ہو تو کلام مبالغہ پر محمول ہے۔ (نا تمام)

جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زبان سے بندہ کہے اور دل سے نہ کہے اس کا کیا حکم۔

(از اخبار الجمعیت مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

(السوال) جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زبان سے بندہ کہے اور دل سے نہ کہے وہ کیسا ہے؟

(جواب ۱۰۳) رسول اللہ ﷺ خدا کے بندے اور رسول ﷺ تھے۔ حضور ﷺ کو زبان سے بندہ کہنا اور دل سے بھی خدا کا بندہ سمجھنا ضروری ہے۔ جو شخص حضور ﷺ کو بندہ نہیں سمجھتا تو آخر کیا سمجھتا ہے۔ اور جب زبان سے بندہ کہتا ہے تو دل سے نہ سمجھنے کے یہ معنی ہیں، کیونکہ کلمہ شہادت کے اس جملے کو دل سے نہیں مانتا۔ وانشہاں محمداً عبداً ورسولہ۔ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ کیا وہ حضور ﷺ کو عبد کی جگہ معبود قرار دیتا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔ (۲) حضور نبی کریم ﷺ بشر بھی

۱ وما ذکرہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن عبد الرحمن بن قیس ہو مطعون عن عبد الملک بن عبد اللہ بن الولید وهو مجهول عن ذکوان (شرح شفاء ص ۵۳) خفاء سراجیہ
۲ من بشرک باللہ ای بعد معہ عبرہ (تیسرا بیان کثیر ۲۸۲) تھیں کیڈی (۲۰۰)

تھے اور خدا کے بندے اور مخلوق بھی۔ قرآن پاک میں آپ کو بندہ اور بشر کہا گیا ہے۔ تمام صحبہ کرام مکہ مدینہ اور عہد مجتہدین کا یکی مذہب ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان مدہ۔ دہلی۔

حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک سن کر، گلوٹھے چومنا اور آنکھوں سے گانا ثابت نہیں۔

(زاخبر جمعہ جمعہ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء)

(السوال) آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر دونوں آنکھوں کے ناخن چومنا کیسا ہے؟
(جواب ۱۰۴) حضور انور ﷺ کا اسم مبارک سن کر، گلوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے گانا کہنا بھتہ اور معتبر دیکھنے سے ثابت نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ عنفرہ، دہلی۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے موئے مبارک اور اویہ کئے کرام کے خرقہ کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(زاخبر جمعہ جمعہ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۷ء)

(السوال) سرکارِ دو عالم ﷺ کے موئے مبارک اور اویہ کئے کرام کے خرقہ مبارک کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۰۵) موئے مبارک راصل ہوں تو ان کی زیارت موجب برکت ہے۔ یہی طرح خرقہ کا قسم ہے مگر غلو کرنا جائز نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان مدہ۔ دہلی۔

کیا محض میاد میں آپ ﷺ خود تشریف لاتے ہیں؟

معراج میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا آپ ﷺ کو کندہ ہادیانہ اصل ہے۔

(زاخبر جمعہ جمعہ مورخہ ۳ نومبر ۱۹۳۷ء)

(السوال) (۱) زید ستا ہے کہ مولود شریف میں آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ خود حاضر ہوتے ہیں عمر و متا ہے کہ حاضر نہیں ہوتے ہیں محکم ہمارا رد و ذریعہ مد، نگہ آپ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ زید نے عمرو کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سدرۃ منہی سے درگاہ باری تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر اپنا قدم مبارک رکھ کر پہنچے ہیں۔

۱۔ قل یدنا سر منکم (۱۱۰) (۱) (۱۱۰)

شہادۃ لا الہ الا اللہ و محمد عبدہ و رسولہ (مسلم ۱۲۲)

۲۔ ثم یقول اللہم معنی بالسمع والصر بعد وضع طبری الایہا میں علی علیہ السلام یصح فی المرفوع من کل حدیث

الشیخ (رد المحتار ۳۹۸ ص ۳۹۸)

۳۔ لا تعوا فی دیکم (۱۲۰) (۱۲۰)

(جواب ۱۰۶) عمرو کا قوس صحیح ہے۔ زید کا قوس بے دلیل اور شرعی اصول کے لحاظ سے غلط ہے عمرو صحیح العقیدہ ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے بلکہ اوں ہے۔ ۲
(۲) یہ بیت بھی بے دلیل اور شرعی اصول کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کا نام نہ۔

رسول مقبول ﷺ کے فضائل اور اہم مبارک کا حکم۔
(السوال) زید کہتا ہے کہ رسول مقبول ﷺ کے دل و زور ہو کو کوگ استعمال نہیں کرتے تھے ورنہ دھوکے سے کن سے استعمال کر لیا ہوتا ہوتا ہے کہ اس نے نفع پہنچایا ہو لیکن اس کے پاک و حلال ہونے کا کوئی حکم نہیں ہے۔

(جواب ۱۰۷) آنحضرت ﷺ کے فضائل صیہ کی طہارت کے بہت سے عمدے شریعیہ و حنفیہ قائل ہیں۔ عمر یہ مسئلہ قیاس کی حدود سے باہر ہے اور اس میں کام کرنا مفید نہیں۔ جو لوگ کہ طہارت فضائل کے قائل نہیں وہ مومات شریعیہ سے استدلال کرتے ہیں اور جو قائل ہیں وہ تخصیص کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ولکن وحیہ ہو مولیہا فاسسہو الحیرات ۱۲۱ محمد کفایت اللہ

۱۔ ان کے مدد ملے مکتبہ حبیبی فی الارض مدعو می من امتی لسلام (سنہ ۱۸۹۱ قدیمی کتب خانہ)
کوئی آپ ﷺ کی شریعت نہیں۔ مگر۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیہ انسان دلفند و حکم شریعت (آخر، فی ۱۷۳۶ بیروت)

۳۔ فقہ قائل قوم میں ہل، عدم تطہیرۃ ہدیں الحدیث مد صلی اللہ علیہ وسلم وھو قوں بعض اصحاب الشافعی میں
لذلہ علی بحسبہ (شرح تہ ۶۰ مہر)

تیسرا باب ملائکہ علیہم السلام

شبِ برات میں روزی کن ذرائع سے پہنچائی جاتی ہے؟
اس فرشتے کا کیا نام ہے جو سال بھر کی روزی تقسیم کرتا ہے؟

(السوال) اللہ تعالیٰ نے جو روزی سب بندوں کی روح محفوظ پر مقرر کی ہے اور شبِ برات پندرہ رات کو ایک برس کی روزی روح محفوظ سے بندوں کو تقسیم کی جاتی ہے تو یہ روزی بذریعہ فرشتوں کے تقسیم کی جاتی ہے یا بذریعہ نبی یا رسول کے پہنچائی جاتی ہے۔ اگر فرشتوں کے ذریعے سے تقسیم ہوتی ہے۔ تو اس فرشتے کا کیا نام ہے جو روزی تقسیم کرتا ہے سال بھر کی۔ المستفتی نمبر ۳۹ حافظ محمد علی احمد آباد۔ ۱۲ صفر ۱۳۵۵ھ

(جواب ۱۰۸) ایک روایت کے بموجب ۱۵ شعبان کو سال بھر کے انتظامات فرشتوں کو بتادیئے جاتے ہیں جن میں ہر بندے کی روزی کی مقدار اس کی بہم رسانی کی کیفیت بھی ہوتی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سال بھر کی روزی ہر بندے کو اس ایک رات میں دے دی جاتی ہے۔ روزی بہم پہنچانے اس کے محکمہ کے افسر حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں۔ پھر ان کے ماتحت تین فرشتے کام کرتے ہیں کہ جن کی تعداد اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ یہ فرشتے حضرت میکائیل علیہ السلام کی ہدایتوں کے بموجب اللہ کی بے شمار مخلوق اور بندوں کی روزی رسانی کا انتظام کرتے ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

کیا بد ننگہ اور عقول مجردہ ایک چیز ہے؟

(السوال) ملائکہ جو عقول اہل اسلام اجسام نوریہ ہیں۔ اور عقول جو بقول فلاسفہ مجردات غیر اجسام ہیں کیا ان دونوں کے مصداق ایک ہے، قابل اسلام دونوں کو کیوں نہیں مانتے؟ یا جد، جدا ہے تو بعض نے اس تعبیر "افن اثلاث فی الملائکۃ وحی عقول مجردة" سے کیوں لکھ دیا ہے؟

(جواب ۱۰۹) ۱۔ ننگہ اجسام نوریہ ہیں (۲) در حقیقت ناریہ ہیں مگر ان کا مادہ نار مصفاة مثل نور کے ہے۔ اس لئے ان کو اجسام نوریہ سے تعبیر کر دیا گیا ہے) اور فلاسفہ جن عقول مجردہ کے قائل ہیں ان سے جداگانہ مجردات کے دائرہ میں ہیں۔ ۲۔ ننگہ کے بیان میں جہاں یہ سمجھ دیا ہے وہی العقول المعجودۃ یہ مساحت ہے درجہ کا نشاء یہ ہے کہ اہل اسلام جو قوتیں اور افعال کہ ملائکہ کے لئے ثابت کرتے ہیں فلاسفہ اس طرح کے قویٰ اور افعال عقول مجردہ کے لئے مانتے ہیں اور عقول مجردہ کے مادہ وہ کسی ایسی مادی مخلوق کے قائل نہیں جن کو ملائکہ کہا جاتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ فلاسفہ قائل ہوں عقول مجردہ اور اسلام کے ماننے ہوئے ۲۔ ننگہ در حقیقت یک شے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

چوتھا باب معجزات و کرامات

- (۱) نبی کریم ﷺ کا مردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں۔
 (۲) کیا آپ ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا؟
 (۳) چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے؟
 (سوال) (۱) آنحضرت ﷺ نے بھی مردوں کو زندہ کیا ہے یا نہیں؟
 (۲) رسول مقبول رواقِ فدک کا سایہ زمین پر پڑتا تھا یا نہیں؟
 (۳) چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے؟
 (۳) رسولِ خدا ﷺ نے چاند کو شق کیا ہے یا نہیں؟
 (۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مردہ زندہ کرنے کو خداوند تعالیٰ نے کامِ مجید میں منع فرمایا ہے، کر منع فرمایا ہے تو یہاں جب کہ آپ ﷺ کے غامبوں نے مردہ زندہ کیا تو آپ ﷺ تو یوں منع کیا گیا۔
 (جواب ۱۱۰) کسی صحیح روایت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے مردے کو زندہ کیا ہو۔ نہ اس کے متعلق کچھ ذکر ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ ہاں معجزہ منقِ قمر شہادت ہے اس میں کچھ تردد نہیں۔ (۲)

ولی کی کرامت کے منکر کا حکم۔

(سوال) جو شخص خدا اور رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور جمعِ صحابہ کرام و دوویہ و سلفِ مہم کا معتقد ہے مگر صرف ولی کی کرامت کے منکر ہے۔ کیا یہ شخص کافر ہو گا یا نہیں؟

المسنفی نمبر ۱۲۲۷ ایمانِ کشمیری ۱۶، مضامین ۳۵۵، ۲۰ مہر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۱۱) ولی کی کرامت کا انکار کس جہت سے ہے۔ کہ اس خاص ولی کی طرف کوئی خاص کرامت منسوب ہو اور شہرت پائی ہو، اس کا کوئی انکار کر دے اور انکار کس جہت سے ہو کہ اس کرامت کا ثبوت منکر کے نزدیک قابلِ اعتناء نہ ہو تو اس صورت میں اگر فی الحقیقت وہ کرامت ثابت اور متحقق نہ ہو تو منکر حق پر ہے، لیکن اگر کرامت کا تحقق بھی ہو جب بھی منکر کا انکار عدمِ علم پر مبنی ہے زیادہ سے زیادہ اس کو خالی کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی کرامت کا انکار اس بناء پر کرتا ہے کہ وہی علم سے کوئی امر خارقِ معادہ ظاہر ہی نہیں ہو سکتا تو یہ شخص اس سنت و اہمیت کے مذہب کے خلاف ہو گا کیونکہ اس سنت و اہمیت کے نزدیک کرامت و یہ علم کا ثبوت

۔ "ہم جس بڑی میں یہ روایت ہے، اس قاری نے اسے اس طرح لکھا ہے۔

شرح الحکیم الترمذی عن دکتوں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ لہ طلع ہی شمس و لافہ قمر (مسائل لکبری ۱ ۶۸ در الکتب العسبہ)

۲ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اثنی القمر علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شفتین فہما لسی صبی اللہ علیہ وسلم شہدو صحابی سرحد ۱ ۵۱۳ قاسمی

اور تحقق حق ہے مگر اس بات پر تمغیر نہیں کی جاسکتی۔ (۱) فتویٰ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

آنحضرت ﷺ کے قدم مبارک کا نقش جو مجزہ پتھر پر نقش ہو جائے کسی رویت سے ثابت نہیں۔

(سوال) آیا رسول اللہ ﷺ کا مجزہ یعنی پائے مبارک حضرت خاتم النبوت ﷺ کے نیچے پتھر کا موم ہو کر قدم مبارک کا نقشہ پتھر پر آجائے صحاح تہذیب و سر کی حدیث کی کتابوں یا دیگر معتبر یا غیر معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۴۰۴ شہب مدین (ملا دہ) ۱۷ عفر ۱۳۵۶ھ ۸ مئی ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی دارالعلوم دیوبند) آج کل جو بعض لوگ ایک نشان سے پھرتے ہیں اور اس کو نقش در نشان قدم مبارک آنحضرت ﷺ کا بتاتے ہیں۔ یہ قول ان کا صحیح نہیں ہے۔ یہ نشان مصنوعی در بناوٹی ہے۔

فتاویٰ لدہ اعلم۔ سعود احمد نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۹ شعبان ۱۳۵۵ھ

(جواب) (حضرت شیخ الاسلام مولانا سعید حسین احمد مدنی قدس سرہ) جناب رسوں اللہ ﷺ کے معجزات بہت زیادہ اور نہایت عظیم ہیں۔ ان کے سامنے پتھر کا مثل موم بن جانا اور نقش قدم اس پر پڑ جانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ تو دنیوی بات ہے۔ مگر اس وقت تک میری نظر سے کسی حدیث یا سیر کی کتاب میں سے کسی کتاب میں یہ مجزہ نہیں گذر۔ واللہ علم حسین حمد خضر۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ (مرد دیوبند)

(جواب ۱۱۲) (حضرت مفتی عظیم رحمۃ اللہ علیہ) اگرچہ پتھر پر نشان قدم مبارک آنحضرت ﷺ کا جو مجزہ نقش ہو جانا مستبعد نہیں۔ مگر اس کے بارے میں کرنے کے لئے سند و روایت کی ضرورت ہے۔ اور کسی کوئی سند و روایت نظر میں نہیں آتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

عرش کے اوپر ہمارا نقب حبیب الرحمن پکارا گیا کہنے والے کا حکم۔

(سوال) تذکرہ حضرت سائیں توکل شاہ قدس سرہ میں لکھا ہے کہ ایک روز کسی نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمام ولیوں کو ایک نقب عنایت ہوتا ہے، آپ کا بھی تو کوئی نقب اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہوگا، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی حضور میں تو ہمیں انبالہ وال میت کہتے ہیں اور عرش کے اوپر ہمارا نقب حبیب الرحمن پکارا گیا ہے۔ جیسا کہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عبد الرحمن پکارا گیا ہے، مرزا جان جوں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حبیب الرحمن پکارا گیا۔ اُن عرفان، شمس کو نین۔ خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کو، زید کہتا ہے حضور ﷺ کے سب میں القبول آتا ہے۔ المستفتی نمبر ۲۵۵۹ نور محمد ہزارہ پوری دہلی۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۲۷ نومبر ۱۹۴۰ء

، جواب ۱۱۳) یہ بزرگوار کی نہیں ہیں ان کے کشف میں جو شرعی طور پر دلیل نہیں ہیں اور اگر یہ بات صحیح بھی ہو تو، التباہ کا شبہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ آنحضرت ﷺ کا لقب مبارک حبیب اللہ ہے۔

محمد کفایت اللہ کانہ و دہلی۔

غوث الاعظم کی طرف منسوب بعض کرامات کی صحت کے بارے میں ایک استفتاء۔

(سوال کتب مناقب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں بعض کرامات کی ہیں کہ جن سے صفات ربانیہ کا طاق مثلاً مارنا، جہاد وغیرہ بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لازم آتا ہے، کیا ان صفات مذکورہ میں سے خدا کی مخلوق کا کوئی فرد آدمیت یا یندم شریک ہو سکتا ہے، کیا ان صفت کا طاق جزوی یا کلی یا عظمائی یا کسی صورت میں مخلوق خدا پر ہو سکتا ہے؟

مش (۱) بارہویں سے غرق شدہ جہاز کا معمل واسباب و آدمیوں کے صحیح سامہ برآمد ہونا۔ (۲) یا حضرت عزرائیل علیہ السلام سے روحوں کے تھیلے کا چھین لیا جانا۔ (۳) مرغائیاں فرہانے کے بعد زندہ کر دینا، جو ایند۔ (۴) کرمت غوث الاعظم تبدیل شدن صورت، کذا فی بستان سنی ص ۲۲۹ مطبع کریمکی مبنی (۵) یا آپ کا خاص، آفتاب سماوی پر سو ہونا کذا فی ایضاص ۲۳۲ (۶) وکرامت ایشان کہ پسر ضعیفہ غرق شدہ و باز زندہ شد ص ۲۳۳۔ (۷) کرمت زندہ شدن شوہر زن بیوہ ص ۲۴۰ (۸) کرمت کہ یازدہ دختران غنچھے مرد نہ گشتند ص ۲۴۲ (۹) وکائنات ایک گائے فر۔ کو یہی وقت تناول فرمانا۔ کذا فی گلدستہ کرامات لعلام سرور۔ (۱۰) اسی میں ہے کہ ایک حبیب نصرانی تب کا قدورہ دیکھ کر ایمان آیا ورنہ کہ ماہدا الموص الا موص عشق الالہی کیا یہ ممکن ہے کہ کفار مذہب و عرب شب و روز متواتر جہاں نبوی ﷺ کو دیکھیں و ایمان نہ دیں و حبیب نصرانی مذکور کو طفیل پیشاب یمن نصیب ہو (معذرتہ)

کتاب مسر الوحد فی احبار السجد میں عبد الوہاب نجدی کو حنبلی مذہب لکھا ہے، آپ کی کیا تحقیق ہے؟ سنتا ہوں کہ بڑے پیر صاحب بھی حنبلی تھے بعد کتب ”غنیۃ الطالبین“ میں بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر وہب سے اس طرح کرتے ہیں کہ قال اما ما رحمۃ اللہ علیہ وامتہ علی مدھہ اصلا و فرعاً کیا مذہب حنبلی کے کسی اصول و فروع کی میزان پر ان کی کرامات کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ عبد الوہاب نجدی و بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ متحد الذہب یعنی حنبلی ہوں پھر مقدمہ مذکور کا فراموش اور منوخر مذکور من مصنف۔

المسنعی نمبر ۲۶۷۷ مووی سلطان حمد علی گدھی۔ (ب۔ سور) ۸ جمادی الثانی ۱۳۱۱ھ ۲۳ جون ۱۹۳۲ء، جواب ۱۱۴) یہ تمام کرامتیں جو غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ نے نقل فرمائی ہیں بے اصل اور بے سند و ناقابل اعتماد ہیں، بزرگوں نے ان کے مناقب و فضائل بیان کرنے میں سند و صحت کا لحاظ نہیں رکھا ورنہ اس سے زیادہ غلو کیا ہے۔ ماہرین شریعت پر یہ مخفی نہیں کہ اس قسم کی کرامتیں بیان کرنے کا مسلک ترویج

ہوا ہے کہ عوام بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں خدائی قوتوں کے قائل ہو گئے اور ان کو پیغمبروں اور خصوصاً آنحضرت ﷺ سے افضل و اعلیٰ مانتے لگے اور خدائی منصب پر ان کو پہنچا دیا اور اس کی وجہ سے ان کا دین برباد ہو گیا۔ والی اللہ المشتکی محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی۔

(۱) ضعیف روایات سے ثابت شدہ بعض معجزات کا حکم۔

(۲) دلی حیمہ کا آنحضرت ﷺ کو دودھ پلانا ثابت ہے۔

(۳) ”گیارہ مجالس“ نامی کتاب کا پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) مندرجہ ذیل معجزوں کو ہمارے پیش رو مہین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ حضور ﷺ کی شان میں توہین کرتے ہیں۔ جس سے مسلمانوں پر بڑا رنج و مال ہو رہا ہے۔

معجزہ ۱۔ حضور ﷺ کا جھڑ پنیشاب زمین نکل جاتی تھی۔

معجزہ ۲۔ عار حرائیں آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر آرام فرما رہے تھے اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا، ڈوب ہو سورج پھر نکل آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا کر لی۔

معجزہ ۳۔ حضرت جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت اور ان کے ٹکوں کا مذبح ہونا اور آپ ﷺ کا خد

سے دعاء کرتے زندہ کرنا۔

معجزہ ۴۔ حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت سری کے محل کے کنگوروں کا گرنا۔

معجزہ ۵۔ آپ ﷺ فوراً ہی تھے اور آپ ﷺ کے نور کی روشنی سے سورج پشیمان رہا کرتا تھا۔

معجزہ ۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوئی رات کے وقت مکان میں گر گئی۔ حضور

ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ کے دندان مبارک کی روشنی سے سوئی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے، پھر ان معجزوں کو امام صاحب جھوٹ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دلی حیمہ نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا، یہ بھی غلط ہے۔

گیارہ مجالس جو کتاب حضرت پیر بن پیر سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کے بیان میں لکھی ہوئی ہے، اس کو پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۱۵) جو امور سواں میں مذکور ہیں ان میں سے دلی حیمہ کا حضور ﷺ کو دودھ پلانا تو ثابت ہے باقی

معجزوں کا پختہ ثبوت موجود نہیں ہے۔ سیرۃ النبی میں ان معجزات کا ذکر ہے مگر ان کی مندرجہ صحت کے

درجے تک نہیں پہنچیں۔ (۱) گیارہ مجالس جو کتاب ہے وہ بھی بہت سی غیر مستند باتوں پر مشتمل ہے۔ اس کے

تواہیات قابل یقین نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی۔

(جواب دیگر ۱۱۶) یہ کہن تو نہیں چاہئے کہ یہ معجزات بھولے ہیں۔ (۱) مگر یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ معجزے جن روایتوں سے ثابت ہوتے ہیں وہ روایتیں ضعیف ہیں۔ اگر کوئی ان معجزات پر یقین نہ کرے اور لے کہ ان کی روایتیں ضعیف ہیں تو اس پر کوئی الزام نہیں، اور جو ان معجزات کو مانے وہ بھی الزام رکھنے کے قابل نہیں۔ محمدؐ

فہیت اللہ کان اللہ لہ البی۔

کیا نبی ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہوتا ہے؟

(زائباہ جمعیتہ سہ روزہ دینی مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۷ء)

(سوال) الحمد للہ میں نے جناب ک کتاب ”تعلیم الاسلام“ کا تیسرا حصہ دیکھا۔ اس میں معجزہ و کرامتوں کا حریف صفحہ ۱۵ پر کی گئی ہے اور پھر معجزوں میں حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے بیان فرمائے اور رسول اکرم ﷺ کے معجزے بیان کئے ہیں۔ (۱) ”کام اللہ کہ جس کی مثل کوئی نہیں بنا سکا۔“ کیا معجزے پر ہر وقت قادر ہونا اور جب چاہنا اس کو دکھانا بھی لازمی ہے یا نہیں؟ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔ یار سوں پاک ﷺ بھی آیات قرآنی کے ہر وقت نازل ہر قادر تھے؟ (۲) ”میرا معجزہ ہے فرما“ یہ معجزہ کس کو دکھایا گیا؟ کیا یہ بھی رسول مقبول ﷺ کی قدرت میں تھا؟ (۳) ”شق لقمہ“۔ (۴) بہت سی باتیں فرماتے تھے جو بعد میں ٹھیک ہو جاتی تھیں۔ کیا یہ معجزہ ہے؟ مجھ کو ان کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔ نہ حکیم احسان الحق زائباہ۔

(جواب ۱۱۷) تعلیم الاسلام میں حضور نور ﷺ کے معجزات میں سے پہلے نمبر پر قرآن مجید کو ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق جناب کے استفسار کا خلاصہ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ”کیا معجزہ دکھانے والے کا ہر وقت معجزے پر قادر ہونا ضروری ہے یا نہیں؟“ اگر جواب اثبات میں ہو تو کیا حضور ﷺ ہر وقت آیات قرآنی نازل کر لینے پر قادر تھے۔“

آپ کا مطلب غلط ہے نہ کہ چاہئے۔ دوسری تردید کا جواب نفی میں ہے۔ جتنی حضور ﷺ ہر وقت تنزیل قرآن پر قادر نہ تھے اس کے قرآن پاک و معجزے میں دخل کرنے کی صورت یہ ہے کہ تنزیل میں نفی کی شق کو اختیار کیا جائے یعنی کہا جائے کہ ”معجزہ دکھانے والے کا ہر وقت معجزے پر قادر ہونا ضروری نہیں۔“ اور اس میں آپ کو تامل ہے جو آپ کی سبقت سے معلوم ہوتا ہے کہ ”جیسا کہ حضرت عیسیٰ ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔“ یعنی آپ کے خیال میں ضروری ہے کہ معجزہ دکھانے والا ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو آپ اس لئے معجزہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ تعلیم الاسلام حصہ سوم میں معجزے کی جو تعریف کی گئی ہے اگر آپ

س پر غور فرما لیتے تو یہ شہرت پیدا ہی نہ ہوتی۔ خدا فرمائیے تعلم الاسلام حصہ سوم میں معجزے کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ ”اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے ہاتھ سے کبھی ایسی خلاف عادت باتیں ظاہر کر دیتا ہے جن کے کرنے سے دنیا کے ورگوں میں جڑ بولتے ہیں تاکہ لوگ ایسی باتوں کو دیکھ کر سمجھ لیں کہ یہ خدا کے کچھ ہوتے ہیں۔“ اس تعریف سے یہ باتیں صاف طور پر سمجھ میں آتی ہیں۔

(الف) معجزہ نہیں چیزوں کو ماحول سے جو عادت جاریہ کے خلاف ورسانی طاقت سے باہر ہوتا ہے۔

(ب) جس نبی پر سوں کے ذریعے سے وہ ظاہر ہوتا ہے وہ نبی یار سوں بھی پنی طاقت و قدرت سے ظاہر نہیں کرتا، بلکہ خدا تعالیٰ اس کے ذریعے سے ظاہر کرتا ہے۔

(ج) معجزہ کا ہر وقت اور ہر روز ظاہر ہونا ضروری نہیں۔ اگر کوئی خلاف عادت بات صرف ایک ہی مرتبہ ظاہر ہوئی ہو، جب بھی وہ معجزہ کہے گئے جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دیا گیا تھا کہ وہ جانا یا حضرت برانیم علیہ السلام کا گم میں ڈال دیا جائے۔ بعد محفوظ رہتا ہے وغیرہ

جو لوگ یہ سمجھتے تھے کہ پیغمبروں کو معجزے دکھانے پر خود قادر ہونا چاہئے اور جو معجزہ جس وقت طلب کیا جائے دکھ دینا چاہئے۔ اور اس غلط خیال کی بناء پر عجیب و غریب معجزات طلب کرتے تھے، ان کے اس غلط خیال کی اصلاح کے لئے رب اعز و جل شانہ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات طیبات ملوا دیئے۔

فل سحان ربی هل کسب الا تسرا سولا)

(ترجمہ) اے محمد ان معجزہ طلب کرنے والوں سے کہہ دو کہ پاک ہے میرا پروردگار، میں تو صرف اس کا پیغام پہنچانے والا انسان ہوں۔

یعنی معجزات ظاہر کرنے کی قدرت اسی ذات پاک کو ہے۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ نبی اسی وقت نبی ہوتا جب سماتا ہو جب کہ وہ ہر طلب کئے ہوئے معجزے کو دکھانے پر قادر ہو۔ اور دھادے۔

قرآن کے معجزہ ہونے کی ہمت یہ ہے کہ اس کی ایک چھوٹی سی سورۃ کے مثل بھی کوئی نہ بنا سکا حضور ﷺ نے ایک ایسا کام پیش کیا جو ہر نو حضور ﷺ کا کام ہوتا تو دوسرے انسان بھی بنا سکتے لیکن بڑے بڑے فصحاء و بدعا کے عاجز رہنے سے ثابت ہوا کہ ایسا کام نہ انسان کی طاقت سے باہر ہے اور قرآن پاک پر معجزے کی تعریف مذکور اس طرح بخوبی صادق آگئی کہ خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذریعے سے ایک خارق عادت کا کام مخلوق کے سامنے پیش کر لیا جس کے مثل نے سے دوسرے بڑے بڑے فصیح و بلیغ انسان عاجز رہے۔ اور قرآن مجید کا یہ اعجاز ہر وقت ہر زمانے میں قائم و علی حالہ موجود ہے و قیامت تک رہے گا۔ جتنی یہ ایسا زندہ معجزہ ہے کہ جس دن سے پیش کیا گیا ہے اس دن سے قیامت تک موجود و قائم رہے گا۔ (۲)

اگر بالفرض معجزے کے لئے یہ بھی ضروری ہو تاکہ معجزہ دکھانے والا ہر وقت اسے ظاہر کر سکے تب

بھی قرآن پاک کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ اس کی توہر چھوٹی سے چھوٹی سورۃ بھی ہر وقت معجزہ ہے اور جنت عجاظ میں موجود ہے اور تحد کی ہر بر قائم ہے۔

آپ نے یہ کیا کہ ”کیا حضور ﷺ ہر وقت آیات قرآنی کے نزول پر قادر تھے۔“ معجزے کو ہر وقت ظاہر کرنے کے ضروری مان لینے کی صورت میں بھی یہ سوچا جا سکتا۔ کیونکہ ایک مرتبہ کا تارا ہوا کام پاک وقت نزول سے قیمت تک معجزہ ہے۔ آپ اسی اثر سے ہوئے کام پاک کو ہر وقت ہر روز تحد کی کے ساتھ پیش فرما سکتے تھے۔ اس لحاظ سے گویا صاحب معجزہ ہر وقت معجزہ دکھا سکتے تھے۔

یہ ممکن ہے کہ بعض معجزات ایسے طور پر عنایت فرمائے جائیں کہ صاحب معجزہ ہر وقت انہیں ظاہر کر سکے ورنہ سے کام لے سکتے۔ لیکن تمام معجزوں کے لئے یہ ضروری نہیں۔ اور اگر ہر وقت ظاہر کر کے کام یہ جائے تاہم وہ معجزے خداوند کے ظاہر فرمانے سے ہی ہر وقت ظاہر ہوں گے۔ صاحب معجزہ جتنی معجزہ ظاہر کرنے اور پیغمبر مستقل طور پر براہ راست اس پر قادر نہیں۔

وہ یہ کہاں سے آپ نے معلوم کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔ مجھے تو کوئی یقین نہیں معلوم جس سے ہر وقت ہر روز ان کا اپنے معجزے سے کام لینا ثابت ہو جائے۔ براہ مہربانی اس کتاب کا حوالہ دیجئے جہاں آپ نے یہ مضمون دیکھا ہے۔

(۲) معراج کے متعلق آپ نے یہ شبہ ظاہر فرمایا ہے کہ یہ معجزہ کس کو دکھایا گیا؟ اور کیا یہ بھی رسول مقبول ﷺ کی قدرت میں تھا؟ اس شبہ کا رد بھی اس طرح فرمایا جیسے کہ معراج کا معجزہ ہونا اس بناء پر ہے کہ ایک انسان کا ایک رات میں تمام عالم نبوت کی سیر کر آنا۔ یہ بات ہے جس سے تمام انسان عاجز ہیں۔ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ معراج کا ہونا بھی حدت ہے تو یہ نہیں؟ تو وہ اس کا ثبوت طلب کر سکتا ہے۔ لیکن جو شخص معراج کے ہونے کو صحیح تسلیم کرتا ہے وہ اس کے معجزہ ہونے میں کسی طرح شبہ نہیں کر سکتا۔ رہا حضور ﷺ کی قدرت میں ہونا ہونا اس کے متعلق مفصل بیان و پر گزرد چکا۔

معجزہ ۳۔ شق ستر (۶) بہت سی باتیں فرماتے تھے جو بعد میں ٹھیک ہو جاتی تھیں ”کیا یہ معجزہ ہے؟“ مجھے ملعون کون کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔“

نہ دونوں نبیوں میں آپ کو معلوم نہیں کیا شبہ ہے۔ یا آپ معجزہ شق القمر کا واقع ہونا تسلیم نہیں کرتے؟ شبہ اس میں ہے کہ شق القمر ہوا یا نہیں؟ اگر یہ بات ہو تو میں اس کے متعلق آپ کو قرآن پاک کی آیت اقترت الساعة واشفق القمر (۱) اور اس کی تفسیر کی اور کتب احادیث و سیر کی طرف توجہ داتا ہوں۔ اگر جناب چاہیں گے تو میں شق القمر کا کافی ثبوت پیش کر دوں گا۔ اور اگر آپ شق القمر کو تسلیم کرتے ہیں مگر اس کو معجزہ سے تعبیر کرنے میں تامل سے تو یہ شبہ معجزہ کی تعریف و ہمارے بیان کی ہوئی تفصیل پر غور کرنے سے دور ہو جائے گا۔ حضور ﷺ کی انگلی کے اشارے سے چاند ٹکڑے دو ٹکڑے ہو جانا اور پھر آپس میں مل جانا یہ بات ہے کہ تمام دنیا کے لوگ یہاں سے عاجز ہیں۔ یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح حضور ﷺ کا بہت سی آئندہ ہونے والی باتوں کا ان کے وقوع سے پہلے خبر دینا اور پھر ان باتوں کا اسی کے مطابق ظاہر ہونا بھی کھلا ہوا معجزہ ہے۔ (۱) اگر آپ کو اس کے وجود میں شبہ ہو تو میں ان باتوں کی تفصیل بیان کر سکتا ہوں جن کے واقع ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خبر دی تھی۔ اور ان کے وقوع کا علم کسی تجربہ و تخمینہ و دور رساب سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ عقل سلیم یقین کر لیتی ہے کہ ان کے مخرج نے، فوق اعادہ طریقے سے ان کی خبر دی اور وہ صحیح نکلی۔

لیکن اگر آپ ایسی باتوں کے وقوع کو تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو معجزہ کہنے میں تامل ہے تو بیان سابق سے یہ شبہ دور ہو جائے گا۔ مہربانی فرما کر آپ اپنے شبہات کی نوعیت کو ذرا واضح کر کے بیان فرمادیں تو اس کے زوالہ کی مزید کوشش کی جائے گی۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی

پانچواں باب قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ

مسجد اقصیٰ آنحضرت ﷺ اور قرآن شریف میں کون فضل ہے؟

سوائے مسجد بیت المقدس، آنحضرت ﷺ اور قرآن شریف۔ ان تینوں چیزوں میں سے زر وئے مقدس کو بزرگ و برتر نہیں کرنا چاہئے۔

(حجۃ ۱۱۸) قرآن سے مراد اس کا معنی ہے جو خداوند تعالیٰ کی صفت ہے قرآن کا فضل ہونا خبر ہے اور اگر مرد یہ کاغذ پر لکھا ہو یا پھپھو قرآن مجید ہے تو اس قرآن مجید اور مسجد بیت المقدس و کعبۃ اللہ و مسجد حرام و مسجد نبوی سے آنحضرت ﷺ کا فضل ہے۔ کیونکہ قبر قدس و طہر کا وہ حصہ جو حضور انور ﷺ کے جسم مصر سے مسمیٰ ہے وہ وہ جس تعلق کے ان تمام اشیاء سے افضل ہے تو پھر آپ کی ذات مقدس کا فضل ہونا ظاہر ہے۔
ومكنا افضل منها (ای المدینۃ علی لراحہ الا ما صم اعضاء و عیہ الصلوٰۃ و السلام فانه افضل مطلقاً حتی من الکعبۃ و عرس و الكرسي (درمختار ص ۲۷۸ ح ۲) و فی رد السحر فی انساب و الحلاف فما عدا اموضع القراء لیسقدس فما صم اعضاء الشریعة فہوا افضل بقاء الارض دلاحماء قال سارحہ و کما ای الحلاف فی عمر الست فان الکعبۃ افضل من المدینۃ ماعد لصریح الا قدس و کما الصریح افضل من المسجد الحرام و قد نقل القاصی عیاض و غیرہ الاحمد علی حصہ حتی الکعبۃ و الحلاف فما عداہ اصح اسہی (۳ ۸ ۷ ۲)۔ (۱)

موجودہ دور میں پہلی سہ ماہی کتاب پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

پہلی کتابوں کی منسوخ نہ ماننے والا غلطی پر ہے۔

(سوال) (۱) کیا اس وقت اس کتاب دونوں میں سے کوئی شخص روبرو قریتہ نہیں کر سکتا ہے۔
نہیں اگر عمل کر سکتا ہو تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(۲) مندرجہ بالا کتب منسوخ ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی مسلمان منسوخ نہ مانا ہو تو وہ صحیح راہ پر ہے۔

نہیں؟ المسنہ نمبر ۶۵ موی عبد الرحیم کانپور ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(حجۃ ۱۱۹) تورا، زبور، انجیل پوری پوری منسوخ نہیں ہو میں، ان میں سے بعض حکام منسوخ نہ کرتے ہیں

میں بہ نامہ موجودہ تورا، زبور، انجیل تحریف شدہ ہیں اس سے ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں آیا

لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تکتسبواھم

(۲) جو مسلمان یہ کہتا ہو کہ تور، زبور، انجیل کا کوئی قسم منسوخ نہیں ہوا اور جو موجودہ تورات و انجیل،

نیچے درج ذیل تمل سمجھتا ہو وہ غلط ہے۔ ۱۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم۔ دہلی۔

قرآن مجید افضل ہے یا پاپ صلی اللہ علیہ وسلم؟

(سوال) قرآن شریف افضل ہے یا حضور انور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم؟ المسئلتی نمبر ۱۵۸۔ سید بیرون محمد شاہ صاحب سجدہ نشین درگاہ سید قندر محل شہباز رحمۃ اللہ علیہ بیون ضلع دہلی ۲۵ شعبان ۱۳۵۲ھ ۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۲۰) اگر قرآن مجید سے مراد کاملاً اللہ ہو جو حضرت حق جل شانہ کی صفت ہے تو اس سے افضل ہونے میں شبہ نہیں اور اگر قرآن مجید سے مراد مصحف یعنی قرآن مجید مطبوع یا مکتوب ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ۲۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم۔ دہلی۔

(۱) قرآن مجید سے اونچا ہو کر بیٹھنا یا لیٹنا بے ادبی ہے۔

(۲) جس چارپائی کے نیچے قرآن شریف رکھا ہو، ہوس پر بیٹھنا سخت بے ادبی ہے۔

(۳) ادب کا کیا معنی؟

(۴) جس صورت کو عرف عام میں بے ادبی قرار دیا جاتا ہو وہ بے ادبی ہوگی۔

(سوال) (۱) اگر ایک آدمی زمین پر بیٹھ ہو قرآن پاک سامنے رکھ کر تلاوت کر رہا ہو اور دوسرا آدمی چارپائی پر سامنے بیٹھ ہو یا بیٹھ ہو تو قرآن پاک کے بے ادبی ہے یا نہیں؟ اور وہ چارپائی پر بیٹھ یا لیٹا ہو آدمی گناہ گار ہو گا یا نہیں؟

(۲) ایک آدمی چارپائی پر لیٹا بیٹھا ہو اور قرآن پاک چارپائی کے نیچے رکھ ہو یہ بے ادبی بھی نہیں؟ قرآن وحدیث سے حوالہ عنایت فرمائیں۔

(۳) ادب کے کیا معنی ہوتے ہیں؟

(۴) ایک آدمی مسکری ہے اور مہم سجد بھی ہے اس کا قول ہے کہ نمبر یک در نمبر دو میں قرآن پاک کی کوئی بے ادبی نہیں ہے۔ یہ ادب صرف ہندوستان کا ہے۔ قرآن پاک کا ادب صرف یہ ہے کہ اس میں جو احکام خداوندی ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ ہاں اگر کوئی عام کسی آیت یا حدیث یا فقہ سے ثابت کر دے کہ چارپائی پر آدمی بیٹھا ہو اور نیچے قرآن پاک ہو یہ بے ادبی ہے تو میں مان لوں گا۔ اور یہ بھی قوی ہے کہ جو شخص

۱۔ عن حابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین ناہ عمر فقال ما سمع احادیث من یہود تعجب افتری ان تکب بعضہا فقال امتہو کون اسم کما یہو کتب لہود لو کاب موسیٰ حی ما وسعہ لا داعی (مشکوٰۃ ۳۰ ایچ یم سعید) ۲۔ تکب بعضہا، فقال امہو کون۔ متہ کتب لہو کتب لہود لو کاب موسیٰ ہما ما وسعہ الا اتع (مشکوٰۃ ۳۰ ایچ یم سعید)

اس صورت میں یہ مخلوق ہے اور مخلوق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہیں۔ وحی السرا حیا صلی اللہ علیہ وسلم اکرم الخلق وفضلہم (الاعتراف ۸، ۲۰۶، ۲۰۷)

قرآن پاک سامنے رکھ کر پڑھ رہا ہو وہ خود قرآن پاک کا ادب کرنے کا اس وقت مکلف ہے کہ کوئی حرکت سے ادنیٰ کی نہ کرے، اور جو آدمی چارپائی پر بیٹھایا بیٹھ رہا ہو پڑھ رہا ہے وہ قرآن پاک کے ادب کا مکلف نہیں ہے۔ جس طرح قرآن پاک میں آنا ہے کہ غیر وضو قرآن کو ہاتھ نہ لگاؤ، اسی طرح قرآن یا حدیث سے تہمت کرو کہ مذکورہ صورت بے ادبی میں داخل ہے ورنہ یہ گھر ہوا ادب میں نہیں ماننا۔ بیوا تو جرو۔

المستفتی نمبر ۵۵۶ محمود حسن (سہرپور) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۱۲۱) اگر ایک ہی مکان میں دو ایک ہی جگہ ایسی صورت ہو تو عرف عام میں اس کو بے ادبی قرار دیا جاتا ہے۔ ہذا اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ کتب فقہ میں "تلاش کرنے پر اس صورت کی تصریح تو نہیں لی مگر عرفی بے ادبی کا مد عرف عام پر ہے۔ ورنہ اس پر حکم دیا جاتا ہے۔

(۲) یہ صورت پہلی صورت سے زیادہ فحش ہے کہ بالکل قریب ہی نیچے قرآن مجید ہو اور اوپر کوئی شخص

بیٹھا بیٹھا ہو۔ ۱

(۳) ادب سے مرد تکریم ہے یعنی قرآن مجید کیسے تھایا معاملہ کیا جائے جس سے اس کی بزرگی اور عظمت ظاہر ہو اور ایسی کارروائی سے احتراز کیا جائے جس سے اس کی قدر کی یا ہانت ہوتی ہو۔

نمبر (۴) سے آخر تک جو تیس ہیں یہ اس شخص کا خیال ہے اور عرف اس کے خلاف ہے۔ اگر کسی صورت کا عرف عام میں بے ادبی قرار دیا جاتا ہو تو ادب ادبی ہوگی خواہ اس کی تصریح کسی کتاب میں نہ ملے۔ مثلاً سیدہ اور قرآن مجید کو دفن کرنے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کو خلی قبر میں رکھ جائے۔ سیدھے گڑھے میں رکھ کر اس پر مٹی نہ ڈال جائے کہ اس میں بے ادبی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ، دہلی۔

قرآن مجید کے سیدہ اور اراق کو جلانے کا حکم۔

(سوال) اگر سیدہ اور قرآن مجید کو اس خیال سے جدا دیا جائے کہ ان کی توہین نہ ہو تو یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ المسلسلی نمبر ۶۳۴ مولوی نور اللہ (ضلع کل پور) ۲ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء۔ (جواب ۱۲۲) توہین سے مخفوف رکھنے کی غرض سے جدا ناجائز ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصدحف کو جب کہ ان کو باقی رکھنا مناسب نہ تھا، جدا دیا تھا۔ فقہ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ، دہلی۔

طاقوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کی طرف پیٹھ ہو جانے میں گناہ نہیں۔

(سوال ۱) مسجد کے طاقوں میں درپیکوں میں چاروں طرف قرآن شریف رکھے رہتے ہیں۔ فرش سے

۱۔ ولا تعد داعی مکب رفع ماعلہ لفران، حیوۃ المسلمین بحلیم لامة ۵۴ ذرہ، سلامات لاہور۔
۲۔ لمصحف اد صر حنفی محمد بن لایہ یوشی و دیش یحاج ابی اھدہ اسراف علیہ وفقی دلث یوح نحفیر لا اد حنفی فوقہ سقف بحیث لا یصل السحاب لہ فھو حبس (حدیث ۵ ۳۳۳ ماچہ یہ کوئٹہ)۔
۳۔ بہز یہ ہے جدا نہ جائے بلکہ دفن رواج ہے بیان میں بہادیا جائے بہر حال اتر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواز کی دلیل ہے۔
و مر بسواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ال یحرق (بخاری ۲ ۴۶۱۲ قدیمی)

ایک دو گز کی بندی کے درمیان میں۔ در نیچے تو بالکل ہاتھ ہی بھر اونچے ہیں۔ ایک مولوی صاحب دعا فرما رہے تھے کہ مونڈھے سے اونچے رکھنے چاہئیں پھر پیٹھ ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اسی تک امام صاحب جو نڈلہ نے آپ کے فرمان تک ملتوی رکھا ہے۔ اب اذن ہے کیا کیا جائے، آنے والوں کو سمجھایا جائے یہ ایک تختہ کن خاص بندی پر لگوائے جائیں؟

(۲) نمازی فردا قبل جماعت یا بعد جماعت نماز پڑھتے رہتے ہیں، قرآن خوں بھی تلاوت کرنے لگتے ہیں، اکثر زور زور سے بھی در بعض بزار کی دکان میں اس قدر زور زور سے پڑھتے ہیں کہ مسجد کے نمازیوں کا دھیان ہٹ جاتا ہے۔ ایسے موقعوں پر کیا کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۷۶۶ نور محمد صاحب ہیڈ، ٹر جو نڈلہ۔ ضلع کرنال ۷ اذیفہ ۳۵۳ھ ۱۲ فروری

۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۳) ہاں مونڈھوں سے اونچے ہوں تو بہتر ہے۔ ورنہ طاقتوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کی طرف پیٹھ ہو جانے میں گناہ نہیں۔

(۲) جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو تلاوت کرنے والے کو آہستہ آہستہ پڑھنا لازم ہے۔ زور زور سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

قرآن مجید کے یو سیدہ وراق کا حکم۔

(سوال) پرانے ورق مصحف کے کہ قابل، شفع نہ رہیں تو آگ (۱) میں جلانے جائیں یا پانی (۲) میں دھوئے جائیں پھر پانی کو پاک جگہ میں ڈال جائے، یا زمین میں محفوظ جگہ پر دفن کئے جائیں۔ جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔ المصحف اذا صار بحال لا یقرء فیہ یدفن کالمسلم۔ رد المحتار جلد اول ص ۱۳۰ قولہ یدفن ای بجعل فی حرقة طاهرة و یدفن فی محل غیر ممتن لا یوطأ و فی الذخیرة ویبغی ان یلحد له ولا یسق له لا نه یحتاج الی اهلة التراب علیه و فی ذلك نوع تحقیر الا اذا جعل فوقه سقفا بحيث لا یصل التراب الیه فهو حسن ایضاً الخ در مختار جلد اول ۱۳۰ قولہ کا لمسلم فانه مکرم و اذا مات و عدم نفسه یدفن و كذلك المصحف فلیس فی اهالة اهالة له بل ذلك اکرام خوفا من الامتھان۔ در مختار جلد اول ص ۱۳۱ بیواتو جروا

المستفتی نمبر ۷۵ مولوی سراج الدین (ضلع ملتان) ۸ ذی قعدہ ۳۵۳ھ ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۴) محفوظ مقام میں دفن کر دینا بھی جائز ہے لیکن جادین آج کل زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایسا محفوظ مقام دستیاب ہونا مشکل ہے کہ وہاں آدمی یا جانور نہ پہنچ سکیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مصحف کو جاننا اس کے جواز کی دلیل ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

۲۔ وفي المحيط بكرة رفع الصوت لقراءة القرآن عند المشتعلين بالأعمال، مجموعة الفتاوى على هامش خلاصة الفتاوى (۳/۳۳۰ محمد بدی، دہلی)۔

۲۔ و امر بما سواه من القرآن فی کل صحیفة و مصحف ان یحرق و یذری ۲ (۷۳۶)

(جواب ۱۲۵) دیگر یہ یاد اور قی قرآن مجید جب نفرت کے قابل نہ رہیں تو ان کو دفن کر دینا چاہئے، اگر یہ مقام پر کہ وہاں آدمیوں یا جانوروں کے قدم نہ پہنچیں اور اگر ایسا مقام دستیاب نہ ہو تو پھر احتیاط سے جدا کر رکھ دیا میں بہادینا چاہئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحب کو اسی غرض سے جلا دیا تھا۔ جلا نا بغرض احترام ناجائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

قرآنی آیات اور قابل احترام مرض میں والے اور اقل کو ردی میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے (سوال) خبروں کے اندر جو قرآن پاک کی آیتیں ملتی ہوتی ہیں ورنہ خبروں کو پڑھنے کے بعد ردی میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۹۵۱ عبد الرزاق صاحب (اوجین) ۳ رجب الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء (جواب ۱۲۶) خبروں کے اندر قرآن پاک کی آیتیں یا اور قابل احترام مضامین ہوں تو ان کو ردی میں استعمال کرنا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

جلسہ میں قرآن مجید کی تلاوت کو بقیہ امور پر مقدم رکھنا چاہئے۔ (سوال) بچوں کو سکھانے کے لئے جلسہ کرنا جائز ہے۔ اس میں قرآن شریف کی تلاوت اور کہانی یا مضمون اور نظم تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اس میں ایک ترتیب تو یہ ہے کہ اول پچھلے قرآن شریف کی تلاوت کریں اس کے بعد کہانی اور نظم کا مرتبہ رکھ دیا جائے۔ دوسری ترتیب یہ ہے کہ اول کہانی پھر قرآن شریف پھر نظم دونوں صورتوں میں بہتر صورت کون سی ہے۔ قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے یا نظم اور کہانیوں کا مقدم کرنا جو صورت شرفاً افضل ہو بیان فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۱۰۸۲ عبد العظیم سنہ (دہلی) ۱۰ جمادی اول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جولائی ۱۹۳۶ء (جواب ۱۲۷) قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے۔ تاکہ وہ پہلے ہو جائے کی وجہ سے کہانی اور نظم کے ساتھ احتیاط سے محفوظ رہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

الجواب صحیح۔ حبیب الرحمن سلیمن نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ الجواب صحیح۔ ریاض الدین غنی مدرسہ دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح محمد نظرائے خیر۔ امام مسجد قادیان دہلی۔

قرآن مجید کا بغیر عربی متن کے مختصر ترجمہ شائع کرنا کیسا ہے؟
کیا قرآن شریف کا ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت بالکل نہ ہو
اور بامناورہ عبارت ہو شائع کرنا درست ہے؟

المستفتی نمبر ۹۸۱۹ ایذا احمد صاحب (پور) ۷ رجب الاول ۱۳۵۵ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۸) قرآن مجید کی اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیت کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضرور ہے۔ خاص ترجمہ کی اترعت میں تغیر و تبدل کے امکانات زیادہ ہیں اس لئے اس پر اقدم کرنا مسلمانوں کے لئے قریب صواب نہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا۔ دہلی۔

”میں مولوی کے مقابلے میں قرآن وحدیث کو نہیں ماننا سننا چاہتا ہوں“ کہنا کیسا ہے؟
(سوال) ایک شخص کہتا ہے کہ میں قرآن وحدیث کو نہیں جانتا نہ میں مولوی کے مقابلے میں کوئی بات قرآن وحدیث کی سننا چاہتا ہوں، خود بہرہ مولوی غلط ہی کہیں۔ ایسے آدمی کے دئے کیا حکم ہے؟
المستفتی نمبر ۱۲۸۸ محمد اسماعیل صاحب (امرت سر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۲۹) یہ قول کہ میں مولوی کے مقابلے میں قرآن وحدیث کو نہیں جانتا نہ سننا چاہتا ہوں۔ بہت سخت گناہ کی بات ہے اور موجب فسق ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لا۔ دہلی۔

قرآن مجید کی صبیح و نشر و تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے
قرآن کریم کو بغرض تعلیم پر و پارہ کر کے چھاپنا درست ہے۔
(سوال) (۱) قرآن کریم کی صبیح و نشر غیر مسلم قوام کے ہاتھ میں نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کوئی مسلم کہیں کوئی سنگ مسلم یا کام اپنے ہاتھ میں لے تو وہ گویا اس کی ہستی کا مشکور ہونا چاہئے۔ لیکن اس ہستی کو قرآن کریم کو ایک تجارت تصور نہ کرنا چاہئے۔ ہاں اس کے متعلق جس قدر مصارف (خود شیریہ قبائل) ہوں ان کو وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اس سے زیادہ وصول کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ جو روپیہ بطور منافع اس طرح سے حاصل ہو گا وہ ناجائز ہے۔ میرا یہ خیال صحیح ہے تو پھر اسے منافع کے حصہ دار نہ بھی جائز۔ روپیہ حاصل نہیں کرتے اور حقیقت اسی میں ہے کہ اس منافع سے پرہیز کیا جاوے۔ عوام کو عموماً در امر کو خصوصاً۔

(۲) قرآن کریم کو حصہ حصہ کر کے (مثلاً سورہ۔ یزیدہ سورہ۔ یزیدہ سورہ) چھپو نا درست ہے یا اس طرح قرآن کریم کا پارہ پارہ ہونے کا اندیشہ نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ کریم ہے۔

(۳) قرآن کا ہشت رنگ وغیرہ کرنا کہ اس کی صورت مزین معلوم ہو، نیز موجودہ زمانہ کے مطابق بھی ہے قیہ اس تک درست ہے۔

المستفتی نمبر ۱۳۵۹ محمد برکت علی صاحب سب پنج پشتر (جاندہ ہر) ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء۔

۱۔ عتاد بصرہ، قاریہ اولیٰ دین یکتا مصحف ہدایمہ (شعبہ ۱۳۸۶)
۲۔ نشر المثنیٰ صاحب نے حقیقتاً گھر کا کوئی نہیں دیا، گھر نہ ہے کہہ سکتے۔ آئی کا گھر جاتا ہے۔ ویکٹر ادب، مکرانہ میں بصرہ۔
و سحر نامہ ص ۱۳۱ (۱۳۱۱ء)

(جواب ۱۳۰) (۱) مصلحت مصلحت یا قلمی مالک کی ملک میں درودہ ن کو بیع کر سکتے ہیں، ورنہ تجارت ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور قرآن کریم کی صیغ اور نشر و تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔
(۲) حصہ حصہ کر کے شائع کرنا مباح ہے ورنہ عرض تعلیم بچوں کے سنے پارہ پارہ کر کے پھینا بھی مفید ہے ورنہ سنا اور خلع معمول ہے۔

(۳) یہ صورت خلاف دین ہے، لیکن اگر غرض قرآن مجید کی عظمت و احترام ہو تو مباح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ اے

بلا قصد سپارہ ہاتھ سے گر جانے پر پکڑ نہیں۔

(سوال) تین سال کا غرض ہوا کہ مسجد میں شب کو زید و بحر کا بچہ جھگڑا ہوا۔ دونوں بیٹھے ہوئے تھے ورنہ میں گفتگو باہمی کر رہے تھے۔ زید نے سپرد ہاتھ میں لے کر بحر سے یہ کہا کہ میں نے پہلے بھی قسم کھائی تھی جس پر تم نے اعتبار نہیں کیا۔ پس زید نے ہاتھ سے سپارہ فرش پر کر پڑا۔ بعد اس کے دونوں بچہ سرحد تک ہم کام نہیں ہوئے۔ جب وہاں سے باہمی صبح پر دونوں کو مجبور کیا تو زید نے خود چھوٹے ہونے کے سبب بحر سے معافی مانگ لی ورنہ دونوں راضی ہو گئے۔ لیکن بحر پھر بھی مسجد میں نہیں آیا اور مسجد اور جماعت کو اس نے ترک ہی رکھا، غرض جب دریافت کیا گیا تو اس نے یہ کہا کہ زید کے ہاتھ سے جو سپارہ کر پڑا ہے اس پر شرعی کسی موعود صاحب کا حکم ہو نا چاہیے، جب میں مسجد میں آؤں گا۔ ورنہ مسجد میں تمام نمازیوں کے روبرو یہ علان کر چکا ہے کہ میں نے حیثیت چھوٹے ہونے کے بحر سے رضی نامہ کر لیا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ اور جو سپارہ کہ غصے میں میرے ہاتھ سے گرا اس پر اللہ تعالیٰ درگاہ میں تو۔ کی۔ اب حضور مہربانی فرما کر دونوں کے بارے میں جو حکم شرعی ہو، جواب دیجئے گا۔ تاکہ حضور کے جواب پر سب متفق ہوں۔ المستفتی نمبر ۱۴۰۰ موعود بہادر خان صاحب۔
اے۔ لی۔ مبینی نمبر ۱۳ اچھا دینی (پہن) ۲۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۳۱) زید کے ہاتھ سے بلا قصد سپارہ گر گیا تو زید پر کوئی مواخذہ نہیں۔ صرف اس سے احتیاطی اور نفست کی وجہ سے اس کو مار گاہے عزت جل شانہ میں تو۔ ورنہ متغافل کر لینا کافی ہے بحر کو اس میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ زید اور بحر کے درمیان کشیدگی کے جو سبب تھے دور فسخ کر دیئے گئے اور معافی ہوئی تو بحر کو زید کے ساتھ کام و سام کرنے اور مسجد و جماعت میں شریک ہونے سے باز نہیں رہنا چاہئے۔ ۳۔ فقط محمد کفایت اللہ

ہندی رسم الخط میں قرآن کریم شائع کرنا جائز نہیں۔

ہندوؤں میں قرآنی تعلیمات کی نشر و شاعت اور ان کی بدیت کے لئے ہندی ترجمہ کے ساتھ

کافہ ارمان میں مقبول ہے اس سے تحف کی بابت خبر ہے۔

۲۔ وحیہ المصحف المصحف المصحف (تورمیر ۲۸۶۲ مبعہ)

۳۔ عن ابی یوسف والاصدیری ابی یوسف اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لرجل ینہجر احده فوق ثلث لیل (ناری

ترغیب ۲۔ ۸۹ قہر کی سبب ہے۔

ہندی رسم خط میں متن بھی درج کیا جائے تو کیسا ہے؟

المسنفتی نمبر ۲۵۶ محمد عبدالحی (کانپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۹ھ ۲۹ فروری ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۳۲) چونکہ ہندی رسم الخط میں عربی کے کئی حرف نہیں ہیں اور نہ ان کو ظاہر کرنے کے لئے کوئی قطع علامات ہیں اس لئے متن قرآن اور نظم فرقان کو ہندی رسم الخط میں شائع کرنا جائز نہیں ہندی ترجمہ ہندی رسم الخط میں شائع کیا جاسکتا ہے، مگر نظم قرآن کو عربی رسم الخط میں ہی لکھا جائے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کانپور دہلی۔

غیر مسم سے قرآن پاک کی جلد بنوانا۔

(سوال) جمل جلد ساز مسلمان نہ ہو وہاں ہندو جلد ساز سے کام مجید مترجم کی جلد بنوانا جائز یا نہیں؟

المسنفتی نمبر ۲۵۱ شجاعت حسین (ضلع آگرہ) ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۱۶ مئی ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۱۳۳) ہندو جلد ساز سے حتی الامکان قرآن مجید کی جلد نہ بنوانی جائے۔ محمد کفایت اللہ کانپور دہلی۔

قرآن کریم کے یو سیدہ اور ارق کا حکم۔

(سوال) قرآن مجید کے اور ارق کمنہ کو کس طرح ضائع کیا جائے؟

(از اخبار رسد روزہ جمعہ دہلی مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(جواب ۱۳۴) پھرے کر ام نے قرآن پاک کے اور ارق کمنہ کے لئے یہ ترکیب بتائی ہے کہ ان کو کسی برتن میں رکھ کر بھٹی قبر کے مشابہ گڑھا کھود کر ایسے مقام میں دفن کر دیا جائے جہاں آدمی اور جانور نہ پہنچتے ہوں، (۱) مگر یہی جگہ کا آج کل ماننا مشکل ہے، اس لئے اگر جلا کر ان کی راکھ دریا میں ڈال دی جائے تو اس میں زیادہ امن ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

قرآن پاک کے علاوہ جو دس پارے بتائے جاتے ہیں۔

ان کو ناپاک چیز کے ساتھ تشبیہ دینا۔

(از اخبار جمعہ دہلی مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۲۷ء)

(سوال) بمقام ودیگر مجلس شب قدر میں ایک وعظ صاحب نے اثنائے وعظ میں یوں فرمایا کہ کام مجید میں تیس پاروں کے علاوہ دس پارے اور ہیں جو صوفی بیان کرتے ہیں، انہوں نے ان پاروں کو ایسا پوشیدہ رکھا ہے جیسا کہ عورت اپنی حیض کی چند یوں کو پوشیدہ رکھتی ہے۔ پس ایسی مجلس متبرک میں وعظ صاحب کا کام پاک کو ایک ایسی نجس چیز سے تمثیل دینا جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ اعتاد القراءۃ بالقرآن و اراد ان یکتب مصحفاً ینایس، وان کتب القرآن و تفسیر کل حرف و ترجمتہ حار۔ (رد المحتار ۳۸۶ ص ۱)

۲۔ المصحف اذا صار خفياً بلحدله۔ (ہندیہ ۵، ۳۲۳ ما جید)

۳۔ بہر یہ ہے کہ جلدے بغیر دیبا میں بہادیا جائے المصحف اذا صار خفياً و تعذرت القراءۃ منه لا یحرق بالار۔ (رد المحتار ۳۲۳، جیدہ ولا یس بان تلقی فی ماء حار۔ (رد المحتار ۱، ۷۷ ص ۱)

(جواب ۱۳۵) اُتر پہ داعی صاحب نے غالباً یہ الفاظ بطور طنز کے بیان کئے ہیں۔ مطلب یہ ہو گا کہ قرآن مجید انہیں تیس یروں میں جو موزوں ہیں کامل و مکمل ہے۔ اس کے علاوہ وردس پارے نہیں ہیں۔ جو وگ وردس پارے بیان کرتے ہیں تو کیوں ان کو منظر عام پر نہیں لاتے؟ اور کیوں ان افتراء کردہ پاروں کو حیض کے پتوں کی طرح چھپاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جو دس پارے درستائے جاتے ہیں اور ان کو قرآن کا جزو قرار دیا جائے وہ ثابت کذب و افتراء کے ناپاک ہی ہوں گے۔ اس لئے مضمون مذکور کی نوعیت اگر یہی ہو تو مضمون فی نظرہ قابل اصرام نہیں ہے۔ تاہم اس طرح سے تعبیر کرنا بھی صحیح طریقے پر مبنی نہیں ہے کہ اس سے غلط فہمی ہو سکتی ہے اور ہوئی۔ کہ اس سوال کی نوبت آئی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان امہ۔ دہلی۔

مسئلہ خلق قرآن

(از اخبار الحمیدیہ دہلی مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) مولوی محمد مسموم صاحب۔ کل پوری نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ کاغذ، سیاہی مخلوق ہے اور اللہ کا کاغذ خالق ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟

(جواب ۱۳۶) قرآن مجید، سورہ جس کو قرآن مجید، کام مجید کہتے ہیں وہ مصحف ہے۔ یعنی کاغذ یا سن در چیز پر لکھا ہوا چھپا ہوا قرآن۔ یہ یقیناً مخلوق ہے، حادث ہے۔ اور کام پاک جو ہم اپنی زبان سے پڑھتے ہیں اور ہمارے لفظ سے اس کی عبارت سنی سے یہ بھی مخلوق اور حادث ہے۔ اس کے اوپر اس کا مدلول یعنی وہ کام ہے جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ خدا کا کام ہے تو وہ کام نفس مخلوق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ فی حد ذاته خالق یا مخلوق نہیں ہے۔ بلکہ خالق و ذاتی صفت ہے۔ (۲) محمد غیب مذکان امہ۔ دہلی۔

(۱) قرآنی آیت والے اخبارات کو ردی میں استعمال کرنا مناسب نہیں۔

(۲) قرآن کریم پاس موجود ہو کسی کی تعظیم کیسے کھڑا ہونا۔

(از اخبار الحمیدیہ دہلی مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) کثر اخبارات وغیرہ میں امہ عزوجل کے، یا آیت قرآنی یا رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک یا احادیث وغیرہ لکھی رہتی ہیں، ایسے اخبار لوگ ردی میں پتہ دیتے ہیں، پھر وہ ردی کا غد پڑیوں میں لٹاؤں میں گایا جاتا ہے، اس کا کیا جہم ہے؟

(۲) جب کہ ہمارے سامنے قرآن کریم موجود ہو تو کیا ہم کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر تعظیم کے لئے قرآن کریم سے ہٹے ہوئے کھڑے ہو جائیں تو کیسے ہے؟

۱۔ فقہاء نے ایسی بات سے منع فرمایا ہے، جسے عوام عامی کا ذکر ہو جائے، "لکن الاولى ان لا یقرء بالعربیۃ عند العوام حیاتیۃ" (تفسیر درمعیہ ارد ۵۴۱ء)

۲۔ وافرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق و عقب القرآن کلام اللہ تعالیٰ لما ذکر المشایخ من انہ یقل القرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق ولا یقال القرآن غیر مخلوق لایسأل الی التیم ان السؤل من الا صوات و الحروف قدیم الخ (شرح المصابہ ۹۰ ص ۹۱۔ بحمدہ)

(۱) قرآن شریف کی سورت کرمانی مقررہ معوضے پر جائز ہے یا نہیں؟

(۹) ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جو بامعاوضہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہو جائز ہے یا ناجائز؟

(۱۰) بامعاوضہ مسجد میں نماز پڑھانا کیا حکم رکھتا ہے؟

(جواب ۱۳۸) (۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا مسلمان کے لئے ناجائز ہے۔ (۲) قرآن کریم کا غیر زبان میں ترجمہ کرنا غرض تبیغ جائز ہے (۳) قرآن کریم کا ترجمہ مسلمان کے حق میں قرآن مجید کا حکم رکھتا ہے اور غیر مسلمان کو تبیغ کے لئے دینا جائز ہے (۴) غرض تبیغ جائز ہے (۵) غرض تبیغ و تنہیم بقدر ضرورت جائز ہے (۶) مسلمان کے لئے ناجائز ہے (۷) بہتر ہے کہ ان کو محفوظ طریقے پر دفن کر دیں۔ ایسی جگہ دفن کریں جو پامال نہ ہوتی ہو یا جلا کر رکھ دیا میں ڈال دیں (۸) تلاوت کی اجرت دینا یا لینا ناجائز ہے۔ (۹) جائز ہے مگر خلاف اولیٰ (۱۰) امامت کی جرت یعنی جائز ہے۔ (۱۱) آیت کریمہ کے معنی یہ بھی ہیں کہ قرآن شریف کو پاک و گویوں کے سوا دوسرے نہ چھوئیں۔ اور دوسرے معنی بھی ہیں۔ (۱۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہی۔

موجودہ انجیل اور توریت محرف ہے۔

از اخبار الجمعیۃ دہلی مؤرخہ ۳ مارچ ۱۹۳۷ء

(السوال) موجودہ انجیل و تورات کے مضامین قبل کے مطابق ہیں یا نہیں؟

(الجواب ۱۳۹) موجودہ انجیل و تورات محرف ہیں۔ ان کے اندر تحریف و تبدیلی کا وقوع قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اس لئے ان کے مضامین پر بھروسہ نہیں رہا کہ کون سی عبارت منہج منہج سے اور کون سی تحریف شدہ (۱۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہی۔

۱۔ لا یمسہ الا المطہرون (دفعہ ۷۹)

۲۔ کتب القرآن و تفسیر کتب حروف و ترجمہ جہاد (رد المحتار ۱/۱۷۷)

۳۔ یہ نسخہ صاحب کی رائے ہے فقہاء کرام جو ان کے قائل ہیں۔ وقد حور اصحابا من کتب التفسیر للمحدث (رد المحتار ۱/۷۷۷)

۴۔ نحو کتابہ ایہ اوایا میں بالعربیۃ لا اکثر (رد المحتار ۱/۲۸۶)

۵۔ لا یمسہ الا المطہرون (واقعہ ۷۹)

۶۔ المصحف دہ صر حنفی بدحدایح (حدیث ۵۳۲۳ ج ۱)

۷۔ اقوال المفتی نہ حوار لا حد استحسانا علی نعیم لہذا لا علیہ براءۃ لمحذوفہ (اشمیہ ۵۶۷ سعید)

۸۔ مکرر ہے کہ وہ نہادیر صرر سے دئی فاسق ہو جاتا اور اس کی دست بردار دیکھئے (اشمیہ ۵۵۶)

۹۔ استحسوا الاستیجار ورد فی متن الجمع الامامۃ (رد المحتار ۱/۵۵۷ سعید)

۱۰۔ وقال العوفی عن ابن عباس (لا یمسہ الا المطہرون) یعنی الملائکۃ، وعن قتادۃ (لا یمسہ الا المطہرون) قال لا یمسہ

عند اللہ الا المطہرون ابیہ، وقال ابن زید رعمت کفار فریش ان هذا القرآن نزلت به الشیاطین فاخبر اللہ تعالیٰ ابیہ

لا یمسہ الا لمطہرون، وقال لاحرون (لا یمسہ الا المطہرون) ای من الحباۃ والحدث، (تفسیر ابن کثیر ۳/۲۹۸)

بیدری روبر

۱۱۔ بحرفوں اکلم عن مواضع (نسا، ۳۶)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصدقوا اهل لکتاب ولا تکذبوہم، (بخاری ۲/۱۰۹۳ قدیمی کتب خانہ)

(جواب ۱۴۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فاضل مانا اور فضیلت کا یہ دینا تمام علمائے اہل سنت و الجماعت کے خلاف ہے۔ اہل سنت و الجماعت کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام امت محمدیہ سے فاضل ہیں (۱) صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق یہ کہنا کہ انصار نے متفق ہو کر انہیں خلیفہ بنالیا، قائل کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ انصار تو شروء سے قریش کے خد ف تھے۔ انصار کی کو خلیفہ بننا چاہتے تھے۔ بالآخر یہاں تک کہ ایک خلیفہ قریشی ہو تو ایک انصار کی (۲) لیکن تمام مہاجرین و انصار میں سے یہ کسی نے نہ کہا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل یا خلافت کے زیادہ مستحق اور حقدار ہیں۔ حضرت صدیق کی خلافت کو تمام مہاجرین و انصار نے تسلیم کیا۔ (۳) اور کیوں نہ تسلیم کرتے جب کہ خود رسول کریم ﷺ نے اپنے اطراف سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین بنادیا۔ اور نماز پڑھانے میں باوجود حضرت کا کثرت سنی اللہ تعالیٰ عنہ اور پسند اور شخص کے اس انصرار کے کہ کسی دوسرے کو امام بنایا جائے، آپ ﷺ نے نہ مانا۔ اور نا لہاری کے لیے میں فرمایا کہ تم سوا صاحب یوسف علیہ السلام ہو، یعنی مجھ کو ایک امر حق سے پھیرنا چاہتی ہو۔ یوخر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی امام بنایا۔ (۴) اور آنحضرت ﷺ نے بطور پیشگوئی پہلے ہی فرمادیا تھا کہ یا بئی اللہ و المسلمون الا انا کبر۔ یعنی نہ خدا کی دوسرے کو خلیفہ ہونے دے گا، نہ مسلمان کسی دوسرے کو خلیفہ بنائیں گے۔ آپ ﷺ کے اس ارشاد سے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کو نور وحی سے یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ میرے بعد خود حضرت رب العزت جل جلالہ کی ہی طرف سے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے جائیں گے۔ نیز مسلمان بھی کسی دوسرے کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے پسند نہ کریں گے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے صراحتاً ان کی خلافت کے متعلق چھ ارشاد فرماتے کی ضرورت نہ سمجھی۔ لیکن آپ ﷺ کا یہ طرز عمل اور یہ ارشادات بھی تسریح سے کمر نہیں ہیں۔

پس مذہب حق یہی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تمام امت محمدیہ سے افضل تھے۔ یہ کہنا کہ حضرت ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق پہلے نہیں فرمایا صحیح نہیں۔ جیسا کہ آپ کے ارشادات جو مثل تصریح کے میں بکثرت خلافت صدیق پر دلالت کرتے ہیں۔ نیز آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے متعلق بھی تو کچھ تصریح نہیں فرمائی پھر ان کو کس وجہ سے مستحق خلافت قرار دے لیا گیا۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا یہ قائل مبتدع ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم۔ (۱)

۱۔ اخص لشر بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شرح ابن کثیر ۱/۲۲۳ ج ۱) (مجموعہ)

۲۔ فقال حبس لیسر لا ولہ لا فعل ما سر و مکہ اسر (تاریخ شریف ۱/۵۸۱ ج ۱ کب کا)

۳۔ لان الصحابة قد اجمعوا يوم توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم واستقر رأيهم على خلافة أبي بكر فاجتمعوا على ذلك و ما بعد علي، علي رؤس الاشهاد بعد توقف كان منه ۱۴ (شرح التكملة ۱/۲۲۶ ج ۱) (مجموعہ)

۴۔ ترمذی ۲/۵۵۵ ج ۲

۵۔ مسند ترمذی ۲/۵۵۵ ج ۲

۶۔ الرافضی ۱۔ کان بفصل عبد کرم اللہ وجہہ علی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا يكون کافر الا انه مبتدع، (مندیہ)

۲۔ الامام ۱۔ (بکرہ احادیث) مبتدع صاحب البدع وہی الا اعتقاد خلاف المعروف (الدر المنثور ۱/۵۵۵ ج ۱)

اہم و رولی میں فرق .

(سوال) اہم و رولی میں کیا فرق ہے ؟

المسنفی نمبر ۳۵۴ نور اسلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۵ فروری ۱۹۳۷ء
(جواب ۱۴۲) دن امام بھی ہو سکتا ہے اور اماموں ہو سکتے ہیں۔ اہم تو اس کو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اس کو اپنا پیشو و مقتدا قرار دے (۱) اور ولی اس کو کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے و معصیت سے بچے اور خدا کا دوست بن جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کا، بدہدہ دہلی۔

اشتہار علمائے اہل حدیث اور احناف کا متفقہ فتویٰ میں درج فتویٰ کی وضاحت .

(سوال) عرض ہے کہ ایک مذبذوب پوسٹر قبل از عید اضحیٰ شائع ہوا جس کی سرخی یہ ہے کہ ”علماء اہل حدیث و احناف کا متفقہ فتویٰ“ جو منسلک غریضہ ہذا ہے۔ اس میں مجھ کا جز و ولد محترم جناب مولانا عبدوہاب صاحب مرحوم و نیز جماعت غرباء اہل حدیث کے خود ساختہ عقائد از سبب کل بشکل سولہ اٹا ۴ ظاہر کئے گئے ہیں۔ ان کے جوابات میں جناب کی طرف سے جواب نمبر ۲۶ درج ہے۔ دریافت حسب امر یہ ہے کہ آیا سوالات نمبر تا نمبر ۴۰ عینہ آپ کے پاس سائل لے کر آیا اور جواب جو آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ فی واقعہ نہیں سوالات کے جواب میں آل جناب ہی نے تحریر فرمایا ہے، امید کہ خلاق کریمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اصل حقیقت سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

دیگر۔ سائل نے سوالات میں جو عقائد ہماری طرف منسوب کئے ہیں، وہ بالکل غلط اور تعصب پر مبنی ہیں۔ ہمارے جو عقائد ہیں وہ اشتہار عنون ”اعلان عامہ پرئے رفع اہتمام“ میں درج ہیں۔ جس کی ایک کاپی اسرار خدمت ہے۔ کیا ان عقائد کے سبب سے میں اور میرے والد و میری جماعت خارج از اسلام ہو سکتے ہیں اور جمیع حقوق اسلامی سے محروم۔ نیز جو شخص کسی کے متعلق خلاف واقعہ سوالات کر کے مسلمانوں میں تشکیک و تفریق کا باعث ہو اس کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے۔ آل جناب بلا کسی رو رعایت کے آزادانہ جواب تحریر فرما کر ممنون فرمادیں۔ فقط

المسنفی نمبر ۳۷۳ ۱ محمد عبد السلام خادم جماعت غرباء اہل حدیث صدر بازار دہلی ۲۲ ذی الحجہ

۱۳۵۵ھ م ۶ مارچ ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۴۳) پوسٹر عنون بعنوان ”علمائے اہل حدیث و احناف کا متفقہ فتویٰ“ میں نے دیکھا، مجھے فسوس ہے کہ اس بارے میں جو استفتاء میرے پاس آیا تھا اور جو جواب میں نے لکھا تھا، اس کی نقل نہیں رکھی گئی۔ جواب نمبر ۲۶ کی عبارت پڑھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ عبارت میری ہے لیکن مجھے یہ یاد نہیں آتا کہ سوال کی

۱۔ و تفسیر ما بالمدیعة و فی السامیة و ام بھتہ جماعتہ من العلماء و من اہل الراۃ و التدیور (شامیہ ۴/۲۶۳ عید)
۲۔ و انوی ہوا العارف بالمدیعی و صفتہ حسب مدیمک الموطب علی اطاعات لمحتتب عن المعصی المعرض عن
بھماک فی اسدات و المنسوب (ترجمہ عامہ ۱۲۲۰ ج ۱۔ تم عید)

مہرت بھی یہی تھی یا نہیں۔ بہر حال میرا جواب نہ دعاوی و خیالات کے متعلق ہے جو رسول میں مذکور تھے۔ اشخاص کے متعلق نہیں۔ جن و س کے وہ عقائد و دعاوی و خیالات ہوں ان کے ساتھ فتویٰ کا تعلق ہے اور جن کے وہ عقائد و خیالات نہ ہوں ان کے ساتھ میرا جواب متعلق نہیں مثلاً ان کا یہ خیال نہ ہو کہ مہربانی عبد الوہاب صاحب یا آپ سے واجب الامت امام ہیں کہ جو شخص ان کی بیعت میں داخل نہیں تھا یا آپ کی بیعت میں داخل نہیں وہ باغی، کافر، جاہلیت کی موت مرنے والا ہے۔ اگر آپ کا وجود دعائے امت کے بھی دوسرے اہل حدیث و حنف کو جو آپ کی یا آپ کے محترم و امہ صاحب کی بیعت میں داخل نہیں، مسلمان سمجھتے ہوں۔ باغی، کافر، جاہلیت کی موت مرنے والا نہ قرار دیتے ہوں۔ اور مسلمانوں کی زکوٰۃ کو جو آپ کو نہیں دی جاتی بلکہ مصارف زکوٰۃ میں وگ خود ادا کرتے ہیں، ماضی نہ قرار دیتے ہوں۔ دوسرے مسلمانوں یعنی آپ کے مباحین کے سوا دیگر اہل حدیث و حنف کی بیویوں و ان کی صحیح منکوحات و بغیر طلاق دوسرے و س کے لئے حرام سمجھتے ہوں اور غلط فہمی یہ شکیہ سے رقیہ کو ناجائز قرار دیتے ہوں تو میرا یہ جواب آپ کے متعلق نہیں ہے۔ آپ نے اپنے پوسٹر "اعلان" میں اپنے جو عقائد بیان فرمائے ہیں ان میں سے پہلے عقیدہ کے متعلق گزارش ہے کہ یہ تو صحیح ہے کہ مرزہ میں مسلمانوں کا ایک امام ہونا چاہئے اور یہاں ہونا چاہئے نہ صرف لوگوں کی صحیح رہنمائی کرے بلکہ مظلوم کا انصاف بھی ظالم سے دلوائے۔ کفر و شرک کی بیڑی کٹی ہوئی کرے۔ حدود و قصاص بھی جاری کرے۔ بدعت ضرورت جہاد بھی جاری کرے۔ اور فتنہ و فساد کا انسداد کرے۔ عدل و انصاف و ر من قائم کرے۔)

لیکن یہ سوال توفیق رہ گیا کہ اگر بد قسمتی سے ایسا امام میسر نہ ہو تو آیا مسلمان یہ امام کے نہ ہونے کی حالت میں مسلمان رہیں گے یا نہیں بلکہ ان کی موت موت جاہلیت ہو جائے گی۔ اور نگریزی حکومت میں یہ امام کا جو صفت مذکور ہے "ان متصف ہو و جو معدوم ہے تو نگریزی حکومت کے رہنے والے مسلمان کیا کریں اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جو اپنے محلہ بلکہ اپنے گھر کے اندر بھی فتنہ و فساد کو قوت و طاقت سے نہ روک سکے وہ حقیقتہً امت شرعیہ کا محض و مصداق نہیں۔ اور دوسرے عقیدے میں جس حدیث کا ذکر ہے۔ ۲/۲۰۵ صحیح و شریعی امت کے موجود ہوتے ہوئے مختلف من البیعت پر تو چسپاں کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ معدورین کے لئے جن کو بد قسمتی سے صحیح شرعی امام میسر نہیں ورنہ وہ قائم کر سکتے ہیں۔ یہ مزاجو حدیث میں مذکور ہے یا نہ نہیں ہو سکتی، اس کے علاوہ بیعت سے بدعت خود و رسول بھی مراد ہو سکتی ہے خواہ امام ہو یا نہ ہو۔

نمبر ۲ میں جو حدیث مذکور ہے اس کا مفاد بھی یہ ہے کہ اگر مرزہ کی بیعت کی زکوٰۃ خود ادا کر دے تو زکوٰۃ نہیں ہوتی اور خصوصاً حالت میں کہ امام شرعی صحیح موجود نہیں بطلا زکوٰۃ کا حکم اور بھی تعدی ہے۔

والمسلمون لا بدلہم من امام یقوم بتعبد احکامہم و انما حدودہم و سد ثغورہم، نہجہم جنو شہم و احد صدقائہم (شرع النفاذ ۱۲۲۹ھ تا ۱۲۳۰ھ یم سعید)

۲۔ من جلع بد من طاعة لعی اللہ یوم نعیمہ لا حجة بہ و من مات و لم یس فی عہد یعة مات مہ حاشیہ (مسلم ۲/۲۸۸ قدیمی)

نمبر ۱۲ میں آپ نے جو ذکر کیا ہے کہ آپ کا عقیدہ وہی ہے جو مولوی محمد صاحب جو ناگڈھی و مولوی احمد اللہ صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب کا ہے۔ تو میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس کی تفصیل معلوم نہیں کہ وہ عقیدہ کیا ہے؟ میں اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ اگر اہل کفر زبان سے کہہ دینے کی جو اجازت ہے اس پر رقیہ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اجازت کی صورت وہ ہے جس جبراء کلمۃ الکفر کا یقینی نتیجہ جان کا محفوظ ہو جانا ہو ورنہ رقیہ کا یہ اثر کہ مرض مملک کو اس شرکیہ رقیہ سے ضرور شفا ہو جائے گی، یقینی بالکل فنی بھی نہیں محض موہوم ہے اس لئے رقیہ کو اجر و کلمۃ الکفر پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ محمد کفایت اللہ کا لہ دہل۔

خلاف شرع حکم کرنے والے حکمران طاغوت ہیں ان کو

”اولی الامر“ میں داخل کرنے والے کی مامت ناجائز ہے۔

(سول) جو شخص آیت شریفہ و اول الامر منکم کو حکام آئین موجودہ پر محمول کرتا ہو اور حکام آئین موجودہ کے حکم کو اس آیت شریفہ سے استدلال کر کے وجب العمل کہتا ہو تو ایسے شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: نمبر ۱۳۶۲ مولوی محمد شفیع صاحب مدرس دس مدرسہ اسلامیہ شہر ملتان ۲۳ ربیع الاول

۱۳۵۶ھ ۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۴) و اولی الامر منکم سے علماء یا حکام مسلمین مراد ہیں۔ یعنی ایسے حکام جو مسلمان ہوں و رخصدا و رسول ﷺ کے حکم کے موافق حکام جاری کریں۔ ایسے مسلمان حاکم جو خدا و رسول کے احکام کے خلاف حکم جاری کریں۔ من لم یحکم بما امر اللہ فاولئک ہم الکفرون میں داخل ہیں اور خدا و رسول کے خلاف حکم جاری کرنے والوں کو قرآن پاک میں طاغوت فرمایا گیا ہے۔ اور طاغوت کی اطاعت حرام ہے۔ (۲) پس جو شخص ایسے حکام کو جو ان کی شریعت اور آسمانی قانون کے خلاف حکم کرتے ہیں ”اولی الامر منکم“ میں داخل قرار دے وہ قرآن پاک کی نصوص صریحہ کی مخالفت کرتا ہے۔ انگریزی قانون کے تحت خلاف شرع حکم کرنے والے خود غیر مسلم ہوں، خواہ نام کے مسلمان طاغوت ہیں۔ اولی الامر میں کسی طرح داخل نہیں ہو سکتے۔ ان کو اولی الامر میں داخل کرنے والا یا مجنون ہے یا جاہل یا فاسق۔ اور ایسی حالت میں اس کو مقتدا بنانا و امام مقرر کرنا ناجائز ہے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کا لہ دہل۔

۱۔ عن ابن عباس و اولی الامر منکم، یعنی اہل الفہم و الدین و کذا قال مجاہد و عطاء، و الحسن البصری و ابو العاصیہ و اولی الامر منکم، یعنی العمامہ و لظاہر و اللہ اعلم امینا عامۃ فی کل اولی الامر من الامراء و العلماء (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۵۱۸ ص ۲۰۰)

۲۔ بریدون ان یتبعکموا الی الصاعوت وقد امر و ان یکفروا بہ (نساء ۶۰)

۳۔ و ان قدما و غیر لا ولی عندنا ثو ذکرہ عامۃ حاکم و فاسق (نور البیض ۳ مصر)

(۱) جس کے افعال خلاف شرع ہو اس کی بیعت جائز نہیں۔

(۲) بیعت امارت پر طعن کرنا اور ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے امیر کی بیعت کا حکم

(سوال) (۱) زید حنفی امام زب ہے اور حرام کو وہ اعتقاداً حلال سمجھ کر وگوں میں پھیلانے والا دوسرا

قبرستان میں بھگوتے اور اس کے بعض فعل مخالف شرع محمدی ہوں، کیا اس کی بیعت حد ہے؟

(۲) بیعت امارت حلق ہے یا فتنوں ہے؟ اور اس کے معتقد پر طعن کرنا درست ہے؟ ایک امیر کی

موجودگی میں دوسرا امیر بیعت کر سکتا ہے یا نہیں؟

المسنفتی نمبر ۲۰۶ مشتاق احمد قریشی (ذریعہ غازی خاں) ۸ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۵) (۱) حرام ہے کہ وہ حلال قرار دے رہا ہے وہ یہ ہے۔ دوسرا غیرہ قبرستان میں اتھوان واجباً

جس کے افعال خلاف شرع ہوں اس کی بیعت ناجائز ہے۔ (۱)

(۲) بیعت امارت جائز ہے مگر جب کہ امارت صحیح صوبوں کے موافق ممکن ہو ایک امیر تابع شریعت کی

موجودگی میں اسی حلقے میں دوسرے امیر کی بیعت ناجائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفر۔

بارہ خلیفوں والی روایت صحیح ہے۔

یزید کو ملعون یا کافر کہنے کا حکم۔

(سوال) کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں

گے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔ دوسرے یہ کہ یزید بن معاویہ کافر یا ملعون کہنے والا

دورۃ السلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں؟

المسنفتی نمبر ۲۴۰ عبد الغفار خاں (امیر کوٹہ) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ ۱۴ دسمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴۶) بارہ خلیفوں والی روایات صحیح ہیں۔ (۲) مگر ان کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بارہ خلیفوں تک

اسلام کی قوت و شوکت قائم رہنے کی خبر دی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ بارہ خلیفہ خلفائے راشدین ہوں گے۔

خلفائے راشدین کا خافت نہایت کی مدت تو تیس ۳۰ سال تک بیان فرمائی ہے۔

یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر ملعون کہنے والا خلیفہ نہیں ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کانامہ دہلی۔

سید صاحب الاملاہی حرم (اشہد یہ ۶ ۱۳۵۹ھ)

۲۔ لا حرج منک لا فاس فی عصر و حد (شرعاً الکبر ۹۔ تاقدیر جیہ)

۳۔ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال یذکر فی الساعۃ او یکو عسکرم اذ عشر حلفۃ کبیرہ من

شرش (مکرم ۲ ۱۱۹ھ)

۴۔ الحلالۃ بعدی فی منی ثلاث سنۃ کثر العمل (۱۶ حدیث نمبر ۲۹۶۰) اثر ثانیہ

۵۔ حلفہ الیوم لمتشہدہ فی لطرۃ دعن الرحمان وہی لا یکو لا یکو ولد لم یحر علی معین لم یعلم منہ منی نکثر

مدن و کلاک و متشہدہ اکبر مد علی سعید شہ ۳ ۱۱۶ھ

(۴) امیر صوبہ گر نقیب یا صدر النقباء یا رئیس النقباء کے نام سے کسی کو نامزد کرے تو یہی نام در لقب اختیار کرنا ہوگا اور اگر امیر صوبہ کسی کو "امیر ناحیہ فلاں" کا لقب استعمال کرنے کی اجازت دے دے تو یہ لقب استعمال کرنا جائز ہوگا اور اجازت نہ دے تو یہ لقب اختیار کرنا جائز نہ ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

قوم کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے امیر شریعت کے تقرر کئے سئے سعی کرنا۔
اگر امیر شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) در حدیث کہ معروف بہ سمرزنی ایجنسی، کندہ است از طرف حاکم وقت اختیارات فیصلہ بہ جرگہ قوم سپرد است۔ اور جرگہ اتفاق و امیر نیست بلکہ سہ فریق ندوہر یک فریق بلحاظ دوستی خود یا بموجب رشوت دہی خصم اظہر رائے کی کند و دوست خود را غالب می کند اراکین جمعیتہ العماء علاقہ ہذا میں تجویز پاس کر دے۔ کہ مایاں سعی و کوشش کردہ بہ ماکان و خانان قوم منت دزاری کردہ باشیم کہ دوشاں باتفاق خود یک مرکز معین کردہ امیر منتخب نمایند تا کہ فیصلہ بائے قوم حسب شرع نبوی فیصلہ خواہد شد۔ لہذا تصدیقہ افزائے اوقات ہمایوں شد ہم کہ برائے مافتوی حسب سوالہائے مسطور ذیل از کتب معتبر خارج ساختہ رساں فرماید۔

(۱) سعی و کوشش کردن در امر مذکور، مصدر بہتر است یا نہ؟

(۲) اگر خوب و بہتر بود و بفضلہ کامیاب شد ہم پس کیسہ باتفاق جرگہ معین شد امیر شرعی باشد یا نہ؟

(۳) اگر امیر شرعی نبود پس اطاعت و تائید امر حد و در کہ ام امور بہرہ لازم باشد؟

(۴) اگر بعد از تقرر ہم فیصلہ با حسب شریعت نہ نہ پس او امیر شرعی متصور بودینہ و فیصلہ ہا دریں

صورت (بہ یک مرکز و یک امیر) فیصلہ کردن بہتر باشد یا مثل ما مضی باشخاص متعدد و پرانگندہ اونی باشد۔

(۵) معہ منشور فتویٰ چند احکام زیریہ و عقابیہ بحق کسیسہ فیصلہ با بموجب عقل خود فیصلہ کنند

واجب و ثواب کیسان یکہ فیصلہ ہا بہ شریعت نبوی بانجام رسانند تحریر فرمودہ ار سال فرماید۔

(ترجمہ) ہمارے علاقہ سمران زئی ایجنسی ماکندہ میں حکومت کی طرف سے مقدمات کے فیصلہ کرنے

کا اختیار قوم کے جرگہ کے سپرد ہے۔ یمن جرگہ کے اندر اتفاق و اتحاد نہیں ہے اور امیر شریعت بھی نہیں ہے۔

بلکہ تین پارٹیاں ہیں اور ہر پارٹی دو حق و تحقیقات یا صاحب معاملہ سے رشوت لینے کی بناء پر اخذ رائے کرتی ہے

اور سی ایک فریق کے حق میں فیصلہ کر دیتی ہے اب اس وقت کی جمعیتہ علماء کے اراکین نے مندرجہ ذیل تجویز

پاس کی ہے۔

کہ ماکان و خانان قوم سے منت حاجت کے ساتھ یہ درخواست کی جائے کہ وہ سب آپس میں متحد

متفق ہو کر ایک مرکز پر جمع ہو جائیں اور اپنا ایک امیر منتخب کریں تاکہ قوم کے تمام فیصلے شریعت کے مطابق

انجام پذیر ہوں۔ لہذا جناب کو زحمت دی جاتی ہے کہ مندرجہ ذیل امور کے جو بات معتبر کتابوں سے عنایت

فرمائیں۔

(۱) مذکورہ بہ۔ تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) گراس کو تش میں ہم کامیاب ہو جائیں یک میر منتخب کر لیں تو وہ میر شرعی ہو کیا نہیں۔
 (۳) اگر وہ میر شرعی ہو گا تو ہم پر اس کی اطاعت کس حد تک اور کن امور میں لازم ہوگی؟
 (۴) اگر وہ منتخب شدہ میر بھی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے تو اس کو امیر شرعی سمجھا جائے یا نہیں اور اس صورت میں یک مرکز ایک امیر فیصلے کرنا ہو گا یا سابق کی طرح مختلف الرائے ویر گندہ اشخاص سے فیصلے کرانا بہتر ہو گا؟

(۵) جو لوگ محض اپنی رائے اور اپنی عقل سے فیصلے کریں سخت میں ان کے لئے کیا سزا ہے اور جو لوگ خاص شریعت کے مطابق فیصلے کریں، ان کے لئے کیا اجر و جزا ہے؟

امستفتی نمبر ۵۷۲ پیر گل بدشاہ شاہ صاحب (پشاور) ۶ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ م ۲۲ اپریل ۱۹۴۲ء
 (جواب ۱۴۸) ان الحکم الا للہ امر اب لا تعدوا الا ابہ (۱) حضرت حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ حکم (یعنی فیصلہ) صرف اللہ کا ہے۔ اس نے بندوں کو حکم دیا ہے کہ کسی کی بجز خدا کے عبادت نہ کریں۔ تمام منازعات کا فیصلہ خدا اور رسول کی شریعت کے موافق کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

خدا اور رسول کے خلاف فیصلہ کرنا حائضی و شیطانی کام ہے جس سے ہر مسلمان کو بچنا لازم ہے (۲) پس آپ ضرور میر شریعت کے تقرر کی سعی کریں اور ایسا میر مقرر کریں جو شریعت کے احکام سے واقف و متورع و متدین ہو (۳) اس کی اطاعت فی معروف لازم ہوگی (۴) اگر وہ شریعت کے احکام سے تجاوز کرے تو اس کو آئندہ معزوں کر دیں اور دوسرا میر جو تبع شریعت ہو مقرر کر لیں۔ بہر حال یک مرکز و ایک میر بہتر ہے، اگر مجبوری ہو اور ایسا امیر میسر نہ ہو یا کسی پر اتفاق نہ ہو سکے تو بدرجہ مجبوری ایک مختصر سی جماعت تین آدمیوں کی مقرر کریں جو شریعت کے موافق فیصلے کرے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان ملہ۔

بادشاہ اسلام کے خلاف خروج کب جائز ہے؟

(از اخبار اجمعیۃ سہ روزہ دہلی مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۹ء)

(سوال) جو فرمایا روئے اسلام مسلمانوں کی ترقی کی خاطر اصول و سائنس یاد گیر اصلاحات و یورپ کے موجب احکام کا نفاذ کرے اور ملک کا پورا حلقہ ان اصلاحات کو قبول کرے تو اس حاکم پر شرعی حکم کیا ہے؟ کیونکہ اسلام سے خارج سے یا نہیں؟ اگر خارج ہے تو اس پر شرعی سزا کون سی عائد ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جو سرکردہ گروہ یا عمامے محترم کا کوئی فرد ایسے بادشاہ کے افعال کو مورد لعنت و اسلام کے خلاف قرار دے اور

۔ (یوسف ۴۰)

۲۔ من لم یحکم بما امر اللہ و رسولک ہم المکفرون۔ (سورہ مد ۳۴)

۳۔ و بشرک من ینکون من اهل البیاء المستطیعہ الکلمۃ الی مسدود، حر، عاقل، مدعا، الح (شرح العقائد ۲۳۴)

۴۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لسمع الطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب و کثر مالہ یومر بمعصیہ، فاد امر بالمعصیۃ فلا سمع و طاعة (بخاری شریف ۲۰ ۱۰۵۷)

۵۔ اما الشوری فلیکن بسیرلہ امام واحد (ترجمہ العقائد ۲۳۴) (یکم معید)

پنے گروہ کے شر سے مقدس مقامات اور اسلامی ممالک میں بغاوتیں رونما کرے۔ مثلاً، ترکی، الجزائر، مصر، چین وغیرہ تو اس کو شرعاً یا سزا دینا چاہئے، کیا یہی بغاوت میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو قتل کرنا یا لوٹنا جائز ہے یا ناجائز؟ گرجا جائز ہے تو ایسے باغی اور ایسے عالم کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۴۹) اسلام نے مادی ترقی کو منع نہیں کیا۔ سائنس ور کیمسٹری اور عوم عقلیہ کے دوسرے شعبوں سے فائدہ اٹھانے کو نہیں روکا۔ اسلامی ممالک میں جو نئی نئی چیزیں اصداغات کے نام سے جاری ہو رہی ہیں وہ مختلف مدارج کی ہیں۔ بعض عقائد و خیالات سے تعلق رکھتی ہیں، بعض اعمد و فعال سے۔ پہلی قسم میں یہی چیزیں بھی ہیں جو احادیث ہریت تک پہنچتی ہیں اور اس سے کم درجہ بھی ہیں پس اجمالی طور پر تمام ممبر جدید و شامل کر کے نہ سوال کرنا درست ہے ورنہ جو بدینا ہی مناسب ہے۔ بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں کہ ان کا اجراء مسلمانوں کے لئے نہ صرف مفید بلکہ مقتضیاتِ زمانہ کی بناء پر واجب و لازم ہے۔ اس سوں کے جو ب میں سی قدر کہا جاسکتا ہے کہ جس بادشاہ کی نافذ کردہ اصداغات حدود اللہ سے متجاوز نہ ہوں اس کی اطاعت لازم ہے۔ ورنہ بادشاہ سام کے خلاف خروج و بغاوت اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ سام کا حقہ بگوش رہے۔ اور نعمت کھلا کفر اختیار نہ کرے، یہی خود توں میں مسلمانوں کو قتل کرنا، لوٹنا سخت حرام اور موجب وبال و ناکار خروکی ہے۔ محمد کفایت اللہ عنہ دہلی۔

ساتواں باب تقدیر و تدبیر

تقدیر کے منکر کا حکم

(سوال) ایک شخص ملام جانوں میں تقدیر اور وسیدہ پڑنے سے لوگوں کو منع کرتا ہے ورنہ کہتا ہے کہ بھائیوں تقدیر کوئی چیز نہیں، تدبیر کرو۔ ورنہ وسیدہ کیا چیز ہے پنی جانوں پر کھیلو۔ (جواب ۱۵۰) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ تقدیر کچھ نہیں جو کچھ ہے تدبیر ہے وہ سخت غصی پر ہے اور صریحی نصوص کا انکار کرنے والا ہے۔ بخیرت احادیث اس کی شہادتیں ہیں۔ (۱) ہاں تدبیر بھی محض بے کار نہیں ہے۔ مگر تقدیر کا انکار کرنا اور صرف تدبیر پر اعتماد کر لینا بھی غلطی ہے۔ کسی طرح صرف تقدیر پر باتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ جانا بھی منشاء شریعت کے خلاف ہے۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ سبب کے موافق ہاتھ پاؤں مارے اور نیت سے کام لے اور پھر یہ عقیدہ رکھے کہ میری تدبیر بھی کسی وقت کار آمد و مفید ہوگی کہ تقدیر موافق ہو۔ اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں سے اجتناب چاہئے ورنہ کو اپنے مد سے میں نہ رکھنا چاہئے تاکہ ان کا عقیدہ وروں تک متعدی نہ ہو۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان مدللہ دہلی۔

تقدیر و تدبیر کا صحیح مفہوم

(سوال) زید کہتا ہے کہ ازید معاش اختیار کرنا، اچھے یا خراب کام کرنا، دوزخ یا بہشت ملنا۔ میری غریب ہونا، منجانب اللہ میری تقدیر میں پہلے ہی سے لکھے ہوئے ہیں۔

عمر و کتا ہے کہ یہ سب میرے کام ہیں منجانب اللہ نہیں ہیں۔ تقدیر نذرہ یا فعل کے نتیجے کا نام ہے جو منجانب اللہ اٹل ہے۔ صحیح سے پر زید ہے یا عمرو؟

المسنفنی نمبر ۲۷۵۸ منظر علی و مد نجف علی۔ محلہ قاضی گلی۔ مروہ ضلع مرد آباد ۸ صفر

۱۳۶۲ھ ۶ فروری ۱۹۴۳ء

(جواب ۱۵۱) زید کا یہ قول اس حد تک تو صحیح ہے کہ تمام کام جو انسانوں سے سرزد ہوتے ہیں تقدیر ہی سے ہوتے ہیں۔ یعنی ازل سے بد تک کے تمام حوادث و واقعات کا لہ تعالیٰ کو علم ورنہ نہ تھائی علم خداوندی و قدرت یزدی کے موافق تمام حوادث و واقعات اپنے اپنے وقت پر ہوتے رہتے ہیں، کوئی ایک ذرہ بھی خدا تعالیٰ کے علم و قدر سے باہر نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حق تعالیٰ بندوں کو اچھے برے کام پر مجبور کر چکا ہے یا کرتا ہے۔ نہ بے جو اچھے یا برے کام کرتے ہیں یا ذرا معیشت اختیار کرتے ہیں وہ خدا کی موقی طاقت کو اپنے اختیار سے اس کے علم و قدر کے ماتحت ستمل کرتے ہیں۔ اور کسی وجہ سے جزایہ سز کے مستحق ہوتے ہیں کہ نیکی پیدا کی کے

ارتباب میں ان کے قصد و راسخ کو، فاضل ہے۔

مرو کے اس قول کا (میرا ہی فعل ہے منجانب اللہ نہیں) اگر مطلب یہ ہے کہ اللہ نے عم و اندازے میں یہ باتیں نہ تھیں جو بندے نے کیں تو یہ غلط ہے اس سے نعوذ باللہ جس کی تعالیٰ ارم آتا ہے۔ وراہ مطلب یہ ہے کہ خدا نے بندے کو ن باتوں پر مجبور نہیں کیا۔ اگرچہ اس کے عم و قدرے مطابق سب باتیں ہوتی ہیں تو یہ بات صحیح ہے

ہر حال دونوں کی عبارتیں صاف نہیں ہیں۔ صاف عبارت یوں ہونی چاہئے کہ ہم جو ذریعہ معاش اختیار کرتے ہیں یا چھو، اسے کام کرتے ہیں یا میرا غریب ہوتے ہیں یہ سب کچھ اللہ کے عم و اندازے کے موافق ہوتا ہے، باوجود اس کے ہم پتھروں کے مثل مجبور و رہے اس نہیں ہیں ورنہ اپنے چھو، چھو، برے کاموں کے اچھے برے نتائج کے مستحق و رازمدار اپنے اختیار کی امان کی بناء پر ہوتے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

آٹھواں باب اختلافی مسائل فصل اول مسئلہ عید میداد

یوم وادت کی صحیح تاریخ اور میداد منانے کا حکم۔

(سوال) آج کل عام طور پر ۱۲ ربیع الاول کو عوام ہر بول خدا ﷺ کا یوم وادت مناتے ہیں حالانکہ صحیح تاریخ یوم وادت کی ۹ ربیع اول ہے۔ نہ معہوم کس طرح یوم وادت ۱۲ ربیع الاول کو منایا جاتا ہے۔ اگر ماغرض یہ مان بھی لیا جائے کہ یوم وادت نہیں منایا جاتا بلکہ یوم وادت منایا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی ۱۲ ربیع اول کی بجائے ۱۳ ربیع اول ہے۔

المستفتی نمبر محمد عبد الجلیل عثمانی۔ ایبٹ آباد۔ ۸ ربیع اول ۱۳۵۲ھ م ۲ جون ۱۹۳۲ء
(جواب ۱۵۲) حضور سرور عالم ﷺ کی تاریخ وادت میں پہلے سے منور خیرین و اہل سیر کا اختلاف ہے۔ دو شمار کا دن ۱۲ ربیع اول کا مہینہ تو متفق علیہ ہے، مگر تاریخ کی تعیین میں متعدد قوال ہیں۔ کئی نے دوسری، کئی نے تیسری کی نے آٹھویں، کئی نے نویں، کئی نے بارھویں تاریخ بتائی ہے۔ از روئے حسب جو جائز یا تو ۹ تاریخ وادت قبل زیدہ قوی ثابت ہو۔ کسی وجہ سے علامہ شبلی نعمانی مرحوم اور مولانا قاضی محمد سلیمان مرحوم نے اسی قوی و راج قول کو اختیار فرمایا ہے۔ میلن عوام میں بارھویں تاریخ وادت کے قول کی شہرت زیادہ ہوئی تھی، اس بناء پر عوام بارھویں ہی کو یوم وادت سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہے ہیں۔ (۱)

رباعید میداد منانے کا یہ کوئی شرعی چیز نہیں ہے۔ نہ سلف صالحین و صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عید میداد منائی نہ منانے کی ہدایت کی۔ حدیث شریف کی کتابیں اس عید میداد کے ذکر سے خالی ہیں۔ ہاں حضور انور ﷺ کی سیرت پاک کے بیان کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ یوم وادت میں ہی ہوں۔ اس کے سے سال کے تمام دن کفایت ہیں کہ اس شرف کو حاصل کریں اور بہتر ہے کہ اس کو مختلف مہینوں میں مختلف تاریخوں میں منعقد کیا جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفر۔ دہلی۔

عید میداد نبوی منانا اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔

(سوال) ۲ ربیع الاول جو کہ آج سے چھ سال پہلے بارہ وقت کے نام سے مشہور تھا اور ان دنوں یوم نبوی عید میداد نبوی۔ یوم التبلیغ کے نام سے موسوم ہے۔ اس دن جسے ہوتے ہیں در آنحضرت ﷺ کی سیرت پر

سیرت ابنی ۱۷۶۱ بی تب خانہ۔

۲ ابی نساب الطریقۃ للشرع من غیر ان نکو۔ فی الحقیقۃ و صہا لغرام مکلفات والہیات المعصہ و اتحاد یوم ولادہ لسی صلی اللہ علیہ وسلم عند۔ (مختصم ۳۹ ماہی دار الفکر)

تقرر ہوتی ہیں۔ نیز بڑا بھاری جلوس بڑے تزک و احتشام سے نکلتا ہے جس میں رکات جلوس غنیمتیں غزوہ
مائے تکبیر لگاتے ہیں اور یرحیم اسلام لہراتے ہوئے تمام شہر میں چکر لگاتے ہیں جس سے درود دیوار کوٹ اٹھتے
ہیں۔ اس جلوس میں باجہ، ذہول اور نقارے بھی بجائے جاتے ہیں۔ غرض کہ بڑی رونق اور شان ہوتی ہے۔
دس یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب خیر قومیں اپنے اپنے پیشواؤں کے دن مناتی ہیں تو مسلمان اپنے پیشوا
مکہ دنیا کے پیشوائے عظیم کا دن کیوں نہ منائیں۔ لہذا مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں۔

(۱) کیا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ یا کسی درجن کی پیدائش یا وفات کا دن اس طرح
منایا جائے۔ یا آنحضرت ﷺ نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میرے بعد میری پیدائش یا وفات کا دن اس طرح منایا
جائے۔ کیا حضرات خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور ﷺ کی پیدائش یا وفات
کا دن منایا ہے؟ جس چیز کا حکم خدا اور رسول نے نہ دیا ہو اور اسلام کے ایک ایک حکم کو عملاً کر دکھانے والی ہدایت
یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسے نہ کیا ہو کیا اس کو احادیث فی الدین اور بدعت نہ کہا جائے
گا۔

جب کہ حسب روایت معتبرہ و مشہوریں دن پیدائش کا ہے اور یہی وفات کا تو شرعاً مسلمان کون سا دن
منائیں۔ یا آدھا دن پیدائش کی خوشی و نصف دن وفات کا غم کریں۔ یہ مجموعوں اور جلسوں میں جہاں باجہ اور
ذہول وغیرہ بجایا جائے شائ ہو نا جائز ہے بعد عت کی تعریف کیا ہے؟

المسنن جلد ۲۰۰ ۳۰۰ میشن بکٹ ٹریڈنگ کمپنی ہوتا ہے اور ۸ راجہ اور ۳۵۳ ۱۱ م ۲۱ جون ۱۹۳۴ء۔
(جواب ۱۵۳) آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے دن عید منانا یا وفات کے دن ماتم اور غم منانا اسلامی تعلیم نہیں
ہے۔ نہ آنحضرت ﷺ نے اس کا حکم دیا نہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ دن منایا۔ اور جلوس نکالنا بے حجت اور
اسی ماتم کے اور افعال مثلاً آٹھ بار چھوڑنا افراط کے ساتھ روشنی کرنا چراغاں کرنا، اکھاڑے نکالنا یہ سب
ماتم درست نہیں ہیں۔ ہاں حضور ﷺ کی سیرۃ مبارکہ کے بیان و تبلیغ اور حضور ﷺ کی تعظیم کی اتاعت کے
نے اجتماع منعقد کرنا اور اس میں مسسوں اور غیر مسلموں کو دعوت دینا اور حضور ﷺ کے فضائل و معجزات بیان
کرنا جائز ہے۔ ابتداء میں یہ جلت اسی غرض سے تجویز ہوئے تھے۔ اور سیرت کے بیان کے لئے یہ مقرر کئے گئے
تھے اور اسی صورت سے ہیں نے بھی ان جلسوں کے موافق رہنے ظاہر کی تھی مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کی
کوئی تارت نہ ہو کہ سنے صہیں نہ کی جائے بلکہ مرساں موسم کے خاند سے ایک مناسب تارت کا سالانہ کر دیا جا
کرے۔ یا اس کی پکی تارت (تیم ٹرم) مقرر کر لی جائے تاکہ عید میلاد کا شبہ نہ ہو اور یہ نام جو غیر شرعی سے
قائم نہ ہو جائے اور اصل مقصد جو نہایت نیک اور اہم ہے وہ حاصل ہو جائے یعنی آنحضرت ﷺ و اولاد احنافہ
کے فضائل و کمالات چار دانگ عالم میں پہنچ جائیں اور غیر مسلموں کو بھی حضور ﷺ کے کمالات ذاتیہ کا علم
ہو جائے اور اسلامی تعلیم کی فضیلت بھی آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو جائے۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے
ان جلسہ ہائے سیرت کو مجلس میا و دنیا و دہبا میں شامل کر لیں جو نہ صرف اصل مقصد سے دور ہیں بلکہ ان
کا رومدار پر نمودور شہرت و موری حاصل کرنے کے نام نہ سب و نام نہم جذبات پر ہے۔ کثرت میں ان

مجس سے ذمہ کے بنے دینی ضرر کا خوف ہے اور غیر مسموں کے دس پر بھی اس کا کچھ اچھا اثر نہ ہوگا۔

محمد کفایت اللہ کان لہ۔۔۔
عید میلاد النبی کے دن جلسہ، جو اس ور شیرینی تقسیم کرنا۔

(سوال) (۱) یوم میلاد النبی منہ ما جب پروگرام سیرت کمیٹی کے۔ (۲) جو اس شہر میں کانا۔ (۳) میاں پڑھتے ہوئے رستہ سے چنا۔ (۴) ایک جگہ جمع ہو کر جلسہ کر کے سیرت نبوی واسامہ و ربانی اسامہ کا ذکر تذکرہ کرنا (۵) اور بعد شیرینی عوم میں تقسیم کرنا۔ شرع میں ہر ایک عمل کے لئے کیا حکم ہے۔ کیا مذکورہ عمل شرک و بدعت سے شرع میں ایسا یعنی شرک و بدعت کا فتویٰ دینے والے عام کے لئے جو جامع مسجد کا پیشہ مہم ہے کیا حکم ہے؟

المسنفی نمبر ۱۲۶۳ نوچہ مصحح لدین صاحب (مغربی خاندیس) ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ م ۳ جون ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۵۴) سور میں جتنی باتیں مذکور ہیں ان میں سے صرف نمبر ۴ تخصیص تدریجی و یوم جائز ہے باقی افعال کا ترک لازم ہے۔ مذکورہ بار عمل شرک تو نہیں مگر ان کو لازم سمجھنا اور جو اس وغیرہ کو شرعی امور قرار دیتا بدعت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ دہلی۔

محفل میلاد سب نے اور معطر کرنے کا حکم۔

(سوال) محفل میلاد النبی ﷺ کو کاغذی پھول و فرش و قلیں سے سجانا اور معطر و کباب سے معطر کرنا زروے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟

المسنفی نمبر ۲۳۱۷ سید علی صاحب (نانا نگر) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ م ۱۳ جون ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۱۵۵) مروجہ مجس میاں کا منعقد کرنا ہی اصل ہے۔ وعظ کے لئے مجلس منعقد کی جائے اور وسط کے ثنائے بیان میں آنحضرت ﷺ کے حالات اور فضائل بیان کر دیئے جائیں اسی میں حضور ﷺ کی ودعت شریفہ کے صحیح واقعات بھی بیان کرے، اس قدر جائز اور درست ہے۔ اس قسم کی دینی و مبارک مجلس کو دنیاوی اور نمائشی آرائش سے صاف رکھنا بہتر ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان لہ دہلی۔

۱۵۶ جمعہ اول میں مباحث و مناظرات منعقد کرنا۔

۱۵۷ جمعہ اول میں مباحث و مناظرات منعقد کرنا جن میں حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم
یہ تاجدار آپ کے فضائل و مناقب بیان کرنا دینی و دنیوی حیثیت سے باعث خیر و برکت ہے یہ نہیں
المستطیع نمبر ۲۵-۲۶ نیا درج سکر یہ کی سیدہ تعمیرت و رنمنٹ (بھوپال اعلیٰ) ۶ بمقامی ثانی

۱۳۶۲ھ ۲۵ جون ۱۹۴۲ء

رحواب ۱۵۶) آنحضرت ﷺ کی یرت مبارکہ کا ذکر کرنا دینی حیثیت سے موجب صد خیر و برکت ہے اور
دنیوی حیثیت سے حضور ﷺ کے فضائل و مناقب اور کمالات کی تبلیغ و شاعت بحد مفید ہے اور انسانیت کی
عیش بہ خدمت ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ دینی و دنیاوی مسائل کی تاریخ کی تخصیص نہیں ہے بلکہ اس بھر
کے تمام مہینے و تمام یامیں یہ خدمت پی مودنا اور اس عمل خیر کو عمل میں لانا یہاں موجب ثواب ہے نیز
اس مجلس کی حیثیت بھی مجلس مودنا و تذکیر کی حیثیت سے نہ میدو جشن میاں کی ور یہ بھی لازم ہے کہ اس
کوہ مات مروجہ سے محفوظ اور پاک رکھا جائے۔ عام طور سے مجلس یرت کے نام سے دوگ میاں مروجہ سے
جست کرتے اور ان میں وہ نامہ بہ مات جو قدیم بہتد عین کیا کرتے تھے عمل میں لاتے ہیں، یہ باتیں مذموم ہیں اور
مجلس کے اصل مقصد کے خلاف ہیں و اس سے فائدہ کو تباہ کر دیتی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان لہ۔ اہل۔

رحواب ۱۵۷) نمبر ۵-۶ دیگر۔ آنحضرت ﷺ کے حالات صیبر کی اشاعت و تبلیغ کی غرض سے مباحث
یرت منعقد کرنا جائز اور مستحسن ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ اس مجلس کو بہ مات مروجہ سے پاک رکھا جائے۔
ورن کو مید میاں دیا مجلس مودنا کا ثبوت دیا جائے۔ ورنہ دینی و دنیاوی امور میں تاریخ کے ساتھ مخصوص تہر
جائے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ۔ اہل۔

مروجہ میاں کی اصل حقیقت و اس کے انعقاد کی ابتداء۔

(۲) میاں د میں قیام پر حدیث ”قلوہوا السید کم“ سے استدلال درست نہیں۔

(۳) ”ما اهل به لعیر اللہ“ میں صحیح مسک کیا ہے؟

سوال (۱) مروجہ مبارک شریف کی کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں و اس کی بنیاد کب سے پڑی و اس مجلس
نے تروتی دی۔ نیز ر میاں، شریف یہاں تو قرآن کریم و حدیث سے اس طرح ثبات ہے۔ اور اس کا یہ
طریقہ ہے۔ ایک مودی صاحب قرآن عظیم سے میاں شریف ثابت کرتے ہیں اور ثبوت میں یہ آیت
شریف پیش کرتے ہیں۔ و داخذ اللہ میناق السین لما اتیتکم الایہ۔ یہ آیت شریف تیسرے
بار سے سو سو رکوع میں موجود ہے۔ اس کی تشریح کی جائے و رشان نزول سے بھی آگاہ کیا جائے۔

(۲) میاں شریف میں جو فہم کیا جاتا ہے، اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں۔ قال اللہ قال رسول اللہ

اللہ علیہ وسلم کی رو سے گاہ مہاجا ہے۔ بعض حضرات قیام کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ ”قلوہوا

لسید کم

(۳) وما اهل به لعیر اللہ میں حنفیہ کا کیا مسک ہے آیا عند الذبح مراد ہے یا اس کے برعکس حنفیہ کا اسناد الیٰ بط کے ساتھ بان کیا جائے۔ در شیخ سید دے بحرے اور سید سار کے مرغ وغیرہ کا حکم بتلایا جائے کہ حرام ہے یا حلال۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۹ عطاوا لہ (کتابتہ) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ م ۱۲ مئی ۱۹۴۰ء
(جواب ۱۵۸) آنحضرت ﷺ کے حالات حبیبہ اور فضائل و کمالات آپ کی رسالت و تبلیغ کی خدمات کا بیان بروقت جائز بلکہ تحسن ہے۔ لیکن صرف ذکر و ایدت شریفہ کے لئے، اسی نام سے مجلس میااد منعقد کرنا تلف صدقین میں نہیں پایا گیا۔ یہ مجالس کوئی ساتویں صدی ہجری سے شروع ہوئیں (۱) اور ان کے بارے میں علماء کا کسی وقت سے اختلاف چلتا ہے کوئی اس کو جائز اور تحسن قرار دیتا تھا اور کوئی بدعت۔ قول راجح یہ ہے کہ حضور ﷺ کے حالات طیبہ بیان کرنے کے لئے بطور مجلس و عطف کے اجتماع ہو، اس میں حضور ﷺ کے کمالات بیان کیے جائیں، صحیح روایت بیان کر جائیں۔ صرف درویدہ غات سے مجلس خالی ہو تو جائز ہے۔ (۲)
قیام مروج جو وادت کے ذکر کے وقت کیا جائے بے اصل ہے اور بدعت ہے۔ فتوٰۃ السید کہ
سے اسناد الیٰ صحیح نہیں ہے کیونکہ وہاں تو سید موجود تھے اور مجلس میااد میں حضور ﷺ کا موجود ہونا ظاہر ہے کہ منتهی ہے۔

شیخ سید و کا بحر اور سید سار کا مرغ اور ہر جانور جس کی جان غیر اللہ کے لئے دینی مقصود ہو حرام ہے۔
گرچہ ذبح کے وقت ہم اللہ سید پر پڑھ کر ذبح کیا جائے۔ حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کا صحیح مسک میں ہے۔ ۲
محمد کفایت اللہ کا امداد دہی۔

واعظ کے کہنے پر حاضرین کا بآواز بلند درود شریف پڑھنا۔
(۲) دور سے آنحضرت ﷺ کا خود درود شریف سننا ثابت نہیں۔
(۳) میلاد کے موقع پر پکائے جانے والے کھانوں کا حکم۔
(سوال ۱) جب کوئی صاحب وعظ یا مود شریف فرماتے ہوں، ان کے ارشاد پر حاضرین بآواز بلند درود شریف پڑھیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟
(۲) ایک صاحب کہتے ہیں کہ جب درود شریف پڑھا جاوے تو آنحضرت ﷺ بذات خود سنتے ہیں در پڑھنے والے کو پہچانتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟
(۳) چند مسلمان چند جمع کر کے حمام پکائیں در نیاز آل حضور عیہ الصلوٰۃ والسلام شربت پیر غوث پاک عیہ الرحمۃ کی دینا چاہیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ طعمہ صاحب نصاب اہل ثروت در ہمسایہ اور خود صاحب چندہ کس کس کو عطا جائز ہے؟

۱۔ اس کا بنیادی معیار مظہر لدین سن ۱۲۸۱ھ جو کہ ایک مسند و مذاکرہ (۳ تاریخ ابن خلیکان ۱/ ۲۳۵ مصر)

۲۔ لا باس بالجلوس للوعظ اذا ارادہ روحہ اللہ تعالیٰ، (سنن ابی داؤد ۳۱۹۱ حدیث)

۳۔ دیح لقدوم الامیر و صحبہ کبر احد من العظماء و بحرہم، لا یدہ اهل بد لعیر و لود کرا اسم اللہ تعالیٰ (الاشیاء ۱/ ۳۰۹ سعید)

(جواب ۱۵۹) (۱) گرمی مجلس کے لئے واعظ کا بااِزماہ درود پڑھوان اور حاضرین کا پڑھنا دونوں ناہیا ہیں۔ حضور ﷺ کا نام نہائی سن کر مسامحین کو خود درود شریف پڑھنا چاہئے۔ واعظ کے سینہ کے لئے کئے گئے کاغذ پڑھنا چاہئے۔

(۲) حضور ﷺ کا ذات خود درود شریف مننا ثابت نہیں، مگر مسامحین کے ذریعے سے درود شریف حضور ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔ (۱)

(۳) یہ کھانا اگر بہ نیت صدقہ و ایصال ثواب کھلایا جاتا ہے تو صاحب نصاب در خود پکانے پکوانے دے دے گا۔ کھانا درست نہیں۔ صرف فقراء و مساکین کا حق ہے۔ اور اس میں بھی التزام نہ ہونا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

میاد شریف کب کہاں، اور کیوں شروع ہوئی؟

(از اخبار الجمعية دہلی۔ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۷ء)

(السوال) میاد شریف کب کیا کہاں سے ہے؟ اور کب سے شروع ہوئی؟ اور کیوں شروع ہوئی؟ (جواب ۱۶۰) میاد شریف حضور ﷺ کے زمانہ مبارک کے صدیوں بعد ایجاد ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کے عہد مسعود اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و مہم مجتہدین رحمہم اللہ کے زمانہ مبارک میں اس کا وجود نہ تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے حالات و واقعات اور فضائل و معجزات کا بیان کرنا مسلمانوں کی اپنے بصیرت افروز اور موجب سعادت داریں ہے مگر اول تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ واقعات اور روایات صحیح صحیح بیان کیے جائیں۔ غایا اور موضوع قصے نہ بیان کیے جائیں۔ دوسرے یہ کہ مجلس خاص اہتمام سے اور میاد کے نام سے منعقد کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ مجالس واعظ سے ہی یہ کام لیا جائے۔ تیسرے یہ کہ منہج شرعیہ مثلاً سرف، تفاخر، رہا سے جتناب کیا جائے۔ چوتھے کسی خاص وقت تاریخ کو اس کے لئے شرعاً مخصوص یا مفید زیادت ثواب نہ سمجھا جائے۔ تو نفس ذکر اوصاف و فضائل آنحضرت ﷺ افضل مستحبات میں سے ہے۔ (۱) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ لہذا ملائکہ مسیح جس فی الارض یسوعی من امتی السلام (سن ۱۹۹۱ء قدیمی)

۲۔ رجسٹر المودالی صلی اللہ علیہ وسلم فی الربیع الاول وهو اول من احدث من المودات لعمس والقول المستند فی غیل المود بحوالہ رادک ۱۶۲ عقدرہ)

میراد کے نام سے جلسہ کرنا صحیح نہیں

(از خبر جمعیت دہلی مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۵ء)

(السوال) عید میلاد النبی موجودہ وقت میں مذہبی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) عید میراد نبی کے نام سے کوئی جلسہ کرنا صحیح نہیں۔ (۱) یہاں سیرت مقدسہ کی تبلیغ و بیان کے لئے جلسہ کرنے میں مضائقہ نہیں۔ اور اس سے کسی خاص تاریخ کی تخصیص نہیں اور فضویات و بدعات سے احتراز رکھنا لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

فصل دوم

جلسہ سیرۃ

(۱) عید میراد نبی کے نام سے جلسہ کرنا بدعت ہے۔

(۲) یہ کہنا کہ سارے عشاء وقت امام مہدی کے خلاف ہونگے غلط ہے۔

بارہ ربیع الاول ۱۲۶۰ جون ۱۹۳۵ء کو عید میراد کا جلسہ نہایت شان و شوکت سے منایا گیا۔ صوبہ سرحد کے مشہور علماء جو یہ عوتھے اجلاس میں شامل ہوئے اور یہ سیرت نبی پر تقریریں کیں۔ لیکن نیگو کا امام مسجد کا نام بدل دیا ہے اور دوسرے خاندانہ عام احمد خاں نے سیرت کے تحت مخالفت کرنے لگے اور مسجدوں میں خلاف تقریریں کرنے لگے۔ تقریر میں وہ کہتے تھے کہ بارہ وفات کا نام عید میراد رکھنا بدعت ہے۔ اور اس دن جلسہ کرنا شرک و بدعت ہے۔ کیونکہ یہ جلسہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کیا ہے۔ نہ قرآن وحدیث میں کسی جگہ درج ہے۔ میں نے عدم حمد خاں پر سو کیا کہ تمام دنیا کے علمائے کرام نے اس دن جلسہ کرنے کا حکم دیا ہے تو کیا تمام دنیا کے علمائے کرام غلطی پر ہیں؟ اس کا جواب نسوں نے یوں دیا کہ جب امام مہدیؑ ظہور کریں گے تو تمام دنیا کے علمائے کرام یک طرفہ ہوں گے اور امام مہدیؑ دوسری طرف ہوں گے، قرآن وحدیث سے ثابت ہوا ہے۔ مجھ کو چونکہ علم نہ تھا اس لئے میں نے اس کو کہہ میں دہلی کو لکھوں گا۔

المسئفتی نمبر ۵۱۳ عبد المنان (نیگو) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۶۲) یہ صحیح ہے کہ عید میراد کے نام سے اور عید منان کے خیوں سے بارہ ربیع الاول کو جلسہ کرنا اصل ہے اور اسے بدعت کہہ دینے میں مضائقہ نہیں اور تمام علماء نے اس نام اور اس خیوں سے جلسہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ علمائے نے جلسہ سیرت کے نام سے جلسہ کرنے کی اجازت دی ہے جس کا مطلب کوئی عید منان نہیں اور نہ اس کو میراد کے مروجہ اعمام و رسوم سے تعلق ہے۔ اس کی غرض تو یہ تھی کہ مسلمانوں کے اندر جو نیک نامہ صریقہ اور مبتدع رسم مجلس مولود منعقد کرنے کی روانہ پائی گئی ہے اور اس میں اسراف، نمود و بدعت و خرافات پھیل گئی ہیں اور مولود حواں جھوٹی اور موضوع روایتیں بیان کرتے ہیں ان کی اس طرح صراحت ہو جائے کہ سیرت نبی کریم ﷺ کے بیان اور حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کی اشاعت و تبلیغ کی غرض سے جلسہ

۱۔ بہت سارے مفکرات پر مشتمل، ان کی وجہ سے

منعقد کیا جائے جو تمام فضائل اور بدعات و خرافات سے پاک ہو اور اس میں سیرۃ مبارکہ و مقدسہ کے صحیح صحیح روایات بیان نہ جائیں۔ اور مسلمانوں کو بتائے سنت و نئی بات نہ جائے۔ کوشش کرنے میں مسلمانوں کو نئی بات میں شریک کیا جائے نہ کہ وہ کبھی پیغمبر اسلام و خاندانہ کے حقیقی و صحیح درجے و مراتب سے وقف ہوں اور تبلیغ کے صحیح صورت پر عمل ہو سکے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے جوئے جلسہ سیرۃ کے اس کو مجلس و دہک ترقی کر کے عید میاں دیا اور اس کے ساتھ جنوں و رہنمائی کے بہت سے کاموں کا اضافہ کر دیا۔ **اللہ تعالیٰ لہدائے بہدہ صلی اللہ علیہ وسلم**

لیصل اشاعت یہ عقیدہ کہ اس سے منعقد جسے جائز بلکہ مندوب ہے اور عید میاں کے عید اعتقاد سے جسے منعقد کرنا باطل ہے۔ باقی یہ قول کہ امام ممدی علیہ السلام کے زمانے میں سارے علماء یہ طرف اور امام ممدی ایک طرف ہوں گے صحیح نہیں ہے۔ اور مجلس میاں کو شرک بتانا بھی زیادتی ہے۔ عقیدہ مذہبیت مذکور لکھ۔

کیا عید میاں و النبی قرآن و سنت سے ثابت ہے؟
(۱) عید میاں و النبی کے متعلق مختلف سوالات

(السوال) مذہبیت کئی سال سے مسلمانوں کے اندر ایک ہی تقریب موسومہ عید میاں و النبی شروع ہو چکی ہے اور ہر سال اس تقریب کو رونق دینے کے لئے نئی نئی تہاوار عمل میں لائی جا رہی ہیں اور ان پر ہر سال مجموعی حیثیت سے کئی کھروار خرچ ہو جاتا ہے۔ مجھے اس کے متعلق چند شکوک ہیں۔
یہ اس تقریب کے منانے کے لئے کوئی نص قرآنی یا حدیث نبوی ہے؟ اگر ہے تو نقل فرمائیں یا اس کے حوالہ درج فرمائیں۔

(۲) یہ قرونوں میں یہ تقریب کبھی کس زمانے میں منائی گئی؟ اگر منائی گئی تو اس طرح

(۳) اگر اس تقریب سے مسلمانوں کے اندر تنظیم کا جذبہ پیدا کرنا مقصود ہو تو یہ شریعت علیہ السلام

نے ہمیں کوئی طریقہ تنظیم کا اپنی زمان مبارک سے یا اپنے کسی فعل مبارک سے بتایا ہے یا نہیں؟

(۴) کیا بچکانہ نمازیں اور نماز عیدین اور حج مسلمانوں کی تنظیم کے لئے کافی نہیں ہیں؟

(۵) کیا ان کی پابندی کی طرف سے توجہ بڑھ کر اسلام کے اندر نئی نئی باتوں کا رٹ کرنا بدعت میں

داخل نہیں ہے اور جو رویہ اس تقریب کے منانے پر خرچ کیا جاتا ہے وہ اسراف میں داخل نہیں ہے؟

(۶) اگر کے دن شریعت سے یہ نیاز ہو کر تنظیم کی خاطر نئی نئی بدعت کرنا جائز ہے تو مزید قیامی

کو جس کا دماغ ایسی باتوں میں بہت جھماکام کرتا ہے اور جس نے اپنی جماعت کی عظیم تنظیم کی ہوتی ہے۔

کیوں نہ انداز لایا جائے؟

المسند فی ۱۸۸ حبیب مدخل ۴ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۳) جس وقت یہ تقریب شروع کی گئی تھی تو اس کو شریعت سیرت مقدسہ کے نام سے شروع کیا

یہ تھا۔ یہ سیدھا سادہ منون ہر مسلمان کے لئے جذب توجہ تھا۔ اس وقت نہ کسی مخصوص تاریخ کا ذکر تھا۔ اور نہ کسی خاص مبتدع کیفیت کا نہ جلوس نکالنے کا تصور تھا۔ باجوں اور تماشوں کا تخیل۔ اس سیدھے سادے عنوان کو ہم نے بھی تبلیغ و تذکیر کا ایک طریقہ اور موثر دریچہ سمجھ کر انعقد مجالس سیرت کی جرت دی تھی۔ اور یہ سمجھا تھا کہ خدا تعالیٰ کے آخری رسول خاتم الانبیاء سید المرسلین ﷺ کی سیرۃ مبارکہ صحیح اور مستند روایات کے ساتھ جب مخلوق کے سامنے پیش نہ جائے گی۔ تو یہ غیر مسسوں کے لئے ایک اچھا دریچہ تبلیغ و تذکیر ہو گا اور ممکن ہے کہ اس وجہ سے رومی محافل میلاد اور ان کے مزاج بہت کمات کا مسلمانوں میں بھی انسداد ہو جائے اور وہ بجائے رومی محافل میلاد کے تبلیغ سیرت کے صحیح طریقے پر کاربند ہو جائیں مگر فسوس اب

خود غماز اور تنچہ و پند انشیم

کا معاملہ ہو گیا۔ مسلمانوں نے بہت جلد جاسہ بائے سیرۃ کی اصلی غرض و غایت کو نظر انداز کر کے انہیں رومی محافل میلاد میں مدغم کر دیا۔ یہی تو بجائے جس سیرۃ کے ان اجتماعات کا نام ہی عید میلاد کر دیا۔ جو یقیناً قرون اولیٰ مشہود لمبالخیر کے خلاف ایک نئی ایجاد تھی اور اسلام کی سچی ثابت عیدین (عید الفطر و عید الاضحیٰ) پر ایک جدید عید کا اضافہ تھا۔ جو ایک متنوع سنت مسلمان کی اسلامی و تقییت میں ناقض قبول ہے۔ پھر ان جلسوں کے سے ایک معین تاریخ ۱۲ ربیع الاول لازم کر دی گئی۔ اس کے بعد جسوں کے اوپر جسوں کا اضافہ کیا گیا اور منچلے بوگوں نے باجوں سازوں اھیوں تماشوں و شامیں کر کے اسے چھوڑ دیا۔ مجموعہ ہو وعب بنادیا۔ فالی اللہ المستحکی وانا للہ وانا الیہ راجعون

اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کے نمبر و جوابات یہ ہیں۔

(۱) اس تقریب کو بہینت کدنی منانے کے لئے (یعنی عید میلاد یا جشن میلاد کے نام سے مخصوص تاریخ و ایادت میں یا کسی اور تاریخ میں منانے کے واسطے) نہ قرآن پاک میں کوئی نص ہے۔ نہ حدیث میں نہ صحابہ کرام یا تابعین عنہم یا مجتہدین مت خیرا۔ نام کی قوں یا فعلی مدیت میں کہیں اس کا وجود ہے۔

(۲) قرون اولیٰ میں اس تقریب کا وجود نہ تھا حالانکہ اس زمانے کے مسلمان آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق و رند کاری و محبت میں علی درجے پر فز تھے اور دوسری قوموں کو اپنے پیشواؤں کے یوم ولادت پر خوشی کی تقریبیں مناتے ہوئے دیکھتے تھے مگر ان کو کبھی اس ایجاد کی طرف توجہ نہ ہوئی۔

(۳) اگر تنظیم مسلمان کا جذبہ پیدا کرنا ہی مقصود ہو تو وہ ان بدعات و اختراعات کے ارتکاب پر موقوف نہیں بلکہ وہ سیدھے سادہ طور پر تبلیغ سیرۃ مقدسہ کے جسے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ تنظیم مسلمان ایک صحیح اور شرعی مقصد ہے۔ لیکن کسی صحیح اور شرعی مقصد کے لئے غیر شرعی اور مبتدع صورتیں اختیار نہیں کی جاسکتیں ورنہ جائیں تو جائیں مگر مستحسن نہیں ہو سکتیں۔

(۴) لداشبہ نماز، جنگاہ، عت اور جمعہ کی بدعت اور جمعہ صحت اور عیدین کی جماعتیں اور حج کا جتھہ عظیم مسلمانوں کی صحیح تنظیم کے لئے مقرر تھے۔ مگر افسوس کہ مسلمانان جماعت مہمہ کی اصل روح کو بھول گئے۔ اور ان تمام چیزوں کو بھی انہوں نے ایک عادی و رسمی امور کی حیثیت دے دی مگر چونکہ یہ ثلاث شدہ اور مہمہ عام شریعہ ہیں اس لئے ان کو کس میں نہ ضروری ہے اور یہ بھی بڑی ہے کہ ان کی اصل روح سے سچے ان کو ادا کیا جائے۔ اور ان سے ہی تنظیمات اجتماع صحت کا فائدہ حاصل کیا جائے۔ واللہ موافق۔

(۵) اگر کوئی فیہیزن امور شریعہ کی سمیت کی طرف سے مسلمانوں کی توجہ دہانے کی موجب ہو تو اس کے حرم ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ ان فرائض و شعائر سے مبرا ہے تو بنانے کی موجب نہیں بلکہ ایک جدید صورت تنظیم ہے تو اس کی حاجت کا شکر اسے ختم کیا جائے گا۔ اس کی اصل شریعت مقدسہ میں موجود ہو۔ اور شریعت سیرۃ مقدسہ کے لئے سادہ طریق پر جسہ سیرت کے نام سے اجتماع کیا جائے۔ تو وہ تو تبلیغ و تذکیر کی شرعی ثلاث شدہ اصل کے ماتحت آسکتا ہے۔ لیکن عید مبارک و جشن مبارک کے نام سے اور اس مقصد سے کیا جائے تو اس کی شریعت مقدسہ میں اصل نہیں ہے اور ان پر زائد حاجت مصارف کرنا یقیناً حد اسراف میں داخل ہو گا۔

(۶) یہ سولیت زیادہ پیچیدہ و تفصیل طلب ہے۔ میں ہر دست اس کے جواب میں صرف ایک شعر پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ یہ ہے۔ چندان حد کی کہ راہ صفا تو اس رفت جزیرے مسطی صلی مدعیہ و سہم تسیم اکثر۔ محمد کفایت مدکان مدہ دلی۔

سیرت انبی کے جسہ کی صدارت کافر و مشرک کے حوے کرنا۔
(سوال) نسیر باد میں چند افراد نے سیرت نبی صلی علیہ وسلم کے جسہ کی صدارت کا متواتر تین روز کا فرار و مشرک کے حوالہ کیا۔ کیا اس جماعت کا یہ فعل شریعت اسلام کے موافق ہے یا مخالف۔ تقریر کرنے والے علماء اہل سنت و جماعت تھے۔

المستفتی نمبر ۱۰۲۳ عبد الرحمن صاحب نسیر آبادی صاحب تنظیم میرٹھ ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۲۰۳۰
جون ۱۹۳۶ء

جواب ۱۶۴، صدر و ساوقت مقررین کی تقریروں پر محاکمہ یا محض مقررین کے بیانات پر تنقید کرنی ہوتی ہے اس لئے اس کی خاص جسہ کی صدارت کے سے مقصد جلسہ و متعلقات مقصد کا ہر شخص ہی امور ہوتا ہے نیز مذہبی جماعت میں مذہبی حیثیت سے ممتاز شخصیات کو صدر بہا مناسب ہے۔ بناریں ان لوگوں کا انتخاب، موزوں و نامناسب و تہجہ ہو۔ محمد کفایت مدکان مدہ دلی۔

فصل سوم

مسئلہ قیام

مجلس مید کا قیام بے صل ہے۔

(سوال) ماقولکم (حکم اللہ) کہ زمانے میں لوگ جس طرح مودود شریف پڑھتے ہیں وہ حضرت رسول خدا ﷺ کی پیدائش کے بین میں قیام کرتے ہیں وہ حضرت ﷺ کے زمانے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم و تبع تابعین کے زمانے میں تھا یا نہیں۔ ائمہ اربعہ یا ان کے زمانہ میں کسی نے یہ قیام کئے ہیں یا نہیں اور ان سے کچھ روایت ہے یا نہیں اور کیسے یہ قیام شروع ہوا اور کس نے پہلے قیام کیا اور وہ کس صفت کا لوگ تھے۔ اور قیام کرنا ایسا ہے اور نہ کرنے سے گناہ ہوتا ہے یا نہیں یہ قیام ہر مجلس میں کرنا چاہئے یا بھی ترک کرنا اچھا ہے؟

(جواب ۱۶۵) مجلس مید و مروج کا قیام معمود شریعت میں ثابت نہیں۔ قرون ثلثہ مشہود مالاخیر میں اس کا کوئی وجود نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین، تبع تابعین و ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کے زمانے میں نہیں تھا۔ ائمہ ن حضرت سے اس کے بارے میں کوئی روایت جواز کی منقول نہ اصول شریعتہ غرض سے اس کا کوئی ثبوت قیام کرنے والے اور تقصیم ذکر و ادت کی نیت سے قیام کرتے ہیں۔ وجواب یہ ہے کہ ذکر کی تقظیم قیام کے سانحہ شریعت میں معمود نہیں، نیز ذکر و ادت کی تخصیص بے معنی ہے۔ نیز ذکر اللہ اور قراءۃ قرآن زیادہ مستحق تقسیم ہے حالانکہ ذکر اللہ اور قراءۃ قرآن کے وقت کوئی شخص تقضیماً قیام نہیں کرتا، پھر ذکر و ادت کی تقظیم قیام سے کرنا بھی مجلس مودود کے ساتھ خاص کیوں ہے؟ اگر دعوٰی میں کوئی داعی و ادت شریفہ کا ذکر کرے یا بغیر انعقاد مجلس گھر میں کوئی ذکر و ادت کرے تو کوئی شخص تقضیماً قیام نہیں کرتا۔ یہ سب تخصیصات بے دلیل ہیں۔ ورنہ اس خیال سے قیام کرتے ہیں کہ روح مبارک آنحضرت ﷺ کی مجلس مید میں آتی ہے تو یہ خیال پہلے خیال سے بھی زیادہ جہالت آمیز ہے کیونکہ روح مبارک کے آنے کی دلیل شرعی کوئی نہیں۔ نیز ان واحد میں ہزاروں مجلسیں دنیا میں ہوتی ہیں، اگر ہر مجلس میں آپ ﷺ کی روح مبارک کو حاضر مانا جائے تو اس میں شائبہ شرک بھی ہے کہ ان واحد میں مجالس متعدد ہیں ضرورتاً ہونا آپ ﷺ کے لئے ثابت کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ہر جگہ حاضر و ناظر خواص ذات احدیت سے ہے۔ ۲۔ کسی مر مستحب کو ضروری سمجھنے اس کو حد کرنا بہت تک پہنچ دیتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے (۲) اور مالا علی

”ان عمل المرء لو ذم ذمۃ لم یقل نہ ولم یقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاحقاء والائمة“ (کذا فی اشرۃ بہ ہذا الہاد

ست ۶۳ و معتاد صفحہ ۱۰۲) ۲۔ اولی ادیان ہم دون عقائد۔ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر ہر شے پر اس صفت انخصات کی نظر کرتے رہے و ان شرکات نیست و نیز رذیلیہ است و عن حدی قال عبد اللہ بن قیل ان ارواح المساجح حصرۃ بعلم مکفر منہی (مجموعہ فتاویٰ ج ۱ ص ۲۸) ۳۔ ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کی رحمت اللہ علیہم روح ص ۳۶ طبع اکمل سعید

۳۔ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ”لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یری ان حقد عبیدہ لا یصرف الا عن یمینہ القد ویت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً یصرف عن شمالہ“ (بخاری، کتاب الادب، باب الا فتال والا صراف عن الیمین والشمال ۱۱۸ طر قدیمی)

قدر کی رحمت اللہ علیہ اور طہی نے شرح مشکوٰۃ میں تصریح کی ہے۔ ۱۔ پس سر قیام مستحب کھن ہوتا ہے
اس کا یہ نر ہو و انعام جو مشہد ہے اسے نکر و نہ مارینا ہے۔ ۲۔ چہ جائے یہ کہ وہ مستحب کھن نہیں بلکہ ایسا ب
اصل چیز ہے۔ محمدؐ عنایت اللہ کا ن اللہ لا دہلی۔

میاں د اور قیام کو بدعت کہنے والوں کو وہابی کہنا درست نہیں۔

(سوال) ہمارے یہاں شہ احمد نادر میں مہیور و قیام کوں زمانے میں بعض بدعتیوں نے رواج دیا ہے۔ ب
ن کو کتاب "برہین قاطعہ" کے صفحہ ۲۰۲ پر یہ عبارت لکھی گئی :-

”اس عاجز نے ایک، لکھنا یا سے جو مسجد مکہ میں بعد نماز عصر و صونا کہتے تھے، حال مجلس مولانا کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے؟“

اور ہم نے ان کو سمجھایا کہ یہ روجبہ عتحرمہ ہے تو وہ لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ میں وہ روجبہ عتحرمہ منافی سے کہتا ہوں۔ اور جو قیام وقت بہانہ پیش کیا جاتا ہے اس کو ان ہمہ عتہ کہتے ہیں تو وہ لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ روجبہ عتحرمہ کہے وہ وہاں ہے۔ یہ امان کا موافق مذہب منافی کے درست سے پاغلوں نے التوجروا۔

حواص ۱۶۶، مجس میرو مردجہ میں طرح طرح کے منکرات یعنی میور غیر مشرود ہوتے ہیں (۲) اور
۷۷ اور موضوع روایات بیاں کی جاتی ہیں (۱۰) اور اسراف و ریاضا خیر مشتمل ہوتی ہیں ابد مدت اور تابا نزیں
نصور رسول کریم صلیہ التحیۃ والسلام کا ذکر مبارک و ربیان حاد و ادت و معراج و نبوت بے شبہ و فصل
مندوبات و احسن مستحبات ہے۔ لیکن اس کے لئے خاص ہتمام سے مجاس منعقد کرنا قرون شد مشہود و لہذا فیہ
میں نہیں تھا۔ (۱) حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سے بڑھ کر کون

۱۔ فال لطیفی "وفیہ من صبر علی سر مبادوب و جعد غمرہ و سر یعین بالرحمة فقد صاب من سیتلہ من لاصلاہ
 فکیف من صبر علی مدغلة الوعکر (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۸۱ مشکوٰۃ و غیرہ)

(۲) جیسے "بورود بدہ" اور "وہتر" کا بعد میں تحریر ہے اور "بورود بدہ" اور "منافقون" کا بعد میں پڑھنا مستحب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس تمردوں میں یہ سورتیں پڑھ کر مقتول سے کہیں نماز اتمہ کے منقذہ طور پر ان مذکورہ سورتوں کو ان ہمارے ساتھ پڑھنے کو
 مکرر رکھتے رہے۔ چنانچہ ہم یہ "سورۃ" سے "وہتر" اور "منافقون" کے منقذہ طور پر ان مذکورہ سورتوں کو ان ہمارے ساتھ پڑھنے کو
 شریعہ میں مثالی

(٣) "ومن حمله ما أخذ ثوبه من المدح مع اعتقادهم أنه ذلك من أكبر العبادات وإظهار الشعائر ما يتعلوه في سيرة ربه الأول من المولود وقد احتوى على مدح ومحرمات حسنة، من الحاج المالكي المدخل ج ٢ ص ٣ ط مصطفى
لدي المحامي مصر

۱۰) ان روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ علیؑ متعدد فلیتروا مفعدہ من النار (تاریخ، نام،

(۵) جب شاہ نے اگلا قافلہ نکالا، یہ اٹال برہہ اشنواراں دیر لگا، اور بہت سے امور میر ضروریہ کو سرورنی حکمت، نوادہ بھی مبتلا کر رہے اور دوسراں کو بھی اس کی قریب دینا ان امور کے حیر جس میں وہ اب بورا اور پھیکا جھکنا۔ س پیزاں میں باقی اسراف جتا دیا۔ اس

[illegible]

حضرت رسالت مآب سے محبت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ پس باوجود اس محبت اور عشق کے جو ان حضرات اکابر سلف کو حضور رسول کریم ﷺ سے تھی، ان کے زمانے میں مجلس میبد کا منعقد نہ ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ یہ مجلس کوئی مقصد فعل نہیں۔ درنہ شائقین رسول ﷺ ضرور اس کو عمل میں لاتے۔ (۱) پھر موضوع روایت بیان کرنا اور صرف و تقدیر کے اردہ سے مولود کرنا خود حرام ہے۔ اور ذکر و مدت، سعادت کے وقت قیام کرنا باطل ہے، اصل و بدعت ہے۔ (۲) کیونکہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معمود و ثابت نہیں۔ اور یہ خیال کہ حضور رسول کریم ﷺ مجلس میبد میں تشریف لاتے ہیں ایک جاہلہ خیال اور مقضی الی السرك ہے۔ ۳۔ کس آیت یا حدیث یا قول ائمہ رحمۃ اللہ علیہم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجلس میں وقت ذکر و مدت قیام کرنا صحیح ہے۔ یا یہ کہ حضور انور ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ غرض عمائد اہل سنت و جماعت کا صحیح مذہب یہی ہے اور حضرات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مولود یا قیام پچھ بھی ثابت نہیں۔ جو لوگ ان مسائل کو وہابیوں کے مسئلے ثابت ہیں وہ یا تو خود جاہل ہیں یا قصد عموم کو دھوکہ دیتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم بالصواب۔

مولود شریف میں قیوم سرنا جائز ہے یا نہیں؟

(سور) مود شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستغنی نمبر ۵۰، ص ۵۸ (مکوی) ۱۶ ربيع الثانی ۱۲۵۳ھ ۸ جو فی ۱۹۳۵ء

(حواہ ۱۶۷) میاد کی بچہ میں مردہ قیام ایک ہے صل چیز ہے جس کا ثبوت شریعت میں نہیں ہے
(۱) اگر کوئی شخص قیام کو شریعتی چیز سمجھ کر اور ثواب سمجھ کر کرے گا تو وہ یک غلط چیز کا ارتکاب کرے گا۔

محمد کنذیت امتہ کا ان لہدے۔

میل و شریف میں قیام پر حصر برکات،

(سوال) مہیاد شریف میں تعلیم کے نئے ہڑاہیون اور سب کو مجبور کرنا کس تک درست ہے۔

المستفتی نمبر ۹۵۱ عبد الرزق صاحب (رحمہ اللہ) ۴ ربیع الاول ۱۴۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۸) میا دشریف میں قیام کرنے کا ثبوت شریعت مقدسہ سے ثابت نہیں۔ یہ پب رسم ہو گئی

۱۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ عاپہ فرماتے ہیں : "و اما اهل السوء و جماعة فيقولون في كل فعل وقول لهم يثبت عن الصحة رضى الله تعالى عنهم هو بدعة لانه لو كان حيرا لسوقوا اليه لانهم لم يتركوا حيلة من حيل الحير الا وقد يادروا ليها"
(تفسير ابن کثیر ج ۴ ص ۵۶ طبع پھل کیدی ۱۴۱۱ھ)

۲۔ اصل اس وجہ سے ہے۔ یہ کون شرق و بھل قوم نہیں ہے درہم امت اس وجہ سے کہ حصار العزوں کے بعد ہاتھ شرمیہ دین میں ایسا دیکھا ہے۔

۳۔ اگر علم یا قدرت سے منہ کا غمیدہ ہو تو ہر کھل شرک سے بدتر ہے کذب و فتنہ و امر باللہ و امر بسول ہے۔

۴۔ جن ائمہ نے قرآن و سنت رسولِ اکرمؐ اور قیاس میں کسی دلیل سے ہمت نہیں۔

در یونان، اِس صورت شبیهِ مثلث است، گویا درخت کاغذی دارد و موم و آوازِ صحیح به لَقْو به عیبه است و من عمل عملاً لیس
علیه امر و فیه رد (مسلم، باب اقتسای حرام، ابواب و درمہ، کتاب و موم، ج ۲ ص ۷۷ طوقدیک)

ہے جو بے اصل اور بے ثبوت ہے۔ اور اس پر لوگوں کو مجبور کرنا یا قیام نہ کرنے والوں کو برکھنا سخت گناہ ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔۔
محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنا۔

(سوال) محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنا بات ہے تو اس فعل کا کرنا بہتر ہے یا ترک بہتر ہے۔
المسننی نمبر ۱۵۲۴ مولانا عبدالحق صاحب صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ دہلی ۲۲ رجب ثانی ۱۳۵۶ھ م ۲۳
جون ۱۹۳۷ء

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) محفل میلاد میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا اولہ بعد میں سے کن دینے سے ثابت نہیں۔ تو اس قیام کو حکم شرعی و ضروری ٹھہرانا بدعت و گمراہی ہے۔ (۲) اس کو ترک کر دینا ضروری ہوگا۔ کیونکہ عوام الناس مبتدعین اس کو حکم شرعی و ضروری ٹھہرتے ہیں اس فعل کو ترک کرنے و دے پر طرح طرح کے طعن و اعتراض کرتے ہیں۔ چاہے ہو کتبہ، حبیب امر ملین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی جواب نہ بدہ محمد یوسف عفا عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔
(جواب ۱۶۹) (از حضرت مفتی اعظم) ہر الموق۔ محفل میلاد میں قیام مروج ہے اصل اور بدعت ہے۔

صلوٰۃ و سلام پڑھنا تو جائز مگر اس کی بیعت کذابی اور پھر اس پر اصرار کرنا اور تارک کو مطعون اور مذہم مانا۔
سب ناجائز اور بدعت ہے۔ (۳) ذکر کا تعظیم قیام کے ساتھ کرنی شریعت میں معہود نہیں اور اس کو شرعی حکم قرار دینا ضد و رسول ﷺ کے خلاف شریع ہے جو حرام ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔۔
الجواب حق۔ محمد شفیع عثمانی عنہ مدرسہ اہل الب دہلی۔

ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بھی بے اصل ہے۔

(سوال) قیام کرنا خاص ذکر ولادت شریف کے وقت واسطے تعظیم حضرت ﷺ کے مستحسن و مستحب ہے یا

۱۔ من اصر علی امر مندوب وجعلہ عرفاً ولم یعمل بہ حرۃ فقد اصابہ الشیطان من الا حلال فکیف یس اصر علی بدعة او مسکونہ (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۱ ط المکتمۃ الحیہ کوئٹہ)

۲۔ "وان العادیات من حیث ہی عادیۃ لا بدعة فیہا، و من حیث بتعد بہا او تو صوع و صوع التبع بدخلہا البدعة" (نار شریعہ
المتمم ج ۲ ص ۹۸ دار الفکر) و میر ضروری و ضروری بات بھی بدعت نہیں ہے۔ "ورہا بیدۃ تدعوہا کتھا ہا عبیہ"
(اندر ۲۷) وقال اس مسعود رسی اللہ تعالیٰ عنہ "لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاۃ بری ان حلفا عبیہ ان لا
یصرف الا عن سببہ" لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً یصرف عن شمالہ۔ (بحاری، کتاب الادانہ،
ب لا یفتل ولا یصرف عن السبب و لسمال ۱ ۱۱۸ ص قدیمی)

۳۔ "منہا وضع الحدود و الترم الکلیات و النہیات المعیہ، و الترم لعادات المعیہ فی اوقات معیہ لم یوجد لہ دلت
المعین فی الشریعہ" (۱۰۰ شاہنشاہ، فہم فی الترم، ابین ان ص ۳۹ دار الفکر)

۴۔ "ام یہم شرکاء شرعوا لہم من الدین مالہم یادن بہ اللہ" (التورک ۲۱۰) و قولہ "ولا تقولوا لما تصف السکرم هذا
حلل" و حد، حرام لتفتروا علی اللہ، مکذب (نکل ۱۶) و قولہ اس کثیر رحمۃ اللہ علیہ "وید حل فی ہدی کل من اتبع
بدعة لیس لہ فیہ مسند شرعی او حمل شیئاً مما حرم اللہ او حرم شیئاً مما احل اللہ بسحر و راید و تشبیہ" (سیران کثیر ج
۲ ص ۵۵۹ و ۵۶۰ سبیل الیذی لا یر)

حرام ہے اور مولود شریف کے قیام کو حرام کہنے والا گنہگار ہو گا یا نہیں اور اس کے پیچھے نمر زدرست ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۲۵۔ مولانا عبدالحق صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ ملتان ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

(جواب) (از مولوی حبیب الرحمن نائب مفتی) مولود مروج بنفسہ ناجائز ہے اور اس میں قیام کرنا اور اس کو حکم شرعی ٹھہرانا بہت ہی بڑی گمراہی ہے۔ کیونکہ مولود مروج میں بجائے تعظیم کے آنحضرت ﷺ کی توہین ہوتی ہے کہ فساق فجار گانے کے لہجے میں گاتے ہیں اور حقہ سگریٹ بھی پیتے جاتے ہیں اور آپ کا ذکر و نام مبارک نہایت بے ادبی و بے حرمتی کی ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی محبت کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں اور آپ کی سنن کی متابعت و نماز روزہ کے بھی پابند نہیں ہوتے۔ صورتیں شکلیں اہل بنود کی رکھتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی عالم وعظ کے لہجہ میں میلاد کے واقعات کو بیان کرے گا تو یہ مستحسن ہوگا۔ (۱) اور قیام کا ثبوت کسی سند شرعی سے نہیں۔ لہذا یہ بھی بدعات مخترعات سے ہے۔ فقط حبیب الرحمن غنی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۱۷۰) (از حضرت مفتی اعظم) ہوا الموفق۔ آنحضرت ﷺ کے مقدس حالات اور سیرت مبارکہ کا ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور افضل الاذکار ہے۔ لیکن محافل میلاد جس نوعیت سے منعقد کی جاتی ہیں، یہ سرتاسر امور غیر مشروعہ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ (۲) روایات موضوعہ منکرہ بیان کی جاتی ہیں۔ (۳) بیان کرنے والے اکثر غیر متشرع فساق و فجار ہوتے ہیں، (۴) سراف و ریاکاری سمعہ و نمود مقصد ہوتا ہے۔ (۵) التزام مالا یلزم کی حد سے گزر کر اس کو فرائض و واجبات سے بھی آگے بڑھا دیا جاتا ہے۔ (۶) قیام بوقت ذکر ولادت کو ایک فریضہ شرعیہ قرار دے لیا ہے اس کے تارک کو لعن و طعن کیا جاتا ہے۔ (۷) الغرض مردجہ مجالس میلاد بدعات و خرافات کا ایک مجموعہ بن کر رہ گیا ہے۔ اس لئے اس ہیئت کذابی کا ترک کرنا واجب ہے۔ (۸) حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کے بیان کرنے کے لئے مثل مجالس وعظ کے ایک بے تکلف مجلس میں وعظ کی طرح بیان کر دینے کو اختیار کیا جائے تو بہتر اور موجب ثواب ہوگا۔ (۹) صحیح واقعات، مستند روایات بیان کی جائیں اور شیرینی

۱۔ "لا یاس بالحلوس للوعظ اذا ارادہ وحہ اللہ تعالیٰ کذا فی الوجیز لکوردی۔ (القادی العالگیر: ۳۱۹/۵ ط واحدہ کوئٹہ)
۲۔ "ما یفعلونہ فی شہر ربیع الاول من المولد قد احتوی علی بدع و محرمات حمق" (ابن الحان لٹاکی، المدخل ج ۲ ص ۳ مطبوعہ البابی الحلبنی مصر)
۳۔ ان کا بیان کرنا اور سننا اس وعید میں داخل ہے "من کذب علی متعمداً فلیتوا مقعده من النار" (بخاری، ۲۱ ط قدیمی)
۴۔ ان کے ساتھ ناحق مسابہ و مدہنت کر لی پڑتی ہے، ورنہ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ قول اللہ تعالیٰ "فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمین" (الانعام: ۶۸)

۵۔ "اب المذنبین کانوا اخوان الشیطن" (سورۃ اعراف: ۲۷)
۶۔ اور غیر ضروری کو ضروری و ناجائز بدعات قبیحہ سے ہے "ورہانیۃ ابتدعوها ما کتبنا ہذا علیہم" (الحدید: ۲۷) وقال ابن مسعود رضى الله تعالى عنه "لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یری ان حقاً علیہ ان لا یصرف الا عن یمینہ اولیٰ ولقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً یشرف عن شمالہ" (بخاری: ۱۱۸/۱ ط قدیمی)
۷۔ قیام کو فریضہ شرعیہ قرار دینا بدعت و معصیت ہے اور معصیت پر اصرار کرنا سخت معصیت ہے۔ علامہ شاطبی فرماتے ہیں "ان العبادات من حیث ہی عادیۃ لا بدعۃ فیہا و من حیث یتعبد بہا او تو صوع وضع التعبد تدخلها البدعۃ الاعتصام ج ۲ ص ۹۸ ط دار الفکر

۸۔ کیونکہ بدعات و مکروہات کے ملنے سے عبادت بھی معصیت ہو جاتی ہے جیسے کوئی حالت جنایت میں بوقت دوپہر کے نماز پڑھنے لگے سخت گنہگار ہوگا حالانکہ نماز افضل العبادات ہے۔ اسی طرح نفس ذکر سیرت مبارکہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور افضل الاذکار ہے مگر بدعت و خرافات کے منے سے مردجہ مجالس میلاد کا ترک ضروری ہو جائے گا واللہ اعلم۔

۹۔ "لنذکب علی المنابر للوعظ والا تعاط سنة الایساء او المرسلین" (اندر المختار ج ۲ ص ۳۲۱ ط سعید)

وغیرہ تقسیم کرنے کا رواج ترک کر دیا جائے۔ مسلم، غیر مسلم سب کو بلایا جائے اور ایسی طرح بیان کیا جائے کہ غیر مسلموں کے لئے خاصی تبلیغ ہو جائے اور اسلام کی صداقت اور پیغمبر اسلام کی محبت ان کے دلوں میں جا جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی۔

(جواب ۱۷۱) نمبر ۵۲۱ ادیگر۔ مودود شریف کا مروجہ ہتھام بے اصل ہے اور ذکر و رت کے وقت قیام کرنا بھی بے اصل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی۔

۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۳ جون ۱۹۳۷ء۔

نبی علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھوں کو چومنا بے اصل ہے۔

(سوال) کیا میاد شریف میں وقت ذکر و ولادت شریف قیام کرنا اور آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھ کر انگوٹھوں کو چوم لینا شرک ہے؟

المسئلی نمبر ۱۵۶۳ جناب سید عبدالمعبود صاحب بدویں۔ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۳ جون ۱۹۳۷ء (جواب ۱۷۲) میاد شریف میں ذکر و رت کے وقت قیام کرنا شرعاً بے اصل ہے۔ کیونکہ ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ شریعت میں معبود نہیں اور نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا صحیح اور مستحب ہے۔ (۱) مگر انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا بے اصل ہے، (۲) تاہم سن کو شرک نہیں کہہ جاسکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له دہلی۔

مجلس میاد میں حضور علیہ السلام کا تشریف نہ لانا۔

(سوال) (۱) ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کے ذکر کے وقت حضور ﷺ مجسم یہ روح حضور علیہ السلام کی آتی ہے۔ مجلس میاد میں سن وجہ سے ہم تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔ دریافت حسب یہ ہے کہ قرآن مجید یا حدیث صحیح سے ثبوت ہے کہ مجلس میاد میں تشریف دیتے ہیں یا

۔ "ووصى العلماء عسى مستحباً لها في مواضع . وعند ذكر اسماء سمع صلى الله عليه وسلم . (رد المحتار ج ۱ ص ۵۱۸ ط سعید)

۲۔ کہ تندر اکثر و کثرت آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے پونے کو شاب سمجھتے ہیں، درود موقوف ہے روایت پر، اور روایت اس باب میں کوئی ثابت نہیں۔ لہذا بے اصل ہے۔ تنائی میں ہے "وذكر ذلك الحر حى واطل ثم قال ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيئاً" (ج ۱ ص ۳۹۸ ط سعید)۔ ورفضال اعمال میں کمر درودیت پر عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں ایک یہ ہے درودیت بہت زیادہ کمزور نہ ہو، دوسرے یہ کہ وہ چیز شریعت کے کسی عام اصول کے تحت داخل ہو۔ تیسرے یہ کہ اس کو سنت نہ سمجھا جائے (رد مختار ج ۱ ص ۲۸ ط سعید)۔ جب کہ انگوٹھے چومنے کے بارے میں جو روایت بیان کی جاتی ہے بدقسمتی سے اس میں مذکور ہوا تین شرطوں میں سے ایک بھی نہیں پائی جاتی۔ پھر آج کل دگ و ب سمجھنے کے علاوہ تارک پر مامت کرتے ہیں، اس لئے اس فعل سے روکا جائے گا۔ یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ بعض فقہاء نے اپنی کتابوں میں انگوٹھے چومنے کو مستحب لکھا ہے۔ اس بارے میں علامہ عبدالحی کھنوی فرماتے ہیں "اس تفصیل اور بعض کتب فقہ مستحب نوشتہ است، نہ واجب و نہ سنت مثلاً کفر بعد از خزانة الروایات و جامع امر موزوقاوی صوفیہ و غیرہ مگر در اکثر کتب معتبرہ متداولہ نشان آن نیست آں تب کہ در اسانین مسئلہ مذکور است میر معتبر اند چنانکہ جامع امر موزوقاوی صوفیہ و کثر العباد و غیرہ ارباب وجہ کہ درین کتب رطب و اس بلد تنقیح مجمع نیست فہمیں آن در رسالہ من "الذی فی الکبیر من یطاع اجامع اصغیر" مودود است۔ و حدیثہ درین باب فقہاء نقل میکنند آن حدیث محمد بن یحییٰ بن سعید (مجموعہ الفتاویٰ علی حدیث خلدیہ الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۲۵ ط مجد کیہ ٹی لاہور

نہیں، اگر حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں تو مجسم آتے ہیں یا روح پاک آتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۹ نوار احمد صاحب حویلی اعظم خاں دہلی، جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م

۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب) (از مولانا مظہر اللہ صاحب) نہ یہ ثابت ہے کہ ذکر پیدائش کے وقت حضور کرم ﷺ کی روح اطہر مجلس میں ہمیشہ تشریف آتی ہے نہ اس غرض سے قیام کیا جاتا ہے لیکن کسی مجلس میں کسی صاحب باطن نے یہاں حاضہ کیا ہو تو کچھ بعید بھی نہیں لیکن اس کی وجہ سے ایک عام حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

فقط واللہ اعلم۔ محمد مظہر اللہ غفرلہ، امام مسجد جامع قچہری دہلی۔

(جواب ۱۷۳) (از حضرت مفتی اعظم) ہو الموفق۔ حضور نور ﷺ کا تشریف انا تو بالکل بے اصل اور بے حقیقت ہے اور کسی مجلس میں کسی صاحب باطن نے کشفی طور پر مشاہدہ بھی کیا ہو تو اس سے یہ لازم نہیں کہ حضور ﷺ خود مجلس میں تشریف لائے۔ کیونکہ کشف میں ایسی چیزوں کا ایسے مقام پر مشاہدہ ہو جاتا ہے جہاں وہ چیزیں خود نہیں ہوتیں۔ آنحضرت ﷺ نے نماز کسوف میں جنت و دوزخ کو قبلہ کی دیوار میں مشاہدہ فرمایا۔ صحیح بخاری کی صحیح حدیث میں اس کی تصریح ہے ما من شیء کنت لم ارہ الا قد رأیته فی مقامی ہذا حتی الجنة والنار۔ (۲) اور ایک روایت میں فی عرض ہذا الحائط او مثله بھی آیا ہے۔ (۳) اور ظاہر ہے کہ تمام مریات و رجات و نار خود وہاں موجود نہ تھیں بلکہ یہ کشفی مشاہدہ تھا۔ اور قیام تعظیص کا کوئی صحیح معنی نہیں ہے ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ معصود نہیں اور بفرض ہو بھی تو حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ کا تمام ذکر مستحق تعظیم ہے، نہ صرف ذکر ولادت و سلام۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

.....
۱۔ کیونکہ اگر غرض محال کبھی ایسا اتفاق ہو بھی ہو تو خرق عادت ہے اور خرق عادت دائم اور مستمر نہیں ہوتا، علاوہ برائیں یہ امر متعلق کشف کے ہے اور کشف حجت تامہ نہیں کہ اس کی وجہ سے عام حکم لگایا جاسکے۔ ملاحظہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں المکاشفة والابہام والامام التي هي طبقات لا تسمى علوماً یقیناً (مرقاۃ ۱/ ۶۶۱ لہذا یہ)

۲۔ بخاری، ابواب الکسوف، باب صلوۃ النساء مع الرجل فی الکسوف ج ۱ ص ۴۴ ط سعید۔

۳۔ بخاری، کتاب موافقت الصلوۃ، باب وقت الطہر عند الروال، ولفظہ ”ثم قال عرفت علی الحجة والنار انما فی عرض ہذا الحائط فہم ار کالبحیر او الشر۔“ وکذا فی کتاب الاعتصام، باب میکرہ من کثرة السوال الج ۲ ص ۸۲ ط قدیمی۔

فصل چہارم مسئلہ علم غیب

- (۱) محفل میلاد کا شرعی حکم۔
- (۲) حضور علیہ السلام کا محفل میلاد میں تشریف لانا۔
- (۳) رسول اکرم ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟
- (۴) ایصالِ ثواب کیسے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟
- (۵) شرک و بدعت کسے کہتے ہیں؟
- (السوال) (۱) محفل میلاد تشریف کرنا شرعاً جائز ہے یا بدعت ہے؟
- (۲) رسول کریم ﷺ محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ایک ہی وقت میں روئے زمین ہزار جگہ محفل میلاد ہو تو کیا رسول کریم ﷺ ہر جگہ تشریف لاسکتے ہیں یا نہیں یا مجبور ہیں؟
- (۳) آنحضرت ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟
- (۴) بزرگان دین کی ارواح کو ثواب پہنچانے کیسے ذبح نیاز نذر کا دن مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟
- (۵) شرک و بدعت کسے کہتے ہیں؟

المسند فی ستر عابد یرخاں مدرسہ ساہوکارہ جدید بریلی۔

(جواب ۱۷۴) آنحضرت ﷺ کے حالات مبارکہ اور فضائل و کمالات طیبہ کا بیان کرنا بہت اچھا اور موجب خیر و برکت ہے مگر مجلس میلاد جس صورت سے کہ مروج ہے یہ غیر شرعی ہے کیونکہ وہ تو اس نام سے انعقاد مجلس کرنا سلف صالحین کا معمول نہیں تھا۔ (۱) بلکہ وعظ و ذکر کی مجالس میں حضور انور ﷺ کے حالات طیبہ بھی بیان کر دیئے جاتے تھے (۲)

دوسرے اکثری طور پر ان مجالس میں روایت غیر معتبرہ در موضوعہ بیان کی جاتی ہیں جن کا بیان کرنا بیکہ سننا بھی گنہ ہے۔ (۳)

تیسرے اکثری حالت میں مجلس منعقد کرنے والے کی نیت ریاء و شہرت و ناموری کی ہوتی ہے جو عمل حسنہ کے ثواب کو بھی ضائع کر دیتی ہے۔ (۴)

۱ "ان عمس المولود بدعة لم یقل بہ ولم یفعلہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء والائمة" (کدافی الشریعة الالہیة بحوالہ راد سنت ص ۱۶۴ ط مکتبہ صفدریہ)

۲ "الذکر علی المنابر للوعظ والاعتاط سۃ الانبیاء والمرسلین" (الدر المختار ج ۶ ص ۳۲۱ ط سعید)

۳ "قال فی الشامیة" (قولہ فی الموضوع) "بی المکذوب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، وهو محرم اجماعاً بل قال بعینہم انہ کثر ، قال علیہ التسلات والسلام" "من قال علی مالہ اقل ثلثین موقعدہ من النار۔" (رجح ص ۲۸ ط سعید)

۴ "وقد اخرج مسلم حدیث اعماری و العائم و الحواد و عقابہم علی فعیہم ذلک لعلہ عن ابی ہریرۃ فی کتاب الامارۃ ، باب من قاتل للبراء و السمتۃ استحق النار" وقد قل الامام النووی رحمۃ اللہ علیہ فی شرحہ ما نصہ "وفیہ ان العمومات الواردة فی فصل الجہاد انہ

ہی لمن اراد اللہ تعالیٰ بکذلک من مخلصاً و کذلک الشاء علی العماء و علی المشفقین فی وجوہ الحیرات کلہ محمول علی من فعل ذلک للہ تعالیٰ مخلصاً" (انظر الصحیح لمسلم مع شرحہ الکامل للنووی رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۱۴۰ ط قدیمی)

چوتھے ان مجس میں بعض غیر شرعی امور عمل میں لائے جاتے ہیں اور ان کو نہ صرف شرعی سمجھا جاتا ہے بلکہ فرض و واجب کا مرتبہ دے دیا جاتا ہے۔ مثلاً ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا کہ یہ ایک بے اصل اور بے ثبوت چیز ہے (۱) مگر عملاً اس کو ایسا لازم کر لیا گیا ہے کہ اگر کوئی قیام کرے تو اس کو اٹھن طعن سب و شتم کرتے اور بس وقت مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ (۲) مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ مجس مروجہ میلاد کا انعقاد شرعی نہیں ہے۔ (۳)

(۲) یہ خیال اور عقیدہ کہ حضور انور ﷺ مجالس میلاد میں تشریف لاتے ہیں ایک عامیانہ اور بے اصل خیال ہے اور نہ یہ اصول شرعیہ کے لحاظ سے درست ہو سکتا ہے کیونکہ ایک وقت میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا حضرت حق تعالیٰ کی صفات خاصہ میں سے ہے۔ (۴)

(۳) علم غیب حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حق تعالیٰ نے اس قدر مغیبات کا علم عطا فرمایا تھا کہ ہم اس کا احصاء نہیں کر سکتے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم حضرت حق تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے، مگر وجود اس کے حضور ﷺ عالم غیب نہ تھے۔ کیونکہ علم غیب کے معنی یہ ہیں کہ وہ بغیر واسطہ حواس اور بغیر کسی کے بتائے ہوئے حاصل ہو (۵) اور حضور ﷺ کا تمام علم حضرت حق تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا ہے۔ وہ حقیقۂ علم غیب ہے اور نہ حضور ﷺ کو عالم الغیب کمند درست۔ (۶)

(۴) ایصال ثواب کی شرعی حقیقت یہ ہے کہ نسان کوئی ثواب کا کام (یعنی عبادت مایہ یا بدنیہ اور کرے۔ اور خود ثواب پانے کا مستحق بنے۔ پھر حضرت حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا اللہ یہ ثواب جس کا تیرے فضل و کرم کے وعدہ سے میں مستحق ہوا ہوں میرے فلاں بزرگ یا عزیز یا دوست کو پہنچا دے (۷) ثواب کا کام ثواب کی نیت سے کیا جائے اور انہیں اوصاف کے ساتھ جو شریعت نے ثابت کئے ہیں، وہاں وہ مفید ہو گا۔ ورنہ برادری کی رسم کی پابندی یا ریہ نمود کی غرض سے جو کام کیا جائے یا اوصاف شرعیہ کے خلاف ہو تو اس میں خود کرنے والا ہی ثواب کا مستحق نہیں ہو تا دوسرے کو کیا بخشے گا اور کیا پہنچے گا۔ (۸) پس عبادت مایہ یعنی

۱۔ کہ یہ نکلے اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے۔

۲۔ اور الترمذی مالا یلزم بدعت ہے۔ "ورہبانیۃ استدعوہا مکسھا علیہم" (الحدید ۲۷)

۳۔ ہذا اسکا ترک ضروری ہے۔

۴۔ "وہی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند۔ شرک است یہ اس صفت مختصات حق جل جلالہ است کے رادر اس شرکت نیست و نیز در برازیہ است و عن ہذا قال عثمان من قال ان ارواح المشائخ حاصرة تعلم یکر انتہی" (مجموعۃ الفتاویٰ فارسی ج ۱ ص ۵۸، مجموعۃ الفتاویٰ اردو ج ۱ ص ۴۶ طبع ایم سعید)

۵۔ "والتحقیق ان العیب ماعاب عن الخواص والعلم الصوری والعلم الاستدلالی۔" (علامہ محمد عبدالعزیز انگریزی، النیر ص ۳۳۳ اردو ملتان)

۶۔ وقال العلامة الفرہاری رحمۃ اللہ علیہ "وقد نطق القرآن بنفی عنہ عن سواہ تعالیٰ فمن ادعی انہ یعمہ کفر ومن صدق المدعی کفر واما ما علم بحاسة او ضرورة او دلیل فلیس بعیب ولا کفر فی دعواہ ولا فی تصدیقہ علی الخرم فی الیقینی والظن فی الظنی عند المحققین۔" (انبراس ص ۳۳۳ طبع اردو)

۷۔ قال فی الدر المختار "الاصل ان کل من اتی بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره وان نواها عند الفعل لنفسه لظاهر الادلة۔" وقال فی الرد "وقوله بعبادة ما (ای سواء کانت صلاة او صوماً او صدقة او قراءة او ذکر او طواف او حجاب او عمرة وجميع انواع البر كما فی الہدیۃ۔" (رد المختار ۳ ۵۹۵ء سعید)

۸۔ "یا ایہا الذین آمنوا اطعوا اللہ واطعوا الرسول ولا تطعوا اعدائکم۔" (محمد ۳۳) ای اطعوا اللہ واطعوا رسولہ ولا تطعوا اعدائکم بما ابطال بدھولاء اعدائکم من الکفر والشقاق، والعجب والریاء (الشیخ محمد بن السادی، فتاویٰ التتیسیر ۳/۲۲۲ طبع دار الترمذیہ)

صدقات کے ذریعہ سے جو ثواب پہنچانا ہے اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ جو کچھ میسر ہو اور جس وقت میسر ہو اس کو خالصاً وجہ اللہ کی مستحق پر صدقہ کر دو اور اس کا ثواب جسے پہنچانا ہو پہنچا دو۔ اس میں کسی خاص چیز اور خاص وقت کا التزام غیر شرعی ہے۔ (۱) اور عبادات بدنیہ کے ذریعے سے ثواب پہنچانے کی صورت یہ ہے کہ نفل نماز پڑھو نفل روزہ رکھو یا قرآن مجید کی تلاوت کرو وغیرہ۔ ان عبادات کا ثواب جسے پہنچانا ہو پہنچا دو اس میں بھی کسی خاص صورت اور ایست ورنوعیت کی اپنی طرف سے تخصیص کرنا غیر شرعی ہے۔ (۲)

(۵) خدا تعالیٰ کے اوصاف مخصوصہ میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک ہے۔ پھر اس کی بہت سی قسمیں ہیں جس کی تفصیل کے لئے بہت وقت درکار ہے اس لئے بہتر ہے کہ کسی مقامی عالم سے مشافہہ دریافت فرمالیں۔ بدعت ہکام ہے جو قرون ثلاثہ مشہود لہذا بخیر میں نہ ہوا ہو اور نہ اس کی اصل پائی جائے۔ (۲) اور اس کو دین کا کام سمجھ کر یا چھوڑا جائے تو یہ کرنا یا اس کے چھوڑنے کو دین کا کام سمجھ کر چھوڑنا بدعت ہے۔ (۳) اس کی تفصیل بھی کسی مقامی عالم سے دریافت فرمائی جائے۔ و اللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

”یا رسول اللہ“ کہنے کا حکم.

(السؤال) اگر رسول اللہ ﷺ کو غائبانہ ان الفاظ سے آواز دی جائے یا محمد۔ یا رسول اللہ۔ یا محبوب رب العالمین وغیرہ بلا درود شریف ہے۔ ان الفاظ کو کبھی یا ہر وقت اس ندا سے کوئی محبت رکھتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں ؟ اور دیکھنا جو از اسلام علیہا ثنی جو استحیت میں ہے ہو سکتی ہے یا نہیں ؟

(جواب ۱۷۵) (یا محمد۔ یدرسوں اللہ ﷺ کہنے والا اگر یہ سمجھ کر نہ کرتا ہے کہ حضور ﷺ میری آواز کو ہر وقت اور ہر جگہ سے سنتے ہیں تو یہ ندانا جائز اور یہ خیال غلط ہے۔ (۵) اور اگر اس خیال سے کہ میرے یہ الفاظ حضور ﷺ کو فرشتے پہنچا دیتے ہیں تو درود و سلام کے ساتھ یہ خیال درست ہے۔ (۶) لیکن بغیر درود و سلام کے اس عقیدہ اور خیال کی صحت کے سننے کوئی دلیل شرعی نہیں۔ (۷) اور اگر محض فرط محبت میں بغیر اس عقیدے کے کہتا ہے

١٠ قال العلامة الساطي رحمه الله عليه في الاغصام: "سما وضع الحدود والترام الكيفيات و الهيات المعية والترام العادات المعية في ارفاق معية لم يوحدها ذلك التعيين في الشريعة" (الباب الاول في تعريف البد ٣٩ ط دار الفكر)

16-17-2

٣٠ وكل حدث في الدين بعد زمن الصحابة بلا حجة شرعية (السرس ص ١٥ ط ١ مبداءيه مبتدآن)

٤. "أن البدعة من حيث قيل فيها، أنها طريقة في الدين محترفة، إلى آخره، يدخل في عموم لفظها البدعة التبركية، كما يدخل فيه البدعة عمر التبركية فقد يقع الاشتراح بنفس التبرك تجريماً للمزرك أو غير تحريم، وإن الفعل، مثلاً، قد يكون حلالاً بالشرع ومحرمة لاسان على نفسه أو يقصد تركه قصد، إلى أن قال، وكما يشمل لحد التبرك يشمل أيضاً ضد ذلك" (الاعتصام ج ١ ص ٤٦، ٤٥ طوارق الفكر)

د۔ مطلب یہ کہ اگر فقط "یا" سے خدا کسی شرک کے عقیدہ مثلاً بارود استعانت و استغاثہ یا درود نزدیک سے سننے یا حاضر و ناظر ہونے کے اعتقاد سے ہو تو وہ جو شرک کے ناجائز ہے۔ آج کل افظہ "یا" کے ساتھ خدا سے مقصود اس عقیدے کا اظہار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف آنحضرت ﷺ کی ذات گرائی بھی حاضر و ناظر ہے، اور آپ ہر جگہ سے سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ محض غلط اور باطل ہے ہذا لفظ "یا" کے ساتھ خدا بھی ناجائز ہے

۶۔ لقولہ علیہ السلام "ان لہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یلعون من امنی السلام۔" (النسائی، کتاب الصلاۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱/ ۱۴۳ ط سعید)

کہ حضور ﷺ سنتے ہیں یا حضور ﷺ کو یہ الفاظ فرشتے پہنچاتے ہیں تو فی نفسہ مباح ہے۔ مگر چونکہ اکثر عوام اس بد عقیدگی میں مبتلا ہیں کہ حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں و ہر جگہ سے یا محمد، یا یار سوں اللہ کہنے والے کی آواز سن پتے ہیں، اس لئے ایسے مبہم الفاظ کا نہ کہنا اور لوگوں کو ان کے استعمال سے منع کرنا ہی احوط ہے۔ (قرآن پاک کے الفاظ ایہا المرمل۔ (۲) یا ایہا النبی حاہد الکفار۔ (۳) الایۃ۔ یا ایہا النبی جو تشدد میں ہے ان سے حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ یا ایہا المرمل اور قرآن پاک کے تمام خطبات حالت حیات میں نازل ہوئے و بعد وفات حکایت پڑھے جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک نقطہ واجب تھنظت ہے۔ اور تشدد کا خطاب سلام کے ساتھ ہے۔ جو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچ دیتے ہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ دلی۔

(۱) مجلس میلاد کا انعقاد اور اس میں قیام کرنا کیسا ہے؟

(۲) یرسول اللہ، یا غوث پکارنا کیسا ہے؟

(۳) گیارہویں شریف کی نیاز کرنا اور اس کے کھانے کا حکم۔

(۴) نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور آنے کا حکم۔

(السوال) مجلس میلاد شریف و قیام کرنا کیسا ہے؟ یار سوں اللہ، یا غوث پکارنا کیسا ہے؟ ان سے مدد مانگنا کیسا ہے؟

جواب (۱۷۶) آنحضرت ﷺ کے حالات و فضائل و توصیف کا ذکر حسن اذکار اور افضل احوال و اذہب۔ لیکن

مروجہ مجلس میلاد میں بہت سی باتیں شریعت مقدسہ کے خلاف ہوتی ہیں مثلاً روایات ضعیفہ بلکہ موضوعہ کا

بیان کرنا۔ موضوع روایتوں کا بیان کرنا حرام ہے۔ (۱) و غیر منتشر لوگوں و مردوں کا مولود پڑھنا، گانا، مکان

کی زینت میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔ مولود کی مجلس کو ضروری اور لازم سمجھنا۔ ذکر و سنت کے وقت قیام کرنا

شریک نہ ہونے و سہ یا قیام نہ کرنے و سہ کو حق طعن کرنا۔ یہ تمام امور ناجائز ہیں۔ شریعت مقدسہ میں ان کا

کوئی ثبوت نہیں۔

یرسول اللہ من اگر صلوة و سلام کے ساتھ ہو تو جائز ہے اور اس میں بھی یہ عقیدہ کھنچا جائے کہ

درو و سلام کو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ عقیدہ نہ ہو کہ ہر جگہ سے لفظ یرسول اللہ یا اور کسی

۱۔ کیونکہ جیسے شرک سے بچنا ضروری ہے ثنائیہ شرک سے بچنا بھی ضروری ہے۔ لقولہ علیہ السلام "فمن اتق الشہات فقد استبرا لدیہ و عرصہ۔ ومن وقع فی الشہات وقع فی الحرام۔" (بخاری، کتاب ایمان باب فضل من استبرأ من الشہاتین ص ۳ ط قدیمی)

۲۔ انزل ۱

۳۔ تنبیہ ص ۳۰

۴۔ قال فی التمامیۃ "رقولہ و اما الموضع" ای المکدوب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، و هو محرم، و جماعہ من قول بعضهم نہ کثر قول علیہ الصلاۃ و السلام من قال علی ما لم یقل فلیسوا مقعدہ من النار" (ح ۱ ص ۱۲۸ ط سعید)

۵۔ لقولہ علیہ السلام "انہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یلعنونی من امنی السلام" (السنائی، کتاب الصلوۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱ ص ۱۴۳ ط سعید)

بات کو حضور خود سن لیتے ہیں۔ کیونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ (۱) اور یہ غوث کمند بہر حال ناجائز ہے۔ کیونکہ غوث نہ خود سن سکتے ہیں اور نہ ان تک ان الفاظ کو پہنچانے کے لئے کسی ذریعہ کا شرعاً ثبوت ہے۔

گیارہویں کی نیاز سے اگر مقصد ایصالِ ثواب ہے تو اس کے لئے گیارہویں تاریخ کی تعیین شرعی نہیں۔ (۲) نیز حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تخصیص نہیں۔ تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور صیہ عظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے مستحق ہیں۔ (۳) سارے جن دنوں میں میسر ہو، جو پچھ میسر ہو صدقہ کر دیا جائے اور اس کا ثواب بزرگانِ دین اور اموات مسلمین کو بخش دیا جائے۔ فقراء اس کھانے کو کھا سکتے ہیں۔ مرء اور صاحبِ نصاب نہیں کھا سکتے۔ کیونکہ یہ ایصالِ ثواب کے لئے بطور صدقہ کے ہوتا ہے۔ (۴)

آنحضرت ﷺ کا نماز میں قصدِ تصور کرنا اگر اس خیال سے ہو کہ حضور ﷺ خدا تعالیٰ کے بندے اور رسول تھے تو مضائقہ نہیں، لیکن اگر تعظیم کے طور پر ہو تو درست نہیں۔ جو لوگ منع کرتے ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ خدا کی تعظیم کے موقع پر کسی مخلوق کی تعظیم کا خیال نہ کرنا چاہئے ورنہ مطلقاً تصور سے کون بچ سکتا ہے۔ جب کہ التحیات میں السلام علیک ایہا الہی موجود ہے تو اس کو پڑھتے وقت حضور ﷺ کا ذہن میں آنا لازمی ہے۔ محمد کفایت اللہ کا اللہ۔

مجلس مولود میں صلوٰۃ و سلام کے ساتھ ”یار رسول“ کے الفاظ سے پکارنا۔

(سوال) مولود میں لفظ یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب السلام پکار کر کہنا اس غرض سے کہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک محفل میلاد میں آتی ہے۔ لہذا برائے تعظیم کھڑے ہو کر لفظ مذکور کو پکار کر کہتے ہیں۔ کیا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۷) صلوٰۃ و سلام کے ساتھ ”یار رسول“ و ”یا حبیب“ نہ کہ الفاظ سے پکارنا اس خیال سے کہ صلوٰۃ ہو سلام آنحضرت ﷺ کو فرشتوں کے ذریعہ پہنچ دیا جاتا ہے۔ اور آپ ﷺ تک ہماری ند اور خطاب پہنچ جاتا ہے جائز اور درست ہے۔ کیونکہ بعض روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ و تقدس نے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرمادیا ہے اور اس کو ایسی قوت سامعہ عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوٰۃ و سلام سن کر حضرت نبوی ﷺ میں عرض کر دیتا ہے۔ در آنحضرت ﷺ جواب دیتے ہیں۔ قال النواب صدیق

۱۔ ”وفی الواقع ہم جنوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند۔ شرک است چہ اس صفت از شخصت حق جل جلالہ است کہ رادر ال حرکت نیست۔ و نیز در برازیہ است و عن ہذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم بکثر انتہی۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ فارسی ج ۱ ص ۲۸، مجموعۃ الفتاویٰ اردو ج ۱ ص ۲۶ طبع سعید)

۲۔ قل فی الاعتصام ”ومہ الترام العبادات المعیة فی اوقات معیة لم یوجد لہا دلیلہ التعین۔“ (ج ۱ ص ۳۹ طبع دار الشکر) وقال الامام المکھوی رحمۃ اللہ علیہ فی مجموعۃ الفتاویٰ۔ ”مقرر کردن روز سوم دیر با شصت و دو ضروری از کائنات در تربیت محمدیہ ثابت نیست۔“ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہدایت خاصۃ الفتاویٰ ۱۹۵ طبع امجد اکیڈمی)

۳۔ ”الا فصل لمن يتصدق بفلان ان یوی لجمیع المؤمنین و المؤمنات لا یفصل فیہم ولا یفصل من اخرہ شی“ (رد المحتار ۲ ص ۵۹۵، ۵۹۶ طبع سعید)

۴۔ اور صدقہ کا مصرف فقراء و مسکین ہیں بقولہ تعالیٰ ”اما الصدقات للفقراء و المساکین الخ“ (التوبہ ۶۰)

حسن حال المؤمن فالی القوحي فی نزل الابرار فی بیان فوائد الصلوة علیہ صلی اللہ علیہ وسلم
ومنها قیام ملک علی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطاه اسماع الخلائق یبلغہ ایاہا کما فی حدیث
وائق ابن حبان رواہ ووردت احادیث بمعناہ ثانیة ولله الحمد و منها انہا سبب لرد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علی المصلی والمسلم علیہ کما ورد بسند حسن بل صححہ النووی فی الاذکار
وغیرہ . انتهى ملقطاً۔

ہاں اس خیال اور اعتقاد سے مذاکرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے۔ اس کا
شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر
مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔ (۱) تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجس
میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقے سے؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ
کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے۔ یہ کم از کم اس زندگی میں فرق اثبات ہوتا ہے۔ تو یہ صوت عدوہ اس
کے کہ بے ثبوت ہے، باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم۔ اور اگر مفارقت نہیں ہوتی تو پھر ہر مجلس مولود میں
آپ ﷺ کی موجودگی بدن دروح کے ساتھ ہوتی ہے یا محض بطور کشف و عم کے پہلی صورت بدلہ باطل ہے۔
اور دوسری صورت بے ثبوت اور بعض اعتبار سے موجب شرک ہے کہ آن واحد میں مجس کثیرہ کا علم ہونا اس
طرح کہ گویا آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں یہ خاصہ ذات احدیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر
سمجھنا شرک ہے۔ (۲)

رہی مجلس میلاد تو اس کا حکم یہ ہے کہ نفس ذکر ولادت و معجزات و قوال و افعال و واقعات آنحضرت
ﷺ جائز بلکہ محبوب و مستحسن ہے۔ لیکن قیود مروجہ اور ہیئات مخصوصہ جو آج کل کثر مجالس مروجہ میں پائی
جاتی ہیں بدعت اور بے اصل ہیں۔ (۳) ذکر و رت کے وقت قیام کرنا بالکل بے اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں
اس کی کوئی اصل نہیں، نہ قرون ثلاثہ میں اس کا وجود تھا، نہ کوئی دلیل اس کے جواز پر وال ہے۔ (۴) محمد کفایت
اللہ غفر لہ دہلی۔

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حیات انبیاء متفق علیہ است بیچ کس را بروی خطاب نیست حیات جسمانی و نیلوی نہ
حیات معنوی روحانی چنانکہ شمد و راست۔ (اشعة اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ، کتاب الصلوة، باب الجمعة فصل ۲ ج ۱ ص ۶۱۳
منہج نامی نشی)

۲۔ "وئی الواقع ہم چوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند شرک است چہ ایں صفت از خصوصیات حق جل جلالہ است
کے را در آں شرکت نیست و نیز در از یہ است و عن ہذا قال علماء نامن قال ان ارواح المشائخ حاصرة تعلم یکھر انتھی۔"
(مجموع الفتاوی ج ۱ ص ۲۸، مجموع فتاویٰ عبدالحق رود ج ۱ ص ۲۶۶ سعید)

۳۔ قال العلامة الشاطبی فی الاعتصام "منہا وضع الحدود و التزام کیفیات والہیات المعیبة و التزام العادات المعیبة
فی اوقات معیبة لم یوجد لها دلتك التعیس فی الشریعة" (الباب الاول، فصل فی تعریف البدع الح ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر)
۴۔ ہذا یہ عمل بھی خالص بدعت ہے۔ کیونکہ بدعت کی تعریف ہے "کل حدث فی الدین بعد من الصحابة بلا حجة شرعیة"
(البر اس ص ۵ ط مدادیہ)

مسئلہ علم غیب .

(سوال) حضرت رسول مقبول ﷺ علم الغیب تھے یا نہیں؟ بصورت علم الغیب ہونے کے آپ ﷺ کا علم خدا کے علم کے مساوی ہے یا کم؟ بیوا تو جروا۔

(جواب ۱۷۸) کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ حضرت رسول مقبول ﷺ علم غیب تھے اور آپ ﷺ کو تمام مغیبات کا علم تھا محض غلط و افتراء اور اس شخص کی دیدہ دلیری ہے۔ اس قسم کا عقیدہ نہ تو قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے اس کا کچھ پتہ چلتا ہے، نہ ائمہ کبار کے اقوال سے کچھ سمجھ میں آتا ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث و اقوال ائمہ بڑے زور سے اس کی تردید کرتے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ اصول اعتقاد یہ سے ہے اس لئے نہ صرف علمائے حنفیہ ہی اس کے منکر ہیں بلکہ شوافع، مالکیہ، حنبلیہ سب ہی اس کے خدف ہیں اور اس کی تردید کرتے ہیں۔ قرآن پاک صاف و صحیح طریقے پر فرماتا ہے۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ الایۃ۔ (۱) وقال اللہ تعالیٰ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر الایۃ (۲) ان اللہ عنده علم الساعة وينزل العیث و یعلم ما فی الارحام الایۃ و غیر ذلک۔ (۳)

یہ آیات بینات صریحہ ثلاث کرتی ہیں کہ علم الغیب ہونا خدا ہی کی صفت ہے، اور دنیا و فیہا میں کوئی ایسا فرد مخلوق نہیں جو علم غیب رکھتا ہو ورنہ خود خداوند جل و علا شہد، اپنے کام میں حضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے ہمارے رسول و بول کو اس سے مطلع کر دو شاید کوئی تمہارے اس مرتبے کو دیکھ کر اور تمہارے بعض مغیبات کو بتا دینے سے ہمیں اس دھوکہ میں نہ پڑ جائے کہ تمہیں بھی علم غیب آتا ہے۔ اس لئے تم ان سے کہہ دو کہ یہ صفت خاص خدا کی ہے اس میں اس کا کوئی مسام و شریک نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس متعدد احادیث اس کی شاہد ہیں۔ ملاحظہ ہو مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث کا یہ ٹکڑا۔ ما المسئول عنها ما علم من السائل۔ (۴) یعنی قیامت کے باب میں میں فرشتہ مخاطب یعنی جبریل سے زیادہ واقف نہیں ہوں۔

یعنی جس طرح کہ جبریل کو صرف ۵۰ سال قیامت کا علم ہے، اسی طرح مجھ کو ہے۔ پھر آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن میرے بعض اصحاب کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور آپ فرمائیں گے اصحابی۔ اصحابی۔ اور وہ فرشتے آپ کو جواب دیں گے کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد دنیا میں کیا کیا؟ یعنی مرتد ہو گئے۔ (۵) صاف اس کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو علم غیب نہیں پھر آپ کا عام حجة

۱. الخ ۶۵

۲. لا عرف ۱۸۸

۳. لقص ۳۴

۴۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان، الفصل الاول ح ۱ ص ۱۱ طہ قرآن محل و الحدیث اخرجہ لیحاری فی کتاب الایمان، باب سوال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان الخ (۱/۲۷۱ قدیمی) و کذا فی کتاب التفسیر، سورة لقمان، باب ان اللہ عنده علم الساعة (۱/۷۰۲) و مسلم فی صحیحہ فی کتاب الایمان (۱/۲۹۰ قدیمی)

۵۔ الحدیث اخرجہ البخاری فی کتاب الایمان، باب قول اللہ عزوجل رانخذ اللہ ابراہیم حلیلاً الح و لفظہ۔ تافول اصحابی اصحابی فیقول انہم لم یروا امر تدب علیہم اعقابہم مد فارقتہم۔ (۱/۳۷۳ قدیمی) و اخرجہ ابضاً بمعاد فی کتاب الحوص بلفظ "اصحابی" (۲/۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹ قدیمی)

الوداع میں یہ فرمانا۔ لعلی لا اراکم بعد عامی ہذا۔ (۱) اس کی دلیل ہے کہ آپ کو عجم غیب نہیں۔ ورنہ آپ کا ان الفاظ کو شک و شبہ کے ساتھ استعمال کرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ قصہ اقل (۲) میں آپ کا ایک عرصہ تک مترود و متفکر رہنا اور غایت درجہ محزون و مغموم ہونا بھی اس کی دلیل ہے، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب بھی ہوں اور ایسی مہتمم باشند قصہ میں اتنی مدت تک پریشان بھی رہیں اور جب تک کہ قرآن نازل نہ ہو آپ ﷺ کو کچھ علم نہ ہو۔ ما اعلیٰ قدری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں :-

ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات من الا شياء الا ما اعلمهم الله تعالى احيانا وذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب لمعارضه قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله۔ انتہی۔ (۳)

یعنی انبیاء علیہم السلام تمام مغیبات کو نہیں جانتے مگر اس قدر جتنی کہ خداوند تعالیٰ نے انہیں بتادی ہیں اور حنفیہ نے تو اس کی تصریح کر دی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے وہ کافر ہے کیونکہ اس کا یہ عقیدہ صریح نص قرآنی قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله الآية کے مخالف ہے اور اس کا انکار ہے۔ اور نص قرآنی کا انکار کفر ہے۔

قاضی عیاض اپنی کتاب شفا میں تحریر فرماتے ہیں :-

واما ما يعتقد في امور احكام البشر الجارية على يديه وقضاياهم ومعرفة المحقق من المبطل وعلم المفسد من المصلح فهذه السبيل لقوله عليه السلام انما انا بشر وانكم تختصمون لي ولعل بعضكم ان يكون الحن بحجته الخ الى ان قال فانه تعالى لو شاء لا طلع له على سرائر عبادته و مخبات ضمائر امته الى ان قال وطى ذلك من علم الغيب الذي يستأثر به عالم الغيب فلا يطهر على غيبه احداً الا من ارتضى به رسول فيعلم منه ما شاء ويستأثر بما شاء ولا يقدح هذا في ثبوته ولا يعصم عروة من عصمته انتہی۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ حضور پر نور ﷺ علم ذات و صفات و معرفت الہی کامل و اکمل اور تمام باتوں کے عالم تھے اور یہی مطلب فرمان فعلمت علم الاولین و الاخرین کا ہے۔ اور اسی کے متعلق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

”وہے ﷺ وناست بر ہمہ چیز از شیونات ذات الہی و احکام و صفات حق و اسمائے و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احوط نموده است و مصداق فوق کل ذی علم عظیم شدہ۔“ (۴)

یعنی وہ علوم صفات باری جو احاطہ بشری میں آسکتے ہیں ورنہ سب سے انبیاء اس سے واقف تھے، آپ ﷺ

۱۔ رواہ الترمذی فی ابواب الحج، باب ماجاء فی الافاضة من عرفات ۸/۱ طبع سعید۔

۲۔ بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک ۲۰/۵۹۳ طبع قدیمی۔

۳۔ شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسالۃ فی ان تصدیق الکائن بما یحرمہ من الغیب ص ۲۲۵ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

۴۔ دیکھئے مقدمہ مدارج النبوة (فارسی)

وقف تھے نہ کہ عام غیب تھے۔ ارشاد علمت ما فی السموات والارض کا (۱) مطلب بھی یہی ہے۔ و ہمد اعلم۔

حدیث ”اتقوا فراسة المؤمن“ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(السوال) حدیث تقوا فراسة مؤمن فانه ينظر بتور الله (۳) کا ترجمہ زید یہ کرتا ہے کہ ”مؤمن کی مائی سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور و بصیرت سے لوگوں کے حالات معلوم کر لیتا ہے“ فرمائیے کیا اس کا ترجمہ یہی ہے؟

(جواب ۱۷۹) حدیث میں صرف یہ غرض ہے کہ مؤمن اللہ کے دیئے ہوئے نور اور عطا کی ہوئی بصیرت سے بعض وہ باتیں معلوم کر لیتا ہے جن کا معلوم ہونا فراست سے متعلق ہے نہ کہ علم غیب سے (۲)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

آنحضرت ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر آپ سے استمداد کرنے والے کا حکم؟

(السوال) بریوی عقائد وال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر سمجھنے والا اور ایسے عقیدے رکھ کر آپ سے استمداد کرنے والا کا فرجے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ (ضلع گجرات) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۸۰) جو شخص کہ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھے اور حضور ﷺ سے اس عقیدے کی بنا پر استمداد کرے وہ ایک طرح شرک میں مبتلا ہے۔ (۲) لیکن تکفیر میں احتیاط کی جائے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے؟

(السوال) اکثر علمائے کرام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ہر ایک قسم کا علم سکھادیا تھا اور اس واسطے سرور عالم ﷺ ہر وقت بہ و نوحی یہ بتا سکتے تھے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور یہاں تک بھی فرماتے ہیں کہ اتنا علم تو حضور پر نور ﷺ کے غلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی تھا۔ اور فتح خیبر کے موقع پر آنحضرت ﷺ کو علم تھا کہ خیبر فتح ہو جائے گا۔ اور یہ بھی علم تھا کہ یہ نمایاں کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک سے سرانجام پائے گا، لیکن علمائے کرام کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ

۱۔ الحدیث احرقہ الترمذی عن اس عدا فی کتاب التفسیر سورۃ الصافات و لفظہ ”فعمت ما فی السموات و ما فی الارض“ و فی رواية عنه ”فعمت ما فی المشرق و المغرب“ و کذا رواہ ایضاً عن معاذ بن حنبل و لفظہ ”فتحت لی کل شیء و عرفت۔“ (راجع مع ترمذی ۲ ۱۵۹ عمید)

۲۔ رواہ الترمذی عن ابی سعید الحدادی فی کتاب التفسیر، سورۃ الحجر ۲ ۱۴۵ طبع سعید
۳۔ ”اعتقادائیکہ کے غیر حق بنانہ حاضر و ناظر عام خفی و صلی در ہر وقت و ہر ناست اعتقاد شرک است“ (مجموعہ فتاویٰ علی ہدایت خاصہ الفتاویٰ ۴ ۳۳۱ طبع امجد اکیدی)

۴۔ ”اد کان فی المسئلۃ و حوہ فوجب الکفر و حوہ واحد بمعنی علی المفنی ان یمیل الی ہذا لوجہ“ (الاعلام طاہر بن عبد الرشید الحدادی، خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الثانی فی لفاظ الکفر، ج ۲ ص ۳۸۲ طبع امجد اکیدی)

اللہ تعالیٰ سے دوسرے درجہ پر نبی علیہ السلام کا علم تھا جو جملہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر تھا۔ مگر علم غیب کے متعلق خود اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اصلاح فرماتے تھے۔ مثلاً اگر کوئی پوچھتا کہ فداںِ حرمہ لڑکا جنے گی یا لڑکی تو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی کو وحی کے ذریعے خبر دیتے اور اسی طرح فتح خیبر کے موقع پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ حیدر کرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کل قلعہ خیبر فتح ہو جائے گا، اس لئے کل آپ کے ہاتھ میں عزم دیا جائے ان دونوں عقائد میں سے کون سے عقائد درست ہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۱ م ۸۷۱ (ضلع ٹک) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۱) دوسرے گروہ کا عقیدہ اور بیان صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی صریح آیات اور صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عام الغیب صرف باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا لیکن پھر بھی وہ عالم الغیب نہ تھے۔ قرآن مجید میں ہے :-

لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ۔ (۱) یعنی آسمان وزمین دونوں میں سے کوئی بھی عام الغیب نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

اسی طرح بہت سی آیات ہیں۔ یہ خیال کہ حضور ﷺ بغیر وحی ہر وقت یہ بتا سکتے تھے کہ ”پیٹ کا پیچہ نرے یا مادہ۔“ غلط ہے۔ اور قرآن مجید کی آیت و يعلم ما فی الارحام (۲) کے مطلب کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

یا رسول اللہ کہنے اور کھانے پر فاتحہ پڑھنے کے متعلق ایک طویل عربی استفتاء۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(السؤال) حضرة الاستاذ الشيخ الجليل المفتي مولانا محمد كفايت الله طالت حياته ولا زالت طلاله مرفوفة على رؤوس المسلمين السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. اتى هنا (مگلور) رحل يدعى المولوى تير احمد الكهوى وطلب من بعض اهل البلدة ان يقرر له وعظ في المسجد فاجا زوه بالقاء المحاضرة عشريال (من الليلة الا ولى من المحرم الى الليلة العاشرة) ونشروا اعلان الوعظ (ارسلنا سحرة منه الى فضيلتك) فوعظ واطهر في الوعظ عقائده الفاسده وتستم كل من يقوم بقمع البدعة وسبهم بكل ما حطرله مما لا يحصى اكثره حتى نشاء بسبه بين المسلمين تفرق وتاغض واحذ العوام يشتمون الموحدين مع الواعظ فاضطرونا الى ان ارسلنا هذين السؤالين فكتب الينا الجواب وقد ارسلنا اليكم ولا يخفى عليكم انه غير مطابق لسؤالنا وان فيه اغلاطاً حطية ونجوة ولفظاً فحشة وقد وعدنا الناس باننا نرسل سؤالنا وجواب الوعظ عنه الى فضيلتك والعلماء الكرام الثلاثة المذكورين في السؤال ويطبع سؤالنا وجوابه واراكم فيهما معا ونشرها بين المسلمين اعلان الوعظ والسؤال والجواب هاهي قد بعثنا ولكم ما حريل

الشكر اذا تفضلتم علينا بمصافحة التماسنا هذا راحات القبول وبعثتم باجوبتكم على جاح الشرعة وقد ارسلنا مع هذا تذاكر الا جوبة والسلام .

بسم الله الرحمن الرحيم .

والذين يؤدون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملو بهتانا واثمنا مبينا . (القرآن الحكيم الاحزاب، ركوع) (۱) الى حضرة الفاضل المولوى بشير احمد الواعظ فى مسجد كچى ميمى منگلور لما شهدنا محاضرتك سمعناك تقول مسائل تبين كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم فترجو امنك قصارى الرجاء بان تجيب السئوالين الآتين جوابا بان يطابق الكتاب والسنة ويؤيدنا ان نرسل السؤال وجوابك الى امام الهند ابي الكلام آزادو العلامة المفتى محمد كفاية الله صدر جمعية علماء هندو مولانا ثناء الله شير پهاب محرر حريدة اهل حديث والعلامة السيد سليمان الندوى مؤرخ الاسلام . هاهما السئوالان

(۱) انك قلت ان بعض المسلمين ينكرون ان ينادى بيارسول الله ونحن لا ندري ان فى المسلمين من يقول بعدم جواز نداء يارسول الله مطلقا غير ان نداء رسول الله وحمله كالورد والوظيفة والذكر كما تعود العوام او نداءه بقصدانه صلى الله عليه وسلم حاصر فى كل مكان وزمان او نداءه لا عانته وامداده ليس بجائز فى دين الله الذى جاء بالحق لمحق الشرك لان ذلك ليس فى القرآن والحديث ولم يفعله الصحابة ولا التابعون ولا تبع التابعين ولا قال به الائمة الاربعة وغيرهم من العلماء الثقات ولا يجوز للمسلمين ان يعتقدوا بان النبى صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب . قال الله تعالى . قل لا اقول لكم عدى خرائن الله ولا اعلم الغيب . (۲)

وعن ابن عباس رضى الله تعالى عنه قال كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال يا غلام احفظ الله يحفظك احفظ الله تجد تجاهك واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله . رواه احمد والترمذى كذا فى المشكوة (باب التوكل) (۳)

وننقل هنا اقوال بعض علماء الدين تتفق بهم فقد كتب العلامة ملا على القارى فى شرح الحديث المذكور قوله اذا سألت فاسئل الله اى فاسئله وحده لان خزائن العطايا عنده ومفاتيح المواهب والمزايا بيده وكل نعمة او نقمة دنيوية واخروية فانها تصل الى العباد وتدفع عنه برحمته من غير شائبة غرض و علة لانه الجواد المطلق والعنى الذى لا يفتر فينبغى ان لا يرجى الا رحمته ولا يخشى الانقمة ويلتجى عظام المهام اليه ويعتمد فى جمهور الامور عليه ولا يسئل غيره لان غيره غير قادر على العطايا والمع والتف والضرر وجلب النفع فانهم لا يملكون لانفسهم نفعولا

میں سے ایک اشتہار آپ کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس نے وعظ شروع کیا اور اپنے عقائد فاسدہ کا اظہار کیا۔ اور سب و شتم کیا۔ غرض کہ جو کچھ دل میں آیا بے دھڑک کہا۔ جس کا قلم بند کرنا مشکل ہے۔ اس کی اس حرکت سے مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا، بغض و عناد پیدا ہو گیا۔ اور بعض لوگ موحدا و عاصی کو گایا دینے لگے۔ مجبوراً ہم نے اس کو مندرجہ ذیل دو سوال لکھ کر بھیجے۔ اس نے ہم کو جواب دیا۔ یہ سوال و جواب ہم آپ کو بھیج رہے ہیں۔ آپ محسوس کریں گے کہ اس کا جواب ہمارے سوال کے مطابق نہیں ہے اور اس میں نحوی لغوی اور رسم الخط کی اغلاط بھی ہیں۔ ہم نے عوام الناس سے وعدہ کیا ہے کہ یہ سوال و جواب ہم جناب کی خدمت میں اور ان تین عہدہ کی خدمت میں بھیجیں گے جن کا ذکر سوال میں ہے۔ اور پھر آپ حضرات کے جوابات کو شائع کیا جائے گا۔

علان وعظ اور سوال و جواب ارسال خدمت کر کے ہم سب لوگ بے صبری سے آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔

امید ہے کہ آپ اپنی رائے سے جلد از جلد مطلع فرمائیں گے، ہم آل جناب کے بہت ہی ممنون ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو لوگ مؤمنین و مؤمنات کو ایسے کام کی تمہمت لگا کر رنج پہنچاتے ہیں جو انہوں نے نہیں کیا تو وہ لوگ بہت بڑا وبال اور کھل ہوا گناہ اٹھا رہے ہیں۔ قرآن حکیم (الاحزاب)

خدمت مولوی بشیر احمد صاحب وعظ مسجد چچی میمن، جگپور۔ گذارش ہے کہ ہم جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ کو ایسے مسائل بیان کرتے ہوئے سنا، جو قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ پس ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے مندرجہ ذیل سوالات کا ایسا تسلی بخش جواب دیں گے جو کتاب وسنت کے مطابق ہو۔ اور ہم اپنے سوال اور آپ کے جواب کو امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد اور علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صدر جمعیتہ علمائے ہند اور مولانا ثناء اللہ شیر پنجاب ایڈیٹر رسالہ ”اہل حدیث“ اور علامہ سید سیماں ندوی مؤرخ سلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔ وہ دو سوال یہ ہیں:-

(۱) آپ نے وعظ میں فرمایا کہ بعض مسلمان لفظ یارسول اللہ کے ساتھ نہ کرنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے خیال میں یہ کوئی مسلمان نہیں ہے جو مطلقاً ندائے یارسول اللہ کے عدم جواز کا قائل ہو۔ البتہ ندائے رسول اللہ اس طریقے سے جیسے کہ عوام کی عادت ہے اور اس کو دور دو وظیفہ اور ذکر بنایا ہے یارسول اللہ ﷺ کو اس نیت اور عقیدہ کے ساتھ ندا کرنا آپ ﷺ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر ہیں یا آپ ﷺ کو ندا کرنا اپنی اعانت و دستگیری کے لئے، یہ اللہ کے برحق دین میں جائز نہیں ہے۔ نہ اس کی اجازت قرآن وحدیث میں ہے، نہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین نے ایسا عمل کیا، نہ ائمہ ربیعہ و فقہائے سلام نے اس کی اجازت دی۔ ورنہ نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنے والوں کے لئے جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے پیغمبرو کہہ دو کہ میں تم لوگوں سے ایسی بات کبھی نہیں کہوں گا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں عالم الغیب ہوں۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سوری پر) تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سے ٹڑکے اللہ کو یاد رکھو وہ تجھ کو (ہر مصیبت سے) بچائے گا۔ اللہ کو یاد رکھو تو اس کو اپنے سامنے پائے گا۔ اور کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ۔ اور مدد چاہنے تو اللہ سے مدد چاہ (مشکوٰۃ باب انوکھ)

اور ان کی تائید میں ہم بعض دیگر علمائے دین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ علامہ ابوالقاریؒ حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قول فاسئل اللہ سے مراد یہ ہے کہ صرف اللہ سے صلب کر۔ کیونکہ عہد و نشتر کے خزانے کی پائیں ہیں درختوں کی کنبیاں۔ اسی کے قبضے میں ہیں اور ہر قسم کی نعمت دنیوی ہو یا اخروی جو بندے کو پہنچتی ہے یا مصیبت جو اس سے دور ہوتی ہے اسی کی رحمت سے ہوتی ہے۔ اس میں کسی غرض یا عت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خود مختار و غیر محتاج غنی ہے۔ پس وہی اس بق ہے کہ صرف اسی کی رحمت سے امید کی جائے اور صرف ہی کے انتقام سے خوف کیا جائے اور ہم سور میں اسی سے التجا کر جائے در تمام معاملات میں ہی پر بھروسہ کیا جائے۔ اور اس کے غیر سے کوئی سوا نہ کیا جائے۔ کیونکہ غیر اللہ دینے اور روکنے اور نفع نقصان پہنچانے اور خود نفع و صلا کرنے پر قادر نہیں ہے پس یہ اپنی ذات کے لئے بھی نفع و ضرر پر قادر نہیں ہیں اور خود اپنی موت و حیات اور شر و نفع میں نہیں ہے۔ (مرقاۃ)

فتاویٰ قاضی خان جلد چہارم میں ہے کہ ایک شخص بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور عورت سے کہے کہ خد اور پیغمبر ﷺ کو گواہ کیا ہم نے تو فقہاء کہتے ہیں کہ اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ اس نے اس امر کا اعتقاد رکھا کہ رسول اللہ ﷺ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی زندگی میں بھی عالم الغیب نہیں تھے تو وفات کے بعد یہ کیونکہ ہو سکتا ہے؟

فتاویٰ بزازیہ میں ہے "ہم اے علماء کا قول ہے کہ جو شخص مشرک کی ارواح کو حاضر سمجھے و دعا فرما دے جاتا ہے۔" فتاویٰ مولانا عبدالحی مکھنوی جلد ۲ ص ۳۴ اور جلد ۴ ص ۱۰۴ میں بھی اسی کے مطابق لکھا ہے۔ اور تفسیر کبیر میں ہے کہ علم محیط سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لئے ثابت نہیں ہے۔ درہم حسین خباز مفتاح اقلوب میں فرماتے ہیں کہ اموات غائبات کو حاضر سمجھ کر پکارنا کفر ہے جیسے یاروں لہ اور یا شیخ عبد قادر وغیرہ۔ مجمع البحار میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے نبی ﷺ کی قبر کی زیارت کی تو مالک اس کو مکروہ کہتے ہیں اور وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ غلط زیارت مشروع اور غیر مشروع دونوں معنی کے لئے عام ہو گیا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ اسے بھی ہیں جو انبیاء و صلحاء کی قبور کی زیارت کا ردہ کرتے ہیں اور وہاں جائز نماز پڑھتے اور دعائیں مانگنے اور اہل قبور سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔ اور علماء میں سے کسی کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے عبادات اور حسب حاجات اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

در مختار جلد ۱ اور مقدمہ مد یہ میں ہے کہ علم غیب اللہ کے سوا کسی مخلوق کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور شرح فقہ اکبر میں ہے کہ جائز چاہئے کہ کسی غائب چیز کا علم نبیاء علیہم السلام نہیں رکھتے سوائے ان چیزوں کے جن کا علم اللہ تعالیٰ ان کو دیا ہو اور حنفی نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں علم غیب کا عقیدہ رکھنے کو صرحاً کفر کہا ہے کیونکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے زمین اور آسمان کے

رہنے والوں میں سے کوئی عام غیب نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

فيا ايها الفاضل اهل تقول ان هؤلاء العلماء الكرام محطون حيث قالوا ان النبي صلى الله عليه وسلم لا يعلم الغيب ولا يجوز بداءه على نحو ما ذكرنا استعانة والا فما ذا تقول فيهم وما تقول في الآية والحديث المتقدم ذكرهما. هلا رأيت ما قال الشيخ عبد القادر الجيلاني قدس روحه اجعل الكتاب والسنة امامك وانظر فيهما ما من و تدبروا عمل بهما ولا تعثر بالقال والقليل والهوس قال الله تعالى وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فاتتهوا فتوح الغيب (۱) المقالة السادسة والثلاثون.

(۲) انك قلت ان غيرا لمقلدين يقولون لا يحوز قراءة الفاتحة سبحان الله ما هذا الا بهتان مبین بحر سألک هل فی المسلمین فرقة تکرر قراءة الفاتحة مطلقا واما اذا اردت بھولک مراجع من قراءة الفاتحة على الطعام فی ليلة الجمعة وليلة الاثنين واليوم الثالث للموت وغيره فلا ريب انها بدعة لم تكن فی خير القرون ولم يامر به الكتاب ولا الحديث لله در القائل

تو مومن محترم اکی آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذکورہ علمائے کرام غلطی پر تھے جنہوں نے نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے سے انکار کیا اور بطریقہ مذکورہ مذاہب اور استعانت کو ناجائز قرار دیا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ان کے مذکورہ الصدر، قواس اور آیت و حدیث کی آپ کیا توجیہ فرمائیں گے۔ کیا آپ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس روحہ کا قول نہیں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ کتاب و سنت کو اپنے سامنے رکھو اور اس میں غور و فکر کے ساتھ نظر کرو اور ان ہی دونوں چیزوں پر عمل کرو اور قیاس و قال اور شک کی وجہ سے دھوکہ اور غفلت میں نہ پڑو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول ﷺ تم کو جو کچھ دے گا کوے ہو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ (فتوح لغیب)۔

(۲) آپ نے کہا کہ غیر مقدمین فاتحہ پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ محض بہتان ہے۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا فرقہ بھی ہے جو مطلق فاتحہ پڑھنے کو ناجائز کہتا ہے۔ ورنہ اگر اس سے آپ کی مرد و مروجہ فاتحہ ہے جو کھانے پر جمعرات کو پڑھتے ہیں یا موت کے تیسرے دن پڑھتے ہیں وغیرہ تو ب شک یہ بدعت ہے اور خیر القرون میں اس کا رواج نہیں تھا۔ اور قرآن و حدیث میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ولم يات الكتاب ولا الحديث بما انهم عليه عاكفون ولم يقل به امام ولا عالم معتبر من السلف والحلف قال الله تعالى وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فاتتهوا (۲) فيحب على الامامة المحمدية ان يتركوا كل بدعة لهذه الآية. وقال النسي صلى الله عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد رواه البخاري ومسلم (اربعين حديثا النووية والمشكوة) (۳)

فتوح الغیب، المقالة السادسة والثلاثون ص ۵۶ ط مصر۔

۲ الحشر ۷

۳ مشکوة کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول : ۱/ ۳ ط قرآن محل و بخاری، کتاب الصبح، باب اذا اصطحوا علی صبح جور فهو مردود ج ص ۱۷۳ ط قدی۔ و موسم، کتاب الاقصی، باب نقص الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور ج ۲ ص ۷۷ ط قدی۔

۳ مسلم، کتاب الاقصی، باب نقص الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور ج ۲ ص ۷۷ ط قدی۔

وفی رواية لمسلم من عمل عملاً ليس عليه امرنا فهو رد (اربعون حديثاً النووية)
وقال صلى الله عليه وسلم ايضاً اياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة . رواه احمد و ابو داؤد والترمذى وابن ماجه (مشكوة (۱) باب الاعتصام) و ايضاً قال صلى
الله عليه وسلم شر الا مور محدثاتها وكل بدعة ضلالة رواه (۲) مسلم كذا فى الباب المذكور
واذالم نشرك الاية والحديث فنحن نلقت نظرك الى قول العلماء فقد قال العلامة شاه ولي الله
المحدث الدهلوى فى

شعر۔۔۔ وہ چیز جس کو تم پکڑے بیٹھے ہو۔ اس پر نہ کتاب اللہ اتری ہے نہ کوئی حدیث آئی ہے۔
اور کسی امام نے اور اگلے پچھلے علماء میں سے کسی نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
رسول تم کو جو کچھ دے وہ لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ۔ پس امت محمدیہ پر اس آیت کی رو سے
واجب ہے کہ ہر قسم کی بدعت کو چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے ہمارے احکام میں کوئی ایسی
نئی بات ایجاد کی جس کا ثبوت ہمارے احکام سے نہ ملتا ہو وہ مردود ہے بخاری و مسلم۔
مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس کے متعلق ہمارا کوئی حکم موجود
نہ ہو، پس وہ نامقبول ہے۔

اور فرمایا کہ دین میں نئی باتیں نکالنے سے بچو کیوں کہ ہر نئی بدعت بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور
فرمایا کہ امور دینیہ میں سب سے بڑا "مردہ" ہے جو ایجاد کر لیا جائے اور ہر ایجاد کردہ "مرگراہی" ہے (روایت مسلم)
اب جب کہ آیات و احادیث سے ہم نے ثبوت پیش کر دیا تو ہم علماء کے اقوال کی طرف آپ کی توجہ
مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۔

وصیت نامۃ النبی فی اللغة الفارسیة

"از عادات شیعہ ما مردم اسراف است در ماتم با سیوم و چہم و شتہای و فاتحہ سالیہ و ایں ہمہ را در عرب
اول وجود نہ بود مصلحت آل کہ غیر تعزیه و ارتان میت تاسہ روز و طعام ایشان یک شبان روز رے نہ باشد۔" (۳)
ما تقول فی شاه ولی الله هل هو شقی او قليل الحظ والعیاذ باللہ كما تقول عن بعض
المسلمین الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا والعلامة المذکور قد منع قراءة الفاتحة الرائجة حاشا لله۔

۔ مشکوة، کتاب الایمان، باب الاعتصام: ج ۳، ص ۳۰ ط قرآن محل و مسد احمد: ج ۵، ص ۱۱۰ ط مؤسسة التاریخ العربی
دار احیاء التراث العربی، و ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، ج ۲، ص ۲۸۷ ط امدادیہ۔ و ترمذی، ابواب العلم،
باب ماجاء فی من دعا الی ہدی الح، و لفظہ "و ایاکم ومحدثات الامور فانها ضلالة"۔ ج ۲، ص ۹۶ ط سعید و ابن ماجہ، باب
من حدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يرى انه كذب، و لفظہ "و ایاکم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة"
ج ۵، ص ۵ ط میر محمد۔

۲ مسلم، کتاب الجمعة، فصل فی الحطۃ والصیوۃ قصداً: ج ۱، ص ۲۸۵ ط قدیری۔
۳۔ المبالغة الوصیہ فی الصبیحہ والوصیہ (فارسی)، مطبوعۃ فی کتب "مجموعہ وصایا اربعہ" مترجم محمد یوب لتادری
ص ۵۳ ط شہ ولی اللہ آبادی، صدر، حیدر آباد پستاک۔

وما ذا تقول في سائر العلماء الحنفيين الذين تعترهم وعبرهم من الاعلام فمن مع تلك الدعة فانه قد بهى رسم الفاححة وماشاكنه مولانا عبدالحی الحنفی اللکھنوی فی مجموعۃ الفتاوی (۱) والشیخ علی منقہ فی رسالۃ رد باد عاب و مولانا شاہ اسحق الحنفی فی مائة مسائل وفي فتاوی العالمگیریۃ (۲) قراءۃ الکافرون الی الاحرمع الجمع مکروہۃ لایہا مدعہ لم

یفل دلت عن الصحاحۃ وفي شرح مرافی الفلاح المطبوع بمصر ص ۳۶۳ (۲)

”ہم وگوں نے جو بدعات اختیار کر رکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ غمی کی تقریبت سیوم اور چالیسویں اور ششمان اور فاتحہ سا ان میں بے منت سرف کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام رسوم کا قرون اول میں وجود نہ تھا۔ بہتر یہ ہے کہ صرف تین دن تک ورتان میت سے عزیت مسنونہ دآن جائے اور یک دن رات ان کو کھانا دی جائے۔ اس کے ساتھ وہ کوئی رسم دانہ نہ جائے۔“

حضرت شہدوں بندہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا غموزبند وہ بدعت یا کم نخت تھے؟ جیسا کہ آپ جنس موصد مسلمانوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔

اور ان تمام حنفی علماء کے متعلق آپ یہ کہیں گے جو آپ کے نزدیک بھی معتبر ہیں اور ان کے ساتھ دیگر مذہب کے علماء بھی جو فاتحہ مروجہ و راسی متمن رسوں کو منع کرتے تھے۔ مثلاً ۱۰۔ نا عبدالحی ہنوی اپنے مجموعۃ الفتاوی میں در شیعہ علی منقہ رسالۃ رد بدعات میں اور مولانا شاہ محمد تقی مائۃ مسائل میں لکھتے ہیں۔ نیز فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ سورۃ کافرون سے آخر تک مجلس میں کھانے پر پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بدعت ہونے کے یہ فعل صحیحہ رضی اللہ عنہ منہم سے ثابت نہیں۔ اور شرح مرقی اغدح مطبوعہ مصر ص ۳۶۳ میں ہے کہ ہم ”عظمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ مکروہ ہے اس لئے کہ یہ مرد رکھنا ہے ورنہ بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات ثابت نہیں ہے۔ اور فتاویٰ سر قند یہ میں ہے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔ سی شرح شامی اور کبیری اور مجموعۃ الفتاوی اور طحطاوی شرح مرقی اغدح میں بھی مذکور ہے۔

قال الامام (الاعظم) نکرہ لان اکلها حبة ولم یصح فیها شیء عدہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم وفي الفتاوی سمر قندۃ منقولا من اربعہ ص ۴۹ قراءۃ الفاححة عنی الطعام بدعہ و كذلك فی الشامی (۴) ص ۵۷ ج ۵ و ص ۴۸ ج ۵ وفي الکبیری (۵) شرح ص ۵۶۵

۱۔ مجموعۃ الفتاوی علی هامش خلاصہ الفتاوی، مواب الحائری ج ۵ ص ۹۵ ط محمد اکیڈمی لاہور۔

۲۔ کتب الکراہیۃ، لیب الرابع فی الصلاۃ والتسبیح و قراءۃ القرآن الح ج ۵ ص ۳۱۷، جدیدہ۔

(ب) عبارت کاتبہ کرتے وقت غم نہ کھانے پر کا ضاد اپنی صرف سے کیا گیا ہے اصل عبارت میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔ مرقی اللیل کی شرح میں مذکور عبارت ماس سے ہم معنی مسئلہ نہیں ہے۔

۴۔ سائل کے ساتھ یہ، پیچ کی ترس سے درد پر طحطاوی علی مرقی نے اس سے کھانے پر فاتحہ پڑھنے کا بدعت نہ مانا نہ کورد سب سے اور اس میں عبارت سے نامعنی حدیث ہے، چنانچہ نامیہ اور دیگر سب کورد میں ہے ”وفی لبرارہ وکرہ اتحاد لطعم فی الیوم لا یوز۔ ثالث و بعد لا یوز و فی طعام فی لقر فی اسواسم و اتحاد الدعوة لقراءۃ القرآن و جمع لصلحاء و قراء للحم اولقراء سورہ

لا بعد اول خلاصہ“ (رد سجدہ) ص ۲۱۰، مطلب فی کراہۃ انصاف من اهل البیت ج ۲ ص ۲۳۰ ط سعید

۵۔ حبیہ مستمعی شرح مسند لمصنوعی المعروف بحبی کبیر، فصل فی الحائری وفیہ ایضاً، وفی فتاویٰ الراری وکرہ اتحاد لطعم فی الیوم لا یوز و لیب الرابع الح کما مر فی الحاشیۃ لاولی۔ ط سہیل کبیری لاہور۔

حمد و نعت و رُود و سلام کے بعد گزشتہ ہے کہ آپ نے چند مخافانہ سوالات بھیجے ہیں جو چند وجوہ کی بناء پر بے نتیجہ اور ناقص ہیں۔

اول یہ کہ آپ نے شروع میں حمد و صلوٰۃ نہیں لکھی۔ دوسرے یہ کہ تحریر کے شروع میں آپ نے پناہ ظاہر نہیں کیا۔ تیسرے یہ کہ اپنے مخاطب کے خلاف غلط بیانی کر کے اس کی توہین کی ہے۔ چوتھے یہ کہ آپ نے عبارت میں نحوی غلطیوں کی ہیں۔ اور اس سے آپ کی علمیت معلوم ہو گئی ہے۔ اس ظہر کے بعد میں آپ کو جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا۔ درمید کرتا ہوں کہ آپ میرے وعظ کی مجلس میں تشریف لائیں تاکہ میں آپ کو سنی بخش جواب دوں۔

جنا چاہئے کہ قلب ہی روح اعظم اور خلیفہ کبر کا مستقر ہے، اور وہ روح حیوانی کے واسطے سے اس جسم انسانی کا مدبر ہے جو اس کے ساتھ عاشقانہ تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ روح اعظم بے انتہا لطیف ہے اور جسم بے انتہا کثیف اور روح حیوانی طافت و کثافت میں معتدل ہے اس لئے وہی روح اعظم اور جسم کے درمیان واسطہ بننے کے لائق تھی۔ اور دل میں روح لطیفہ کا نفس شہوانیہ کے ساتھ یہ گہرا تعلق دور رخ رکھتا ہے۔ ایک طرف اس تعلق عالم شہود سے ہے اور دوسری طرف عالم قدس کے ساتھ۔ اور جب کہ تمہارا دل سرکش و لذت دنیاوی اور شہوت نفسانی کی وجہ سے جسم کی طرف متوجہ ہے تو میری نصیحت تمہارے دل تک نہیں پہنچ سکتی۔ پس سمجھو اور گھانا اٹھانے والوں میں سے نہ بنو۔ (حاجی بشیر احمد)

(جواب ۱۸۲) (از حصرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) الحمد للہ علیہ والصلوة والسلام علی نبیہ اما بعد فاننا رأينا السؤال والجواب ووجدنا الجواب لا يكشف عن الحقيقة ولا يعنى عن شيء والحق ان بدء السلي صلي الله عليه وسلم بقول قائل يا رسول الله ويا نبی الله ويا محمد وغيرها من الالفاظ قد يكون بمحرد الشوق لا يقصد قائله اسماع المادى ولا يقصد سماعه و حضوره فهدى مما لا مصانقة فيه وقد يكون مع الصلوة والسلام كقوله صلى الله عليه وسلم يا رسول الله او الصلوة والسلام عليك يا رسول الله ويعتقد قائمه ان هذا الكلام يصل اليه صلى الله عليه وسلم بواسطة الملائكة الذين يبلغونه عن امته الصلوة والسلام وهذا ايضا جائز لحديث ورد فيه ()

وقد يكون باعتقاد ان رسول صلى الله عليه وسلم يسمع خطاب كل واحد و يحضر كل مكان فهذا مصادره النصوص القرآنية والحديثية واجمعت الامة على ان الرسول صلى الله عليه وسلم كان لا يعلم الغيب الا ما أعمه الله تعالى ومن اعتقد ان الرسول صلى الله عليه وسلم كان يعلم الغيب فهو كافر (۲) واما الفاتحة المرسومة المروجة بهيئة معلومة في ايام معينة بحضرة الوان

۱- "لله ملائكة سياحين في الارض يبلغون من امنى السلام" (نسائی، کتاب صلوٰۃ، باب، لتسلم على النبي صلى الله عليه وسلم ۴۳ ط سعید)

۲- "واعلم ان الاسماء عندهم الصلوة والسلام لم يعلموا لمعيات من الاشياء الا ما علمهم الله تعالى احياء وذكرا لحقيقة تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان لبي عليه الصلوة والسلام يعلم الغيب لمعارضه قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الا الله كذا في المسابقة" (ما علی قاری، شرح کتاب التتمہ، ذکبر، مسئلة فی ان تصديق الكاهن بما يخبر به من الغيب ص ۲۲۵ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

الطعام بین یدی القاری فلا شک فی كونها مستدعة مخترة لم یکن فی القرون المشہود لها بالحیر ولم تزد لها آیة ولا حدیث ولم یقل بها احد من العلماء الامة ممن یعتمد علی علمه و دینہ وتقولہ (۱)
عصمنا اللہ وایاکم وجميع المسلمين من کل ما یخالف الشرع ویصاد الحق الذی جاء به سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجعلنا من المقتضین اثارہ والمہتدین بهدیه صلی اللہ علیہ وسلم امین۔ محمد کفایۃ اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

جواب از حضرت مفتی اعظم۔ محمد یوہیہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ۔

المبعد۔ ہم نے سوال اور جواب کو دیکھا اور محسوس کیا کہ جواب مذکورہ سے کوئی حقیقت واضح نہ ہوئی اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ صحیح بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کو پیر رسول اللہ اور یا نبی اللہ اور یا محمد اور اسی قسم کے دیگر الفاظ کے ساتھ پکارنے کی چند صورتیں ہیں۔ (۱) کبھی تو یہ محض جذبہ اشتیاق کی بنا پر ہوتا ہے کہ پکارنے والے کا مقصد اپنی آواز کو سننا نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کے خیال میں یہ بات ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ضرر ہیں اور اس کی آواز کو سن رہے ہیں تو یہ صورت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور (۲) دوسری صورت نداء اور دود سلام کے ساتھ جیسے کہا جائے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ، یا للصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ اور کہنے والے یہ عقیدہ رکھے کہ یہ کلام رسول اللہ ﷺ تک ان ملائکہ کے ذریعے سے پہنچتا ہے جو امت کے درود و سلام کو آپ تک پہنچانے کی خدمت میں مقرر ہیں تو یہ صورت بھی حدیث کی رو سے جائز ہے۔ (۳) تیسری صورت نداء کی یہ ہے کہ ندا کے وقت

یہ اعتقاد ہو کہ رسول اللہ ﷺ ہر ایک شخص کے خطاب کو سنتے ہیں اور ہر جگہ ضرور حاضر ہیں۔ تو اس قسم کی نداء قرآن شریف کی صریح آیات اور احادیث صحیحہ کی رو سے ناجائز ہے اور تمام علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم حاصل نہیں تھا۔ آپ کو صرف اتنا علم حاصل تھا جتنا اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ اور جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب تھے وہ کافر ہے۔

اور یہ رسمی فاتحہ مردجہ جو خاص شکل میں اور خاص مقررہ ایام میں پڑھی جاتی ہے درپڑھنے والے کے سامنے قسم قسم کے کھانے رکھے جاتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ یہ ایک گھڑی ہوئی بدعت ہے۔ یہ قرون اولیٰ میں ہرگز نہ تھی اور اس کے جواز میں کوئی آیت یا حدیث وارد نہیں ہے اور معتمد وثقتہ علمائے امت میں سے کسی نے اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو ہر اس چیز سے محفوظ رکھے جو شریعت کے خلاف و درین حق کے منافی ہو جس کو ہمارے سید و آقا حضرت محمد ﷺ لے کر آئے۔ اللہ ہم کو ان کے قدم بقدم چلنے کی اور ان کے سواہ حسنہ سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ ابن طور مخصوص (یعنی فاتحہ مردجہ حل) نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آن در قرون ثلاثہ مشہور لمباخیر۔ بد منتقول بعدہ۔ والکسی ابن طور مخصوص ہممل آوردن آن بیام حرر میشود بخوردش مضائقہ نیست و این را ضرورتی دانستن مذموم است اس (مجموعۃ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵ طبع امجد اکیدی ر ہور)۔

(۱) مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کی کتاب ”نثر الطیب“ پڑھنے والے کو کافر کہنے والے کا حکم

(۲) ”یارسول اللہ“ اس نیت سے کہنا کہ حضور سنتے ہیں جہالت و شرک ہے

(۳) حضور علیہ السلام عالم غیب نہ تھے

(۴) حضور کا نام سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں۔

(۵) نماز جنازہ کے بعد دعائیں ثابت نہیں۔

(۶) قبر پر اذان دینا۔

(۷) مدد صرف خدا سے مانگنی چاہئے

(سوال) ریڈے حضرت حکیم مت مولانا لجن محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کو کافر کہا (معذرت)

ہے کہ حضرت موصوف کی مولفہ نثر الطیب فی ذکر نبی غیب کا پڑھنے والا اور سننے والا کافر ہے۔ اور جیسے خدا

سنتا ہے ایسے حضور ﷺ سنتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کو علم غیب بدو سطرہ ہے۔ اور ذکر میں دشریف میں قیام کے

لئے اٹھنا شرعاً جائز ہے۔ اور اسھدوں محمد رسول اللہ، مؤذن کے اس پر انگوٹھا چومنا مستحب ہے۔ اور جو

نہ چوے وہ کافر وہابی ہے۔ میت کے جنازہ کی نماز پڑھنے کے بعد ہاتھ ٹھکڑا کر دعا نکلنا درست اور جائز ہے۔ میت

کی قبر پر بعد دفن کے اذان دینا حیاء سنت اور جائز ہے۔ دایا اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔

المستفنی نمبر ۲۷۲۱۳ حافظ عبدالرزاق صاحب (چوک بازار وچین) ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۲۷ مارچ ۱۹۳۷ء

۱۹۳۷ء

(جواب ۱۸۳) مولانا اشرف علی صاحب ایک باخدا عالم اور مفتی مذہب کے ررگ ہیں۔ ان کو کافر بتانے والا

دشمنِ اسلام ہے کہ ایسے بزرگ۔ م کو کافر کہتا ہے۔ جس کے فیض سے تمام ہندوستان کے مسلمان سیراب

ہو رہے ہیں۔ نثر طیب بہت اچھی کتاب ہے وہ قارئین پڑھنے کے ہے۔ یارسول اللہ یہ سمجھ کر کہنا کہ خدا کی

طرح حضور ﷺ بھی سنتے ہیں، جہالت اور شرک ہے۔ (۱) حضور ﷺ کو جس قدر علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ

ساری مخلوق سے زیادہ ہے مگر حضور عالم غیب نہیں تھے۔ عام غیب ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ (۲)

حضور ﷺ کا نام سن کر انگوٹھے چومنے اور آنکھوں سے گانے کی کوئی صحیح و پختہ دلیل نہیں۔ (۳) جنازہ کی نماز

۱۔ عقائد اہل حق کے غیر حق۔ ۲۔ شر و انحراف عالم فتنی، جیل و دہشت و سرکاست اعتقاد شرک است و قل عمداً من قل

رواج المشایخ حاصره نعم حکمر نہی۔ (مجموعہ اشعار علی ہامش خلاصہ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۱ طبع امجد کدیمی

۲۔ ورحمۃ اللعالم بالعباد امر بقرآنہ سبحانہ، ولا سیل لنعاد الیہ الا بالاعلام مہ والہم بطریق بمعجودہ، و الکرمہ او

لا رشاد ہی لا استدلال بالامارات فیما سکی فیہ دلالت و ذکر احصاء تصریحاً بالکفر باعتقاد ان ہی عنہ صلاۃ و

السلام نعم یعرب للمعرصۃ فلوہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی سموت و الارض العیب الا اللہ کدافی المسیرۃ (۱) علی

فری شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسئلہ فی اب صدیق الکام من بحرہ من العیب ص ۵۲۵ و انت جمعۃ بیرات۔ (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

کے بعد دعا مانگنا حضور ﷺ سے یہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یا اماموں سے ثابت نہیں۔ (۱) قبر کی اذان کا بھی شریعت سے کوئی ثبوت نہیں۔ (۲) مدد صرف خدا سے مانگنی چاہئے۔ (۳) اولیاء اللہ بھی خدا کی مدد کے محتاج ہیں (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

مصیبت کے وقت حضرت جنید بغدادی کو پکارنے پر نجات کا قصہ من گھڑت ہے۔
(سوال) ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب مودود خوانی کے واسطے تشریف لایا کرتے ہیں۔ ان کے مریدین بھی یہاں بہت ہیں۔ ہمارے محلہ میں ایک دن دووں نے چندہ سے جسے مودود شریف منعقد کیا۔ اثنائے وعظ میں نسوں نے ایک قصہ بیان کیا کہ بغداد شریف میں مسلمانوں کے ایک قافلہ میں ڈاکہ پڑا جس وقت ڈاکوؤں نے اوتار شروع کی تو کچھ لوگوں نے پکارنا شروع کیا کہ پروردگار عالم ہم کو اس آفت سے بچا اور کچھ لوگوں نے پکارا کہ یا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہم کو بچا۔ یے۔ جنہوں نے خداوند عالم کو پکارا تھا وہ لٹ گئے اور جنہوں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا تھا وہ محفوظ رہے۔

المسنفتی نمبر ۶۱۱ اندریز احمد عزیز، حمد (ریوان) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۹ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۸۴) یہ قصہ بے ثبوت ہے اس کی کوئی سند نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

آنحضرت ﷺ کے بارے میں غیب کلی کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔

(سوال) ایک شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ غیب کلی جانتے تھے۔ ایسے شخص کے متعلق حنفی مذہب کے معتبر فتاویٰ مثل شامی، حر الرائق، قاضی خاں وغیرہ میں کیا حکم ہے۔ کیا ان فتاویٰ میں سے کسی فتوے میں ایسے شخص کے متعلق کفر یا فسق یا بدعت یا بے ادب ہونے کا حکم بھی ہے اگر ہے تو ازراہ کرم اس فتاویٰ کی عبارت معہ حوالہ باب و صفحہ جواب میں تحریر فرمائیں اور اگر اس قسم کا حکم نہیں ہے تو یہ تحریر فرما دیں کہ یہ اعتقاد حنفی مذہب کی رو سے صحیح ہے یا غلط۔

المسنفتی نمبر ۱۷۳۲ رحمت علی۔ مین مدین کوچہ پنڈت (دہلی) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ

۶ ستمبر ۱۹۳۷ء

۱۔ "لا يقوم بالدعاء بعد صلاة الحاضر لانه دعا مرة لا ان اكثرها دعا۔" (فتاویٰ البراریۃ علی هامش الہدیۃ، کتاب الصلوۃ نوع المختار ان الامام الاعظم ولی الح: ۳، ۸۰، ج ۲) کوئی خاصۃ الفتاویٰ "لا يقوم بالدعاء بعد صلوۃ الحاضر ولا يقوم بالدعاء فی قراءۃ القرآن لا حل الميت بعد صلوۃ الحاضر وقلیلاً واللہ اعلم۔" (حلاصۃ الفتاویٰ، کتاب الصلوۃ، نوع ص ۱۱۱ اجتمعت الحاضر ج ۱ ص ۱۲۲۵ محمد اکیڈمی لاہور)

۲۔ "لابسن الاذان عند ادخال الميت فی قبره کما هو المعتاد الآن، وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ ماہ بدعة" (رد المحتار، باب صلوۃ الجنائز ج ۱ ص ۲۳۵ وسمیع)

۳۔ "ابنک بعد واماک بسعی" (لمتاحة) وفي الحديث "اد، سالت فاسئل الله واد، استعت فاستعن بالله" (ترمذی احمر ابواب صفۃ القیامۃ ج ۲ ص ۸۷ طبع)

۴۔ "وکل شیء اللہ فیکبر" (مش لعقیدۃ الطحطاوی ص ۵ طبع) نصیر السیاحیہ مکران ماہی تن ۲۰۰۶ھ)

(جواب ۱۸۵) آنحضرت ﷺ کے متعلق عالم الغیب ہونے کے اعتقاد کو کفر قرار دیا ہے اور یہ بات مفتی مذہب کے فتاویٰ میں تبصریح موجود ہے۔ خیر الرائق جلد سوم کے صفحہ ۹۴ میں ہے (۱) وہی الحایة والحلاصة لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا يعتقد ويكفر لا اعتقاد ه ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب انتهي۔ در در مختار ص ۲۹۹ (۲) میں ہے تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر۔ ورشائی کے اسی صفحہ ۲۹۹ میں ہے قوله قبل يكفر لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عالم الغيب۔ اور اسی طرح یہ مسئلہ فتویٰ قاضی خاں (۳) اور فتویٰ بزازیہ میں بھی موجود ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

حضور علیہ السلام کو عالم الغیب نہ ماننے والے عالم کے وعظ پر پابندی لگانا۔
(سوال) مسجد کے اندر یہ قید لگانا کہ اس مولوی سے جو حضور رسول مقبول ﷺ کو عالم الغیب نہ جانے ہو کر وعظ نہ کملو یا جائے۔ ایسی قید لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۸۶) یہ قید لگانا بالکل ناجائز ہے۔ در حضور ﷺ کو عالم الغیب جاننا غلط ہے۔ (۵)
محمد کفایت اللہ غفر۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) ایک من گھڑت قصے سے صحابی کی جوتی کو مشکل کشا ثابت کرنا
(۲) واقعہ معراج سے حضور ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال کرنا؟
(۳) علمائے دہلی کو برا بھلا کہنا؟

(سوال) (۱) ہمارے محکمے میں ایک شخص دورن وعظ میں یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کافر بادشاہ کے سر میں درد ہوتا ہے اس کا وزیر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کہتا ہے کہ ہمارے بادشاہ کے سر میں درد ہے کوئی تعویذ دے دو۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعویذ دینے سے انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ میری جوتی سے جاؤ اس کے سر پر رکھ دو۔ وزیر جوتی لے کر بادشاہ کے سر پر رکھ دیتا ہے، درد کو آرام ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد واعظ صاحب سامعین سے کہتے ہیں، کیوں، صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعلین مبارک مشکل کشا ہوئیں یا نہیں؟ اور ہم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوتی کو مشکل کشا نہیں تو سلام سے خارج تو نہ ہوں گے؟

۱۔ البحر الرائق (الطبعة الثانية) کتاب النکاح، ط دار المعرفہ للطباعة والنشر بیروت لبنان۔

۲۔ کتاب النکاح، قبیل فصل فی المحرمات ج ۳ ص ۷۷ ط سعید۔

۳۔ فتاویٰ قاضی خاں علی ہامش الہدیۃ، کتاب السیر، باب ما یكون کفراً من المسلم وما لا یكون ج ۳ ص ۷۶ ط ۱۵۷۶ ماجدیہ کوئٹہ۔

۴۔ الفتاویٰ الرارۃ علی ہامش الہدیۃ، کتاب القاطنوں اسلاماً او کفراً او خطاء، الناسی فیما یتعلق باللہ تعالیٰ ج ۶ ص ۳۲۶ ط ماجدیہ کوئٹہ۔

۵۔ ”ثم اعلم ان الایاء علیہم الصلوۃ والسلام لم یعلموا المہیات من لا شیاء الا ما عدمہم لہ تعالیٰ احیاء۔ و ذکر الحقیقہ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان الی علیہ الصلوۃ والسلام یعدم الغیب لمعارضۃ قوله تعالیٰ: ”قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ“ (ملا عبد قاری، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسأله فی ان تصدیق الکاهن مما یحریده من الغیب ص ۲۲۵ ط دار المکتب العلمیۃ بیروت لبنان)۔

(۲) واعظ صاحب نے معراج کا تمام واقعہ بیان کرنے کے بعد سامعین سے فرمایا کیوں حضور ﷺ غیبِ دال ہوئے یا نہیں؟ اگر ہم حضور ﷺ کو غیبِ دال تسلیم کر لیں تو کوئی حرج تو نہیں؟

(۳) ایسے واعظ کا وعظ سن کر ہمارے نور ایمان میں ترقی ہوگی یا کمزوری؟ اور ثوابِ داریں میں شریک ہوئے یا نہیں؟

(۴) علمائے دہلی کو چہ غنڈہ اور بہت کچھ برا بھلا کہہ کر فرمایا کہ علمائے دہلی کو علم کی ہوا بھی نہیں لگی۔ ایسے واعظوں کا وعظ سنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۷) اس قصے کا بول تو ثبوتِ درکار ہے، دوسرے اس سے جوتی کو مشکل کشا کہنے کا نتیجہ نکالنا اسی واعظ جیسے خوش فہم کا کام ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا چاہئے کہ مشکل اور مصیبت کو دور کرنا خدا تعالیٰ کی صفت ہے (۱) اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خود باللہ ایک جوتی کو شریک کر رہا ہے۔ اگر واعظ صاحب نے جوتی کے مشکل کشا ہونے کے ثبوت میں یہ روایت ذکر کی ہو تو بہت سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اور اگر اس بات کے انکار میں بطور الزامی جواب کے یہ قصہ ذکر کیا ہے تو یہ ایک الزامی جواب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح معراج کے واقعہ کو بیان کر کے یہ کہنا کہ اگر ہم حضور ﷺ کو غیبِ دال تسلیم کر لیں تو کچھ حرج تو نہیں اگر غیبِ دلی کے اثبات کے لئے ہے تو غلط ہے کیونکہ اس میں غیبِ دالی کا ثبوت نہیں۔ اور اگر بطور الزام ذکر کیا ہے تو پوری تقریر معلوم ہونے پر بتایا جاسکتا ہے کہ الزام قائم ہوا یا نہیں؟ البتہ علمائے دہلی کو چہ، غنڈہ اور برا بھلا کہنا ہر شخص جانتا ہے کہ بری بات ہے۔ اس کے متعلق فتویٰ دریافت کرنا فضول ہے۔ اگر اس سوال سے بھی یہ کام لینا مقصود ہے جو پیسے ایک فتوے سے لیا گیا ہے کہ ”مفتی صاحب کا فلاں واعظ کے بارے میں فتویٰ“ تو سائل صاحب یہ جان رکھیں کہ وہ اشتہار بھی میرے اوپر تہمت اور افتراء تھا۔ اور اس فتوے کو بھی کسی خاص شخص کے متعلق میرا فتویٰ ظاہر کر کے شائع کیا گیا تو یہ بھی تہمت اور افتراء ہوگا۔ میں نے کسی خاص واعظ کے متعلق نہ پیسے فتویٰ دیا تھا۔ نہ یہ دے رہا ہوں۔ کیونکہ فتویٰ سوال پر دیا جاتا ہے نہ کسی خاص شخص پر اور نہ مفتی کو یہ معصوم ہوتا ہے کہ یہ کس شخص کے متعلق ہے۔ اور جس کے متعلق کیا گیا ہے اس کی طرف ان واقعات کی جو سوال میں مذکور ہیں نسبت صحیح ہے یا نہیں؟ فقط محمد کفایت اللہ کا نالہ دہلی۔

(سوال) فریقین کا ”علم غیب“ میں بنیادی اختلاف کیا ہے؟

حامد اومصلیٰ و سلم

(جواب ۱۸۸) آج کل آنحضرت ﷺ کے عالم الغیب ہونے نہ ہونے میں سخت اختلاف ہو رہا ہے۔ علمائے کرام کا بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ عالم الغیب ہونا خدا کے تبارک و تعالیٰ کی خاص صفت ہے۔ اس میں کوئی اس کا سا جھگی اور شریک نہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا علم خدا تعالیٰ کے علم سے وہی نسبت رکھتا ہے جو متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہے۔

ان کے خلاف ایک دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ نبیاء علیہم السلام ہلکے اویس بھی عام غیب ہیں۔ اور خصوصاً آنحضرت ﷺ تو نام مغیبات و کفیات کے ایسے ہی عام ہیں جیسے خدائے تعالیٰ۔ صرف تا فرق ہے کہ خدا تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور آنحضرت ﷺ کا باعرض۔ جتنی خدا تعالیٰ کے علم و اطلاع سے حاصل ہوا، اُنہی قدر جس قدر خدا تعالیٰ کو ہے ذرہ ذرہ اور پتہ پتہ آپ ﷺ کے سامنے ہے۔ چوٹی کی چوٹی اور پتہ کرنے کی کھڑا ہوا آپ کو ایسی معصوم ہے جیسی ہم دیکھتے اور سنتے ہیں۔ (۱)

یہ جماعت عدائے کرام کے اس گروہ کو جو آنحضرت ﷺ کے عام غیب ہونے کے قائل نہیں ہیں کافر کہتی ہے اور ان کے ذمہ آنحضرت ﷺ کی بت و سرشان کا لازم لگاتی ہے۔

ہم خدائے برتر و وحدہ شریک کو واہ کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کو عام الخلق جتنی خدا تعالیٰ و تبارک کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ عام جانتے ہیں اور اسی عمومی کمال کے باعث آپ تمام نبیاء کرام و درسل عظماء، مکہ مقربین سے افضل ہیں۔ تمام انبیاء و درسل صوات اللہ علیہم کو جس قدر علم عطا ہوا تھا وہ تمام آپ کو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمایا اور ہزاروں اکھوں مغیبات امور پر آپ کو مطلع فرمایا۔ غرض کہ بعد خدائے وحدہ کے آپ ﷺ سے زیادہ علم نہیں۔

تقریر سابق سے معصوم ہو گئی کہ آنحضرت ﷺ کا بے شمار مغیبات پر مطلع ہونا اور بشارت غیب کی باتیں جاننا اور خبر دینا متفقہ مسئلہ ہے۔ اس میں ہم اور ہمارے مخالف دونوں متفق ہیں۔ اسی طرح یہ بھی متفق پایہ ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جمیع مخلوق کے تمام علوم خدا تعالیٰ کے عطا کئے ہوئے ہیں۔ سوائے خدائے وحدہ کے کسی کا علم ذاتی نہیں۔ سب کا علم خدا کا دیا ہوا ہے۔ اور اس مدعی پر نصوص شہد عدل ہیں۔

تو اب ہمارے اختلاف فقط اس بات میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تمام مغیبات کا علم (باعرض ہی) تھا نہیں؟ اور کیا آپ ﷺ کا علم خدا تعالیٰ کے علم کے برابر تھا؟ ہم کہتے ہیں کہ تمام مغیبات و ذرہ ذرہ کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے نہ ہو سکتا۔ اور ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا علم خدا کے علم سے (سوائے فرق بلذات و باعرض کے) کم نہیں۔ اور جیسے خدا تعالیٰ ذرہ ذرہ کا عام اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ بھی ہیں۔ ہمارے مخالف آنحضرت ﷺ کے لئے یحیٰی کمال کے مدعی ہیں۔ (۲) اور ہم رفع یجاب کلی یا اس کے مساوی سب جزئی کے قائل ہیں۔ جتنی آپ کو تمام غیب کی باتیں معصوم نہ تھیں یہ الفاظ دیگر آپ بہت سی غیب کی باتیں نہیں جانتے ہیں۔

۱۔ مولانا ابدرصاحب صاحب لکھتے ہیں: "روزوں سے ہاں کان دہانوں میں بتایا، تیاء مذکورہ کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب غایب الصلوٰۃ والسلام نے سب کو محیط و احاطہ صرف جمیع ہر صغیر کبیر، ہر رطب و ناس، جو بیت گرتا رہتا رہتا کی اندھیریوں میں، خود انہیں بظاہر سب کو جد جدا تنبیہ، جاں بیا۔ (غیاث المصطفیٰ ص ۲۷۲) مقدمہ کتاب التوحید اور مولانا عبدالحق جابر کی رحمت اللہ علیہ ص ۳۶۳ سب خدایہ جامعہ اسماء و احوال و علوم جمادیہ رحیم باخاں، کستان)

۲۔ مسطور بریلوی عام مولانا انصاری صاحب لکھتے ہیں: "بہر صورت اس حدیث کے مطابق نبی ﷺ کے علم سے مسلمان کو غیب کی تعلیم کرنا عین ایمان ہے۔ (امان و امانت سول علم میں احادیث ص ۳۶) دامت باریک پناہ، یزید بن ابی اسحاق (۱۴۱۳ھ)

ہمارا دعویٰ ہے کہ تمام سلف صالحین کا یہی مذہب ہے۔ در قرآن وحدیث واقوال عمائے محققین سے یہی ثابت ہوتا ہے در یہ کہ آنحضرت ﷺ یا کسی اور کے سنے علم محیط اور علم مساوی علم باری تعالیٰ ثابت کرنا اور اعتقاد کرنا شرک فی الصفات ہے۔ (۱) اب پہلے ہم وہ دسیلیں بیان کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ علم محیط خاص خدا کی صفت ہے، اس میں کوئی س کا شریک نہیں۔ اور یہ کہ آنحضرت ﷺ بہت سی باتوں سے واقف نہ تھے۔

رسول اور۔ قوله تعالى 'فلا تعلم نفس ما أحضی لهم من قرۃ اعین (۲)
(حاصل ترجمہ) جنت میں مسلمانوں کیسے جو نکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے اس کو کوئی نفس

اس آیت میں لفظ نفس نمرہ ہے جو سیاق و سباق میں واقع ہوا ہے۔ اور کتب و صوفیوں میں شدت ہو چکا ہے کہ نمرہ سیاق و سباق میں عام ہوتا ہے۔ پس اس میں نبیاء و رسل اور جملہ مخلوق کے نفوس آئے۔ کہ جنت و محنتوں سے کوئی بھی وقف نہیں۔ نہایت ہوا کہ آنحضرت ﷺ بھی جنت کی محنتوں سے وقف نہ تھے۔

ولیل دوم۔ قولہ تعالیٰ و عنده مفاتيح الغیب لا یعلمها الا هو۔ (۲)
(حاصل ترجمہ) تمام غیب کی کنجیاں خدا کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
اس آیت میں علم غیب کو باری تعالیٰ پر منحصر فرمادیا ہے۔ آیت کا سیاق بتا رہا ہے کہ مقصود بیان سے
یہ ہے کہ غیوب کا علم محیط خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں (نامم)۔ (۳)

مسند استقامت بالغیر

(از اخبار سه روزہ جمعیتہ دہلی مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء)

زید عوام الناس کو علی۔ امان ستم ادا ز غیر اللہ کی تعلیم باقائد ذیل دہ رہا ہے۔ (۱) غیر اللہ سے مدد مانگنا بلاشبہ درست ہے۔ (۲) ایانہ سستین میں جو مفعول مقدم ہے جس سے بقاعدہ نحو کی حصر کے معنی پیدا ہوتے ہیں اس کے معنی یہ ہے کہ کار ساز حقیقی وہی ہے در حقیقی مدد بخشنے سے طلب کرتے ہیں کیونکہ مدد حقیقی تیرے ساتھ مختص ہے۔ باقی دوسروں سے استعانت مجزی ہے جو محض ظاہر عون سے ہیں۔ پس استعانت غیر اللہ سے اس طرح پر کہ، متقار مستقل اس غیر پر ہو اور اس کو مظہر عون ابی نہ جانے بے شبہ حرام بلکہ شرک ہے۔ اور اگر التفت محض بجانب حق ہے اور اس کو ایک مظہر مظاہر عون سے جان کر ستم ادا و استعانت کرے تو

۱۔ ومن اعتقد بسوية علم الله ورسوله يكفر، جماعاً، كما لا يخفى، (ما على قاري، الموضوعات الكبير، ص ۲۲ ط ۱، محمد، اصح
مطبع، كازانه، تجارت، لب آ، مطبع، اراي)

٢- (لم لائحة ١٣)

٣٠ الانعام ٥٩

٣٠ قال العلامة لالوسي رحمه الله عليه: "وتقديم البحر لأمددة المحصر" (روح المعاني ج ٤ ص ٥٠) وقال العلامة الحفاحي رحمه الله عليه: "والاحمدية توحيد من لام الاستعراق" (حاشية التتباب ج ٢ ص ٤٣) وقال العلامة شبح راد رحمه الله عليه على حاشية ليصاوي: "ولما كان عدده تلك المحتاج كان المتوصل الى ما في الجرائد من المعينات هو لا غير" (ج ٤ ص ٤) راجع مقدمة كتاب التوحيد للحاج حري رحمه الله عليه ج ٢ ص ٢٢٢، ٢٢٣ كتاب حاشية راجع لثبات.

طریقت میں سے ہیں جو سماع موتی کے قائل اور اولیائے کاملین سے خواہ وہ مردہ ہوں خواہ زندہ دعا کے لئے عرض معروض کرنے کے مجوز ہیں۔ مگر ایسی استمداد کو اسے تو اقسام استمداد ہی میں شمار نہیں فرماتے بلکہ طلب مشورہ کے نام سے موسوم فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ استمداد اگر ہے بھی تو خداوند تعالیٰ سے ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک بھی استمداد اسی مسبب الاسباب اور حکیم مطلق سے ہے جس نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض مخلوق کو بعض امور کے لئے سبب بنادیا ہے۔ لہذا اس مخلوق کو مظہر عون الہی سمجھ کر اس سے مدد لینا اسی تعالیٰ شانہ سے مدد لینا ہے۔

دوسری قسم مدد مانگنے کی یہ ہے کہ جو امور بالا استقلال جناب باری تعالیٰ سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے دوا کا دینا، ہر ش کا برسانا، مرض کا دور کرنا، غم کو بڑھانا وغیرہ ان میں سے کسی کے متعلق مخلوق سے مدد مانگی جائے اور جناب باری عزوجل سے دعا کرنا نہ نظر نہ ہو تو یہ استمداد حرام مطلق بلکہ کفر ہے۔ ایسی استمداد اگر کوئی مسلمان اپنے مذہب کے اولیائے کرام سے بھی کرے گا تو دائرۃ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ محتاط علمائے دین نے قسم اول کو نظر انداز کر کے قسم دوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے استمداد از غیر اللہ کو مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں :-

”عبادت غیر خدا را جائز نیست و نہ مدد خواستن از غیر حق۔“ (ارشاد الطالبین ص ۱۸)

ہذا زید کا علی العموم غیر اللہ سے مدد مانگنے کی اجازت و تعلیم دینا ہرگز مناسب نہیں۔ اس کو تفصیل و تشریح کے ساتھ مسئلہ بتانا چاہئے تھا۔ تاکہ علاقہ راجپوتانہ کے جاہل مسلمانوں میں برا اثر نہ پھیلے جن میں پہلے ہی سے استعانت غیر مشروع کی گرم بازاری ہو رہی ہے۔ اگر بقول زید ہر چیز سے خواہ وہ کچھ ہو صرف اپنے ذہن میں مظہر عون الہی سمجھ کر ہر امر میں مدد مانگنے کی اجازت دے دی جائے اور کارخانہ اسباب و حکمت باری پر نظر نہ رکھی جائے تو پھر جاہلوں کی اصاح کا ہونا درکنار، ان کی مزید گمراہی کا ایک ذریعہ پیدا ہو جائے گا۔

عمر و زید کی پیش کردہ دوا لیوں کا مندرجہ ذیل جواب دیا ہے۔

(۱) آیہ واستعینوا بالصبر والصلوة میں کسی مخلوق سے مدد مانگنے کی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ مدد تو جناب باری تعالیٰ سے مانگنے کا حکم ہے اور صبر و صلوٰۃ کو جو فعل عبد ہے ایک ذریعہ مانگنے کا قرار دیا ہے۔ یعنی صبر کرنے اور صلوٰۃ کی بجا آوری کو ذریعہ بتایا ہے حصول مدد الہی کا اس سے استمداد از غیر اللہ پر استدلال کرنا محض مغالطہ ہے۔

(۲) کونوا من انصار الی اللہ۔ قرآن شریف کی آیت یوں نہیں ہے۔ زید جو محض اردو خواں ہے اور عربی و فارسی سے مطلق مس نہیں رکھتا ہے اس نے کسی اردو سائلے میں یہ الفاظ دیکھ کر یاد کر لئے ہیں۔ غالباً مندرجہ ذیل آیت مراد ہوگی۔ یا ایہا الذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسیٰ بن مریم للحواریین

من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (سورۃ صفت (۱) رُوح ۲ پرہ ۲۸) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دھرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے اسی امر میں مدد مانگی ہوئی جو نظر بکار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ ایک مخلوق کو دوسری مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے۔ اس لئے اس نے بھی غیر اللہ سے کل امور میں عام طور سے مدد مانگنے کی اجازت ہرگز نہیں نکلتی ہے۔ اس لئے کہ مسبب الاسباب نے اپنی بعض مخلوق کو مسبب غون نہ دیا ہے۔ یہ دارصل اسی سے مدد مانگتا ہے۔

(۳) حکیم ڈاکٹر ورکام کو بھی سی قدر مضیق نے سبب نہ دیا ہے۔ اور اس کی بھی وہی کیفیت ہے۔ جو نمبر ۲ کے جواب میں مذکور ہوئی۔

(۴) حضور سرور عالم ﷺ نے بھی اسی قسم کی استعانت کی تعلیم فرمائی جو مدد کی قسم اول میں داخل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے ہی مدد مانگنا ہے۔ عام اجازت کا اس سے وہم بھی نہیں ہو سکتا۔

(۵) تفسیر فتح عزیز میں ہرگز عام اجازت نہیں دی گئی اور فتاویٰ عزیزی میں جو صاحب تفسیر فتح عزیز ہوں کی طرف منسوب ہے مدد کی قسم دوم کو حرام کفر و رد مڑہ اسلام سے خارج ہونے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہوں۔

”دریں جلابید فہمید کہ استعانت از غیر یوحسے کہ اعتماد بر آل غیر باشد و اور امظر عون الہی نداند حرام است و گرامت محض بجنب حق است و در ایسے مضہر عون دانستہ و نظر بکار خانہ سبب و حکمت اوتقویٰ در نہ نمودہ غیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نحو ہدیہ دور شرح نیز جائز و دست و انبیاء و دو یاء ایں نوع استعانت از غیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ بحضرت حق است لا غیر۔“ (۲) (تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۸)

صاحب تفسیر علیہ الرحمۃ نے اس موقع پر نظر بکار خانہ اسباب و حکمت اوتقویٰ رکھنے کی قید لگا کر ستم و کو خاص فرما دیا ہے نہ چیزوں کے ساتھ ورنہ کے متعلق جو اس عام سبب میں سبب و مظہر عون بن دیئے گئے ہیں۔ و بعض امور ان سے متعلق کر دیئے گئے ہیں۔ پس جو چیز کہ نظر بکار خانہ سبب و حکمت باری تعالیٰ سبب و مظہر عون تھی اس سے ان امور میں جو اس چیز سے متعلق نہیں کئے گئے ہیں، مدد مانگنے کی اجازت صاحب تفسیر علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے مستطاب نہیں ہو سکتی۔ مگر جس رسالہ سے زید نے ان کا ترجمہ نقل کیا ہے اس میں ”نظر بکار خانہ اسباب و حکمت و تقاں کا ترجمہ غالباً سو یا کسی در وجہ سے نقل کرنا رہ گیا ہو گا۔“ ورنہ زید کو غلط فہمی ہوئی ورنہ اصل عبارت کے دیکھنے سے ایسا خیال ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔

(۲) باقی ماندہ تفصیل عبادت و استعانت از غیر (بعد بیان تفصیل عبادت)

و استعانت یا تحیز است کہ تو ہم استغاثہ آل چیز در وہم و فہم بچشم از مشرکین و موحدین نمی گذرد مثل استعانت بربوب و عبادت در دفع گرفتاری۔ و استعانت باب و شر بہاد دفع تنگی۔ استعانت برائے راحت ہر یہ

در مت و مانند آن در دفع مرض بدویہ و عقاقیر و در تعیین وجہ معش با میر و بادشاہ کہ در حقیقت معاوضہ خدمت
ہماں است و موجب تذلل است یا با طباع و معالجین کہ بہ نسبت تجربہ علم زائد از آنہا طلب مشورہ است و
استقدائے متوہم نمی تند۔ پس میں قسم استعانت ہا۔ بہت جائز است زیرا کہ در حقیقت استعانت نیست و
اگر استعانت است استعانت خدا است۔ (تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۷۷) (۳)

یہ عبارت پہلی عبارت کی تفصیل ہے۔ در دونوں عبارتوں کے مدنے سے اچھی صورت ظاہر ہوتا ہے
کہ جو چیزیں اس عالم سبب ہیں اس سبب الاسباب نے اپنی حکمت کا سہ سے سبب و مظهر عون بند کی ہیں
صرف ان سے مدد لینے کی اجازت ہے۔ در پوندہ نظر بکار خانہ اسباب حکمت باری تعالیٰ ان سے مدد لینا بین اس
قدر مطلق سے مدد لینا ہے اس لئے نبیاء عیسم سے مدد لینے کر مہ بن بھی اس قسم کی امداد مخلوق سے ہے۔ نہ
یہ کہ ہر چیز سے ہر قسم کی مدد میاذا باللہ لی ہو۔ جیسا کہ زید کے مقولہ کا مفہوم ہے۔

(۳) ”مدد خو ستن دو طور می باشد۔ مدد خو ستن مخلوق سے و مخلوق سے مثل آنکہ از میر و بادشاہ نو کرو گد
در مہمات مرجوعہ مددی جویند۔ و عوام الناس را ویاء۔ و غائی خواہند کہ از جناب اہی فداں مطلب ہا در
خواست نمیند میں نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز است۔ دوم آنکہ با استبدال چیزے کہ
خصوصیت جناب اہی دارد مثل داون فرزند یا رشتہ دار یا دفع امرض یا طوں عمروہ مانند آن چیز ہا بے آنکہ دعا و
سول از جناب اہی در نیت منظور باشد از مخلوق در خواست نمیند۔ میں نوع حرام مطلق بلکہ کفر است۔ و گراز
مسلماناں کے زولیاں نہ ہب خود خوہ زندہ باشد یا مردہ این نوع مدد خود بد از دائرہ مسلمانان خارج می شود۔“
(فتاویٰ عزیزی جلد اول ص ۳۴)

اس سے ثابت ہے کہ صرف نہیں امور میں مخلوق سے مدد نکلنے کی اجازت ہے جو مختص بہت
باری تعالیٰ نہیں ہیں۔ در وقت یافتہ ولیئے کر مہ رحمۃ اللہ عیسم سے بھی صرف دعا کے لئے عرض کرنے کی
مثل زندوں کے اجازت دی گئی ہے۔

(۴) ما ستمد او باہل فبور از غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر از نبیاء عیسم اسلام مشرک تہد و اند آں
را بسیار از فقہاء می گویند کہ نیست زیارت گرائے رسانیدن نفقہ بموت بدعاؤ ستغفار و قائل گشتہ
اند بآں حصے از ایشان۔ و ظاہر است کہ از فقہاء آنکہ قائل سماح و دراک میت ند قائل ہجہ زندہ آنکہ مشرک
اند آں را نیز کاری کنند و این مریت مابت و مقرر نزد مشائخ صوفیہ زہل کشف و مال (فتاویٰ عزیزی جلد
دوم ص ۱۰۷) (۲) اس سے مسئلہ استمداد زولیاں کر مہ رحمۃ اللہ عیسم کا ختہانی ہونا ظاہر ہے۔ اور حضرت شاہ
عبد العزیز نہیں حضرات عہاء میں شامل ہیں جنہوں نے جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر صورت استمداد حسب ذیل تائی
ہے۔

تفسیر فتح العزیز سورہ فاتحہ ص ۷۷ ط محمدی لاہور۔

فتاویٰ عزیزی بہان و نہایت بہت پستان ج ص ۲۶، ۲۷ کتب خانہ رحیمہ دیوبند یوپی۔

۲۔ فتاویٰ عزیزی، مسائل فقہیہ ص ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ کتب خانہ رحیمہ دیوبند یوپی۔

(الف) ونیست صورت سند و مگر ہمیں کہ محتج طلب کند حاجت خود ز جناب لہی بتائیں
روحانیت بندہ کہ مقرب و مکرم و رگاہ و ست و وید کہ خد و بندہ رست میں بندہ کہ نور حمت و نور مہ کردہ و ربر
ورہ کردوں حاجت مر۔

(ب) یا ند آند آں بندہ مقرب و مکرم کہ اے بندہ خد ولی وے شفاعت کن مر و نحوہ از خد، نقد
مطوب مرتا قضا آند حاجت مر۔ فتویٰ جلد دوم ص ۱۰۸ (۱)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرات اولیاء اللہ سے جس قسم کی استعانت نہوں نے جائز بتائی ہے اس
میں سے قسم اول تو سرے سے استعانت ہی نہیں ہے بلکہ توسل ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ قسم دوم
اگرچہ مسئلہ منع موتی کی وجہ سے مختلف فیہا ہے لیکن اس میں بھی کسی کی چیز کا سوال حضرت اولیاء اللہ سے
نہیں ہوگا جو مختص بذات تعالیٰ ہے۔ لہذا اس میں بھی بجز اس کے اور کچھ خرابی نہیں کہ جو عوام کا انعام
دوسرے شخص کے افعال سے اپنے فعل ناجائز پر استند کر لیا کرتے ہیں ان کے عقائد پر تر پڑے گا۔ تاہم
گزیدہ صرف اتنے کی اجازت دنا تو مضائقہ نہ تھا مگر وہ تو ہر چیز سے ہر قسم کی مدد مانگنے کی عادت دینا ہے۔
وہ صرف مظہر مومن ہی وحایت و دے مجازی اپنے ذہن میں قرار دے لینے کو کافی سمجھتا ہے۔

لہذا دریافت طلب یہ مر ہے کہ زید ٹھیک کتنا ہے یا عمرو؟

(حواص ۱۸۹) عمرو کا بیان صحیح و آیات و احادیث و قول فقہائے حنفیہ کے موافق ہے۔ و زید کے قول میں
تغلا و تمییس ہے حق یہی ہے کہ جن چیزوں میں سبب اسباب پر نظر ڈالتے ہوئے ظاہری مدد کی غیر اللہ سے
ماصل ہونی مقصور ہے اس میں ستمہ او اسی قید یعنی رعایت سلسلہ سبب کے ساتھ جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص
سے جو پانی دینے پر قادر ہے پیاسے وقت پانی مانگے۔ کسی شخص سے جو کھانا دینے پر قادر ہے بھوک کے وقت
کھانا مانگے۔ بادشاہ امیر سے کوئی عہدہ یا خدمت یا عطایا انصاف کا سوال کرنا۔ کہ یہ لوگ ان چیزوں پر ظاہر اسباب
کے لحاظ سے قادر ہیں۔

واضح طور پر یوں سمجھئے کہ خد تعالیٰ نے اس عام میں اسباب و اسل کا ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے اگرچہ
وہ سبب صرف ظاہر کے اعتبار سے سبب ہیں ورنہ موثر حقیقی خد تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اس ظاہری نظام
کے لحاظ سے ایک شے کو دوسرے کا سبب کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً گگ کو جانے اور پکانے کا سبب بنا دیا ہے۔ پانی کو ٹھنڈا
کرنے اور پیاسے کو بھرنے کا سبب مقرر فرمایا۔ اسی طرح درجے شمار سبب ہیں جو اس عام میں موجود و مشہد
ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ فائدہ حاصل کرنا اور اپنے کاموں میں مدد لینا جائز نہیں۔ آگ سے کھانا پکانے
کا مدینہ پانی سے پیاسے بھنا بھی استعانت ہے لیکن اس استعانت کا معنی ظاہری سبب ہونا اور نظام عالم میں اسی
بیت کو داخل ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی استعانت کو کوئی عانت و استعانت سے تعبیر نہیں کرتا۔ ورنہ
گگ سے کھانا پکاتے وقت پکانے والے کو یہ خیال ہوتا ہے کہ میں گگ سے استعانت کر رہا ہوں۔ سبب

صبر یہ میں تو یہ بات نہایت واضح ہے۔ رہے اسباب اختیار یہ جیسے بادشاہ سے دفع ظلم میں اعانت طلب کرنا۔
 س پر گرچہ استعانت کا حلاق معروف ہے۔ ورنہ ان سے سواں رت وقت استعانت کا خیل بھی ہوتا ہے لیکن اس
 کا بنا بھی وہی سمیت ہے۔ بادشاہ جو اپنی قوت و شوکت کے اپنے حشم و خدم عوان و انصار کی وجہ سے انتقام
 لینے پر ور ظلم دفع کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے اسباب سے میسر ہوتے ہیں، اس لئے اس سے مدد مانگی
 جاتی ہے۔ گرچہ اس کی یہ قدرت ظاہری ہے ورنہ تمام امور کی حقیقی باگ خدائے جبار کے ہاتھ میں ہے۔

پس ثلث ہو گیا کہ جو امور مختصہ بالبری نعد ہیں اور اس عام اسباب میں ان کا کوئی سبب نہیں۔ یہ وہ
 امور کہ گرچہ وہ بری تعالیٰ کے ساتھ مختص نہیں مگر ان کے سباب خاصہ کے سو کسی دوسرے سے ان کے
 وجود میں استعانت کرنا یقیناً نرم و رکفر ہے۔ مثلاً کسی مردہ بزرگ پیرویوں سے اولاد، نگیان نوکری، ننگنا حرم ہے۔
 اس لئے کہ اولاد دینا ان امور میں سے ہے جو ذات باری کے ساتھ خاص ہیں، اور نوکری دینا اگرچہ نظر بظہر خدا
 کے ساتھ خاص نہیں۔ لیکن وہ وقت یافتہ پیروی بزرگ اس کے واسطے ظاہری سبب بھی نہیں کہ اس سلسلہ
 اسباب ظاہرہ کے لحاظ سے ان سے نوکری مانگی جائے۔ اسی طرح کسی زندہ بزرگ سے کوئی ایسی چیز ماننا جو نہ
 کے ساتھ مختص ہو۔ یا جو نظر بر اسباب ان کے قبضے میں نہ ہونا جائز ہے۔

در عوام کے عقائد کی اصاح علماء کے ذمہ واجب ہے۔ انہیں کوئی ایسا فتویٰ دینا جس سے عوام کے
 عقائد فسد ہوں ناجائز ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ رشاد فرماتے ہیں۔ اذا سألت فاسئل اللہ و اذا
 استسعت فاستعن باللہ۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو پوچھ، تو
 خدا سے مانگ، اور جب استعانت کرے تو خدا سے کر) (ترمذی ج ۲ ص ۷۴) اور فرمایا۔ لیسأل احدکم ربه
 حاجته کلها حتی یسأل شفع عنہ اذا انقطع (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰) یعنی ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی تمام
 حاجتیں خدا سے مانگے یہاں تک کہ جوتی کا تمہ بھی ٹوٹ جائے تو خدا سے مانگے۔ یہ حکیم اصاح عقائد عوام کے
 لئے سنو ﷺ نے فرمائی ہے۔ پس رید کو زہم ہے کہ وہ اپنے اس طرز سے جس سے عقائد عوام بگڑیں،
 احتراز کرے اور انہیں صاف اور مفصل مسئلہ بتائے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ مینیہ دہلی۔

حجت روئی صرف حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے

(از اخبار الجمعية و علی مبدی ۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) بدوجود خدا کی وجہ نیت و قدرت کے قابل ہونے کے بزرگوں کی روح طیبہ سے براہ راست مشکل کشائی و حاجت روائی کی التجاء کرنا، فعل متقسن ہے یا نہیں؟

(حواہ ۱۹۰) بزرگوں سے وہ یارِ زق یا کوئی حاجت طلب کرنا جائز نہیں ہے حاجت
روئی صرف حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے (بزرگوں کے وسیلے سے خدا تعالیٰ سے دعا کرنے میں تو
مضائقہ نہیں، مگر خود بزرگوں سے ہمدردی نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ وہابی۔

(۱) ”اعتنی یا رسول اللہ“ کہنے کا حکم۔

(۲) ”یا شیخ عبدالقادر حیلانی تبتنا للہ“ کہنا کیسے ہے؟

(۳) کیا غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے؟

(: خبر اشعریہ دہلی مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) (۱) اعلیٰ مامور اللہ مقرر کیا ہے؟

(۲) یا شیخ عبد القادر حیلانی مینا للہ کنکیر ہے؟

(۳) دولت شدہ وزگان دین سے مدد مانگنا بیجا ہے^۹

(۴) کیا تعلیم غیر ایمان سے درست ہے؟

۱۹۱) حواہ عسی رسول اللہ ﷺ سے ہو کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ سے اس کلمے کو سننے میں اور فریاد رسی کرتے ہیں تو شریک ہے۔ ۲ اور اگر اس خیال سے ہو کہ آپ فرید رسی کرنے پر سو ہر قسم کی حاجت روائی کرنے پر قدرت رکھتے ہیں تب بھی شریک ہے۔ ۳

۱- مستعین (القاضی) : رفی حدیب و اداسیت فاسس اللہ و دامت قانتع باللہ (ترمذی، حریر ب
لقدمة : ۲ ص ۷۸ طبع

۲۔ چاہے کسی زندگانی میں ۱۰ سال نہ مرنے نہ جد۔ تاہم خدا تعالیٰ نے ہر ایک کو رحمۃ اللہ عطا فرماتے ہیں۔
 دوسرے مسئلہ پر یہ بھی فرماتے ہیں کہ "اسب" (ساتھ سال ص ۲۱) تاہم عید العزیز منجات ہوں
 رحمۃ اللہ عطا فرماتے ہیں کہ "اسب" (ساتھ سال ص ۲۱) تاہم عید العزیز منجات ہوں
 چچا جی پر تباہی و غرقیت مسند اور روایات کا یہ درستی کے ساتھ ہمارے مسند و غرقیت مسند اور روایات کا یہ درستی کے ساتھ ہمارے
 کل نو سو ساٹھ سو پندرہ (۱۰۹۰۹۰۹) سال کا ہے (۱۰۹۰۹۰۹ سال کا ہے)

[illegible]

۴ "فَادْعُوا الدِّينَ رَعْمَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَبْلُغُكُمْ مَقْعَدُ فَضْلِهِ فِي السَّمَاءِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمْ مِنْ شَرِكٍ لَهُ، وَمَنْ يَتَّبِعْهُ يَكُنْ مِنَ الْغَالِبِينَ" ۲۲ علامہ شریفی رحمتہ اللہ علیہ "من دُونِ اللَّهِ" کی وضاحت "شُرکاءِ کبر" سے معنوں میں دُونِ اللَّهِ سے ایمان کی ولایت والاصلاح (تیرہویں آیت ۲۳-۲۴ میں ۱۹-۲۰ اور اربعہ سورہات ۱-۴)

ہاں اگر فریادری سے مراد خدا تعالیٰ کی جناب میں شفاعت ہو اور ہر جگہ سے حضور ﷺ کے سننے کا اعتقاد نہ ہو تو شرک نہیں مگر بکار اور عبث ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ تک رسالت کے پہنچنے کا کوئی ثبوت شرعی نہیں۔

باصحیح عبدالقادر جیلانی شیعنا للہ۔ یہ بھی مشترک کلمہ اور عبث و ناجائز ہے۔ ۲۔ جو چیزیں کہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً اور دین، رزق دینا، مصیبتوں کا دور کرنا وغیرہ ان کو حضرت حق کے سوا کسی دوسرے زندہ یوں ثابت یافتہوں سے مانگنا ناجائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اذا اسعيت فاسعن بالله واذا سألت فاسأل الله (۲) ”یعنی جب تومدد مانگے تو خدا سے مانگ اور جب کوئی چیز مانگے تو خدا سے مانگ۔“

اور مسلمان نماز میں پانچوں وقت خدا سے معاہدہ کرتے ہیں۔
ایک بعدو ایک يستعين (۱) ”یعنی“ ”میں اہم تیری ہی عہدت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔“

پس خدا کے سوا کسی دوسرے سے مدد مانگتے وقت اس معاہدہ کو پیش نظر رکھا جائے تو ناممکن ہے کہ انسان خدا کے سوا کسی دوسرے سے ستعنت کرے۔ و مدد اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

ہر وقت ”یار رسول اللہ“ کا ورد کرنا اور اس سے منع کرنے والے کو کافر کہنا۔

(از خبر سہ روزہ الخمیسہ دہلی مورخہ یکم دسمبر ۱۳۹۳ء)

(سوال) زید اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے۔ یار رسول اللہ کہتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ صرف اللہ کا نام اس قابل ہے کہ ہر وقت اور زبان ہو۔ اللہ سے سوا کسی دوسرے کے نام کا ورد کرنا شرک ہے۔ خواہ کسی پیر کا نام ہو یا شہید کا یا وہ کاذب کہتا ہے کہ جو شخص یار رسول اللہ کہنے سے منع کرے وہ کافر ہے۔

۱۔ ثبوت صرف درود کے کلام کے لئے کہ فرستے اور سے سخت ہے۔ دیکھئے سنن نسائی، کتاب الصلوٰۃ باب الاستسما علی اللہ ﷺ ۱۔ ۳۳ ط سعد

۲۔ ابن چس و طبعہ احترام و الاحباب اور اس حیثیت کہ اس وصیہ مسموع شیعنا للہ است و بعض فقہاء و راجعین جو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در درمختار میں نویسد کذا قول شیخ اللہ فیل یکفر انتھی و در البحر فی رد و لعل و حیدہ نہ صلب شیعنا للہ واللہ غنی من کل شیء و لكل معتق و محتاج اللہ وسیعی و یوح عدم التکفر فاندیسکی ان بقول و رد صلب شیخ اکراما للہ شرح ابوہایہ فل فیسی و یحب اتعذ عن هذه العبارة وقد مر ان ما فیہ خلاف بومر بالموت والاستعانة و بعدد الکاح انتھی و تاہنا این دست کہ ایں طینہ مقسمین ست ند کی اموات و زمرہ ۳۰۶ شہادت ثبوت کہ ۱۰ ماہ قدرت حاصل ست کہ از مکر ۳۰۶ و از شہادت ۱۰۔ ”مجموعہ الفتاویٰ علی ہدای حلاصۃ الفتاویٰ“ ج ۴ ص ۳۳۱ ط محمد کلدی (لاہور)

۳۔ زبدی، قراب التمامہ ج ۲ ص ۸۔ باسعد

۴۔ التامہ

(جواب ۱۹۲)۔ مگر کیا یہ قبر صحیح ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا نام اس کا مستحق ہے کہ ہر وقت ورد زبان ہو۔ ۱۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پیغمبر، وں، شہید، کا نام، ٹھٹھے بیٹھتے ورد زبان کرنا اور وہ بھی غلط "یا" کے ساتھ، جو کلمہ نہ ایسی ہے، (۲) جس سے کہنے والے کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتا ہے، یقیناً درست نہیں۔ (۳) اور اسلامی توحید کی روح کے خلاف ہے۔ اور اس میں شرک کا تنہا ہے۔ اس صحیح بات کے قائل کو کافر بتانا غلط ہے۔ ۴۔ اور اس سے خود زید کے کافر ہو جانے کا خطرہ ہے۔ (۵) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ

مختلف مشرکانہ عقائد کی تردید

(از خب. الجودیه علی مدارج ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک مٹتی و پیش آمد مندرجہ ذیل عقیدے رکھتا ہے وہ دوسروں کو ترغیب دے کر فرقہ بندی کرتا ہے۔

(۱) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غیب دہاں ہیں۔ (۲) آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ (۳) فریاد رسی کے لئے یار سول اللہ پکارتے ہی اس کی مدد کرتے ہیں۔ (۴) حضرت محبوب سبحانی کو اتنی قدرت ہے کہ خدا کے قضا و بلا کو دور کر دیتے ہیں۔ (۵) دور دور سے مشکلات میں یا محبوب سبحانی پکارنے والوں کی آواز کو سن کر خود مشکل سہاں کر دیتے ہیں۔ (۶) وہ یہ اللہ سے مدد لے لے، اللہ جس شانہ سے مدد لے لے، اللہ ہر دو ایک ہے۔ (۷) یکن عقیدہ سنت جماعت کا ہے (۸) اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے سب غیر مقلد، وہابی، نجدی، اسلام سے خارج، کفر کے مستحق ہیں۔ ان سے میل ملاپ رکھنا، ان کے پیچھے نمازیڑ سننا سخت حرام ہے۔

(جواب ۱۹۳) نمبر اول سے نمبر آہستہ تک جواب نہیں مذکور ہیں۔ یہ صریح طور پر اسلامی تعمیر اور نصوص کتاب، سنت کے خلاف ہیں۔ قرآن پاک میں صاف اور صریح طور پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم غیب

۱۔ "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذكر اللہ عز و جل على کل احياء" (ابو داؤد، کتاب الطهارة، باب فی البرجس ذکر اللہ تعالیٰ عن میر طاهر . ۴۸۷ عدد ۳۵۲)

۲۔ نقش پاروں اور میدان لہ کی حالت ہندیاں است کہ در شت و بر خاست ہندوید زودفتہء حنفیاں تاجہ تراست (تموید التاج کی حق جہاں تر حصہ افتاد کی ج ۳ ص ۳۳۳ طبع مجید کیڈی لاہور)

۳۔ "انقد و شہادت غیر حق سبحانہ و تعالیٰ ہر دو چیزیں در وقت و ہر اس وقت عقائد و شہادت کے ہیں۔" (حوالہ بالا ص ۳۳)

٣- "ولا يكفر بقوله يا حاصر يا ناظر ولا بقوله درويش درويشان والقول بالكفر بكل منهما باطل" (المحرر الرائق الطعنة الثانية، كتاب السير، باب احكام المرتدين ج ٥ ص ١٣٤ ح ١ دار المعرفة بيروت) وكذا في الدر المختار، كتاب الجهاد.

باب مرتد ج ٤ ص ٢٥٩ ط سعيدي

۵ 'سما امری قل لاحیہ کفر فتدباء بها حدیثا ان کرب کما قال والارحمت علیہ' (مسمیہ، کتاب الایمان، باب بیست و پنج)
حس الایمان من قول لاحیہ بمسمیہ یا کفر ۱ ۵۷ ض قدیمی کراچی

نہیں۔ وہی تہن عم غیب کی صفت کے ساتھ موصوف ہے۔ (۱) پیغمبر ﷺ باوجود اس کے کہ حق تعالیٰ نے انہیں نروں غیب کا علم عطا فرمایا تھا، عام غیب نہیں تھے۔ (۲) ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا بھی خاص خدائے لغوں کی صفت ہے۔ (۳) ہر جگہ سے پکار کر سنا اور مدد طلب کرنے والے کی مدد دینا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (۴) نمبر ۴ کا یعنی عقیدہ کہ حضرت غوث الاعظمؒ کو اتنی قدرت ہے کہ قضا و قدر کو رد کر دیں صریح کفر یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ اسی طرح نمبر ۵ بھی خطا اور جہل ہے۔ نمبر ۶ کی تاویل نہ کی جائے تو وہ بھی مشرکانہ خیال ہے۔ (۵) نمبر ۷ یہ بالکل غلط ہے کہ بل السنتہ واللسانہ ان مشرکانہ عقائد کے قائل ہیں۔ نمبر ۸ یہ بھی جہالت اور تمسٹ و فتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت مختصہ کو اس کے ساتھ مخصوص کرنے والے اور نبیاء و مرسلین کو اپنے درجے پر رکھنے والے اور نبیاء و مرسلین کو اپنے مرتبہ پر نہ دے وہابی، غیر مفید، نجدی، اسماعیل سے خارج ہیں۔ یہ سب باتیں مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے والی اور سماجی وحدت کے شیرازے کو بکھیرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت کرے اور راہ راست دکھائے۔ آمین۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ وہابی

ۛ قُلْ لَا يَعْلَمُ مِنْ شَيْءٍ السَّمُوتُ وَٱلْأَرْضُ ۖ ٱلْعَبْدُ ٱلْأَلْفُ (نمل ۛۛ)

۲۔ شرح عقائد سنی میں ہے : ”و ما حملہ العلم بالعیب امر تقدرہ اللہ تعالیٰ لاسیل للعباد الیہ الا بعلاہ منہ بنوحی و انہم بطریق المعجزة و انکرامہ و ارشاد الی الاستدلال بالامرات“ و فی السراس ”و لتحقيق ان لعیب ما غاب عن الحواس والعلم ان ضروری والعلم الاستدلالی. وقد بطق لقراء سنی علمہ عن سواہ تعالیٰ فمن ادعی انہ یعلمہ کتموا من صدق لمدعی کتموا الح۔“ (النہر اس ۳۳۳ ط ۱۰۱۱ ۳۳۳ ط ۱۰۱۱)

۳۔ وہی واقعہ ہم یہاں اعتقاد کہ "سیرات نبیاء و اولیاء ہر وقت و ہر زمانہ" میں ترک است چرا اس وقت و ہر وقت حق جل جلالہ سے کہے را در ترک نیست و نیز در بر یہی است و عن هذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشايخ حاصره تعلمہ یکفر انتہی۔"

۳۔ اَمِنْ يَحْيٰى الْمَصْطَرِ ادْعَاہُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ“ (نمل ۶۲) وَقَالَ تَعَالٰی : وَاَنْ يَّمْسِسَتْ لِلّٰهِ بَصَرَ فَلَا كَاشِفَ لَهُ اِلَّا هُوَ“ (زمر ۷۰) اِنِّیْ جَدِیْتُ مِنْ رَّحْمٰتٍ مِّنْ لِّلّٰهِ قُلْتَ بِرَبِّكَ لِلّٰهِ اَلَامٌ تَدْعُوْنَ قَالَ : اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَحْدَهُ لَدِیْ اَنْ مِّسَلَکَ صِرْفِدَعْوَتِهِ کَشَفَ عَنْکَ الْحَزَنَ“ (زمر ۵۸-۶۰) آمین بیٹھیں، اور

حضرت شاہ عبد معجز دہلوی فرماتے ہیں "وہم انکے ہا انتقال چیزے خصوصیت بحباب الہی درو مثل دوت غرر ندیدار شہدار
یادف مراصہ یطو عمر و اندان چیرہاے انکے دعو سوال از جناب الہی در نیست منظور بتدر محو قے در دوست نمیندین نوح حرہ مصق
مکہ کنراستہ و اگر از مسلمان کہے زایا نہ باب خود خواور مدہ ستدیا مردہ این نوح مدد خود از دزد مسلمان خارج میشود" (فتاویٰ
حزیرگی ص ۱۰۰ شہادت بر کتاب ناص ۶۴ کتب خانہ رحیمیہ دہلی دکن)

مختلف فیہ مسائل میں اجماعیہ کا مسلک

(نذر کا اخبار اجماعیہ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۵ء اور مولانا ابوالحسن علی مدظلہ العالی مودودی مدظلہ العالی کا اخبار اجماعیہ)

قدیم کرام و دیدہ کا کہ اجماعیہ مورخہ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ میں "حوادث احکام" کے مرتبہ ذیل
حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب کا ایک فتویٰ شائع ہوا تھا، جو اغتسی یا رسول اللہ کے شرعی حکم کے
بحث و مباحثہ کا میدان بن گیا تو مناسب ہے کہ اس کے متحمل ہیں۔ اگرچہ اجماعیہ میں شائع شدہ فتوے بھی
میری شخصیت کے ہی کی حیثیت رکھتے ہیں، اجماعیہ علمائے ہند کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ تاہم خدائی
مسائل کی اشاعت بھی اجماعیہ کے ذریعہ سے مناسب نہیں ہیں۔

گئے چل کر حضرت مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ

"میں اجماعیہ کے صفحات میں مولانا نثار احمد صاحب کے فتوے پر تنقید کرنی مناسب نہیں سمجھتا۔ اس
لئے اسی قدر پرکتہ کرتا ہوں اور بتا دیتا ہوں کہ میں صلوٰۃ والسلام کے ساتھ "یا رسول اللہ" کہنے کو اس خیال
کے ساتھ جہیز سمجھتا ہوں کہ فرشتے ان کلمات کو حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص فرط تنوع
میں بغیر اختیار و بغیر اس خیال سے کہ حضور سن رہے ہیں یا رسول اللہ لے تو اس کا یہ والہانہ دور مضطرب فاضل عدم
جواز کے حدود میں نہیں آتا گا۔"

ان تمام تحریرات کو مفتی صاحب کے اس تحریر کی نامہ سمیت ہم شائع کرنے والے تھے کہ دفعہ ہمارے
پاس ایک پہنچ گیا۔ جس کا عنوان "جمعیۃ العلماء کے فتوے پر ایک نظر" تھا۔ اور اس میں وہ تمام دستاویزیں
موجود تھیں جن کا پسند مولوی عبدالحی صاحب نے ہمارے پاس بھیجا تھا۔ اس میں سب سے بڑی زیادتی (جسے
ہماری جگہ کوئی دوسرا شخص کم زور مہذب دینا ہی سے تعبیر کرتا) یہ کی گئی تھی کہ مفتی صاحب کے اس شخصیت کے فتوے و
جمعیۃ العلماء کے فتوے کی حیثیت دی گئی تھی۔ حالانکہ اس کے نیچے مفتی صاحب کے دستخط موجود تھے اور
اس پر کوئی اس قسم کے تار نہیں تھے جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہو کہ وہ صدر جمعیۃ علماء کی حیثیت سے لکھا
گیا تھا۔ مولوی عبدالحی صاحب کی سب صبری و استقامت کو دیکھ کر ہمیں مجبوراً ان تحریرات کی شامت کا رواج
فسخ کرنا پڑا۔ اور اب ہم صرف اس امر کی تصریح کر دینے پر قناعت کرتے ہیں کہ اس فتوے کی اشاعت میں اس
نیت کو ہر نزد خل نہیں تھا جو ہماری طرف منسوب کی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک فروگزاشت
ضروری تھی اور اس پر اظہار معذرت کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے، مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ شامت سے پہلے وہ فتویٰ
ہماری نظر سے نہیں گزرا تھا۔ ورنہ ہم اسے ہرگز شائع نہ کرتے۔ ہم نے "حوادث احکام" کا عنوان محض اس
غرض سے قائم کیا ہے کہ اس کے ذریعہ وہ لوگ کو عام شرعی مسائل سے واقفیت حاصل ہوتی رہے اور روزمرہ
کے معاملات میں احکام شرع سے ناواقفیت کی بناء پر جو غلطیاں مسلمانوں سے سرزد ہوتی ہیں ان کا سد باب۔

ہو سکے۔ اس مقصد میں کسی بھی افتراق ائمہ غرض کی آمیزش نہیں ہے جس سے مختلف فیہ مسائل میں کسی مخصوص جماعت کے اعتقادات کی اشاعت مد نظر ہو۔ اگر ہمارے دل میں اس قسم کا کوئی ادنیٰ سا رائے بھی ہو تا تو ایسی مختلف فیہ مسائل کی نہیں ہے۔ جن پر ہم اپنے عقائد کا ظہر کر سکتے تھے۔

فصل پنجم مجلس شہادت

محرم کے پہلے عشرہ میں بیان شہادت کے سئے مجلس کا انعقاد بدعت ہے۔
(سوال) محرم کے عشرہ کاوں میں دس دن شہادت کا بیان کروانا کیسا ہے۔ اور ایسی مجلس میں شریک ہونا کیسا ہے۔
(المستفتی نمبر ۲۶۳۳ موبوی غیب الحق) امام جامع مسجد دوحہ ضلع پنج محل میونہ ۱۳ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء
(جواب ۱۹۴) بیان شہادت کے لئے انعقاد مجلس بدعت ہے۔ (۱) ہاں دوحہ و تذکیر کے لئے جائز ہے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

فصل ششم مسئلہ سماع موتی

سماع موتی محققین علماء کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟
(سوال) سماع موتی محققین علماء کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۹۵) مسئلہ سماع موتی اقرون وں سے مختلف فیہ چلا آتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کا بھی اس میں اختلاف تھا۔ قرن صحابہ کے بعد بھی ہمیشہ علماء اس میں مختلف رہے۔ اکثر صوفیہ سماع موتی کے قائل ہیں۔ لیکن علمائے حنفیہ کے نزدیک ثابت نہیں۔ ہاں میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس قدر حیات اس میں ڈالی

.....
۱۔ اب ایام مخصوصہ۔ مترجم خرمشہر نہ در دیت گذشتہ کے مائید کو دل کے ایمان کے کہ شریعت میں اس قسم کی تخصیص نہ تھیں۔
۲۔ سماع شاطبی بہ مت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "مبنا وضع الحدود والتراتم کیفیات والہیات المعینۃ والبرام اعداد المعینۃ فی اوقات معینہ۔ لم یوجد فی ذلك التعین فی الشرعۃ" (ارنضام ۱۳۹۱ دار الفکر بیروت) نیز اس میں شہد بار افس بھی ہے کیونکہ اس یا میں اس قسم کی حد سے بڑا کرنا کا سعادت ہے۔ ہذا اس سے احتراز جب ہے بقولہ علیہ السلام: "من تشدد بقوم فہو منہم" (ابوداؤد، کتاب اللباس، باب ما جاء فی الاشیۃ: ۲ ص ۲۰۳ ط امدادہ ممتاز)

۳۔ بحر طیلید: ۱۰ حنفیہ نسیمت، بعضیوں نے ما التزام اس کے ہو، نیز اس میں صحیح اور معتبر روایت بیان کی جائیں، اور تا شرم، افعال، اقوال سے اجتہاد کیا جائے۔ مائید کی اس سے "لابس بالحلوس بوسط اد" رادہ و حد اللہ عالمی کدافی ابو حشر لکھنوی۔

جاتی ہے کہ وہ آرمی تکلیف کو محسوس کرے۔ فی شکی۔ (۱) (س ۶ ج ۳) ولا یرد تعدب البیت فی فہرہ
 لانہ توضع فیہ الحیوۃ عند لعامة بقدر ما یحس بالالم والسیۃ لیست بنسوط عند اهل السۃ بل
 تجعل الحیاة فی تلك الاجراء المفرقة الی لا یدرکہ البصر۔ وقال بعد اربعة اسطر ولا یرد ما فی
 الصحیح من قوله صلی اللہ علیہ وسلم لاهل قلیب یدرہل وحدثہ ما وعدکم ربکم حقاً فقال
 عمر اتکلم المیت یا رسول اللہ فقال علیہ السلام والدی نفسی یدہ ما سمع باسم من هؤلاء او منهم
 فقد احاب عہ المسانح بہ غیر تدب تعی من حجة المعنی وذلك لان عائسۃ ردتہ بقوله تعالی وما
 انت بمسمع من فی القور انک لا تسمع الموی وانہ انما قالہ علی وجه الموعظۃ للاحیاء وادہ
 مخصص من ناولتک تصعباً للحسرة علیہم وادہ خصوصية لہ عندہ السلام معجزة لکن بتسکل
 علیہم ما فی مسند ان المیت لسمع فرع بعالمہم دا اصر فوا الا ان حصو ادلت ناول لوضع فی
 الفہر مقدمة لستوال حمغانیہ وین الاتین فادہ نسہ فیہما الکفار بالموتی لافادۃ عند سماعہم وهو
 فرع عدم سماع الموتی الح۔ ناہم کسی فریق کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضلیل یا تفسیق یا تجہیل
 کر سکے۔ کیونکہ اس صورت میں کہ مسئلہ قرون اولیٰ میں بھی مختلف فیہ تھا اس تضلیل یا تفسیق یا تجہیل کا اثر عیب
 کرام تک پہنچے گا۔ ولا شک فی فسادہ

فصل ہفتم وہابی کی تحقیق

۱۔ وہابی فرقے کا تعارف و رہندوستان میں ”وہابی“ کی اصطلاح

۲۔ علمائے دیوبند کو وہابی کہنے کی وجہ۔

۳۔ میدان شریف سے منع کرنے والوں کو کافر کہنا۔

۴۔ مروجہ عرسوں میں شرکت کرنا حرام ہے۔

۵۔ وہابیوں کو مسجد میں آنے سے روکنا

۶۔ علمائے دیوبند کے اکابر کو کافر کہنے والے کا حکم

۷۔ کسی مسجد میں جانا جہاں علمائے حق کو برا بھلا کہا جائے۔

(سوال) (۱) وہابی کس فرقے و کس مذہب کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اس کا موجد کون تھا۔ اس کی ابتدا آب

سے ہوئی اور یہ لوگ کس خیال و عقیدے کے ہیں۔ ہندوستان میں یہ فرقہ کب پایا گیا؟ (۲) کیا وہابی علمائے

دیوبند کو بھی کہتے ہیں۔ اگر یہ لوگ وہابی ہیں تو کون عقائد و اعمال کی وجہ سے؟ (۳) جس شخص کا یہ خیال ہو

کہ اس شور و شغب کے زمانے میں جب کہ عوام کے عقائد میں عام طور پر فتور آگیا ہو قیام میلاد شریف ضروری نہیں جانتا بلکہ اس کا ترک اولیٰ سمجھتا ہے اور خود قیام نہیں کرتا اور نہ دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔ اس صورت میں ایک گروہ جس میں چند مولوی بھی شامل ہیں، نعتیں و تارکیں کو کافر کہتے ہیں۔ کیا ان کا یہ کہنا اور تکفیر کرنا درست ہے۔ اور اگر مانعین قیام حق پر ہیں تو جو تارک قیام کے کفر کے قائل ہیں عند شرح وہ کون ہیں؟ (۴)۔ ایسا شخص جو اس بزرگ کو جہاں سیکڑوں خداف شرع، مور ہوتے ہیں مثلاً عورتوں کا اجتماع، چراغوں ہونا، قون بامز امیر اور بونڈی بھڑوے کا ناچ گانا اور صاحب قبر سے منت مر دیں مانگنا وغیرہ، برا کہے اور گناہ بتائے تو کیا اس انکار سے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے؟ اور اگر اس بزرگان جائز ہے؟ (۵) وہابی مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز ادا کر سکتا ہے یہ نہیں؟ اور کیا مسلمانوں کو حق ہے کہ وہابیوں کو اپنی مسجدوں میں نماز پڑھنے نہ دیں۔ اور اس طرح کرنے سے ان مسجد میں جہاں مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے بندش و انکار ہو حکم مسجد کا ہے یا غیر مسجد کا؟ (۶) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا محمد اسمعیل شمیم دہلوی اور مولانا محمد فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنؤی اور مولانا خلیل احمد صاحب انبٹھوی اور مولانا سید محمد علی صاحب خلیفہ ارشد مولانا فضل الرحمن صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟ یہ لوگ کامل مسلمان تھے یا کافر؟ اور کیا یہ کہ یہ قوس صحیح ہے کہ جو ان کو کافر نہ جانے وہ کافر ہے۔ اور کیا یہ صحیح ہے کہ بعض خاص عقیدہ یا مضمون یا تصانیف کی وجہ سے ان پر کفر عائد ہو گیا ہے۔ اور وہ ایسا اٹل ہو کر جم گیا ہے کہ کسی طرح کفر اٹھتا نہیں ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے التصدیقات لدفع التلیسات، ایک کتاب ان الزامات کے جواب میں لکھ کر علمائے ہندو عرب و شام وغیرہ سے دستخط و تصدیق کرا کر شائع کی ہے لیکن اس پر بھی کفر ان پر عائد کیا جاتا ہے۔ آیا یہ تکفیر زیادتی و تعدی ہے یا نہیں؟ (۷) مسلمانوں کو ایسی مسجد میں جانا اور وہاں نمازیں پڑھنا درست ہے؟ جہاں عمائدین دین بل حق و بزرگان دین کو علی العموم برا بھلا کہا جاتا ہو اور ان کی تکفیر و تضلیل کی جاتی ہو اور پکے مسلمانوں کو کان پبز کر نکالا جائے ہو اور لوگوں کو فساد پر آمادہ کیا جاتا ہو؟ "مینواتو جروا۔"

(جواب ۱۹۶) (۱) فرقہ وہابیہ کی ابتدا محمد بن عبد الوہاب نجدی سے ہوئی۔ یہ شخص حنبلی مذہب رکھتے تھے مزاج میں سختی زدہ تھے۔ ان کے خیالات اور عقائد کے متعلق مختلف روایت سن جاتی ہیں۔ حقیقت حال خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ مگر ہندوستان کے بعض مبتدعین نے تو آج کل قبیح سنت کا نام وہابی رکھ دیا ہے۔ یہ ان مبتدعین کی اصطلاح جدید ہے۔

(۲) عمائدین دیوبند یا ان کے ہم خیر عمائد کو جو شخص وہابی یعنی قبیح نجدی کہے وہ خود وہابی یعنی سخت گیری میں قبیح نجدی ہے۔ علمائے دیوبند نہایت عمدہ اور پاکیزہ عقیدے والے حضرات ہیں، ان کا مذہب اور عقیدہ وہی ہے جو سلف صالحین و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کا تھا۔ ان کو وہابی کہنا گویا صحابہ و تابعین کو وہابی کہنا ہے۔ حالانکہ صحابہ

کی شان آنحضرت ﷺ رشاد فرمات ہیں اصحابی کالحووم یاہم اقتدیتم اہتدیتم یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی افقہ کرو گے۔ اوپاؤ گے۔ پھر صحابہ کو برا کہنا نعوذ باللہ من ذلک حضرت رسول ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنی ہے۔ ورنہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی تکذیب کرے اس کا خود ایمان سلامت نہیں ہے۔ (۲)

(۲) آنحضرت ﷺ کا ذکر و دست فضل مستحبات ہے، لیکن اس کی مروجہ صورتیں اور اس کے سے انعقاد مجاہد مت ہے اور ذکر و دست کے وقت قیم کرنا نئے فاسد علی فاسد ہے۔ ہر بیساکام جس کی کسی وقت کسی مجلس، کسی حال کے ساتھ عیوض شریعت سے شب نہیں، اس کو کسی وقت کسی مجلس کسی حال کے ساتھ خاص کر لین و ردین کا جزو سمجھ لینا ہی قہد مت ہے۔ ۱۲۰ھ جب کہ یہ بدعت ہے توجو عہد اس کو ناجائز کہتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ ان کو کافر مٹے دے کے ایمان کی خود خیر نہیں۔ اگر فرض محال قیام جائز بھی ہوتا ہم زیادہ سے زیادہ مستحب ہو سکتا ہے۔ ورتارک مستحب مستحق، مت بھی نہیں، چہ جائے کہ اس کی تکفیر و تضلیس، بعد داللہ من دلالت۔

(۶) اس کی حقیقت شرعی نقطہ نظر سے صرف یہی ہو سکتی ہے کہ مقدار و بیع اللہ کی زیارت کی جانے وائرچہ سفر طویل کر کے زیارت جانا جائز ہے، یہیں یام طرس میں وہاں جانے میں ۷۰۰۰ ہاں کے کسی

۱۔ مشہور باب، مناقب صحابہ، المصنف کتاب ۲، صفحہ ۵۵۲، معید۔

۱۔ کوئٹہ آکھڑت ﷺ کے درمیان اور حدی امت کے درمیان سے پہا اور ایدہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ دراصل وہ اس اعتبار سے دین کی کوئی چیز بھی اس عالم نہیں رہتی۔ کہ تکہ آنحضرت ﷺ کی کتاب آپ کی ہوتی اور آپ کے لئے وہ دین کی ایک ایسی چیز جس کی مانت کے بعد جہنم سے تھما کو محروم کرتا رہا ہے۔ حدیث کے مہار کو مریخ کرنا ہے۔ مانت کے لئے اس سے کہ یہ چھوٹا ہے اور وہ راہی قائلوں میں سات

إذ أن رب الرحمن بعض أحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم في علمه أنه رديق، وذلك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وما جاء به حق، وما أتى به ذلك كنه الصحابة، وهؤلاء يؤيدون أن محرر حواشي شهاب الدين لم يخطأ الكتاب وأبسطه، ولجرح بهم ولي، بهم ودقة، لا صانه في سير الصحابة، خطبه لكتاب ومقدمته، الفصل الثالث في باب حل الصحابة من أعدائهم ١٠١ جدد الفكر يبرون

۳۰ مائے اعلیٰ بدست کی نہایت تیز و کمزور میں 'میں وضع الحدود و انعام لکھنات و لہیات لمعہ و الترم
لعداد لمعہ فی وقت معینہ لم یوجد ہذا دلت التعیین فی السرعة' (المقام ج ص ۳۹)۔

٤ : وحکمت عبدہ کرم علیہ السلام دالمحتار کتاب الصبرۃ ، منطق لافروغ المسلوب و المستحب ر سنی :
انتظر : ج ١ ص ١٢٣ ط سعید

[illegible]

مسجد بہت اچھی جگہ ہے لیکن جبکہ وہاں فساد حقیدہ و فساد بین المسلمین ہوتا ہو تو نہ مسجد ہونے کی جست سے بلکہ ان مفسد لوگوں کے شرب سے پختے کے سے وہاں نہ جانا لازم ہے۔ واللہ اعلم۔

اکابر علمائے دیوبند مسلمان ہیں یا کافر؟

(سوال) ہمارے موضع میں بقر عید کی نماز مووی عبد الحکیم صدر مدرس جامع اعلوم حسین پور پڑھتے ہیں اور مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمود احسن دیوبندی اور مولانا شرف علی تھانوی کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ آیا مولوی عبد الحکیم صاحب مسلمان ہیں یا کافر۔ اور جو ان کے کفر میں شک کرے آیا اس کی بیوی اس کی نکاح میں رہے گی یا نہیں؟ اور ہم لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟

المصنفی نمبر ۷۸۲ فریاد حسین (برہ) ۲۱ صفر ۱۳۵۲ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب) (زمووی حشمت علی خاں لکھنوی)۔ قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر مناسط مطبع خیر خواہ سرکار کے صفحہ ۳ پر حضور قدس ﷺ کے خاتم حسین ہونے کے اس معنی کو کہ حضور سب سے پیچھے ہیں جہلوں کا خیل ٹھہریا۔ صفحہ ۴ پر حضور کے زمانے میں کئی اور بی کے پیدا ہونے کو جائز بتایا۔ صفحہ ۲۸ پر حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جدید نبی کے پیدا ہونے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر نخل بتایا۔ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبٹھوی نے اپنی مصدقہ مصنفہ برہین قاطعہ ص ۵ پر حضور قدس ﷺ سے زائد اپنے پیرائیں ملعون کا علم گایا۔ شرف علی تھانوی نے اپنی حفظ الیمان صفحہ ۸ پر اپنے بزرگوں پاکلوں جانوروں کے علم غیب کو حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کے مثل بتایا اور نہیں کفریات خبیثہ معون کی بنا پر مکہ معظمہ و مدینہ حبیبہ کے عہدے کرام و مقتدیان عظم سے کافر و مرتد ہونے کا متفقہ فتویٰ پایا۔ کہ وہ مصر فی حرم حریم و صورت و صورت اسندیہ۔ لہذا جو شخص ان چاروں تہذیبین مرتدین میں سے کسی ایک کی کفری عبارت پر غفلت مطمع ہونے کے بعد بھی اس کو مسلمان سمجھیا اس کے کافر ہونے سے انکار کرے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے یا اس کو کافر و مرتد کہنے میں توقف کرے تو خود بھی قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے۔ درجہ توبہ مرتد معون و مستحق نارہد ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز مصلاً حرام و باطل محض ہے۔ ایسے شخص مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے پناہ عید، حکیم رکھے یا کھم کھلائے کفر کا قرار کر کے اپنے آپ کو مرتد کہیم کے۔ نماز جمعہ ہو یا نماز عید یا نماز پنجگانہ اس کے پیچھے کوئی نماز جائز و صحیح نہیں ہو سکتی۔ امام احمد قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب الشفائی تریف حقوق مصطفیٰ میں فرماتے ہیں اجماع المسلمون ان مشائخہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر من سک فی کفرہ و عدانہ فقد کفروا و ہکذا فی الدرالمختار و عبرہ من العود الا سفار۔ اس کی جو روں کے نکاح سے نکاح کی۔ سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اپنی کتاب اخراج میں فرماتے ہیں ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عانہ او تفصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و دانت مہ امراتہ ۱۵ واللہ ورسولہ اعلم حل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقیر الفتح عبید لرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی نفل والد یہ و بیوی و اخویہ رب عزیز اقلوی۔

- ۱۔ کسی عالم دین کی توہین کرنا کیسا ہے؟
- ۲۔ ”حضور کا نماز میں خیال انا گدھے اور ہیں سے برے“ کے قائل کا حکم۔
- ۳۔ دیوبندی اور غیہ مقصد کو کافر کہنے والے کی امامت کا حکم۔
- ۴۔ قویٰ سننا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) کسی عالم دین کی توہین کرنا کیسا ہے؟ (۲) ایک عام دیوبندی کہتا ہے کہ حضور کا نماز میں خیال انا گدھے اور ہیں سے برے۔ یہ من توہین حضرت کی ہوئی یا نہیں؟ (۳) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگرچہ حافظ ہو یا مدعو، دیوبندی کافر ہے۔ غیر مقصد کافر۔ اور اس کو کافرانہ سمجھے وہ بھی کافر اور اس کے کفر میں شبہ کرے وہ بھی کافر۔ اسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۴) قوالی سننا ہولک وغیرہ کے ساتھ کسی مزرع پر یا کسی اور جگہ کیسا ہے؟

المسنفی نمبر ۶۶۶ مبداء حد (ضلع درہنگ) ۱۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۵ء
(جواب ۹۹) (۱) عالم کی، عالم ہونے کی حیثیت سے توہین کرنا سخت گناہ ہے۔ (۲) یہ بات یوں نہیں ہے ہوگ اسے غلط طریقہ سے بیان کرتے ہیں اور غلط سمجھتے ہیں۔ صلوات میں کوئی توہین نہیں ہے۔ (۳) یہ شخص جاہل ہے۔ اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۴) ناجائز ہے۔ ۳۔ محمد کفایت مدکان اللہ۔

۱۔ علمائے حق کو وہابی، کافر کہنے والے کا حکم۔

۲۔ تقویۃ الیمان، صراط مستقیم وغیرہ کتب ورائے کے مؤلفین کا حکم۔

(سوال) آج کل ہمیں کئی فتوے جڑی ہے۔ یہاں پر علمائے دیوبند و برائی دونوں دعوے بیان کرتے ہیں۔ سب ہم اس مصیبت میں پڑ گئے ہیں کہ اس کے دعوے کو سچا نہیں۔ مدعو کی حشمت علی صاحب نے اپنی کتاب دیند میں آپ کو امر ابویہ (نحوذ مد مکھ ہے) کے کہتے ہیں کہ جتنے علمائے دیوبند ہیں سب کے سب وہابی کافر ہیں (معذرتاً)۔ یہاں پر مولانا مرتضیٰ حسن صاحب و مولانا محمد منظور صاحب کے بھی دعوے ہوتے ہیں۔ گناہ وہ ان کو بر بھدا نہیں کہتے۔ ہمارے محکمے میں برائی پارٹی کا بہت زور ہے وہ ہوگ اعتراض کرتے ہیں۔ اس سے آپ کی، مندرجہ ذیل کتابوں کے بارے میں کیا ہے۔ تقویۃ الیمان، صراط مستقیم مصنفہ مولانا محمد حسین شمیم، برہین قاطعہ، تحذیر الناس، فتاویٰ رشید یہ اور ان کے مصنفوں کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

المسنفی نمبر ۹۵۲ باب خد (مدنی) ۱۲ مئی ۱۳۵۶ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

۱۔ محدث علیہ مکرم داسم عالم اور فقہا من عمر سب۔ (۱) مرتضیٰ صاحب السیر، اب احمد امرتہ بن ج ۵ ص ۱۳۲
(۲) اصل کتابت اخبار کتب میں دی گئی
(۳) یہ کتاب کافر کے لیے لکھی گئی اور مقصدی و بہاد اس کے پیچھے نماز پڑھ کر دے۔ دیکھو ۱۵۵۵ فاسق و مستحق
وہ الفاسق فقد علوا کراہہ بحدیثہ ماد لایینہ لامر دہ، و ما فی مقدمہ للاحادۃ تعظیمہ، و قد وجب علیہ اہلہ تبرع
از در خبر شریک کتابت اخبار کتب میں دی گئی

(جواب ۲۰۰) جو لوگ کہ مسلمانوں کو کافر بتاتے اور جماعت مسلمیں میں تفریق کرتے اور علمائے ربانی کو سب و شتم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے۔ میرے قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ ﷺ اور اقوال و افعال صحابہ کرام و تابعین و مجتہدین عظام پر ایمان اور عمل رکھنا ہوں۔ البتہ بدعت و مخترعات کو بموجب ارشاد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام قابل رد سمجھتا ہوں۔ (۱)

حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو برگ اور علمائے حقانین سمجھتا ہوں ان کی کتابیں تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ کو صحیح اور قابل عمل جانتا ہوں۔ میں کسی مسلمان اور خصوصاً عالم باعمل کو کافر کہنے کی جرأت نہیں کرتا۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی تکفیر مسلمین سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ وہابیوں اور رضا خانیوں کے عقائد کیا ہیں؟

۲۔ اہل حق کی بعض عبارات سے غلط مفہوم لینا۔

۳۔ کسی کلمہ گو کو کافر کہنا کب جائز ہوگا؟

(۱) وہابی کس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ ورنہ کے کیا اعتقاد ہیں۔ رضا خانی کس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ ورنہ کے کیا اعتقاد ہیں؟ (۲) زید نے کہا کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ عام اغیب ہیں۔ اللہ نے اپنے حبیب کو سکھلادیا جو کچھ نہ جانتا تھا۔ اللہ کے نزدیک حضور کی بڑی عزت ہے۔ اس کے جواب میں عمرو نے کہا کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص۔ ایسا علم غیب ہر خاص و عام کو حاصل ہے۔ حضور اللہ کی شان کے آگے چما سے بھی زیادہ ذلیل اور اس کے روبرو ایک ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ اب فرمائیے ان دونوں میں کس کا قول قابض یقین ہے۔ جو مسلمان ہو کر کسی نبی یا صحابی کی تقریری یا تحریری ادنی گستاخی کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ (۳) بحر نے عام ہونے کی وجہ سے کہا کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہنا چاہئے۔ اب دریافت حسب امر یہ ہے کہ وہابی و رضا خانی وغیرہ مقلد قادیانی و افضی وغیرہ وغیرہ جہنمیں کلمہ گو ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اور اگر ہیں تو ان جماعتوں میں سے کون سی جماعت حق و صحیح راستہ پر ہے۔

نمبر ۱۱۷ مولوی محمد سلیمان صاحب میرٹھی ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ء مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء عیسوی

(جواب ۲۰۱) وہابی اصل میں وہ لوگ تھے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو تھے۔ مگر ہندوستان میں یہ لفظ غلط معنی میں استعمال کیا جانے لگا۔ جو لوگ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو نہیں ہیں۔ مگر شخص حضرت ﷺ کی

۱۔ بقولہ عبید السلام "من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فہورد" (مسلم، کتب الاقصیٰ، باب نقض الہکام الباطلۃ و رد محدثات الامور ج ۲ ص ۷۷ و ۷۸ ق ۱)
 ۲۔ بقولہ عبید السلام "ایما رجل قال لاحیہ کافر فقد ماء ینا احدهما" (بخاری، کتب الادب، باب من الکفر بالخیر و غیر ما دلت علیہ)
 ۳۔ ج ۲ ص ۹۰/۲ ق ۱

سنت پر عمل کرتے ہیں اور بہ ختوں سے منع کرتے ہیں، ان کو وہابی کہہ دیا جاتا ہے۔ وہ وہابیوں کو ن سے منع کرنے کے لئے یہ ایک چتر بنا چکے ہیں۔ جہاں وہابی کہتے ہیں پھر کیا تھا وہ مردود ملعون و ہابز الہا و سب آپجھ ہو گیا بعود باللہ من ذلك۔

رضا خانی وہ بامت ہے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تابع ہے۔

(۲) یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو بے شمار غیب کی باتوں کا علم عطا فرمادیا تھا اور حضور کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔ بوجہ اس کے حضور کو عالم غیب میں جاز نہیں کیونکہ عالم غیب خاص اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ (۱)

یہ کوئی نہیں کہتا کہ حضور کے برابر علم بر خاص و عام کو حاصل ہے۔ اور نہ معاذ اللہ کسی نے یہ کہا ہے کہ حضور اللہ کے آگے چہرہ سے زید و ذیل ہیں۔ جن باتوں کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے۔ ان کی عبارتوں کا مطلب بگاڑ کر یہ باتیں کی جاتی ہیں۔ (۲)

(۳) جہاں تک کسی کلمہ کو کافر نہ کہنے کی گنجائش ہو اس وقت تک کافر کہنا درست نہیں۔ (۴) لیکن جب اس کی گنجائش نہ رہے تو کافر کہنا جائز ہے۔ مثلاً کوئی کلمہ گو نماز کی فرضیت سے انکار کر دے۔ زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر دے تو اس کو احمق کافر کہنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی اور قطعی بات سے انکار کر دے تو اس کی تکفیر ضرور کی جائے گی۔ مثلاً تمام قادیانیوں کے اور نصیبوں کے بعض فرقوں کے کافر ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کا نام اللہ۔ دہلی۔

۱۔ کیا وہابیوں کے پیچھے نماز جائز ہے؟

۲۔ کیا خفیوں کے ہاں فقہ حدیث سے بالاتر ہے؟

(سوال) (۱) کیا وہابیوں کے پیچھے نماز جائز ہے؟ (۲) کیا خفیوں کے پاس حدیث شریف سے بالاتر کتب فقہ تصور کی جاتی ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۳ سید عبدالمعبد صاحب (شعبہ ایون)۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۴ جولائی ۱۹۳۷ء

۱۔ وبالجملة فالعلم بالغیب من تعدد سحره، ولا سیل لعماد الیہ الا باعلام منہ والہام بطریق المعجزة، او الکرامة، والارشاد الی لا استدلال ولا مرات فیما یمکن فیہ دلت و ذکر الحقیة تصریحاً بالکفر باعتقاد من لسی علیہ اتصالہ والسلام یعم الغیب لمعارضہ قولہ تعالیٰ "قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ" کذا فی المسایرة (ملا علی قاری، شرح کتاب التفسیر، الاکبر، مسالۃ فی ان تصدیق الکافر بما یحرمہ من الغیب ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

۲۔ اس کی اصل بحث عبارات اکابر مصنفہ شیح الحدیث مولانا سر فرار خان صاحب مدظلہ العالی (مطبعة مکتبہ صدریہ نزد مدرسہ نصرہ العلوم گھنہ گھر گو حرات الد) میں ملاحظہ فرمائیں۔

۳۔ "اذا کان فی المسئلة وجود یوجب التکفیر و وجہ واحد یمنع فعلی الممتنی ان یمیل الی هذا الوح (خبرہ افتدوی، کتاب الکرامیۃ، الفصل الثانی فی ما لا یکرہ ان یج ۳۸۲ ط مجہ کیڑی لاور)

۴۔ و قول القاصی عند الدین فی المواقف لا یکفر حد من اهل القصة الا فیما فیہ من الصانع القادر العلیم، او شرک او انکار بسوء او ما علم مجہ بصروۃ، او السمع علیہ کسحلال المحرمات، و ما من عداہ فالقائل بہ معتدع لا کفر انتہی" (عقائد، شرح کتاب التفسیر، الاکبر، طلب بحث مکتبہ المکرات ص ۳۴۱ ط دار الکتب العلمیہ بیروت)

(جواب ۲۰۲) (۱) وہابیوں نے کوئی یہ معنی نہیں جن سے کچھ تعین ہو سکے کہ کون ہوگا مرا ہیں۔ کیونکہ آج کل تو لوگ ہر شخص کو وہابی کہہ دیتے ہیں جو کسی بدعت سے منع کرے۔ ذرا یہ تعین سنت کے پیچھے ایسے نماز ناجائز ہو سکتی ہے۔ جن کو لوگ وہابی کہہ دیا کرتے ہیں۔

(۲) یہ صحیح نہیں ہے کہ حنفیوں کے نزدیک حدیث کی معتبر کتابوں سے فقہ کی کتاب بااثر ہے۔ کیونکہ حدیث خود اصول شرعیہ میں سے کتاب مذکور کے بعد دوسری اصل ہے۔ اور اصل شریعیہ چار ہیں۔ ان سے حاصل کئے ہوئے حکام فرعیہ کا نام فقہ ہے۔ (محمد کفایت اللہ کان مدللہ دہلی۔)

علمائے دیوبند اہل سنت و الجماعت حنفی ہیں۔

(سوال) بعد از ہوا المسنون عرض، ینکہ دریں ایام فرخندہ نام گرمی شمیاں در مابین محققین و مدققین زیادہ تر زرد تنائی آفتاب در مابین ستارہ با ستومی و نیم کہ زرد بای فیض تشنگان جمالت سیراب شدہ۔ ومی شنوم کہ لقب مبارک مفتی اسعد دوازق شہرت یافتہ ومی نشیم کہ کورانارہ مستقیم بہدیش رہیب شدہ۔ ودر ہر پنج دنیا اگر روم از تصنیف تش خالی نیست و ہنوز دستم کہ اگر خدا نخواستہ حدیث شریعت بیضاء خالی از تربیت اش یافتہ شود ظلمت سی الطمات واقعہ خوابہ شد۔ وپنداشتیم کہ دیوار شریعت نور یہ برتش معمور و آباد ست و نیز یاد ارم کہ قلعہ دین مبین بہ حراش محفوظ ز حملہ حمدہ آورں ست۔ مگر فسوس صد افسوس کہ

بہیں نموش گشت پریداز سرچہن
زغان و غوک مختلف و ستان شدہ

چہ جائے گریہ گریہ نے شک خون دل ز چشم بہار و ہم کم ست کہ بایں ہمہ خون ہائے مذکورہ و عاودہ ازیں در مابین ہم عصر اس قلیاز خاص در کہ عبرت از دینتہ ری و تقویٰ بایں کہ جامع منقوش و معقوش ست و منسوب بہ ہایت ست چنانچہ در ضلع کاٹھیدو تقریبہ تریہ پارچہ رتخہاے ناشاستہ مموش شدہ اشاعت یافت ز طرف مفتی عبدالرشید خان حال سکن وہار جی کاٹھیدو منسوب بہ فتح پور مدرس مدرسہ مسیحیہ وہار جی چنانچہ موجودہ علمائے ہند ہمگی در یک فرست درج کردہ مقلد و غیر مقصد وہابی ہمہ رزیک دیگر جدا کردہ مشہور عوم الناس شد۔ مگر چونکہ سلمیٰ زیر فرست در اینجا نجی کش تحریر نیست لہذا از مقصد اعظم خود را اصداغ غرض میشود کہ آیا علماء مبارک تحت الذیل علماء کر مرا متصف باوصاف ناشاستہ مفتی عبدالرشید فتح پوری راست است یا دروغ؟

(۱) مفتی کفایت اللہ وہابی مدرسہ امینیہ ہالی

(۲) مولوی ثناء اللہ غیر مقلد مرتسری

(۳) مولوی شرف علی وہابی تھانوی

(۴) مفتی عزیز الرحمن وہابی دیوبندی

(۵) مولوی محمد نور کشمیری وہابی ڈابھلی

۱۷۰۰ء میں مفتی اشتہار دربارہ سیرت کمیٹی کے سربراہ بن کر آئے۔ غرض کہ در شان بائی سیرت کمیٹی از حد زیادہ گستاخانہ الفاظ درج است۔ مگر مکرر عرض بلب و بھست کہ زروئے لطف و مہربانی در بارہ اعماء کرامہ فوق الذکر تحریر فرمائید۔ گھر رائے جناب شہید مخالف زروئے عبد الرشید مذکورہ میبند ضرور شمشیر زہر آلود پیش تربیت یافتہ مفتی عبد الرشید در دستم می افتد و اگر موافق بجائے آں باتد فانا برونی مسکرم و مسکرم و اسال اللہ انکساف الحق کما هو الحق

امسختی نمبر ۱۳۴۹ عثمان میاں عبدالغنی میاں (کاٹھیاواڑ) ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۹ جون

۱۹۳۸ء

(ترجمہ) بعد سلام مسنون عرض ہے کہ اس مبارک زمانے میں جناب کا اسم گرامی محققین اہل علم کے درمیان یساروشن ہے جیسے تاروں کے درمیان آفتاب۔ در ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے دریائے فیض سے تشنگان جہالت سیراب ہوئے اور آپ کا لقب مبارک مفتی المسند تمام عالم میں شہرت رکھتا ہے۔ آپ کے رشد و ہدایت سے راہ مستقیم سے بھٹکنے والے راہیاب ہوئے اور دنیا کے کسی گوشہ میں ہم جائیں، آپ کی تصانیف ہر جگہ شائع ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اگر شریعت بیضاء کا باغ آپ کی تربیت سے خد، خواستہ محروم ہو جائے تو گھٹ ٹوپ اندھیر چھا جائے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ شرع منور کی چار دیواری آپ کی توجہ و نگرانی سے معمور بہا ہے اور دین مبین کا قلعہ آپ کی نگہبانی کی وجہ سے دشمنوں کے حملے سے محفوظ ہے۔ مگر افسوس کہ

بلبل خاموش ہو کر باغ سے اڑ گیا اور

کوئے اور مینڈک باغ میں براجمان ہو گئے

کیس روئے کا مقام ہے، اگر آنسوؤں کے بجائے خون دل آنکھ سے بر سے تو کم ہے کہ ایسا جامع مہارت جو اپنے معاصرین میں زروئے دیانت و تقویٰ خاص نیاز رکھتا ہے اس کو وہیبت کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ضلع کاٹھیاواڑ میں گاؤں در گاؤں ایسے اشتہارات شائع کئے جاتے ہیں جن میں نہایت گستاخانہ باتیں لکھی ہیں۔ ایسی چیزیں مفتی عبدالرشید خان ساکن قچہرہ وارد حال دھوراجی مدرس مدرسہ مسکینیہ دھوراجی کی طرف سے شائع کی جا رہی ہیں۔ مثلاً تمام موجودہ علماء ہند کی ایک طویل فہرست شائع کی گئی ہے اور ہر ایک کے نام کے آگے مقلد، غیر مقصد، وہابی کا لفظ درج کر کے ایک دوسرے سے ممتاز دکھایا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس طویل فہرست کا یہ درج کرنا مشکل ہے اس لئے ہم اپنے صل مقصد کو ظاہر کرتے ہوئے ذیل میں چند اسماء مبارک تحریر کرتے ہیں اور دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مفتی عبدالرشید نے ان حضرات کو جن نام شائستہ اوصاف کے ساتھ متصف کیا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟

۱۷۰۰ء میں اس اشتہار کے شائع کرنے والے مفتی نے سیرت کمیٹی کے بارے میں بھی ایک رسالہ زبان گجراتی چھپ کر شائع کیا ہے کہ سیرت کمیٹی کیس ہے ویسی ہے۔ اور اس کے بانی کی شان میں بے حد گستاخانہ الفاظ لکھے ہیں۔ مگر بالادب گزارش ہے کہ برہ ظف و کرم مذکور ہا اعماء کے متعلق اپنی رائے تحریر فرمائیں۔ اگر

جناب کے رائے مفتی عبد الرشید کی رائے کے مخالف ہو گئی تو عبد الرشید کے چیلوں کو سزا دینے کے لئے میرے ہاتھ میں شمشیر زہر آکود ہو گئی۔ اور اگر آپ کی رائے کے موافق ہوگی تو میں آپ کی ورنگی طرف سے بری لڑمہ ہوں گا اور اللہ سے کشاف حق کی رزور دواں گا۔

(جواب ۲۰۳) ایں فقیر بے بضاعت مفتی عبد الرشید صاحب رشیدہ اندوایں ہم مر معلوم نیست کہ مفتی مذکور بکد ماعت مرواہلی کی گوید۔

فقیر و حضرت مولانا شرف علی تھانوی و حضرت مولانا عزیز الرحمن مرحوم و حضرت مولانا محمد نور شاہ کشمیری مرحوم بر کتب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ جان و دل ایمان داریم و عمل بہ فقہ امام عظیم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ می کنیم یا اہل سنت و اجماعت و حنفی ہستیم واللہ علی بقول شہید۔

مولوی ثناء اللہ صاحب حنفی نیستند۔ ایشان از گروه اہل حدیث ہستند کہ تقید شخصی معصوم ایشان نیست۔ فقیر از شمایل التجائی کند کہ بر قول عبد الرشید صاحب کہ مراد مولانا تھانوی و مولانا دیوبندی و مولانا کشمیری را وہابی گوید یقین نکنید و حکمت و موعظت حسنہ ایشان را ازین غلطی بازدارید تشدد مرگز نکنید کہ مفید نیست۔ واللہ الموفق۔ (۱) فقیر محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ وہابی

(ترجمہ) یہ فقیر بے نوا مفتی عبد الرشید سے واقف نہیں اور یہ بھی مجھے معلوم نہیں کہ مفتی مذکور مجھ کو کس وجہ سے وہابی کہتا ہے۔

میں فقیر اور حضرت مولانا شرف علی تھانوی و حضرت مولانا عزیز الرحمن مرحوم اور حضرت مولانا محمد نور شاہ کشمیری مرحوم کتب و سنت پر جان و دل ایمان رکھتے ہیں و حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر عامل ہیں۔ ہم لوگ اہل سنت و اجماعت حنفی ہیں اور ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ رب عز و گواہ ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب حنفی نہیں ہیں۔ وہ گروه اہل حدیث سے تعلق رکھتے ہیں جو تقلید شخصی پر عامل نہیں ہیں۔ فقیر آپ سے درخواست کرتا ہے کہ مفتی عبد الرشید جو مجھ کو و مولانا تھانوی اور مولانا دیوبندی اور مولانا کشمیری کو وہابی کہتا ہے، اس کی باتوں پر ہرگز یقین نہ کیجئے اور اس کو و اس کے پیروں کی صحت و نہائی اور پند و نصیحت سے ان کی غلط خیالی تنبیہ کیجئے۔ تشدد ہرگز نہ کیجئے کیونکہ تشدد غیر مفید و مضر ہے۔ واللہ الموفق۔

شرک و بدعت کا مخالف اور علمائے دیوبند کو برحق سمجھنے والا مستحق امامت ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص جامع مسجد کا پیشوا ہے۔ اچھا خاصا وعظ بیان کرتا ہے۔ شرک و بدعت کی تردید کرتا ہے۔ رسوم قبیحہ اور حایات وہابیہ سے لوگوں کو روکتا ہے۔ اپنے آپ کو امام ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد بتلاتا ہے۔ سیدھے سادے لوگ ان کو دیوبندی وہابی سہائی بد مذہب و غیرہ افتراء سے بدنام کرتے ہیں۔ وہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں دیوبند پڑھا نہیں لیکن حضرت علماء دیوبند کو حق بجانب و صحیح سنت نبویہ کا عامل پاتا ہوں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا شرف علی تھانوی صاحب، مولانا خلیل احمد صاحب انیسٹروی، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کو بزرگ اور مسلمانوں کا پیشوا سمجھتے ہوں۔ کیا ایسے معتقدات رکھنے

دسے کو ہم مہم مسجد بنا سکتے ہیں۔

(المسنفتی نمبر ۲۳۹۸ قاضی حسن علی صاحب (کاٹھیواڑ) ۷ اجمادی الثانی ۱۳۵۷ھ م ۵ /

اگست ۱۹۳۸ء)

(جواب ۲۰۴) یہ علماء جن کے نام لکھے ہیں، حنفی عالم اور بزرگ ہیں۔ انہوں نے دین اسلام کی اور حنفی مذہب کی بے حد مخلصانہ خدمت کی ہے۔ یہ لوگ ظاہری رسوم کی بھی انتہائی مہارت رکھتے تھے اور باطنی علوم میں بھی کمال تھے۔ بل اللہ تھے اور فقیر نہ کمالات میں ہندوستان کے مشہور اولیاء میں داخل تھے۔ امام کا عقیدہ ان لوگوں کے متعلق درست اور صحیح ہے ورنہ امامت کا مستحق ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

قبر پر اذان کو درست نہ سمجھنے والے اہل سنت والجماعت میں داخل ہے یا نہیں؟

(سوال) جو شخص اذان علی القبر وغیرہ کو درست نہ سمجھتا ہو وہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہے یا نہیں۔

(المسنفتی نمبر ۷۱۷۲ راجہ فیروز خان (جہلم) یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ م ۸ مئی ۱۹۴۲ء)

(جواب ۲۰۵) جو شخص کہ اذان قبر کا قائل نہ ہو۔ انہوٹھے چوٹے اور آنکھوں سے لگانے کا قائل نہ ہو۔ اقطار کے مروجہ طریقہ کو غلط بتاتا ہو۔ عید کی نماز باہر جا کر پڑھنے کی تاکید کرتا ہو۔ ظہر احتیاطی کا قائل نہ ہو وہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔ صحیح العقیدہ وہی ہے اور اس کو برا کہنے دار غلط گو اور غلط کار ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

کیا بہشتی زیور معتبر کتاب ہے؟

(زاخباہ سہ روزہ جمعیت دہلی مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) مولوی اشرف علی تھانوی کا بہشتی زیور اہل سنت والجماعت کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۰۶) کتاب بہشتی زیور مذہب حنفی کے موافق مسائل وغیرہ کی کتاب ہے اور معتبر ہے۔ اس کو پڑھنا اور عمل کرنا درست ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ سہ رسد امینیہ۔ دہلی۔

نوں امام بخت نہیں۔ خود ہم آ رہے ہیں کہ اس کا فداں الہام قطعی من اللہ ہے تو وہ خود اس کے موافق
 نہیں رہ سکتا ہے۔ مگر اس کے سوا کسی پر لازم نہیں۔ کسی دلی کے کسی خاص لہام پر کسی مسلمان کو ایمان لان
 ضروری نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

فصل نہم۔ نذر نیل اور فاتحہ

- ۱۔ پیران پیر کی نیاز کے سنے بکر ذبح کرنے کا حکم۔
 - ۲۔ قبروں پر پھول، چادر، شیرینی وغیرہ چڑھانا حرام ہے۔
- (سوال) یہاں پر دو جہ عتوں کے درمیان مسئلہ ہند کے بارے میں تنازعہ چل رہا ہے، ایک فریق کہتا ہے کہ
 پیران پیر غوث اعظم جیانی رحمتہ اللہ علیہ کی نیاز کے سنے بکر خرید کر ذبح کرنا اور اس کا کھانا جائز ہے
 دوسرا فریق اس کو حرام ٹھہرتا ہے۔ ایک فریق کا علم یہ فرماتا ہے کہ کسی بزرگ کی قبر پر پھولوں کی چادر
 چڑھنا یا چڑھاوے چڑھانا جائز ہے۔ دوسرا فریق اس کو ناجائز ٹھہرتا ہے۔
- (المسنفی نمبر ۲۰۰، نام نبی۔ سوداگر حرم۔ ضلع ستارہ۔ ۲۶ شوال ۱۳۵۲ھ م فروری ۱۹۳۷ء)
- (جواب ۲۰۹) اگر بڑے پیر صاحب یا کسی دوسرے بزرگ کو ثواب پہنچانے کیلئے جانور ذبح کر کر اس کا گوشت
 پکا کر کھل دیا جائے تو یہ جائز ہے۔ (۱) لیکن اگر بکران کے نام پر ذبح کیا جائے یعنی بکرے کی جان ان کے سنے دی
 جائے تو وہ بکر حرام ہے، خواہ اسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ہی ذبح کیا جائے۔ (۲) پسلی صورت جو جائز ہے اس میں
 گوشت کا ثواب پہنچانا مقصود ہے اور اس کی شناخت یہ ہے کہ اگر اس کو بکرے کے برابر گوشت دے دی جائے تو وہ
 بکر ذبح کرنے پر اصرار نہ کرے اور دوسری صورت جو حرام ہے اس میں بزرگ کے لئے بکرے کی جان نذر کرنا
 مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے وہ شخص جو بکر ذبح کرنے کے مصمم نہ ہو گا۔ یہ حرام ہے۔ قبروں پر پھول (۳) یا
 پھولوں کی چادر (۴) یا شیرینی یا اور کوئی چیز چڑھانا حرام (۵) ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

- ۱۔ لہذا الاولیاء حید فی حق نفسہم ان وافق السریعة ولم یبعد الی غیرہم۔ (نور الانوار، بحث محال التبی ستم، ص ۲۵)
- ۲۔ ان لاسان لہ ان یجعل برب غنمہ لعیارہ صلوۃ او صوماً او صدقۃ او غیرہا عند اهل السنة والجماعة (ہدایۃ اولیاء،
 کتاب النحر، باب لحد عن العز ح ۱ ص ۲۹۶) حدیث شریکۃ عنی۔
- ۳۔ (دیج تقدوم لامیر) وحوہ کو حد من لعطاء (بحرم) لانه اهل به لعیار اللہ (ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ) الدر المحتدر،
 کتاب الدیاح، ج ۲ ص ۳۰۹ ط سعید)
- ۴۔ قل العی فی العمدة وکذلك ما فعله اکثر الناس من وضعها فی رطوبة من الرياحین والبقول وحوها علی الصور یس
 سنی واما السنة العز (عمدة القاری ح ۱ ص ۸۷۹) وقال المحدث البوری فی معارف السن: اتفق الحطابی
 و لطرطوشی والقاضی عیض علی الجمع وقولهم اولی ثلاث حجب اصبح مثل تلك المسامح و لتعدلات متاراً لندع
 لمکرة والفس السائرة فترى العامة یقبون الزهور علی الصور ویاخذون علی قور الصلحاء والاولیاء فالصلحہ العامة فی
 لشریعة یقتضی مع ذلك بتنا اتصالاً لشفاعة لیدع وحسباً بماده المکرات المحدثه، وبالجملة هذه بدعه مشرفیه
 مکرة یح (ب) تشدید فی الول ۲۲۵ ط لمکتبة البوریہ)
- ۵۔ فی الاحکام عن الحجة تکررہ السور علی لقور۔ (رد مختار ج ۲ ص ۲۳۸ ط سعید)
- ۶۔ و علم الدر الندی بضع بلاموات من اکثر العوم وما یؤخذ من لدراهم و لشمع والریث وحوها لی ضرائح الاولیاء
 لکرام تقریباً لیهم فهو بالاحمد عطل و حرام۔ (رد مختار ج ۲ ص ۳۰۹ ط سعید)

گیارہویں شریف کے کھانے کا حکم

(سوال) گیارہویں شریف کا کھانا عاودہ غرباء و مساکین کے برادری کو بھی کھلایا جاتا ہے۔ کیا برادری کو کھانا جائز ہے؟

(المستفتی نمبر ۵۸۲ ابو محمد یسین خان (شملہ) ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ م ۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء)

(جواب ۲۱۰) اگر یہ کھانا بغرض ایصال ثواب کھلایا جاتا ہے تو صرف غرباء و مساکین کو کھلایا جائے کہ صدقات کے وہی مستحق ہیں۔ (۱) اور اگر بطور نذر و تقرب الی السید الغوث الاعظم کھلایا جائے تو کسی کو بھی کھانا جائز نہیں۔ کیونکہ نذر لغیر اللہ اور تقرب الی غیر اللہ جائز (۲) ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱۔ آنحضرت ﷺ کا کھانے پر سورہ فاتحہ پڑھنا کسی روایت سے ثابت نہیں۔

۲۔ گیارہویں کا ذکر کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟

۳۔ غیر اللہ کے نام کا بحر اذبح کرنا

(سوال) (۱) حضرت رسول خدا ﷺ نے کھانے پر سورہ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں۔ یہ ذکر ترمذی شریف باب علامات النبوة میں ہے یا نہیں؟

(۲) گیارہویں کا ذکر کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟ غیر اللہ کا بحر مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۶۳۱ عبدالستار صاحب (ضلع بلاری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(جواب ۲۱۱) (۱) غلط ہے۔ ترمذی شریف میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے۔

(۲) گیارہویں کا ذکر کسی فقہ کی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ غیر اللہ کے نام کا بحر احرام (۲) ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

۱۔ مراد پوری ہونے پر کسی بزرگ کے مزار پر کھیر پکانے اور کھلانے کا حکم

۲۔ شہداء اور اولیاء کی رواح کو حاجت روا سمجھنا اور ان کے وسیلے سے مرادیں مانگنا؟

۳۔ کیا مروجہ میلاد میں شریک نہ ہونے والا اور نماز چھوڑنے والا برابر کے گناہ گار ہیں؟

۴۔ نماز عیدین اور دیگر نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم؟

(۱) بعد پوری ہونے مراد کے، دودھ، چاول، چینی وغیرہ کسی مزار کے قریب لے جا کر کھیر پکانا اور

(۱) وبہتر آنست کہ ہر چہ حواہد حوائدہ ثواب آن بیت رساند و طعام رایہ بیت تصدق بقرا حوراسد و نواش بیر ناموات رساند۔ (مجموعۃ الفتاوی علی هامش خلاصۃ الفتاوی ج ۱ ص ۹۵ طابعہ کیدی رہور)

(۲) واعلم ان الدر الذی یقع الاموات من اکثر العوام وما ینوحد من الدراہم والشمع والریث ونحوھا الی صرائح الاولیاء الکرام تقریبا الیہم فهو بالاجماع باطل و حرام۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۹ طبع سعید)

(۳) در کردن جانور نام غیر خدا و بتیمبر باشد نواد شہید نواد غیر انسان حرام است و اگر قصد تقرب ب نام اسبہا از کرد باشد فقہ آن جانور ہم حرام و مردار میشود و ذبح کنند و مرتد میشود تو بہ ازیں فعل منع لازم است در تفسیر کبیر و نیشا پوری و دیگر تفسیر مرقوم است قال العلماء

لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ و قصد بذبحہ التقرب الی غیر اللہ صادر مرتدا و ذبیحہ ذبیحۃ مرتد انتہی (فتاویٰ عربی، مسئلہ ذبح جانور ب نام غیر اللہ تعالیٰ: ج ۱ ص ۵۰ طبع حانہ رحیمہ دیوبند، یو، پی)

صاحب مزارن نیز کر کے چنے احباب کو جمع کر کے وہیں بیٹھ کر کھانا اور کھانا شرعاً کیس ہے؟
(۲) روح شہد عود و یاء کے ساتھ عقیدہ رکھنا کہ دنیا میں غرض حاجت روائی آتی ہیں اور ان کے
توسل سے مردیں نکلنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۳) میاں مروجہ میں شرکت نہ کرنے والا اور تارک صلوٰۃ یکساں گناہ گار ہو سکتے ہیں یا نہیں؟
(۴) نماز عیدین کے بعد معاقدہ کرنا کسی وقتی نماز کے بعد باخود ہام صاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟
(المستفتی نمبر ۸۲۴ حبیب اللہ صاحب۔ (ضلع غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ م عکرم پرٹل

(۱۹۳۶ء)

(جواب ۲۱۲) () منت اگر یہ تھی کہ مراد پوری ہونے پر میں فداں بزرگ کے مزار پر تعمیر پاؤں گا۔ اور
حبیب کو کھلاؤں گا تو یہ منت ہی درست نہیں۔ اور گریہ تھی کہ فداں بزرگ کے مزار کے فقرہء و کھلاؤں گا تو
یہ منت درست ہے۔ (۱) مروجہ جاکر پکانیا قبر کے پاس سے جا کر تقسیم کرنا ضروری نہیں۔ وہاں کے فقرہء کو اپنے
گھر لے کر بھی دے سکتا ہے۔

(۲) روح کا دنیا میں حاجت روائی کرنے کے لئے آنا ثابت نہیں۔ (۲) حاجت روائی کرنا صرف خدا کی صفت ہے۔
(۳) میاں مروجہ میں شرکت نہ کرنا گناہ نہیں۔ تارک الصلوٰۃ تو گناہ گار اور مرتکب کبیرہ (۳) ہے۔
(۴) نماز عید کے بعد یا قبل وقتی نماز کے بعد مصالحت کو خصوصیت سے کرنا مکروہ (۴) ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

پیرن پیر کی گیر ہویں کرنا کیسا ہے؟

(سوال) گیر ہویں مروجہ جس طرح آج کل لوگ ہر چاند کی گیارہ تاریخ کو پیر صاحب کے نام پر ہنسنے ہیں۔
شرع محمدی میں اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبدالحزیز صاحب مشین والا۔ (ضلع سیالکوٹ) ۲۸ جمادی ثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۶ ستمبر
(۱۹۳۶ء)

(جواب ۲۱۳) یہ گیارہویں بہ عت ہے (۵)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

۱۔ واعلم ان اسر بذی یقع بلاموات من اکثر العوام ابی صرائح الاولاء الکرام بقرباً لیہم فہو ملاحضات باطل و حرام
مالہم یغصو صرفھا للفقراء لادم۔ (لہذا مختار ج ۲ ص ۳۹۹ طبع سعید)

۲۔ اطل ب المص صرف فی لامور دون لہذا و اعتدہ ذلك کفر۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۹ طبع سعید)

۳۔ ودر کتب عمد مجاہد ی نکسلاً فاسی (رد المحتار ج ۲ ص ۲۵۲ طبع سعید)

۴۔ وبقی فی نس المحرم عن المستطاع مکروہ المصافحہ بعد داء الصلاة بکر حرم۔ لان الصحابة رضى لله بعدی
عنہم مصافحوا بعد داء الصلاة ولا یہم من سس امر و فیس اذ تم نقل عن ابن حجر عن لشافعیہ ہا مدعۃ مکروہہ لا صل
ہا فی السرخ۔ وایہ یسد عنہا اولاً وبعبر ثانیاً ثم قال۔ وقال ابن الحاج من لمالکیہ فی المدحس بہم من ادع و موضع
المصافحہ فی الشرع انہا ہو عند فقہ المسلم لاجہ لافی ادوار الصلوات فحجت وضعها الشرع یضعها فیہی عن دلت
ویرحمہ بعدہ ہما بی نہ من خلاف استة ثم اطل فی ذلك۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۸ طبع سعید)

(۵) وسمی وضع الحدود۔ والبرم کیفیات والہیات لمعنیۃ والبرم لعادات المعنیۃ لم یوجد لہا ذلك النعین فی
الشرع۔ (المختصر ص ۱۱۱ فی حریف بدع ج ۲ ص ۲۹۹ دار الفکر بیروت)

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا حکم۔

(سوال) کیا ولیء اللہ و بزرگان دین کے سامنے حصہ اور میوہ رکھ کر فتح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو اس کا سبب بتائیے۔

(المستفتی نمبر ۳۵۴ نورالسلام (رنگون) ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ م ۱۵ فروری ۱۹۳۷ء)
(جواب ۲۱۴) کسی بزرگ کے مزار کے سامنے حوی یا میوہ وغیرہ رکھ کر یا صرف اپنے سامنے کھنا شیرینی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا صحیح و تابعین و تابعین و اماموں سے ثابت نہیں۔ (۱) اس لئے یہ طریقہ اور اس کا التزام شرعی امور میں داخل نہیں۔ محمد کفایت اللہ کا نام بدلہ۔ دہلی۔

گیارہویں شریف کی محفل کا انعقاد اور مخصوص طریقے پر فاتحہ دینا بے اصل اور بدعت ہے

(سوال) ہمارے یہاں شہر میں ماہ ربیع الثانی میں گیارہویں شریف کی محفلیں منعقد ہو کرتی ہیں۔ اور فاتحہ بھی بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ فاتحہ میں ”۱۱“ کے عدد کی خصوصیت لازمی ہے۔ گیارہ کوڑی سے لگا کر خواہ مٹی تعداد بڑھادی جائے مگر گیارہ کی تخصیص ضروری ہے۔ اور فاتحہ بھی کوئی خاص ہے جس کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ خواندہ لوگوں کو بھی تدت کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ زیں چھوٹے بچوں کو عورتیں حضرت غوث پاک کے نام کی چاندی کی ہنسی پہناتی ہیں۔ خیال یہ ہوتا ہے کہ فاتحہ خوانی اور ہنسی پہنانے کے بعد بچہ حضرت غوث پاک کی حفاظت میں رہتا ہے۔ میں ۱۹۱۴ء میں حضرت مولانا عبدالمکریم صاحب گنج مراد آبادی سے زیارت حاصل کی انہوں نے مجھے یہ عظیم فرمایا تھا کہ استغفار ۵۰ بار ”درود شریف دس بار“ سورہ فاتحہ ایک بار، سورہ خلاص تین بار پڑھ کر غشا کرو بروح پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ و نیز صبح و شام بار بار رضی اللہ تعالیٰ عنہم و جد پیرن طریقت و زرگان دین رحمہ اللہ تعالیٰ عظیم خصوصاً بروح حضرت قبلہ و مولانا فضل الرحمن صاحب قدس اللہ سرہ۔ یہ فاتحہ بعد نماز فجر و مغرب حتی الامکان پڑھتا ہوں۔ ہاں کوئی دن یا تاریخ مقرر کر کے فاتحہ خوانی کا جلسہ میں کرتا ہوں۔ فقر و مساکین کی خدمت کرتا ہوں اور حتی الامکان اپنے حاجت مند بھائیوں کی بھی خدمت کرتا ہوں۔ اویسائے کرام کے ساتھ مجھے حسن عقیدت ہے۔ ورنہ کے طرز عمل پر چنانہریت مبارک سمجھتا ہوں۔ اور کسی بزرگ کے نام اگر کسی کھانے کا یا شیرینی کا ثواب پہنچنا ہے تو اس کو کسی غریب کو دے کر اللہ تعالیٰ کے واسطے اس کا ثواب ان بزرگ کو پہنچاتا ہوں۔ اس پر اہل محلہ کثر مجھ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ خیر ان کی طعنہ زنی سے مجھے کوئی رنج نہیں ہے۔ مگر خیال یہ ہوتا ہے کہ کہیں میرے یہ حرکات اصول شرع کے خلاف تو نہیں ہیں۔ ان معاملات میں کیا کرنا چاہئے۔

بِسْ طَوْرٍ مُخْتَصَرٍ (یعنی باتحکیم و جد که طعام را در بر و نهاد و دست برداشته چیزی خواندن) نه در زمان، آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم در زمان حاکم و جود در فردین شده مشهود و لایا تأخیر نه منقول نه شهود و این را صراحتی دانستن مذموم است - ("مجموع الفتاوی علی هامش خیرة الفتاوی ج ۱ ص ۵۵۵ طبع مجددی، نور)

(المستفتی نمبر ۱۶۰۹ عزیز احمد نذیر احمد صاحبان - سوداگران چوڑی - دیوان (ریاست) ۱۰ جمادی اول ۱۳۵۶ھ ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۱۵) اولیاء اللہ سے خوش عقیدگی اور محبت اور ان کے افعال کی اقتداء بہت مستحسن اور موجب برکت ہے۔ البتہ اس قدر احتیاط لازم ہے کہ جس کو اللہ کا ولی سمجھا ہے، وہ اپنے اعمال اور ارشاد و تعلیم کے لحاظ سے دن بونے کی صداقت رکھتا ہو۔ یعنی اس کے کردار اور اعمال شریعت مطہرہ اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں۔ وہ قبیح شریعت و سنت نبویہ کا پابند ہو۔ (۱) آپ کے مرتبہ صاحب نے جو آپ کو تعلیم کیا ہے اس کو پڑھنا اور جن بزرگوں کو ثواب بخشنے کے لئے انہوں نے ہدایت کی ہے ان کو ثواب بخشنا صحیح و درست ہے۔ سی طرح کسی خاص تاریخ یا کسی خاص چیز کی تخصیص کئے بغیر اپنی وسعت کے موافق کسی فقیر مسکین کو صدقہ دے کر بزرگوں یا دوستوں یا عزیزوں کو ثواب بخشنا بھی جائز اور مستحسن ہے۔ (۲) مگر گیارہویں کی تخصیص اور گیارہ کے عدد کا التزام (۳) اور بڑے پیر صاحب کے نام کی ہنسی بچوں کو پسنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ بچہ بڑے پیر صاحب کی حفاظت میں رہتا ہے، غلط اور گمراہی ہے۔ گیارہویں کی تحفیں منعقد کرنا اور دھوم دھام سے فاتحہ دانا اور فاتحہ بھی خاص مقرر کرنا کہ اس کے لئے خاص آدمی ہی تلاوت کرنا پڑے، یہ سب باتیں بے اصل اور بدعت ہیں (۴) ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق کھانا کپڑا نقد یا کوئی جنس صدقہ کر کے یا کوئی بدنی عبادت مثلاً نفل نماز نفلی روزہ تلاوت قرآن مجید وغیرہ دکر کے جس کو چاہے ثواب بخش دے۔ کسی مولوی یا پڑھے لکھے آدمی کی تلاش کرنے اور فاتحہ دیوانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسے بڑوں کی فاتحہ سے جو عوض اور اجرت سے کوفتہ پڑھیں ثواب بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ پہنچتا ہے۔ (۵) اس لئے فاتحہ اور ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ ترک کر کے اس سیدھے سادے طریقے سے جو ہم نے بتایا ہے ایصال ثواب کرنا چاہئے کہ ایصال ثواب کا صحیح شرعی طریقہ یہی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱ "الولیٰ هو العارف باللہ وصفاته ما یسکن لہ، المواظب علی الطاعات المحتب عن السيئات المعروض عن الایہماک فی اللذات والشہوات والہیوات انتہی" (مجموع الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۳۳) امجد اکیدی (ماہور)۔ علامہ شاطبی ار غصام میں لکھتے ہیں "وقال ابو الحسن الوراق لا یصل لعدالی اللہ الا باللہ وبموفقة حبیبہ صبی اللہ علیہ وسلم فی شرائعہ ومن جعل الطريق الی الوصول فی غیر الا فتداء یصل من حث انہ مہند وقال ابو النصر ہادی: اصل التصوف ملازمة الكتاب والسنة، وترك البدع والافواء الخ۔" (ج ۳ ص ۹۸، ۹۲) دار الفکر بیروت

۲ الاصل ان لا یسان لہ ان یجعل ثواب عمہ بغيره صوة او صوماً او صدقة او غیر ہا عداہن السنة والجماعہ (مجموع الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۳۳) امجد اکیدی (ماہور)۔ علامہ شاطبی ار غصام میں لکھتے ہیں "وقال ابو الحسن الوراق لا یصل لعدالی اللہ الا باللہ وبموفقة حبیبہ صبی اللہ علیہ وسلم فی شرائعہ ومن جعل الطريق الی الوصول فی غیر الا فتداء یصل من حث انہ مہند وقال ابو النصر ہادی: اصل التصوف ملازمة الكتاب والسنة، وترك البدع والافواء الخ۔" (ج ۳ ص ۹۸، ۹۲) دار الفکر بیروت

۳ مقرر کرد روز سوم دیر دیو (تخصیص وادار ضروری انکانتین در شریعت محمدیہ نامت نیست) (مجموع الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۳۳) امجد اکیدی (ماہور)۔ علامہ شاطبی ار غصام میں لکھتے ہیں "وقال ابو الحسن الوراق لا یصل لعدالی اللہ الا باللہ وبموفقة حبیبہ صبی اللہ علیہ وسلم فی شرائعہ ومن جعل الطريق الی الوصول فی غیر الا فتداء یصل من حث انہ مہند وقال ابو النصر ہادی: اصل التصوف ملازمة الكتاب والسنة، وترك البدع والافواء الخ۔" (ج ۳ ص ۹۸، ۹۲) دار الفکر بیروت

۴ "منها وصع الحدود، والتزام الکیمیات والبیئات المعیہ، والتزام العبادات المعیہ فی اوقات معینہ لم یوجد لہا دلك النعیس فی الشریعة۔" (الاعتصام باب الاول فی تعریف ابدن: ج ۳ ص ۳۹) دار الفکر بیروت

۵ "وفی کتاب الصلوۃ، باب الامامة، مطلب فی امامة لا مرد: "بحلاف الا استجار علی التلاوة المحردة ونفیة الطاعات مما لا ضرورة الیہ فاند لا یحور اصلاً" وفی کتاب الاحارة، مطلب تحریر مہم فی عدم جواز الا استجار علی التلاوة الح ولا یصح الا استجار علی القراءۃ واحد انہا الی المیت، لا یہ لم یقل عن احد من الائمة الا دد فی دلك وقد قال العلماء ان القاری اذا قرأ لا جہی اسال فلا ثواب لہ فای شیء یہدیہ الی المیت، وانما یصل الی المیت العمل الصالح، والاستجار علی مجرد التلاوة لم یقل نہ احد من الائمة۔" (رد المحتار ج ۳ ص ۵۶۲، ۵۶۳) ج ۳ ص ۵۶۳ (سید)

گیارہویں شریف اور اس کی فتح کو بے بنیاد قصے سے ثابت کرنا درست نہیں۔

(سوال) ہمارے ۷ قصبوں میں ایک صاحب ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے وعظ میں سنا ہے کہ حضرت غوث پاک نے فرمایا ہے کہ میں اربع الثانی کو مقام ”ہو“ تک گیا اور پھر واپس آگیا۔ اس لئے اس تاریخ مبارک میں جو کوئی گیارہ کے عدد سے میری فاتحہ پڑھے گا وہ بھی اس مقام ”ہو“ تک جہاں تک میں گیا ہوں پہنچے گا۔ اور نفذ ”ہو“ کے عدد بھی نکال کر بتائے کہ ۵ کے ۵ اور ۶ کے ۶ عدد ہوئے۔ اس حسب سے گیارہ کے عدد کی بڑی برکت ہے گیرہویں شریف کا جسہ یا فتح ایسی کو ہونا چاہئے کیا یہ صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۱۰ اندر احمد عزیز حمد (ریست ریون) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۲۱۶) یہ تمام قصہ در استدلال کا یہ طریقہ شرعی اصول کے خلاف ہے۔ اجماع کے احکام کے خلاف سے احکام شرعیہ کا ترتیب نہیں ہوتا۔ نفذ ”ہو“ کے گیارہ عدد ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تاریخ کو فتح دینا جائز ہو جائے۔ یا پھر برکت آجائے۔ اگر ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ کے سماء حسنی اور آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارک کے عدد بھی متبرک ہونے چاہئیں۔ اور ہر عدد کے مطابق دن تاریخ چیزوں کی تعداد معین ہونی چاہئے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

ایصال ثواب جائز اور مستحسن ہے مگر اس کے لئے معروف ایام کی پابندی درست نہیں۔ (السوال) زید اپنے شیخ کا ان کے یوم وصال کے روز عرس کرتا ہے۔ لیکن قوالی یا قبر کو سجدہ اور کوئی ایسا امر نہیں کرتا جو ممنوع ہے۔ کچھ قرآن شریف پڑھوا کر اور کسی قدر شیرینی و طعام، حضر کو خاص اللہ کے لئے دینے کی نیت سے اپنے شیخ کو ایصال ثواب کرتا ہے اور پھر شیرینی کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور طعام، حضر کو طالب عمول وغیرہ کو کھل دیتا ہے۔ در اسی طریق پر گیارہویں و بارہویں تاریخ حضور غوث پاک اور دو جہاں کے آقا محمد ﷺ کے لئے بھی ایصال ثواب ہر ماہ کرتا رہتا ہے۔ بحر زید کے اس فعل کو بدعت و گناہ بتا کر مسلمانوں کو اس سے برگشتہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دن مقرر کرنا بدعت ہے۔ اور اس طریق سے ایصال ثواب کرنے سے شیرینی وغیرہ بھی حرام ہو جاتی ہے۔ زید جو بلا کہتا ہے کہ نہ میں تخصیص یوم کو واجب جانتا ہوں نہ میں غیر اللہ کے نام پر ان کی عبادت کی نیت سے شیرینی دیتا ہوں۔ میرا اس میں سے کوئی فعل بھی خراب نہیں۔ میرا طریقہ تو وہی ہے جو بچھلے بزرگوں کا رہا ہے۔ چنانچہ ابو الخیر صاحب، شاہ محمد عمر صاحب کرمست اللہ صاحب، شاہ محمد یعقوب صاحب، شاہ عبدالرشید صاحب رحمہم اللہ وغیرہم کو میں نے اپنی آنکھوں سے اس طریق کا کار بند دیکھا۔ پس سوال یہ ہے کہ زید کا یہ فعل بدعت ہے یا ناجائز ہے؟ اگر بدعت ہے تو اس کا اور جن بزرگوں کا وہ حوالہ دیتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟ زید اگر کبھی امت کرے تو ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور اگر جائز ہے تو بحر کا منہ بند کرنے کے لئے ہمیں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

(۲) زید سوم چھم اور مولود شریف مع اقیام بھی کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جو لوگ یہ فعل نہیں کرتے ان کو بھی برا نہیں کہتا۔ البتہ یہ ضرور کہتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کو اچھا نہیں جانتا کہ جو ایسے افعال کو

بدعت اور گناہ بتا کر۔ کھوں بر رگوں کو بدعتی جہنمی ٹھہراتے ہیں۔ جو علماء ان افعال پر کاربند رہے ہیں وہ پونہ
ظاہری و باطنی دونوں عمول میں کامل تھے اس لئے ان میں کسی قسم کی برائی کا شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ بحرانِ فعار
کو بھی حرام بتاتا ہے۔ ہندو سول یہ ہے کہ زید حق پر ہے یا بحر؟

المستفتی نمبر ۲۳۷۱ حافظ اشرف علی صاحب۔ بہار کی دھیرج۔ دہلی ۵۲۔ مدی اشرفی
(جواب ۲۱۷) یصل ثواب جزو مقسمن ہے۔ ۱) اس کو کوئی ناجائز اور بدعت نہیں کہتا۔ لیکن ایسا ثواب
کے لئے شریعت مقدسہ نے تعین تدارت و یوم اور تخصیص اشیاء نہیں کی ہے۔ اس لئے تعین کا مطلب یہ ہے
کہ جس چیز کو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے معین و مخصوص نہیں کیا ہے
ہم بھی معین و مخصوص نہ کریں۔ یار ہویں ہر نبویں سو وہ ہم چہم وغیرہ وگوں نے مقرر کر دیے ہیں۔ ورنہ
حضور انور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وراہر مجتہدین و جمہور مد سے ان ایام کی تعین و تخصیص منقول
اور مروی نہیں ہے۔ نہ ان بدست زمانوں میں یہ نام تھے۔ ورنہ ان زمانوں میں یصل ثواب کا کوئی ہتمام کیا جاتا
تھا۔ جن بزرگوں کے نام سول میں ذکر کئے گئے ہیں۔ وہ بے شک بزرگ اور صلی امت میں سے ہیں۔ مگر تبار و
قتل کے لئے مختصرت ﷺ کا وہ نہ اور صحابہ کرام و سلف صالحین کا طریقہ مسبوکہ اولیٰ و افضل ہے۔ ۲
ن بزرگوں کے نام کی یہ تدوین کرئی ارم ہے کہ ان کا فعل سنت نبویہ علی صاحبہا سلام و اتیہ
کے خد فقرر نہ پایا جائے۔ یک صاحب یمان سے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام اور سنت نبویہ و اسوہ مختصرت ﷺ
کے تبار میں کامل نجات ہے۔ ۳) یصل ثواب کے لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ صدقات مایہ کا ثواب پہنچانا
ہو تو مال حلال میں سے جس وقت جو چیز میسر ہو اس کو خصامت کی مستحق پر صدقہ کر دیا جائے۔ یا عبادت بہ نبیہ
میں سے کسی چیز کا ثواب پہنچانا ہو مثلاً تلاوت قرآن مجید کا یا نفل نماز کا یا نفل روزے کا تو اس کو جب موقعہ و
فراغت میسر ہو دیا گیا جائے۔

پس جو شخص کہ یم کی تخصیص کو شرعی تخصیص نہ سمجھے و یریم معینہ میں ہی او کرے تو اگرچہ اس
نے مقتدا کی طور پر استزم و تعین نہیں کی۔ مگر اس کے عمل سے ان بے علم لوگوں کو جو اس تخصیص و تعین کو
شرعی حکم اور زمی اور ضروری سمجھتے ہیں، التباس پیش آئے گا اور وہ جو ان کی محبت پڑیں گے۔ اس لئے اس کے

ارقاب لغوی رحمہ اللہ والا حص فی ذلک عبد اہل سۃ ان للاسان ان یجعل ثواب عملہ لغيرہ صلاۃ او صوماً او
حجاً و صدقۃ او غیرہا (ملا علی قاری شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسأله فی ان الدعاء بسمیت یقع حلالاً للمعتزۃ ۵۵
۵۵ و رانتب علیہ ہرروت)

۲۔ غزوہ عقبہ لسلام حیر امتی قرنی ثم الدین بلو یہم ثم الدین یلو یہم ثم اب بعد کم فوماً یسہدو و لا یستشہدو
و یحبو و لا یومنون و یسرو و لا یقو و یطہر فیہم السم۔ (ابن کی، کتاب مناقب باب فضل اصحاب ان علی مد ۳۰
و م ۱۵۵۰۱ کی)

وفال عقبہ لسلام فاند من بعث مکم بعدی فیسری اختلاف کثیراً فعلیکم بسنی و سۃ الحنفیۃ و السنی و السنی و السنی
نمکوا بہا و عصوا عینہا دلو حد و ایاکم و محدثات الا مور فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ صلاۃ (بو داؤد،
کتاب السۃ باب فی لزوم السۃ ۲ ۲۸۷ ط المدادیہ، و ترمذی، ابواب العلم باب ما جاء فی من دعا الی ہدی لہ
۹۶ ط سعید)

۳ "ترکت حکم امری ان تصنو ما منکم بہا کتاب لد و سۃ رسولہ (مشکوہ عن الموطا، باب الاعتصام بکتاب
والسۃ، ح ۱ ص ۳۱ ط سعید) ولفظ الموطا فی باب البہی عن لقول فی لقلدر "کتاب اللہ و سۃ یہ" (ص ۷۰ ط
میر محمد کبر جی)

حق میں بھی بہتر یہی ہے کہ ان ایام معینہ عرفیہ کو چھوڑ کر در جس دن چاہے کرے۔ راہ وہ کھانا جو صدقہ کی نیت سے دیا جائے وہ حرام نہیں ہو جاتا۔ اگرچہ ایام معینہ عرفیہ میں ہی دیا جائے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ وہ فقر و مساکین کا حق ہے، (۲) خواہ کھانا ہو یا شیرینی یا نقد یا جنس۔ بہر حال نفس ایسا نوابہ بدعت نہیں ہے۔ بدعت ان قیود و تنہیات و تخصیصات کو کہا جاتا ہے جو غیر شرعی ہیں۔ محمد کفایت مذکان اللہ مدہ دہلی۔

۱۔ شب برات اور گیارہویں کی نیاز کا حکم

۲۔ کسی مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا

(السوال) (۱) شب برات کی نیاز اور گیارہویں کی نیازوں وغیرہ کا کیا مسئلہ ہے۔

(۲) کسی مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۷۷۷۷ محمد صدیق۔ چندی قبر۔ (دہلی) ۷ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب) (۱) شب برات یعنی شعبان کی پندرہویں رات ایک بار کت رت ہے۔ اس میں عبادت کرنا ہوں اور فضل ہے۔ (۲) مگر مروجہ نیاز اور سن کی مروجہ رسوم بے اصل اور بے ثبوت ہیں۔

(۲) مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا مباح ہے۔ (۳) مگر بہتر یہ ہے کہ یہ تو مزار کی طرف منہ کر کے بغیر ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھے (۴) یا قبلہ رخ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھے۔ فاتحہ سے مراد یہ ہے کہ یصال ثواب کی غرض سے کچھ قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب بخش دے۔ درمیت کے لئے دوائے مغفرت کرے۔ صاحب قبر سے مراویں مانگے۔ حاجتیں طلب کرنا یا ان کی منتیں مانگنا یہ سب ناجائز ہیں۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ مدہ دہلی۔

نتیجہ، چالیسوں وغیرہ سے دوسروں کو روکنا اور خود شرکت کرنے کا حکم

(السوال) زید نے عمر سے پوچھا کہ آیا تم گیارہویں بار ہویں کرتے ہو۔ عمر نے کہا کہ ہم سب کچھ کرتے ہیں۔ تم کی کہتے ہو۔ یہ سن کر زید نے کہا کہ تم حرام کھاتے ہو۔ اس پر عمر نے کہا کہ زبان سنبھلو۔ پہلے تم عمل کرو

۱۔ اگر کسی میں طور مخصوص بعمل آورد آن طعام حرام میشود (مجموعۃ الفتاوی علی ہامش خلاصۃ الفتاوی

ح ۱۹۵/۱ طاحند اکیدی لاہور)

۲۔ "بہر آس کے" یہ دوا بہر آس و تواب آن میت رس نہ و بعد از میت تصدیق فقرات خود مند و توابش بہر آس رس نہ۔ (مولدہ ۱)

۳۔ قال فی الدر المختار فی باب لوم و اسو فل "ومن المندوبات احياء ليلة العیدین، والمصنف من شعب" (ج ۲ ص ۲۴ ۲۵ عید)

۴۔ "حتی جاء لقیع مقام فصل القیام ثم رفع بدنه ثلاث مرات" (مسلم، کتاب الجنائز ج ۱ ص ۳۳ قدیمی) وقال الامام بوروی فی مستحبات طاعة الدعاء وتکریرہ و رفع لیس فیہ، وفیہ ان دعاء القائم اکمل من دعاء الحائس فی القور۔ (خولہ کوہ)

۵۔ تاکہ بل قبر سے نکلے کا یہ مسئلہ ہے۔

۶۔ "روم تکمیل و شغالی چیریکہ خصوصیت بنت ابی اور متل دور فرزند پادشہ مارن بدفع مرض یا طول عمر و مانند چیز ہا ہے آمد دعوی سوال از جد ابی در این منظور باشد کہ خودے در دوست نمائند این نوع حرم مطلق مکہ طراست و غیر مسلمانان کے ار" صاحب مدہ دہلی اور نہ باشندی مردانین در مدہ دوا بہر آس و تواب المسلمان خارج میشود" (فتاویٰ عزیزی بیان در تہیات مت پرسان ج ۱ ص ۴۶ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

بعد زل دوسروں کو نصیحت کرو۔ خود تمہارا گوشت و خون انہیں کھانوں یعنی گیارہویں، بارہویں، تیجہ، دسواں، بیسواں، چہم، برسی وغیرہ کے ناجائز کھانوں سے پدا اور پل رہا ہے۔ تم ان ناجائز کھانوں سے پرہیز کرنے والوں پر عن طعن کرتے ہو چہ خوش! جواب دیکو ہم توبہ کر چکے، اب نہیں کھاتے۔ باوجود اتنا کہنے کے دو چار ہی دن میں خود زید نہ کور نے ایک ہی روز میں دو جگہ ظہر اور عصر کے درمیان چہلم کی دعوت میں بڑے مدد بن کر خود فتنہ خوانی کر کے سچہم کے بدعتی کھانے سے پیٹ بھرا اور ڈکارتا ہوا نکلا۔ پھر دوسرے اہل سنت پر بجا اعتراض کرتا ہے۔

المسفتی نمبر ۹۳۶ حاجی غلام محمد صاحب شوکت۔ مطبع شوکت الاسلام (بگلور) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ

۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۹) تیجہ، دسواں، چالیسوں بطور رسم کے کرنا بدعت ہے کیونکہ شریعت نے یہاں ثواب و صدقہ و خیرات کے لئے کسی تاریخ کی دن اور کسی زمانے اور کسی چیز کی تخصیص نہیں کی ہے۔ لیکن کھانا جو غرض صدقہ و بہ نیت ایصال ثواب پکایا اور کھلایا جائے وہ کھانا ناجائز و حرام نہیں ہے۔ (۲) البتہ پیشواؤں کو یہ جماعت میں شرکت سے احتراز کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کی شرکت کو ان اجتماعات کے جو زائے لئے بطور دلیل کے پیش نہ کیا جاسکے۔ (۳) اور چونکہ یہ کھانا صدقہ کا حکم رکھتا ہے (۴) اس لئے صاحب نصاب کے لئے اس کا اپنے استعمال میں لینا، اصل مقصد کو بطل کر دیتا ہے۔ اور جو شخص کہ دوسروں کو منع کرے، اور خود شریک ہو اور فاسخ خوئی کرے وہ اتامروں الناس الح (۵) کے ماتحت مرہا معروف و نہی عن المنکر کے باوجود بدعتی کا مجرم ہے۔ محمد کفایت اللہ۔

۱۔ ایصال ثواب کے لئے فتح کا مخصوص طریقہ اختیار کرنا

۲۔ میلاد میں قیام کو واجب اور اس کے چھوڑنے والے کو فاسق اور وہابی کہنا

(۳) شب بركات فضیلت والی رات ہے

(السوال) (۱) زید کہتا ہے کہ اس صورت سے فتح یعنی ایصال ثواب کرنا چاہئے کہ کسی مقررہ دن میں آگ

۱۔ وفي الرأية ويكره انحد الطعام في يوم لا و والدت وبعد الاسوع و نفس الطعام الى القر في المومس، ورحد الدعوة بقر، والقراء و جمع الصحاء والقراء منهم او لقراء في سورة الامام والا حلاص. (الشيخ، مطب في مصر)

۲۔ اگر کسی نے اس طرح مخصوص مجلس آجڑے بعد حرام میں داخل ہو کر دشمنانہ بیعت و این را ضروری دانش مذموم است۔ (مجموع الفتاوی علی حاشیہ خلاصہ الفتاوی ج ۱ ص ۹۵ امجد کیڈی ۱۹۵۱ء)

۳۔ الاول ان يعمل بها لحواس من الناس عموماً، وخاصة العلماء خصوصاً، و تطهير من جهنهم وهذه مقصدة في لاسلام يشاعها عده من جهة انعام سنسھلھا واستحارثھا، لا العالم المتصعب مفتياً للباس بعمله كما هو مقت بقوله ودا نظر الناس ليد و هو يعمل بدمر هو محالة جصل في اعتقادهم حوار، و يقولون لو كان مصوغاً او مكروها لا مع به العالم۔ (مجموع الفتاوی ج ۱ ص ۹۸ دار الفکر بیروت)

۴۔ وہمتر نسبت کہ ہرچہ خواہند خوانند و ثواب آمیت رسانند و طعام بہ نیت صدقہ بقر، خوانند و ثوابش نیرہا سوات رسانند "مجموع الفتاوی علی حاشیہ خلاصہ الفتاوی ج ۱ ص ۹۵ امجد کیڈی لاہور)

معافی کا اعان ہوتا ہے۔ اور عہدت کرنے والوں کو ثواب زیادہ ملتا ہے۔ (۱) اس کی فضیلت کی روایت قابلِ عمل ہے۔ ۲۔ محمد کفایت مددکان مدد۔ ۱۰۱۔

کھنا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا حکم۔

(السوال) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ و پنج تہ پڑھنا کیسا ہے۔ ہمارے موضع میں دستور ہے کہ پہلے فاتحہ امام مسجد سے داور آدھا کھانا تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ آدھا بریانی میں لے جا کر ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ کیسا ہے؟ اس کو بھدیا سرور تصور کرنا ہے۔ شرک تو نہیں ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۵ حافظ محمد صدیق صاحب (سہارنپور) ۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ ۱۹ جون ۱۹۱۳ء
(جواب ۲۲۱) کھانا سامنے رکھ کر فتح دینے کی رسم بے اصل ہے۔ ۳ کھانا اللہ کے واسطے کسی مسکین کو
دے دیا جائے۔ ۴ بس یہی کافی ہے۔ اور جو چھ پڑھ کر ثواب پہنچنا ہے وہ غیر کھانا سامنے رکھے ہوئے پڑھ
کر ثواب پہنچایا جائے۔ آدھا کھانا دریا بند کی میں النماز نزل ہے۔ اور اس کو سرور سمجھنا غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ
کات مند۔ دہلی۔

۱۔ شبِ برات کے موقع پر نیاز فاتحہ کا حکم۔

۲۔ میلاد میں ذکر و بات کے وقت قیام کرنا کیسا ہے

(السوال) (۱) شبِ برات کے موقع پر نیاز فاتحہ جیسا کہ عموماً رائج ہے کیا ہے۔ فاتحہ کرنے کا یہ طریقہ ہے یا کیونکر ہونا چاہئے۔ (۲) میاں دشریف میں وقت ۱۰ کروا دت شریف آنحضرت ﷺ قیام کرنا کیسا ہے۔ یہ درست ہے یا نادرست ہے۔

المتسلسلی نمبر ۲۷۰۴ نبی یار خان (فیض آباد) ۲ رجب ۱۳۵۷ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(۲۲۲) (۱) شب برت کے موقعہ پر نیاد فاتی جو عمود رائج ہے کہ حو پکا کر اس پر نیاد فاتی ضروری سمجھتے ہیں یہ ہے اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی سند نہیں ہے۔

ومن المدونات احدى احدى عشر من مصنفات العبد بن عشرين ذى الحجة و ليلة بصف من شعبان .
(فتح مغيث على شرح بحر مناسك بن بدران الوكيل ح ص ٢٥٣ طبعه).

[illegible]

۳۰. پس در محصله ص (یعنی معام را بر او دست برد داشته چیزی خوانند) در میان آنحضرت صل الله علیه و آله و سلم و دو نفر در میان
خلفاء مکه و بود آن در قرون ثانی مستود بسیار خیر منقول نه شده و این در ضروری دانستن مذکور است. (محمود التتالی علی حاشی حله ص
التتالی ج ۱ ص ۱۵۵ اطا محمد الکیفی در

۴. و پھر آفس کہ یہ جو منہ ، نہ دوش آن میب رسد و طعام را بہ نیت تصدیق کفر خورائند و تو بخت میرا موت رسند۔
(موا ۱۰۱)

(۲) میاد میں ذکر و اذیت کے وقت قیام کرنے کی کوئی سند نہیں۔ اس لئے یہ قیام ترک کرنا چاہئے (۱)۔
محمد کفایت للہ کان اللہ بہ دہلی۔

ایصال ثواب کے لئے جمع ہونے والوں کو کھانا کھانے کا حکم۔

(السوال) اس قصبے میں ایک شخص سال بھر میں چند مرتبہ حسب اتفاق اپنے شیخ کی روح کو ایساں ثواب کھانا کھلا کر قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھوا کر کرتا ہے۔ تعین تاریخ و ماہ نہ عقیدۂ ضروری سمجھتا ہے اور نہ عمل ہی میں اس نے تاریخ و ماہ کا التزام کیا ہے۔ بلکہ جب اس کو استطاعت و توفیق ہوتی ہے نمازی و نیک لوگوں کو بلا کر خواندہ حضرات سے قرآن شریف و روانہ لوگوں سے کلمہ طیبہ پڑھواتا ہے۔ اس کا یہ عمل دس سال سے ہے اور چند سال تک ایساں ثواب میں کھانا کھلاتا رہا۔ حاضرین میں اہل علم و ذکر ہونے کی وجہ سے اس مجلس میں غمی مذاکرہ و دعاء و صحراء امت کے حوالہ اللہ کی یاد تازہ کرنے والی حکایات ہوتی تھیں۔ اس فرصت احباب سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے خیال کیا گیا کہ اگر اس موقع پر کچھ قرآن اور کلمہ خوانی ہو جایا کرے تو ہم خرماد ہم ثواب کا مضمون ہو۔

چنانچہ سال بعد تہودت و کلمہ خوانی کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ بیچ آیت یاد گیر کسی مخصوص سورت کی تلاوت یا کھانے پر ایساں مرد و عورتوں کو جازز سمجھتا ہے۔ وہ نہایت راسخ العقیدہ قبیح سنت بزرگان امت کی صحبت سے فیض یافتہ ہے۔ اس کے شیخ نہایت عہد و زہد حلی سنت ماحی بدعت اور مقبول خلافت دی تھے۔ موافق و مخالف ان کے تقدس کے قائل ہیں۔ اطراف میں ان کے مریدین و معتقدین کی کافی تعداد ہے۔ مدعوین اپنے شیخ کے ایصال ثواب کو باعث خیر و برکت سمجھتے ہوئے شریک ہوتے ہیں۔ یہ طعام قرآن خوانی کی اجرت میں یا قرآن خوانی طعام کے لالچ میں نہیں ہے۔ یہ بات اول تو ابتدائے معمول پر نظر کرنے سے معلوم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ شروع میں صرف طعام سے ایصال ہوتا تھا۔ فرصت احباب کو غنیمت سمجھتے ہوئے قرآن خوانی جاری کی گئی۔ تانیہ مجلس کے سرزادہیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرآنی خوانی میں اجرت کا شائبہ نہیں ہے۔ حاضرین میں ایسے متورع اور مقدس و گہوتے ہیں جو اس سے ہیں کہ اجرت پر کہیں قرآن خوانی کرنے جائیں۔ انہیں حاضرین میں شیخ کے مرید باہر سے خرچ کر کے اس ایصال میں شرکت کے لئے آتے ہیں۔ اجرت کے شائبہ کی نسبت بھی ان کی طرف بعید ہے۔ ان کا صرف شدہ خرچ اس حاصل شدہ اجرت یعنی طعام سے یقیناً زیادہ ہوتا ہے۔ پھر ان پڑھنے والوں میں کتنے ہی آدمی طعام میں شریک نہیں ہوتے اور کتنے ہی کھانے والے ایسے ہوتے ہیں جن کو پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوتا۔ اس جز کو

عن اس رضى الله تعالى عنه قال 'لم يكن شخص احب اليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانوا اذا راوه لم يقوموا لما يعمرون من كراهيته لذلك (ترمذی ۲۰/۱۰۲ ط سعید)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اپنے لئے قیام کو پسند نہ کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پوچھتے کہ ان کو آپ سے انتہائی محبت تھی قیام نہ کرتے تھے۔ تو پھر آج جب کہ آپ کا کسی مجلس میاد میں ان کی شریعتی دلیل سے امت ہی نہیں اور نہ کسی کو نظر آتے ہیں تو پھر کسی طرح قیام کرنا جائز اور مستحب قرار دیا جاسکتا ہے۔

خاص طور پر اس لئے صاف یہ کیا کہ جناب دل کا ایک فتویٰ یہاں پیش کیا جا رہا ہے جس میں کہ تہذیب کی جرت میں عدم ہونے کے شائبہ پر اس کو ناجائز تحریر فرمایا ہے۔

فی زمانہ درس قرآن درس حدیث وفقہ امت وافتد وغیرہ متنی چیزیں ہیں جن میں کہ اجرت کا شائبہ نہیں بہت تین ہے۔ در جو مجبوری و اضطرار کی حد سے متجاوز بھی جرت پر کرائی جا رہی ہیں۔ اس صورت میں کھانے اور کھانے والوں کی نیت کا حکم ہوئے بغیر محض شبہ میں حرمت کا حکم بعید معلوم ہوتا ہے۔ جو تنقید یہاں سے بھیجایا تھا اور جس پر آپ نے اجرت کا شائبہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونے کا حکم تحریر فرمایا تھا اور اس میں وقعات کو اصلی حاکم میں نہیں دکھلایا گیا۔ عریضہ بند میں حالت کو صحیح طور پر دکھایا گیا ہے۔ بہر حال مذکورہ صورت میں جو حکم کہ جناب دل کے سامنے مان میں ہو تحریر فرمایا نہیں۔ بنظر سہولت آپ کے اس فتویٰ مذکور کی (جو اتفاق سے مجھ تک پہنچ گیا ہے) نقل بھیجتا ہوں۔ اور یک نقل حضرت مرجع عالم مولانا شبیر احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کی بھیجتا ہوں اس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شائبہ اجرت گائے بغیر جواز عدم جواز کی صورت میں صاف طور سے تحریر فرمائی ہیں۔

نقل فتویٰ علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

سوال (ایک صوفی شریعہ صاحب، حال اپنے پیشوایان شریعت و طریقت کو دوسرے تیسرے وہ ثواب سنان کی غرض سے کلام مجید و فرقان حمید اور کلمہ صبیحہ سوال کھ مرتبہ کا وظیفہ کراتا ہے اور قرآن خوانی اور کلمہ صبیحہ پڑھنے والوں کو کھانا لوجہ اندہ تقاضا کھاتا ہے لیکن ان امور کو وجہ و فرض بھی نہیں سمجھتا محض فعل و مشغول خیال کر رہا ہے۔ دوسرے وہ کمرہ بہ عمت در ناجائز کہتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ فعل و مشغول نے بھی نہیں کیا۔ ہذا یہ جائز ہے یا کمرہ بہ عمت ہی و توجروا ۱۵/۱ پر ۳۹ء

(جواب ۲۲۳) قرآن پڑھنے والوں کو اور کلمہ صبیحہ پڑھنے والوں کو کھانا کھانا اجرت کا شائبہ رکھتا ہے۔ اس نے ایسا کرنا ناجائز نہیں (۱) کیونکہ ماوت اور کلمہ خوانی کی جرت پیدا کرنا ناجائز نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان ائمہ لدہ دہلی۔

۱۔ وقد ردہ لشیخ حجر الدین الرمزی فی حاشیہ البحر فی کتاب اوقوف حیث قال: قول المفتی یہ حوزہ لا حد استحصاء علی بعض القرآن لا معنی القرآن الامحروہ کما صرح بہ فی لتارحایہ حیث قال لا معنی لہذہ الوصیۃ ولصیۃ القاری بقراءۃ لا ھد بمرآۃ لا حرہ و الا حارہ فی دیک ناصۃ وہی بدعۃ ولم یقعہا احد من الصحفۃ وقال فی الولوایا بحیث ما نصد ولو اراد قس صدیق و قریب بہ و قرأ عہدہ شباً من القراء فہو حسن، اما الوصیۃ بذاک فلا معنی لہا ولا معنی ایضا بصدق القاری لا بذاک بسہ استجارۃ علی قراءۃ القرآن و ذلک باطل ولم یفعل ذلک حسن لحدۃ ۱۵۱ (رد المحتار ج ۲ ص ۵۶، ۵۷، ۵۸ عید)

۲۔ فی شرح الشریعۃ فی شرح الہد بہ ان لقراء لا حرہ لا یستحق ثواب لا سمیت ولا للقاری وقال العینی فی شرح بہدۃ (بمعنی القاری بلید) ولا حد و المعطی اتمام (رد المحتار ج ۲ ص ۵۶ طبع)

نقل فتویٰ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ از فتویٰ رشیدیہ

حضرت گنگوہی کے فتویٰ کی وضاحت اور سوال مذکور کا مکرر جواب۔

(سوال) ٹھہروں۔ برس سال اپنے پیر یا استاد کی برسی کرے۔ یعنی جب سال بھر مرے ہوئے ہو جائے تو یک دن مقرر کر کے اس روز کا نام عرس شریف رکھتے ہیں اور اس دن کھانا پکا کر تقسیم کرادے۔ مناسکین کو در ختم کرے پنج آیت قرآنی کا تو یہ صوفیائے کرم کے یہاں اور ہماری شریعت میں یہ حکم ہے۔ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(جواب) کھانا تاریخ معین پر کھانا کہ پس و پیش نہ ہو بدعت ہے (۱) اگرچہ ثواب پہنچے گا۔ اور طریقہ معینہ عرس کا، طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ بدعت ہے۔ (۲) و بدعتین کر دینا درست۔ (۳) فقہ انتہی فتویٰ رشیدیہ ص ۸۰ مطبوعہ شمس المطبع۔ مرد آباد جلد اول۔

المسنفتی نمبر ۲۲۸۹ عبد القدیر صاحب (بخور) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء (جواب ۲۲۴) حضرت قدس محمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے سامنے جو سوال پیش کیا گیا تھا۔ اس میں تعین یوم کا ذکر تھا۔ در قرآن خونی یا کلمہ خونی کا مطلقاً نہ تھا۔ صرف یک معین تاریخ پر فرض ایصال ثواب کھانا کھانے کے متعلق سوال تھا۔ حضرت قدس کا جواب بالکل صحیح ہے کہ کھانا کھانا بتعین تاریخ بدعت ہے۔ بغیر تعین تاریخ (اور بغیر قرآن خونی و کلمہ خونی) ہو تو درست ہے۔ میرے سامنے جو سوال آیا اس میں تعین یوم و تاریخ کا ذکر نہ تھا۔ یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ قرآن مجید اور کلمہ پڑھوا کر پڑھنے والوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اس میں اجرت کا شائبہ ہونا ظاہر ہے۔ اس سئلے میں نے اپنے جواب میں اس کی تصریح کر دی اور اب مزید تفصیل مندرجہ سوں سے متاثر معلوم ہوا کہ اس مجلس کا اس قدر اہتمام کیا جاتا ہے کہ دور دور سے لوگ کر یہ خرچہ کر کے آتے ہیں اور شریک مجلس ہوتے ہیں۔ یہ وجہ بھی اس مجلس کی کراہت و بدعت کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ ایصال ثواب کی مجلس کا یہ ہتمام قرون ثلثہ میں نہ تھا اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ جو لوگ غیر کر کے آتے ہیں وہ غیر سفر کئے و غیر خرچہ کئے اپنے گروں پر قرآن مجید اور کلمہ پڑھ کر ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ ورنہ یہ کھانا اگر ایصال ثواب اور صدقہ کی نیت سے کھلایا جاتا ہے تو کیا اس میں کوئی ممانعت نصب شریک

در بقدر کردن روز سوم و غیر ما۔ جس اور اضرواری انکاش در شریعت محمدیہ ثلاث نیست (مجموعہ الفتاویٰ علیہ مشی طاعت سنتی ج ۱ ص ۹۵) بحمد الکیڈی۔ دور۔

حضرت شاہد اعزیز محدث الہویؒ، فتاویٰ عزیز معربہ اساتذہ کا دود بخند است میرسد کہ ثواب دور سے درگاہ پیاں نردامہ لیکن برے اینکار وقت اور تعین نمودن و باب مقرر کردن بدعت است (عمون علما ایصال ثواب ص ۹۷ ط کتب خد رحیمیہ دیندیولی)

۲۔ لا یحور ما بعدہ الجہل بحدود الا ولاء والنفہاء من السجود والطواف حولہا واتحاد السرج والمساعدہا ومن الاجتماع بعد الحول کلا عباد ویسموہ عرسہ (فتاویٰ شہداء ماہی تفسیری مضموری آل عمرن تفسیر آیت ۶۳ ق ۱۰ تا ۱۱ ج ۲ ص ۶۵ ط کتب خد خد و ناوی)

۳۔ خرطیکہ خد تریح امور کار کا۔ کہانے

نہیں ہونا سرف نمرء و مساکین ہی ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو یصل ثوب کے پردہ میں ایک جدید رسم کی ایجاد ہے۔ ولا نجاۃ الا فی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

چہلم اور کھانے پر فاتحہ دلانا بدعت ہے۔

(السوال) متعلقہ چہلم وغیرہ

(جواب ۲۲۵) چہلم (۱) اور مروجہ دودھ پریا کھانے پر فاتحہ (۲) دلانا بے اصل بدعت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

بزرگان دین کی قبروں پر چادریں چڑھانا، عرس منانا اور ان کو حاجت روا سمجھنا جائز ہے؟
(سوال) قبور بزرگان دین پر غلاف بہ آرائش چڑھانا اور ایک دن مقرر کر کے سال بہ سال میلہ کرنا یا سوانحہ کے دن مراد ان سے طلب کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(جواب ۲۲۶) بزرگان دین کی قبروں پر غلاف چڑھانا (۱) اور میلے کرنا (۲) یا ان سے اپنی مرادیں مانگنا ناجائز ہے۔ (۳) جو لوگ یہ کام کرتے ہیں وہ سخت گنہگار ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے مراد پوری کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور اس کے سوا کسی دوسرے کو حاجت روا سمجھنا شرک ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ مدرسہ امینیہ دہلی

اجواب صحیح احقر، منظر الدین غفر لہ

۱۔ روایات شعبہ ماہرہ سرف است درہم باسوسیم و چہلم، سنن ہی و فاتحہ سالہ و ایں ہمہ در عرب اول، حود و مصلحت اس است کہ غیر عزیت و ارثال میت نامہ روزہ اطعام اشغال یکہ شبہ و در رست نباشد۔ (شادی اللہ، العقلة الوضی، لی، سبحو، الوضیہ در کتاب مجموعہ دسالمادہ مرتب و مترجم محمد یوسف قادری ص ۵۳ ط شادون اللہ کیدی۔ صدر، حیدرآباد پاکستان من طباعت ۱۹۶۳ء)

مواہمہ الی کھنوی مجموعہ لفظی میں لکھے ہیں "ابن عبد حق محدث راجع من ابرکات سے ناسید و مکہ بدر سے ہاشمی، جس روز دریں دیار پر بدر میاں برادران شش کندہ آراہجانی مشوہ چیرے داخل اعتبار نیست بہتر آست کہ نہ درند" (مجموعہ الفتاویٰ ح ۱ ص ۹۵ ط احمد اکیدی لاہور)

۲۔ فاتحہ مروجہ (جس طعہ روزہ و سادہ ست برداشتہ چیزیں خواندن) میں طور مخصوص نہ در مال آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و در مال خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مشورہ بہ خیر اندہ متبول شدہ۔ (مجموعہ الفتاویٰ عینی ہاشمی خلاصۃ الفتاویٰ ح ۱ ص ۹۵ ط احمد اکیدی لاہور)

۳۔ قال فی الشامیہ "فی الا حکام عن الحجة: تکرہ السور علی القبور" (۲/۸ ط ۲۳۸ سید)

۴۔ "لا تجعل قبری عیداً" (ابوداؤد، کتاب المسند، باب زیارة القبور ۱ ۲۸۶ ط احمد دہ متان) حضرت شادون اندہ محدث دہلوی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں "لا تجعلوا زیارة قبری عیداً اقول هذا اشارة الى سد مدخل التحریف كما فعل اليهود و الصاری بنیو اسیاء ہم و جعلوہا عیداً او موسماً بمنزلہ الحج" (جہ اللہ البلقہ، مسحت فی الادکار و ما علی بنا ح ۲ ص ۷۷ ط المکتبہ السلفیہ لاہور)۔ نیز تلمیحات الیہ میں لکھتے ہیں، "ومن اعظم ابدع ما اخترعوا فی امر القبور و تحدوہا عیداً" (ح ۲ ص ۶۴)

۵۔ دوم آنکہ بالاشتغال چیز یکہ خصوصیت بجانب الہی و در مثل دادن فرزند یا ترقی باران یا دفع امر، غن یا طول عمر یا منداں پیر یا سہ آنکہ بعد از ان کہ جناب ان در نیست منظور ماتہ و مخوفے در نہ ست نمائند این نوع حرام مطلق بلکہ کفر است۔ و اگر از مسلمانان کے ارادے مذہب دور ذوالور مدو شد یا مردان نون مد ذوالہ ارادہ مسلمان خارج میشود۔ (شاہ عبد الحزیر محدث دہلوی فتاویٰ مرزوی، دین در تہمت متیر متان ح ۱ ص ۳۶ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند دہلی)

فصل دہم مسئہ سجدہ تعظیسی

- ۱۔ سجدہ تعظیسی کا حکم۔
 - ۲۔ کسی بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانے کا حکم۔
 - ۳۔ علی بخش، رسول بخش، نام رکھنا اور یار رسول اللہ کہنے کا حکم؟
- (سوال) () سجدہ تعظیسی کا حکم کیا ہے؟ (۲) کسی بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا اور گھٹنے کو ہاتھ لگانا کیسا ہے جب کہ اس کے سنے جھکنے بھی پڑتا ہے۔ (۳) علی بخش، رسول بخش، پیر بخش نام رکھنے اور یار رسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

المسنفبی نمبر ۱۵۱ ظفر علی قریشی صاحب۔ (مرقس) + اربع الثانی ۱۲۵۶ھ ۲۰ جو ۱۹۳۷ء (جواب ۲۲۷) (۱) سجدہ تعظیسی غیر اللہ کو حرام ہے۔ اور بیت عبادت ہو تو کفر ہے۔ (۲) کسی بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے (۲) اور اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانا مباح ہے۔ نہ دونوں صورتوں میں جو جھکنا پڑتا ہے، وہ بضرورت ہوتا ہے۔ اس جھکنے سے تعظیم مقصود نہیں ہوتی۔ ہاں قصداً تعظیم کی غرض سے جھکنا کہ رکوع کی حد تک پہنچ جائے حرام ہے۔ (۳) علی بخش، پیر بخش، رسول بخش نام رکھنا اچھا نہیں ہے کہ اس میں شرک کا شائبہ درپم ہے۔ (۴) اسی طرح مسودۂ سهام کے نام دینا اور یہ سمجھنا کہ فرشتے حضور کو مسودۂ وسلام پہنچا دیتے ہیں، جائز ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ وہابی۔

قبر کے سامنے سجدہ تعظیسی یا سجدہ عبادت کا حکم

(از اخبار المجموعۃ دہلی۔ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء)

- (سوال) زید کہتا ہے کہ قبر کو سجدہ تعظیسی کرنا حرام ہے اور سجدہ عبادت کفر ہے۔ مگر سجدہ تعظیسی سے کفر لازم نہیں۔ یعنی سجدہ تعظیسی کے کرنے والے کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ البتہ مرتکب فعل حرام کا ہے۔

۱۔ "و کذا ما یعلو نہ من تقبل الارض بین یدی العلماء والعظماء محرام و التاعل والراعی نہ اتمان لاند یشہ عیادۃ الون و حل یکفر ان علی و حہ العادۃ والتعظیم کفر وان علی و حہ الحجة لا و صار ائسا مرنکا للکبیرۃ . وفي الملتقط التواضع لغير الله حرام۔" (التتبع لہ ۶ ۳۸۳، ۳۸۴ طبع سعید)

۲۔ "ولا یسب سبیل یدالرحل لعالم والمتورع عسی سبیل لشرۃ درر۔" (تویران ہار مع در مختار ۶ ۳۸۳ طبع سعید)

۳۔ "وفي الرواہدی الايماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود وفي المحيط انه یکرہ الاحماء لسلطان و غیرہ او (رد المختار ج ۶ ص ۳۸۳ طبع سعید)

۴۔ "بجو اسم کہ ایسم نہ مومن غیر مشروع سازد احترام دارد بہین سب سبب سبب تسمیہ بہ النبی و غیرہ منع سائنہ اند۔" (مجموعۃ الفتاوی علی حاشی خدامۃ الفتاوی ج ۲ ص ۳۳ طبع امجد اکیدی لاہور)

۵۔ "ان للہ ملائکۃ سیاحن فی الارض یبلغونی من امتی السلام۔" (نسائی، کتاب الصلوۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰ / ۱۳۳ طبع سعید)

(جواب ۲۲۸) زید کا یہ منہ کہ ”تبرؤ تجده“ تخصیصی کرنا حرام اور تجده عبادت کرنا کفر ہے ”صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ تعظیم کے ارادے سے تجده کرنا اور عبادت کی نیت سے تجده کرنا ایک ہی معنی رکھتا ہے۔ اور عوامان دونوں باتوں میں کوئی صحیح فرق نہیں کر سکتے۔ نہ سمجھ سکتے ہیں۔ اس قائل کو بھی دھوکہ لگا ہے۔ شاید یہ تجده تہیہ کو تجده تخصیصی کے فطرت سے تعبیر کر رہا ہے۔ تجده تہیہ سے بہتہ بہتہ اپنے مفہوم سے تجده عبادت سے جدا لگانا ہے۔ لیکن عوام کے مناسب حال یہی ہے کہ ان کو مطلقاً تجده بغیر اللہ کا شرک ہونا سمجھایا جائے۔ تاکہ احترام کامل کے ان سے امید ہو۔ باقی ہاکی تجده تہیہ کے کرنے والے پر مشرک کا حکم لگانا اس میں حقیقت کرنا منافی کا کام ہے۔ والنواضع لعبر اللہ حرام کدافی الملتقط (ہندیہ ۱، ص ۴۰۶ ج ۵) والی سجدہ للسلطان بسبب العبادہ اولہ تحضرہ البیہ فقد کفر کدافی حواہر الاحلاطی (ہندیہ ۱، ص ۴۰۴ ج ۵) و کداما معلونہ من تقبیل الارض بس یدی لعلماء والعظماء فحرام والفاعل والراعی بہ اسمان لاہ ستہ عبادۃ النور وھل یکھراں علی وحدۃ العبادۃ والتعظیم کھرواں علی وحہ النحیہ لا وصر انما مونکما للکبرہ وفی الملتقط النواضع لعبر اللہ حرام (در مختار ۲، ص ۲۶۸ ج ۵) محمد کفایت مدنفرا۔ مدرسہ امینیہ دہلی

مرشدیہ ولدین کو تجده تخصیصی کرنا جائز نہیں۔

(از خبر جمعیت دہلی۔ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۲۸ء)

سوال) مرتد کو نور میں بپ کو تجده تخصیصی کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۲۲۹) تجده تخصیصی اور تجده عبادت یک چیز ہے۔ اور تجده تہیہ دوسرا ہے۔ تجده تعظیم اور تجده عبادت غیر اللہ کے سے موجب کفر ہے کیونکہ غیر اللہ کی تعظیم تجده سے ساتھ کرنا اور اس کی عبادت تجده کے ساتھ کرنا دونوں کا منہ ایک ہے۔ ہاں تجده تہیہ میں مقصد جداگانہ ہوتا ہے۔ تحیت کے معنی درمیں کہ اپنے ملے والے کو ملاقات کے وقت کوئی ایسا لفظ مانا یا ایسا کام کرنا جو تمذیب، اوقات اور ملنے والے کی خوشنودی کا باعث ہو تہیہ کہنا ہے۔ تہیہ کے سے ضروری نہیں کہ ملنے والا بڑ ہو بلکہ برابر درجے والے اور چھوٹے بڑ سب تہیہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور تہیہ کا معنی سب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے صاحبزادوں کا تجده حضرت یوسف علیہ السلام کے سنے تجده تعظیم نہ تھا بلکہ تجده تہیہ تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں اوقات کے وقت تہیہ کا یہ طریقہ رائج اور شریعت حاضریہ میں جائز تھا۔ (قرآن پاک میں ۷۰۰ کا تجده حضرت آدم علیہ السلام کو بھی تہیہ تھا۔ ۱۰۰ دونوں تجده (فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو تجده۔ اور

۱۔ کتاب الترائیۃ باب الترائیۃ ص ۵۶ ج ۳۶۸ حدیث نمبر ۱۰۰۰

۲۔ المغیری کتاب الترائیۃ ص ۵۶ ج ۳۶۹ حدیث نمبر ۱۰۰۰

۳۔ در مختار ۶، ص ۳۸۳، ۳۸۴ حدیث نمبر ۱۰۰۰

۴۔ ”لم یکن عبادۃ لہ بل نحبہ واکرمنا“ ولد اسمع عنہ ابیس وکان حائراً فیما مضی کما فی قصہ یوسف (الراغب ص ۳۸۳)

۵۔ ”حلموا فی سجدۃ الملائکۃ فیل کان اللہ تعالیٰ والتوحہ الی آدم بشرف وفل بل لآدم علی وحدۃ النحبہ والا کرم ثم سبح“ و”صحیح الثوری“ ولم یکن عبادۃ لہ بل نحبہ واکرمنا (در مختار ۶، ص ۳۸۳، ۳۸۴ حدیث نمبر ۱۰۰۰)

حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھائیوں یا صرف بھائیوں کا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کو (سجدہ تہیۃ تھے) اور جائز تھے۔ حضرت حق تعالیٰ نے نقل فرمائے ہیں۔ اور شراعیہ سلاطین کے حکام جو قرآن پاک یا حدیث میں نقل کئے جائیں شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس وقت حجت و قیاس نہیں ہوتے ہیں۔ جب شریعت محمدیہ میں ان کے خلاف حکام موجود نہ ہوں۔ اگر شریعت محمدیہ میں ان کے خلاف حکام موجود ہوں تو شراعیہ قبل کے حکام حجت نہیں ہوتے۔

اب شریعت محمدیہ کا حکم یہ ہے کہ سجدہ تعظیمی یعنی سجدہ عبادت غیر اللہ کے لئے تفاقاً کفر ہے (۱) اور سجدہ تہیۃ غیر اللہ کے لئے حرام ہے۔ (۲) اور اس کے جواز کوئی دلیل نہیں۔ جو لوگ کہ قرآن مجید میں ذکر کرتے ہوئے سجدوں سے شریعت محمدیہ میں سجدہ تہیۃ کے جواز پر استدلال کرتے ہیں وہ قانون استدلال و احتجاج سے نالغ ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان مدد دہی۔

۱۔ "ابن علی وجہ العبادۃ والاعتظام کفر" وقال شمس الامۃ لیسر حسنی اب کان لعلی اللہ علی وجہ التعظیم کفر وہ قال لقیسنانی وہی بطہیر بد کفر بالحدۃ مطلقاً" (در مختار ج ۶ ص ۳۸۳ طبع سعید)
 ۲۔ اب علی وجہ لحدہ لاؤ صر الامام تکیا لکیرہ۔ (در مختار ج ۶ ص ۳۸۳ طبع سعید)

نوال باب

بدعات اور اقسام شرک

اہل بدعت کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟

(سوال) بدعتیوں کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں اور ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

المسنفی نمبر ۷۰۷ عبد الستار (یا)

(جواب ۲۳۰) اہل بدعت سے خلا مار کھنا چھ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان مددہ دہلی۔

۱۔ مجلس تعزیہ منعقد کرنے والے کے ایمان اور امامت کا حکم۔

۲۔ مولود شریف منانا اور اس میں قیام کرنا بے اصل ہے۔

(سوال) تعزیہ داری کرنے والا شخص جو شیعوں کی طرح تعزیہ داری کرتا ہے اور تعزیہ کی مجس منعقد کرتا ہے اس میں میرا نہیں دویر و دیگر شعر نے کذاب کی غزلیں و نوحے گاتا اور سنتا ہے۔ علم چڑھاتا ہے منت مانتا ہے۔ اور منت تعزیہ کی رکھتا ہے، مسلمان کہتا سکتا ہے یہ مشرک ہے۔ اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

(۲) مولود شریف جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ قیام کرنا کیسا ہے؟

المسنفی نمبر ۳۴ نذیر حمد۔ منع ہیں۔ ۲ جمادی اول ۱۳۵۲ھ ۶ مہ ۶ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۳۱) (۱) ایسا شخص گناہگار ہے۔ مشرک ہونے کا بھی خوف ہے۔ اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔

(۲) حضور نور ﷺ سے محبت مبارکہ بیان کرنا تو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔ مگر موجودہ

مجس میادیت سے امور منکرہ پر شامل ہونے کی وجہ سے غیر شرعی ہیں (۲) قیام جو مخصوص ذرورات کے موقع پر لیا جاتا ہے، بے اصل ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان مددہ دہلی۔

ولا تتركوا ابي الدرس ظلموا فتمسككم باز (هود ۳) وعن الحسن 'لا تحلس صاحب بدعة فانه يهرس قبلك ولا غصه، لو حاد الثالث من فعل الحج، ومما جاء عن عبد الصمد رضى الله تعالى عنهم 'ح ص ۸۳ (دار الفکر بيروت) ۲ کو کمرہ مانتا و سنتا مبتدع انی صاحب بدعت (نور - ص ۷۷ مع رخصت ص ۵۵۹، ۵۶۰ طبع) ۳ (۱) اہل بدعتی مجس میں شرکت کرنا اور ان کا قیام کرنا دونوں ناجائز ہیں۔

(۴) - جنی اس پر کون شرعی دلیل قائم نہیں ہے۔ بدعت سے پہلے نے اپنی حیات مبارکہ میں کبھی اپنے لیے قیام کو پسند نہیں فرمایا تو آپ کی وفات کے بعد آپ کے لیے قیام کیونکر جائز یا مستحب ہو سکتا ہے، آپ کا محس میاد میں تاکشی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور نہ آپ کی کو نظر آتے ہیں۔ ترمذی ابواب آداب میں ہے 'کونوا اذاد وہم بغیروا الما بعد موت من کراہیتہ لدلت' (باب، ج ۱، تراجم قیام، ارض لبرجل ۲ ۵۴ طبع)

دس محرم کو کھچڑہ پکانا، شربت پلانا، نیا پٹرا پہننا اور سرمہ لگانا بے اصل ہے۔
(سوال) زید کہتا ہے کہ شربت پلانا، کھچڑہ پکانا، نیا پٹرا پہننا، آنکھوں میں سرمہ لگانا یہ سب سنت ہے۔
کھچڑہ اس وجہ سے سنت ہو کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑ پر جا کر گئی۔ جب کشتی سے اترے
تو کھچڑہ پکایا یہی دن عشرہ محرم کا تھا۔ بحر کہتا ہے کہ شربت پلانا، کھچڑہ پکانا، نیا پٹرا پہننا آنکھوں میں سرمہ لگانا
نبی ﷺ سے اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث مردی نہیں۔ یہ سب افتراء ہے۔

المستفتی نمبر ۳۶۵ سید حاکم علی شہ (میرٹھ) ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۳۲ء
(جواب ۲۳۲) کھچڑہ پکانے کی کوئی سند نہیں۔ یہ بالکل بے اصل ہے۔ البتہ عاشور کے دن روزہ رکھنا۔ (۱) اور
اپنے اہل و عیال پر رزق یعنی کھانے پینے کی اس روز فریخی کرنا (۲) مسنون ہے۔ البتہ سرمہ لگانے کی روایت
ضعیف ہے۔ (۳) ہاتھوں نے اسے موضوع بھی کہا ہے۔ (۴) نیا پٹرا پہننے کی کوئی روایت نہیں۔ اور جو کام کہ روافض
کرتے ہیں، ان میں ان کی مشابہت اہل سنت کو نہ کرنی چاہئے۔ (۵) محمد کفایت، مدکان اللہ لدہ دہلی۔

عشرہ محرم میں سبیل لگانا، فاتحہ دینا بدعت ہے۔

(سوال) محرم کے شروع عشرہ میں یعنی چاند رات سے دسویں تاریخ تک شربت کھانا کپڑا لایا اور کوئی چیز پر
فاتحہ امام حسین علیہ السلام کی دے کر کسی کو دینا یا کسی راہ سے سبیل کرنا کیسا ہے۔ وراس طرح حضرت
امام حسین علیہ السلام کو ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۳۶۵ امیر بخش صاحب گدھ مکئیر ۹ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۲ء
(جواب ۲۳۳) ایصال ثواب کے بواز میں کوئی کلام نہیں۔ اور حنفیہ کے نزدیک عبادات بدنیہ و مالیہ دونوں کا
ثواب پہنچتا ہے۔ (۱) لیکن ایصال ثواب کے لئے کسی تاریخ یا کسی شے کی تخصیص جو قرون ثلاثہ مشہور لہا بخیر یا نہ
و مشائخ مذہب رحمہم اللہ سے منقول نہ ہو، نہ کرنی چاہئے۔ (۲) حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ثواب

۱۔ "عن ابن عباس قال" ما رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحرى صیام یوم فصلہ علی غیرہ الا هذا الیوم یوم عاشوراء
وهذا الشہر یعنی شہر رمضان۔ (دری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، ج ۱ ص ۲۶۸، ندوی)

۲۔ قال فی الدر المختار وحديث الموسعة علی العیال یوم عاشوراء صحیح وقال ابن عابدین فی الرد وهو "من وسع
علی عیدہ یوم عاشوراء وسع للہ عیدہ سنة کلہا" ثم اطل الکلام وقال معہ حدیث لتوسعة ثابت صحیح کما قال
الحافظ السیوطی فی الدر۔ (رد المحتار، ج ۲ ص ۱۸، ۱۹، طبع سعید)

۳۔ "وحديث الا کتھال فیہ ضعیف لا موضوع کما رعد ابن عبد العزیز۔" (در مختار، ج ۲ ص ۱۹، طبع سعید)
۴۔ قال ابن عابدین "ولا یلزم منہ الا حجاج بحديث الا کتھال یوم عاشوراء کتب وقد جرم بوضع الحافظ السجاری
فی المقاصد الحسنة، وتبعه غیرہ منهم ملا علی القاری فی کتاب الموضوعات، ونقل السیوطی فی الدرر المنشرة عن
الحاکم ابن مکر الخ" (رد المحتار، ج ۲ ص ۱۹، طبع سعید)

۵۔ "نقل فی مطالب المؤمنین، عن امامنا ابی حنیفہ" انه لا یجوز التثبہ بالروافض ومن تشبه بقوم فهو منهم" (نفع
المفسر، ج ۱ ص ۶۶، طبع خانہ مجید، مثال)

۶۔ "الاصل" ان لا یسان له ان یجعل ثواب عیدہ لصلوات صوماً او صدقةً و غیرہا عند اهل السنة والجماعة"
(حدیث، ج ۱ ص ۲۹۶، مکتبہ شریعت، شرکت علیہ ملتان)

۷۔ "ووضع الحدود، والتبرام الکلیات، والبیئات المعینة، والعمادات المعینة فی اوقات معینة لم یوجد لہا ذلک
التعین فی السریعة۔" (الرد المحتار، ج ۱ ص ۹۱، طبع دار الفکر، بیروت)

پہنچانے کے لئے محرم کے عشرہ اوئی کو مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسی طرح شربت یا کھجڑ یا فیرنی وغیرہ کی تخصیص بھی غیر موجب ہے۔ بلکہ تمام سال میں جس وقت بھی کوئی صدقہ خیرت کرے یا کوئی بدنی عبادت کر کے حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ثواب پہنچایا جائے، بہتر اور اوفیٰ بالشریعہ ہوگا۔ عوام مسلمین نے اعتقاد یا عملاً و استزما چونکہ محرم کے عشرہ وں کو اس کام کے لئے مخصوص اور موجب زیادت ثواب سمجھ رکھا ہے۔ اور اسی طرح مخصوص چیزوں کو (مثلاً شربت کی کبیل لگانے یا شربت پانے یا کھجڑ یا فیرنی پکانے و) ہی حضرات مائین کے ایصال ثواب کے لئے لازم سمجھتے ہیں اس لئے حضرات علمائے کرام اور متبعین ائمہ کرام اور طالبین تبع سنت پیغمبر عالیہ الصلوٰۃ والسلام کا وظیفہ عمیہ یہی ہے کہ ان تخصیصات غیر ثابتہ و غیر متورشہ کے ترک کرانے کا اہتمام کریں واللہ بموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

بدعت کی قسمیں اور ان کا حکم

(سوال) کیا بدعت کی دو قسمیں ہیں، حسنہ اور سیئہ۔

المستفتی نمبر ۱۳۱ مدنی محمد انور (ضلع جہانپور) ۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۳۴) شرعی بدعت تو ہمیشہ سینہ ہوتی ہے۔ لغوی بدعت حسنہ ہو سکتی ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

”آستانہ سرور عالم“ کے نام سے عمارت بنا کر اس کی تعظیم کرنا گمراہی ہے۔
(سوال) کیا ”آستانہ سرور عالم“ کے نام سے کوئی عمارت تعمیر کی جاسکتی ہے۔ اور اس کی تعظیم و احترام کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۸۷۰ سلطان محمد خاں (برہنہ) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۲۳۵) ”آستانہ سرور عالم“ کے نام سے کوئی عمارت بنانا بدعت، گمراہی اور فتنہ عظیمہ ہے۔ (۲) ایسی عمارت ہرگز نہ بنائی جائے۔ اور نہ اس کی کوئی عزت اور حرمت تسلیم کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فاتحہ کا حکم

(سوال) آخری چار شنبہ جو صفر کے مہینے میں ہوتا ہے، اس کا کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔ کھانے پر فاتحہ داغ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۸۸ عبدالرزاق (ابو جبین) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

”فکل من حدث شئاً ونسبہ الی لدیس و ہم یکنہ اصل من لدین یرجع لہ فہو صلالہ و اندیس بری مہ و سواہ فی دینک الاعتادات او الا عمل او الا قول الصاغرہ والباطلہ و ایا ما وقع فی کلام السلف من استحسان بعض ابدع شامہ دلت المدع اللعویۃ لا الشرعیۃ“ (جامع العلوم والحکم، ابن رجب، ص ۱۹۳)
۲۔ نیچا اسم کہ ایسا بدھ موم غیر شرع سازد است از اسمہ (مجموع الفتاویٰ علی حاشیہ جامعہ الفتاویٰ، ۴/ ۱۳۳۷ء امجد اکیڈمی لاہور)

(جواب ۲۳۶) سخی چار شنبہ کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں اور جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں یہ سب بے اصل ہیں۔ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا بے اصل ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان لہ۔

محرم کے ایام میں تعزیہ بنانے کے لئے چندہ دینے کے بجائے حلیم تیار کر کے تقسیم کرنا کیسا ہے؟

(سوال) زید اور اس کے بعض احباب تعزیہ و برقع کے بنانے میں چندہ دیا کرتے تھے۔ اب منع کرنے سے اس بات پر راضی ہوئے ہیں کہ تعزیہ و برقع میں کوئی چندہ نہ دیا جائے۔ اور آپس میں چندہ کر کے حلیم پکا کر غرب میں تقسیم کر دی جائے۔ اس صورت میں تعزیہ و برقع کی شرکت سے عیحدگی رہے گی۔ در بہت سے آدمی ہوں دونوں چیزوں میں چندہ دیتے ہیں وہ بھی چندہ بند کر دیں گے۔ اور اس دوسری تحریک میں شریک ہو جائیں گے آیا اس غرض سے یہ دوسری تحریک جائز ہے یا نہیں۔ اور شرعاً اس کی کچھ اجازت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

المستغنی نمبر ۳۹۵ مولوی محمد یوسف۔ پوڑی دارن۔ دہلی ۱ محرم ۱۳۵۶ھ ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء (جواب ۲۳۷) تعزیہ و برقع تو قطعاً جائز ہیں۔ (۲) ورنہ ان میں چندہ دینا گناہ ہے۔ (۳) اس کام کو چھوڑ کر اس رقم کا حلیم پکا کر غرب کو تقسیم کر دیا جائے تو تعزیہ و برقع بنانے کے گناہ سے تو نجات مل جائے گی مگر محرم کے ایام مخصوصہ میں خاص طور پر حلیم پکانا اور تقسیم کرنا یہ بھی بدعت ہے۔ (۴) شہیدین کو بدلہ رحمتہ اللہ علیہم جمعین کی روح حبیبہ کو ثواب پہنچانے کے لئے محرم کا انتہاء نہ کرنا چاہئے۔ اور نہ حلیم شریف کی تخصیص کرنی چاہئے۔ بلکہ جس وقت جو کچھ میسر ہو صدقہ کر کے اس کا ثواب بخش دینا چاہئے۔ فقہ محمد کفایت اللہ کان لہ۔

(۱) تعزیہ، علم، دلدار بنانا، ان کی تعظیم کرنا اور مرادیں مانگنا، اور سینہ کوئی کرنا وغیرہ سب امور حرام ہیں۔

(۲) حضرت میر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غصب خلافت اور یزید کی ولی عہدی کے لئے بیعت لینے کا الزام کہاں تک درست ہے؟

(سوال) (۱) تعزیہ بنانا۔ علم نکالنا۔ دلدار بنانا، تخت اٹھانا، مہندی نکالنا، مرثیہ پڑھنا، تعزیہ سے منت مرد مانگنا اور اس کا چومنا چاٹنا، نوحہ و زاری کرنا، چھتیاں کوٹنا وغیرہ وغیرہ۔ نئے شرع شریف کیسا ہے۔

۱۔ ابن بطوطہ (میں وقت مروجہ انداز زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند در زمان خلافت و وجود آن در قرون ثلاثہ کہ مسودہ ماماجیر اہل مقبول اند) (مجموعہ منتخبات علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵ طبع کبھی۔ ہور)

۲۔ تعزیہ و برقع در عشرہ محرم یا میر آن و بعض نسخہ و صورت قبور و علم تیار کردن الدل و غیرہ ایک ایہ امور بدعت است نہ در قرون و نہ در زمانہ آن نہ در قرون ثلاثہ۔ (مجموعہ منتخبات علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۲ ص ۳۳۲ طبع امجد آئیدی راہور)

۳۔ نفوذ تعالیٰ 'ولا تعاونوا علی الاثم و العداوان' (المائدہ ۲)

۴۔ 'ومہا وضع الحدود، و التزام لکیفیت و الہیت المعیہ، و التزام العبادات المعیہ فی وفات معیہ ہم یوحّد لہا ذلک لتعین فی السریعۃ' (الاعتصام، نو مستحق لشاطی، الدل الاول فی تعریف المدع الح ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر بیروت)

(جواب ۲۳۹) (۱) یہ وظیفہ پڑھنا جائز اور موہم شرک ہے۔ (۲) یہ بھی ناجائز ہے۔ (۳) کیونکہ اکثری طور پر اس سے مراد تقرب الی صاحب القبر ہوتا ہے۔ (۴) قبر پر چادر اڑھانا (۵) خدا کی عبادت کس طرح ہو گئی۔ یہ تو قبر یا صاحب قبر کی تعظیم عبادت ہوئی۔ خدا کی عبادت میں وہ افعال داخل ہو سکتے ہیں، جن کا خدا یا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اجازت دی۔ شیرینی یا کھانا یا غلہ محتاجوں کو تقسیم کرنا بیشک خدا کی عبادت میں داخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ محتاجوں کی امداد اور حاجت روائی کا خدا نے حکم دیا ہے۔ مگر ان چیزوں کو قبر پر سے جان غلط ہے۔ (۶) اور عبادت کی حیثیت کو مکدر اور خراب کر دیتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کا لہ۔

تغزیوں کو ناجائز اور بدعت کہنا صحیح ہے۔

(سوال) کیا تغزیوں کی شان میں گستاخانہ الفاظ اور برا بھلا کہنے سے شرعاً کوئی گناہ عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۵۶۴ جناب سید عبدالمعبود صاحب (ضلع بدایون) ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

۳ جولائی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۴۰) تغزیوں کو ناجائز اور بدعت کہنا صحیح ہے اگر گستاخانہ الفاظ سے ایسے الفاظ مراد ہیں جو ان کا شرعی حکم ظاہر کرنے کے لئے استعمال کئے جائیں تو یہ گستاخانہ الفاظ نہیں اور اگر کوئی برے اور بھونڈے الفاظ مراد ہیں تو وہ مسلمان کی زبان کے شایان نہیں۔ (۵) محمد کفایت اللہ کا لہ۔ دہلی

جعلی اور مصنوعی قبر بنا کر عوام کو گمراہ کرنا۔

(سوال) ہمارے یہاں چند اشخاص فتنہ پردازوں نے ایک جعلی قبر بنا کر تیار کر لی ہے جس میں میت وغیرہ پنچہ نہیں ہے۔ جس کو اور غلہ کر پرستش کرتے ہیں اور فتح دیتے ہیں۔ اس بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

۱۔ "ابن جنین وظیفہ احترام لازم و واجب اور اس جہت کہ میں وظیفہ متعین شینا ہے است و بعض فقہاء از پنجوادہ حکم کفر کردارہ دینا چہ در در مختار و بعض کذا قول شیخ، لہ فیل بکھر استی۔ در رد المحتار و در رد و لعل و جہدہ طلب شینا لہ واللہ عسی عن کل شیء والکل منتظر و محتاج لہ و بعضی اس پر حج عدم التکفیر فائدہ یسک ان یقول اردت طلب شی اکراماً لہ شرح لوہابیہ قلت فیسمی التواعد عن ہذہ العادہ و قد مر ان مافیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار و تجدید الکاح اٹھنی ثاساً زین جہت کہ بن وظیفہ متعین است ندی اموات الزامیہ بیدہ و شرعاً ثابت نیست کہ ولیہ رتہ دے حاصل است کہ ارامتہ حیدہ و ندرہ استند" (جمعیۃ التناوی علی حاشی خلاصۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۳۱ و امجد اکبری)

۲۔ قال العسی "و کذلک ما شعلہ اکثر الناس من وضعہا فیہ رطوبۃ من الرياحین والنقول و نحوہا علی القصور لیس شیئاً وانما لیسۃ العور (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۸۷۹ ط مصر) وقال محدث العصر النوری اتفق الخطابی والطوطوسی والقدوسی عیاض علی السع و قولہم ولی بالاتباع حیث صبح متلاً لک المسامحات و لتعدلات مثلاً، للذع اسکرہ والفس السانۃ فتری العامة یقون الرہور علی القصور وبالاجس عسی قور لصلحاء والا ولیاء فالمصحة العامہ فی الشریعۃ تقتضی منع دلت بتاناً استنبالاً لشفاف الذع وحسماً لمادۃ المنکرات المحدثۃ والجملۃ ہذہ مدعۃ مشرقیۃ مکرۃ الحج" (معارف اس باب التعمید فی البیول ۱/۲۲۵ و المکتبۃ البیروتیہ)

۳۔ فی الاحکام عن الحجة نکرہ السنور علی القبور۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۸ ط سعید)

۴۔ "وفی لزیرۃ مکرہ اتحاد الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم۔" (رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۰ ط سعید)

۵۔ تعریہ داری در عشرہ محرم و ساحس صرائح و صورت و غیرہ درست نیست این ہمہ مدعت است مدکہ مدعت سیئہ است۔ (تفاوتی عزیزی، مسئلہ حریم داری محرم صورت ۱، ۵۷ ط کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

المسنفنی نمبر ۶۳۷ اباء عمل بھوسائی (ضلع پونہ) ۱۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۴۱) جعلی و مسنوعی قبہ بنا گاہ ہے خصوصاً جب کہ مقصود روپیہ مانا ہو۔

محمد کفایت اللہ کان لہ۔ دہلی۔

بارہ ربیع۔ ول کو کاروبار بند رکھنا اور اس پر مجبور کرنا کیسا ہے؟

(سوال) بنگلہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں سے دو مختلف شہزادے شائع ہوئے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ
بارہویں ربیع الاول کو دکانیں بند کرنا بدعت ہے تو دوسرا گروہ کہتا ہے کہ سنت مشتق رسول ہے، چونکہ دونوں
شہزادے میں ہندوستان کے عالم بددین ہیں۔ جس دن بدعت عوام میں سے چینی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔
ساتھ ہی اشتہارات بھی رونہ خد مت ہیں۔

المسنفنی نمبر ۲۲۴۸ جناب مرتضیٰ خاں صاحب (بنگلہ رشتی) ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ م ۶ مئی ۱۹۳۸ء
(جواب ۲۴۲) جماعت تاجران میہ جت مسکر، بنگلہ رشتی سے جو شہزادے شائع ہوئے ہیں وہ اس میں میر جو
فتویٰ درج ہے، وہ فتویٰ ان دونوں کے متعلق ہے جو شرعی اداکاروں کی سنت پر عمل نہیں کرتے اور رواج کو شریعت
پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس فتویٰ کا تعلق ۱۲ ربیع اور کو کاروبار بند رکھنے سے چھ نہیں۔ کاروبار بند رکھنے کے بارے
میں اس اشتہار کا لب و لہجہ سامع تعظیم اور تہذیب کے خلاف ہے۔ مخالفین کے متعلق اس قسم کے الفاظ
استعمال کرنا جیسے کہ اس شہزادے میں استعمال کئے ہیں اس کی طریتہ نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں میں اختلاف و بغض و
عدوت پیدا کرنا ہے جو ہر صرح قابی افسوس ہے۔

۱۲ ربیع اور کو کاروبار بند رکھنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے جو دکان بند نہ کرنے پر خدا اور رسول کی
طرف سے کوئی نرا نہیں ہے۔ مگر یہ لوگ اس کو چننا اور وہابی کہتے ہوئے خدا و رسول سے نہیں ڈرتے اگر یہ
لوگ مشتق رسول ہی کو سمجھتے ہیں کہ اس دن پناہ دہا بند رکھیں تو شرط یہ کہ اس کو شرعی حکم نہ سمجھیں ورنہ
کو تعین و طعن نہ کریں اور ان کو مجبور نہ کریں تو خیر، لیکن ان کو اس بات کا حق نہیں کہ بغیر مہابت شرعیہ خود
ایک بات ایجاد کریں پھر اس کو دوسروں سے جبراً کریں۔ ورنہ نہ کرے اس کو ایسے الفاظ سے یاد کریں جو شہزادے
میں لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ۔ دہلی۔

تقریب داری کی رسم ناجائز ہے۔

(سوال) تقریب داری جو معمول ہندوستان میں رائج ہے درست ہے یا نہیں؟

المسنفنی نمبر ۲۲۰۷ بی بی خاں ضلع فیصل آباد ۳۰ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء
(جواب ۲۴۳) تقریب داری کی رسم سرتاسر ناجائز ہے۔ اس میں بعض چیزیں حرام و بعض فعل شرک و
بعض بدعت محدثہ ہیں یہ رسم واجب ترک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ۔ دہلی۔

۱ عربیہ داری در غیریہ محرم یا غیرہ و ساحتی صراحی و صوریہ شور و حلہ بید کردن دلہن و غیر ذلک من ہنہ
امور بدعت است نہ در قرآن اول بردہ در قرآن ثانی نہ در قرآن ثالث۔ (نمودہ امتداد میں جو مثل علماء اعتدائی ج ۳ ص ۳۴۰
طالعہ کی راہ)۔

ماہِ رجب میں ”نبی کا روٹ“ بنانا بدعت اور جہالت ہے۔

(سوال) لوگ منیٰ اخنوس کا ٹھکانہ کے آدمی اس ماہِ رجب المرجب میں ”نبی صاحب کا روٹ“ بناتے ہیں (یعنی منہ کے آگے ہاتھ حسب انتظامت مصداق بنی بصر مرثا، شکر بادام، پستہ، جعوزہ، خشک شمش، سو ف، شمش، وغیرہ ملا کر کوئی گھر میں اور کوئی تلواریں روٹی پکاتے ہیں۔ جسے اس روٹ کو رکھ دیتے ہیں۔ اور عید البقر کے گوشت کے ساتھ نیز مید البقر کے اندوختہ گوشت کو اس روٹ کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اور ثواب سمجھتے ہیں) اور اس روٹ کے بنانے کو اس ماہِ رجب میں ضروری بلکہ ثواب عظیم جانتے ہیں۔ اور اگر کوئی کتابی ملانہ بنائے یا اسے خذف مرشرع شریف کہہ ڈالے تو اسے وہابی وغیرہ نام سے موبوم کر دیتے ہیں اور اپنی بات کو جانے نہیں دیتے۔ پس۔

(۱) کیا یہ روٹ نبی ﷺ کا فرمان ہے؟ (۲) یہ حضرات خافہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمان کیا ہے؟ (۳) کیا عشرہ مبشرہ یا کن اور حواء کرام رضوان اللہ علیہم سے حکم شدہ ہے؟ (۴) کیا فعل تاجعین یا تبع تاجعین سے ثابت ہے؟ (۵) کیا ایمان مذہب اربعہ حقیقی تاجعین یا کنی حنبلی کی فقہ سے یہ گیا ہے؟ (۶) کیا پیران پیر غوث الاعظم عبد القادر جیلانی نے اس کی تعلیم دی ہے؟ (۷) کیا کسی پیر فقیر بر رگان دین کا یہ فعل سے (۸) کیا علمائے زمانہ حالیہ کا حکم ہے کہ یہ نبی صاحب کا روٹ کیا کر دو؟ (۹) اگر مذکورہ سوالات سے کہیں ثبوت نہیں تو اس پر رے رہنا اور بلاناغہ ہر سال کرت رہنا بلکہ کرنا ضروری جانتا مرہی ہے یا نہیں؟ (۱۰) کیا ہم یہاں مستفسرہ صفت کا روٹ کریں؟ ایسا شرع شریف کا حکم یا آپ عماء حق کا ہے؟ ہر ایک مہربانی جو جواب صوب مرصت فرمائیں۔

المسنفنی نمبر ۲۶۸۰ یم۔ یو۔ شیرازی۔ جامع نگر (کا ٹھکانہ) ۳ رجب ۱۴۲۰ھ ۲۹ جولائی ۱۴۰۶ء (جواب ۲۴۴) اس روٹ کے بارے میں نہ نبی صاحب ﷺ کا فرمان ہے، نہ حضرات خفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارشاد ہے، نہ حضرات عشرہ مبشرہ یا کن اور صحابی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اجازت ہے، نہ یہ چاروں اماموں یا تابعین یا تبع تاجعین رحمہم اللہ سے ثابت ہے نہ حضرات پیران پیر کی در مرشد طریقت نے اس کا حکم دیا، نہ معتبر عماء امت نے اس کو جاری کیا۔ لہذا یہ محض ایک بدعت اور جہالت ہے۔ (۱) اور اس پر رے رہنا ضلالت و گمراہی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔۔ وہابی

”یوم صدیق اکبر“ منہ کے حکم۔

(سوال) چند اشخاص ایک صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ ہم ”یوم صدیق“ منہ چاہتے ہیں۔ اس شخص نے

۱۔ کہہ دیا کہ بدعت ہر دو پیر ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ کے بعد دین میں حیر کی شری دلیل کے نکال جائے۔ (الزہراں شرح شرح العقائد ص ۵۱۵ مکتبہ مدینہ منورہ)
۲۔ من صبر علی امر مددوب و جعلہ عرما ولم یعمل بالرحصة فقد اصابہ الشيطان من الاصلاح فکیف من اصر علی بدعة و مکر۔ (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۱۱ مکتبہ احببہ کوئٹہ)

برہنہ جو ب دیا کہ تمہارے اس فقرے سے میرے قلب کو ب حد تکلیف ہوئی۔ تم اس خیال کو ترک کر دو
ور یہ نیافتنہ نہ کھڑا کرو۔ ب آپ بر دئے شریعت سے شخص کے بارے میں تحریر فرمائیں کہ اس شخص کے
متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟ یوم صدیق، زردئے شریعت کیس ہے؟ بیوا تو جرو۔

المستفتی نمبر ۳۰۷۲ محمد انصار الدین خان صاحب شاہ جہاں پوری ۲۲ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

(جواب ۲۴۵) ”یوم صدیق“ مننے سے اگر یہ غرض ہو کہ یک دن کوئی جلسہ کر کے حضرت صدیقؑ کے
مناقب و فضائل کی تبلیغ کی جائے تو یہ جائز ہے۔ (۱)

اگر اس شخص کا مقصد اس جواب سے یہ ہو کہ وہ صدیق کبر کے مناقب کی تبلیغ کو ناپسند کرتا ہے تو بے شک وہ
مورد الزام ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ اس طرح خاص یوم صدیق کے نام سے ایک جدید رسم پیدا
کرنا مصلحت عامہ، سامیہ کے منافی ہے، اور بجائے فائدے کے اس کا ضرر زیادہ ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں
آسکتا۔ (۲) یوم صدیق کا نام رکھے بغیر بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کی تبلیغ کی جاسکتی
ہے۔ اور اس میں کوئی فتنہ بھی نہیں ہوگا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

قبر پر گنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا جائز ہے۔

(سوال) حضرت خواجہ قطب الدین ختیر کا کی رحمتہ اللہ علیہ جو اکابر دیائے کرام میں سے دہلی میں گذرے
ہیں، ان کا مزار آج تک خام چا آ رہا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ کو بشارت ہوئی ہے کہ میرا مزار رنگ پڑا ہے
اس پر گنبد پختہ بنوؤ۔ چنانچہ ایک شخص مستعد ہو گیا ہے کہ ان کے مزار پر گنبد بنادے۔ ہذا اعماء کرام سے
سوال ہے کہ کیا شرعاً اس بشارت پر عمل کرنا و نیز کسی قبر پر عمارت و گنبد وغیرہ پختہ بنانا درست ہے یا نہیں۔
مطابق کتاب و سنت و مذہب حنفیہ کے جواب مرحمت فرمایا جائے بیوا تو جرو۔

المستفتی نمبر ۳۵۷۲ حاجی محمد صدیق ولد حاجی احمد۔ قوم شیخ۔ ساکن پھانک جیش خاں دہلی۔

(جواب ۲۴۶) قبر پر گنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا جائز ہے۔ صریح طور پر حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی
ہے۔ (۳) ایسی بشارت (یعنی خواب) جو کسی نامشروع فعل کے ارتکاب کی ترغیب دے قابض التفات و قابل عمل
نہیں ہے۔ اس کا جب خیال آئے تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہئے۔ یہاں تک کہ یہ خیال جاتا رہے۔ محمد
کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) ”لأناس بالجلوس للوعظ إذا أُرِدَ به وجه الله تعالى كذا في الوحي لذكر دُرَي“ (الفتاوى العالمگیریہ کتاب
الکراهیۃ، الباب الرابع فی الصلاة والنسیح الخ ج ۵ ص ۲۱۹ ط. ماحدیہ کوئٹہ)

(۲) ”ومنها وضع الحدود، والتمام الکلیات والھیات المعیۃ والتمام العادات المعیۃ فی اوفات معینۃ لم یوجد لها دلت
التعین فی الشریعۃ“ (الاعتصام أبو إسحاق الشاطبی، الباب الاول فی تعریف البدع الخ ۳۹/۱ ط. دار الفکر، بیروت، لبنان)

(۳) ”ولا یجصص، ولا یضیی، ولا یرفع علیہ ساء وقیل لأناس به وهو المحتار کما فی عبارة السراجیۃ وقوله وقیل لأناس
به الخ المناسب ذکره عقب قوله ولا یطین لان عبارة السراجیۃ کما نقله الرحمتی ذکر فی تحریر بی الفصل ان تطین
القبور مکروه، والمحتار انه لا یکره اذ و عراده الیها المصنف فی المصاح ایضا. واما الباء علیہ فلم ارم احتار حوارہ. و فی
شرح المصیۃ عن مبیۃ المفتی المحتار نه لا یکره التطین. وعن ابی حنیفہ یکره ان یبسی علیہ بقاء من بیت اوقیۃ او نحو
ذلك لما روی حاتم. نهی رسول الله عن تحصیص القبور وان یکتب علیها وان یبنى علیها رواه مسلم وغیرہ اه“ (الدر المختار
مع رد المحتار ج ۶ ص ۲۳ ط. سعید)

پانچ محرم الحرام کو ”سبز چوکی“ کا تعزیہ نکالنا بدعت ہے۔

(سوال) زید ہر سال پانچویں محرم الحرام کو بنام ”سبز چوکی“ اپنے محض سے اپنے اہتمام میں چندہ وغیرہ کر کے نہایت شان و شوکت سے ٹھاتا ہے۔ سبز چوکی بہت بڑے جوس کی شکل میں اٹھتی ہے۔ گیس کے ہنڈے ہوتے ہیں۔ تم کرنے والے ہوتے ہیں۔ عورتوں کا مجمع بغرض زیرت جوس ہوتا ہے۔ انگریزی باجہ بھی جتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس تعزیہ داری سے ہمارا مقصد شان اسلام دکھانا ہے۔ اور یہ کہ کافر اس کو روکتے ہیں، ان کی ضد مد نظر ہے۔

اس چوکی کی واسطے راستہ لینے اور چوک کی زمین حاصل کرنے کے واسطے مقدمہ بھی ہو چکا ہے لیکن مسلمانوں کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اب وہ چوکی دوسرے راستہ سے اٹھتی ہے۔ اس راستے کو بھی روکنے کی کوشش کی گئی، مگر اس کوشش میں کفر ناکام رہا۔

المستفتی نمبر ۲۷۴۰ فتویٰ مہدی حسن کاتب، مفتی پورہ غازی پور۔ ۱۳ محرم ۱۳۶۲ھ

مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۴۳ء

(جواب ۲۴۷) لاحیر الا فی اطاعة الله واطاعة رسوله واضح ہو کہ دنیا اور آخرت کی کوئی بھدائی اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس نبی کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ کفر کی ضد میں کوئی کام کرنا یا یہ سمجھنا کہ کسی ناجائز چیز میں اسلام کی شوکت ظاہر ہوگی، صحیح نہیں ہے۔ یہ سبز چوکی بدعت ہے۔ (۱) اس میں روپیہ خرچ کرانا اسراف ہے جو حرام ہے۔ (۲) باجے بجانا، (۳) عورتوں کا اجتماع (۴) یہ سب امور ممنوعہ محرمہ ہیں۔ روغن کی اقتدا ہے۔ (۵) اہل سنت کے مذہب کی اور سنت رسول ﷺ کی مخالفت ہے۔ لہذا اہل سنت پر اس عمل کا ترک کرنا اور گزشتہ سے توبہ کرنا واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

۱۔ کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ”لا من حقیقة البدعة ان لا يدل عليها دليل شرعی لا منصوص الشرع ولا من قواعدہ“ (الاعتصام، باب الثالث، ج ۱ ص ۱۹۱، ۱۹۲ طرز التقریر دہلی)

۲۔ ”ان المسدیرین کانوا احوال الشیطن“ (الاسراء ۲۷)

۳۔ ”ومن الناس من يشتري لهو الحديث الج، (نکاح ۶) وقال لحسن البصری ”برئت هذه الآية في العناء والمزمار“ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲ ط سبیل اکیڈمی لاہور)

۴۔ ”لیس لیساء یصیب فی الحروج لا مصطرة“ (الی قولہ) ولیس لهن یصیب فی الطرق الا الحواشی۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر، بحوالہ پردہ کے شرعی حکام، مولانا اشرف علی تھانوی ص ۳۵ ط ادارہ سہامیات لاہور)

۵۔ ”نقل فی مطالب المومنین عن امامنا ابی حمزة انه لا یحوز التشبه بالروافض ومن تشبه بقوم فهو منهم“ (فتح المفتی وائل ص ۱۲۶ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

- ۱۔ اللہ کی ذات و صفات میں حضور علیہ السلام کو شریک کرنا۔
- ۲۔ یہ کہنا کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے
- ۳۔ عالم اغیب ہونا صرف خدا کی شان ہے۔
- ۴۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء کو حاضر و ناظر جاننا۔
- ۵۔ سرود سننا حرام ہے۔

(سوال) ایک شخص یہ شعر و سوا میں پڑھتا ہے

ہمارے خدا گرنے دیں ہمارے محمد کو دینو وہی ہو کہو ہے

پڑھنے کے بعد کتاب ہے یہ شعر بالکل صحیح ہے اس واسطے کہ جو صورت محمد ﷺ کی ہے وہی صورت بعینہ باری تعالیٰ کی ہے۔ کیونکہ باری تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد کتاب ہے کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ کتاب ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم اغیب ہیں۔ تمام شیعہ اور ذریت کو جانتے ہیں۔ ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اور تمام اولیاء کو حاضر و ناظر جاننا اور کہتا ہے جس جگہ اور جس وقت ان کو پکارو ہماری فریاد سنتے ہیں اور امداد کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ سرود سننا ہے اور اس کو حداد اور باعث نجات جانتا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے۔

(جواب ۲۴۸) یہ شعر بالکل شرک ہے اور جو شخص اس کو جی سمجھ کر پڑھے وہ مشرک ہے۔ اس میں کام نہیں کہ آنحضرت ﷺ روحی ذلہ افضل موجودات و خاتم انبیاء و الرسل ہیں۔ بعد از خدا بزرگ و بزرگ تر نہ ہو سکتے۔ لیکن آپ بھی خدا تعالیٰ کی ایک مخلوق اور بندے ہیں۔ خالق و مخلوق بھلا ایک کیونکر ہو سکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نہ جسم ہے نہ جسمانی اور تمام ضروریات سے مبرا ہے۔ نہ اس کا کوئی مکان نہ کوئی اس کی شکل و صورت۔ آنحضرت ﷺ بعینہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔ تمام ضروریات جسمانی آپ کو حق تھیں۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک ہے۔ (۱) نیز یہ کہنا کہ احمد اور احد میں صرف میم کا فرق ہے۔ یہ بھی اتحاد و زندیقہ ہے۔ (۲) یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق دونوں ایک ہو جائیں۔

(۲) آنحضرت ﷺ کو نماز و شیعہ کا عالم جاننا بھی شرک ہے۔ شرک سی کا نام نہیں کہ خدا کی ذات میں کسی کو شریک مانا جائے۔ اس کی صفات خاصہ میں بھی کسی کو شریک کرنا شرک ہے۔ عالم اغیب ہونا صرف خدا کی شان ہے۔ دوسرا ہرگز اس کا مصداق نہیں بن سکتا۔ حضرت حق جل شانہ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے

قال تعالى: "ليس كمثله شيء" (الشوریٰ ۱۱) وفي شرح کتاب العقائد الاکبر لملا علی الفارسی "ليس كمثله شيء اي كداته و صفته و قال سبحانه من وصف الله فانه صفاته بصفات احد من خلق الله فهو كافر بالله العظيم" (الطبعة الأولى من ۱۲۳۳ دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

۲۔ الریدق فی لسان العرب بطلی علی من یغنی الاری تعالیٰ و علی من ینت الشریث الح و الملحد و هو من مال عن الشرع القویم الی حیة من حیث الکفر۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۱ سعید)

ولو كنت اعلم العيب لا ستكرت من الخبر وما مسى السوء۔ (۱) بحر الرائق میں ہے وفي الحاشية والخلاصه تروح بسيدده الله ورسوله لا ينعقد ويكفر لا اعتقاده ان السی صلی اللہ علیہ وسلم يعلم العيب انتهى (۲) اور فتاویٰ تافسی خال میں ہے رجل تروج امراة غیر شهود فقال الرجل والمرأة خدے روي في مبرر "و" كذا في قالوا يكون كفر الاله اعتقده ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم العيب وهو ما كان يعلم العيب حين كان في الاحياء فكيف بعد الموت انتهى۔ (۳) اور جب کہ آپ ﷺ غیب میں تو پھر کس دوسرے کا عالم غیب ہونا تو صراحتاً باطل ہے۔ ہذا آپ کی ویسیوں کو ضرور نظر آجھنہ یقینی طور پر عقیدہ اسلامیہ کے خلاف و شرک ہے۔ (۴) جو شخص یہ عقیدہ رکھتے وہ مشرک ہے مسلمانوں کو اس سے حذر واجب ہے۔

(۳) مرد سنا حرام ہے اور اس کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ (۵) ایسا شخص جو ان تمام امور سے مرعوب ہو معتقد مرثوب ہو وہ شقاق کے بل سنت واجماعت مشرک ہے۔ و منہ اعلم۔

حضور علیہ السلام کے لئے خدائی صفات ثابت کرنا شرک ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں کے بعض واسطویان کرتے ہیں کہ امام پر زخم میں جانے کے بعد اسے رسول کریم ﷺ کی آنکھوں میں مدد دینے اور قوت عطا فرمانی ہے کہ یہ امت کا سب سے بڑا دیکھتے ہیں۔ کافوں میں وہ قوت ہے کہ امتی کا پتہ درود دل کا اظہار کرتے ہیں آپ اس کو سنتے ہیں اور آپ کی رون پر فتوح و مویشین کے مکانوں میں رہتی ہے۔ امتی یا رسول اللہ پکارتے ہیں آپ سنتے ہیں اور ہر ایک امتی کو پہنچتے ہیں۔ اور ہر ایک امتی کے بچے بچے ہر قسم کے ارادوں کو اپنے فوراً کلمات نبوت سے دیکھتے اور جانتے ہیں۔ ایت حاضر و ناظر جان کر بہر سوال مدد مانا جا رہے اور یہی حاجت ماننے سے آگے اس حاجت و خدا سے دعا کر کے دوا دیتے ہیں۔ اس قسم کے کلمے ہمارے یہاں کے واعظ و موطا میں نہ کر جہوں کے عقیدے کو بکارت میں اور کہتے ہیں کہ "اسے دہلی کا بھی یہاں ہی عقیدہ ہے۔ یہ بیان ان کا صحیح ہے یا غلط ہے"

(جواب ۲۴۹) آنحضرت ﷺ افضل الرسل حمہ الاسماء سدا لا ولیس والاخرین غرض یہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے بعد نہایت مخلوق سے افضل و برتر ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں لا سکن اللہ کما کان عند حد رخصہ ترک توئی کہ۔ مختصہ۔ نہیں یہ کہنا کہ آپ اپنی آنکھوں سے امت کے تمام احوال دیکھتے ہیں۔ اپنے کافوں سے امت کے تمام احوال عرض و مردوش سنتے ہیں۔ آپ کی روح پر فتوح ہر امتی کے مکان میں حاضر رہتی

الاعراف ۸۸

۲۔ البحر الرائق او مل کتاب النکاح ج ۳ ص ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲

۳۔ قاضی حماد غفرلہ عن سیدنا "کتاب" ص ۱۰۰ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۶ و ۱۰۷ و ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۱۵ و ۱۱۶ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۴ و ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۳۳ و ۱۳۴ و ۱۳۵ و ۱۳۶ و ۱۳۷ و ۱۳۸ و ۱۳۹ و ۱۴۰ و ۱۴۱ و ۱۴۲ و ۱۴۳ و ۱۴۴ و ۱۴۵ و ۱۴۶ و ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴ و ۱۵۵ و ۱۵۶ و ۱۵۷ و ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱ و ۱۶۲ و ۱۶۳ و ۱۶۴ و ۱۶۵ و ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۱ و ۱۷۲ و ۱۷۳ و ۱۷۴ و ۱۷۵ و ۱۷۶ و ۱۷۷ و ۱۷۸ و ۱۷۹ و ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و

ہے، آپ ہر امتی کے یارِ مولِ مذہب کر پکارنے کو سنتے ہیں، آپ ہر امتی کے دل کے پکے اور کچے ردوں و دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ یہ سب سبے دیں باتیں ہیں۔ اور بے شک ان عقائد و خیالات سے شرک صریح۔ زم آت ہے اور یہ عقائد آنحضرت ﷺ کے ارشاد لا تطرونی کما اطرت المصاری عیسیٰ بن مریم (۱) اور آپ کے ارشاد ما المسؤول علیہا ناعلم من السائل (۲) اور آپ کے ارشاد واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یصل بہ اومی ۳، اور حضرت عائشہ صدیقہ کے فرمان و من قال ان محمدا یعلم الغیب فقد اعظم العریۃ علی اللہ (۴) اور جناب باری عزاسمہ کے پر جلال قول وعدہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا هو (۵) اور حضرت حق سبحانہ کے فرمان ولو کتب اعلم الغیب لاستکبرت من الحیر وما مسی السوء (۶) اور بے شمار آیات و حدیث کے خلاف ہیں۔ ہاؤفقہ امت محمدیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ علم غیب حضرت حق جل شانہ کی خاص صفت ہے۔ کوئی دوسرا اس صفت میں اس کا شریک نہیں۔ حضور رسول کریم ﷺ کو جناب باری عزاسمہ نے بے شمار غیب کی باتوں پر مطلع فرما دیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے بہت سی غیب کی باتیں امت کو بھی بتا دیں۔ لیکن باوجود اس کے آپ کو علم غیب ہر صحیح نہیں۔ کیونکہ جو غیب کی باتیں آپ نے باہر م خداوند کی معلوم کیں ان میں آپ کا علم علم غیب نہیں۔ نیز ہر ایک جزئی کو جاننا اور امت کے دل کے بھیدوں پر مطلع ہونا ثابت نہیں۔ اور دل نکل شریعہ اس کے خلاف پر قائم ہیں۔ پس یہ عقیدہ جو رسول میں مذکور ہے شرکیہ عقیدہ ہے اور مسلمانوں کو ایسے خیالات سے احتراز کرنا ہے۔ واللہ اعلم۔

آیت ”انما المشرکون نجس“ کے تحت کسی مشرک کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟
(سوال) اللہ تعالیٰ نے اپنے کا مپاک میں رسول اللہ ﷺ کے آخر عہد میں مشرک کو نجس العین فرمایا ہے۔ یہی صورت میں ان کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ وراں آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ خدا ان کی مشرک کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

المسئلی نمبر ۳۵ نذیر حمد۔ ضلع بلوچ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۰) قرآن یک میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے اس سے اعتقاد کی نجاست مراد ہے۔ (۱) اور نہ ناسان کا

۱۔ بحاری، کتاب لایساء، باب قول اللہ اذا ذکر فی الکتاب مرہ اح ۱ ۴۹۰ ط قدیمی

۲۔ ح ۱، کتاب الایمال باب ما راجع الیہ ۱۲ ط قدیمی

۳۔ ح ۱، کتاب التمرین باب ما راجع الیہ ۲ ۳۹۰ ط قدیمی

۴۔ یہ روایت مذکورہ غلط ہے۔ جو نہیں ملتی اسے صحیح مسلم، کتاب الایمال باب ما راجع الیہ ۱۲ ط قدیمی
راایت سابقہ کے ساتھ مروی ہے۔ ومن راعہ نہ یحرم سائر کون فی حدہ فقد اعظم عی اللہ العریۃ (۱) ۹۱ ط قدیمی

۵۔ الاح ۵۷

۶۔ عرف ۸۸

۷۔ ہر ایک کثیر آیت ہا لیسر کون نجس کے دیں میں فرماتے ہیں امر بعلی عبادہ المومنین الطاہرین دسا و دسا یعنی
المشرکین ہاں ہم نجس دسا ہاں المسجدا الحرام وان لا یقر بو بعد مرون ہذا الذیہ (ج ۲ ص ۳۴۶) سہیل ایدنی

جسم ناپاک نہیں ہے۔ (۱) قرآن مجید میں نصاریٰ کو مشرک قرار دیا ہے۔ بہ وجود اس کے طعام الدین اور تو الکتاب حل لکم (۲) کا حکم بھی موجود ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ کیا نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا گائے اور گدھے کے خیال آنے سے بدتر ہے؟
 ۲۔ ”حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک جانتا بدعت ہے“ کہنے والے کا حکم۔
 ۳۔ نماز میں ”السلام علیک ایہا النبی“ اس خیال سے پڑھنا کہ حضور خود اسے سنتے ہیں شرک ہے۔

(سوال (۱) کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا، گائے بھینس اور گدھے کے خیر آنے سے بدتر ہے۔ کیا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

(۲) جو شخص یہ کہتا ہے کہ جناب بری عزہ کو زمان و مکان اور ترتیب عقلی سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بے حجت اور بے محاذات حق جانتا بدعت ہے۔ کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

(۳) کسی صاحب نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ تشہد میں صیغہ خطاب لسلام علیک ایہا النبی کے بجائے صیغہ غائب السلام علی النبی کہنا چاہئے یا السلام علیک ایہا النبی پڑھنا چاہئے؟ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کافر ہے۔ کیا جواب مولوی صاحب کا صحیح ہے؟

المستفتی نمبر ۷۹۷۷ مرزا علی جان۔ دہلی ۱۱ صفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء
 (جواب ۲۵۱) (۱) نماز حق تعالیٰ کی عبادت بہ شرکت غیر سے ہے۔ عبادت میں معبود کی عظمت اور جلال و جبروت کا تصور مقصود ہے۔ ورنہ ہی پر قصار ہونا چاہئے۔ اور کسی دوسرے کا تصور بجمت تعظیم نہ ہونا چاہئے۔ یہ ظاہر ہے کہ نماز میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں نبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء مبارک آتے ہیں۔ ان کے قصے اور واقعات مذکور ہیں۔ فرعون ہامان اور دیگر کفار کے نام بھی آتے ہیں، ان کے قصے بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ شیطان کا نام بھی آتا ہے، جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ درجن مکرم و معظم سستیوں کے اسمائے گرامی اور قصص قرآن پاک کے نظم عبارت میں زبان پر آئیں گے ان کا تصور و خیال بھی زہنی طور پر آئے گا۔ اسی طرح فرعون ہامان اور شیطان کا جب نام لیا جائے گا تو ان کی طرف بھی خیال منعطف ہوگا۔ اور اس کو آج تک کسی نے بھی قابض اعتراض اور مذہب نہیں کہا۔ بربری یہ بات کہ نمازی بحیثیت تعظیم معبودیت کے اگر اللہ تعالیٰ کے سو کسی دوسرے کا تصور کرے تو وہ شرک فی عبودۃ ہوگا۔ در شرک اعلیٰ درجے کا گناہ، ناقابل مغفرت ہے۔

پس خدا ہوا۔ اگر کوئی شخص نماز میں آنحضرت ﷺ کا تصور بجمت تعظیم عبادت کے کرے تو یہ

ایسی یہ قوفی کی بات کہہ سکتا ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز میں تَعُوذُ مَعْنٰی اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اور تمام قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے اور قرآن مجید میں پیغمبروں کے نام و اولیاء اللہ کا تذکرہ آتا ہے۔ حضور کا نام ہی موجود ہے۔ ن۔ ہ۔ باغیاں کفار کا ذکر شیطان کا ذکر۔ فرعون کا ذکر اور ہامان کا ذکر موجود ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب ان دو گروں کے نام زبان پر آئیں گے تو ان کا خیال اور تصور بھی آئے گا۔ تو اس کو کون شرک کہہ سکتا ہے یا کون یہ کہہ سکتا ہے کہ نام تو زبان پر آئے مگر ان کا خیال اور تصور نہ آئے۔

جن لوگوں نے اس میں کام کیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ نماز موقع عبادت ہے۔ اس موقع میں حضور کا تصور، علیٰ جہت التعظیم العبدۃ نہ آنا چاہئے۔ اس سے زیادہ ان کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔

محمد کفایت اتمہ کان اتمہ۔۔ دہلی

جس مسجد میں شرکیہ افعال ہوتے ہوں، اس میں نماز پڑھنے کا حکم۔

(از اخبار انجمنیه در روزد مورخ ۱۸ ستمبر ۱۹۴۵ء)

ایک مسجد میں چند قبریں ہیں جو بعض بزرگوں کی بتائی جاتی ہیں۔ زید ان قبروں پر (۱) جھنڈا لگاتا ہے۔ اور (۲) مسجد میں ہر وقت اور روزہ شاد لطیف کا نعرہ لگاتا رہتا ہے۔ اس کے (۳) چند چیلے بھی اس کے ساتھ شریک ہیں۔ جب ان کو منع کیا جاتا ہے تو جھگڑ کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ (۴) زید غیب دانی کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور مستقبل کا بتائے رہتا ہے۔ اس مسجد میں اس قسم کے افعول ہوتے ہوں اس میں نمازیڑھنا کیسے ہے۔

(جواب ۲۵۴) سوالات مذکور ہالہا کا شرعی جواب یہ ہے کہ زید کے یہ افعال شرعاً جائز اور حرام ہیں۔ نحرے اگلا۔ غیب دانی کا دعویٰ کرنا یہ حمت و شرمک ہے۔ مسجد کے اندر اسے ان افعال کے ارتکاب کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ اہل محلہ اسے منع کر سکتے ہیں۔ (۱) اور جو لوگ اس کی ان افعال میں اعانت و حمایت کریں گے وہ بھی گناہگار ہوں گے۔ (۲)

مسجد میں نماز جاتا ہے۔ اس کے مسجد میں رہنے اور افعال ناجائز کرنے سے مسجد میں کوئی خرابی نہیں آتی۔
 محمد کفایت مند غفرلہ

٢- لقوله تعالى "ولا تعادوا احلى الائمة والعذر ان" (المائدة: ٢)

۱۔ محرم میں تعظیم و تکریم کی غرض سے مٹی کا شیر بنانا۔

۲۔ بت کی پوجا کرنا۔

۳۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز۔

۴۔ بتوں کو حاجت روا سمجھنا۔

۵۔ اس گوشت کا حکم جو بت کو خوش کرنے کے لئے اس کے منہ میں ڈالا جائے۔

۶۔ ”شیر گلی میں روح، رسالت پناہ ہے“ کے قائل کا حکم۔

۷۔ مسلمانوں میں بت پرستی اور مشرکانہ رسوم کو مٹانے کی سعی کرنا۔

۸۔ مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنا حرام ہے۔

(از اخبار مسہ روزہ، جمعیتہ دہلی مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) ملک دکن میں، جس میں مدرائس، بمبئی، میسور اور حیدر آباد وغیرہ سب شامل ہیں، منجملہ دیگر افعال مشرکانہ کے مسلمانوں میں ایک یہ رسم جاری ہے کہ مٹی کا شیر پانچ چھ فٹ یا کچھ کم و بیش بنا کر محرم میں اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اور اس مٹی کے شیر کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے اس کو موہی کا شیر کہتے ہیں۔ محرم میں اس کے گلے میں کھوپڑوں کا ہار ڈالتے ہیں اور منہ میں اس کو خوش کرنے کے لئے کچا گوشت ٹھونکتے ہیں۔ مرد و عورت اس سے مرادیں طلب کرتے ہیں۔ منتیں مانتے ہیں۔ اور ہر طرح اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ ایک جاہلیوں کہتا ہے ”شیر گلی میں روح رسالت پناہ ہے“

(۱) آیا نہ جب اسلام میں ایسا بت مانا جائز ہے؟ (۲) اس کی پوجا پٹ کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ (۳) غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا کیسا ہے؟ (۴) ایسے بتوں کو سینے دینے اور سمجھنا ورنہ کی پوجا اور تعظیم کو جائز و حلال سمجھنا کیسا ہے؟ (۵) یہ گوشت کھانا جو اس کے منہ میں اس کو خوش کرنے اور مرادیں برہنہ کے لئے ڈالا جاتا ہے کیسا ہے؟ (۶) جو شاعر کہتا ہے کہ اس مٹی کے شیر میں معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کی روح ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ (۷) مسلمانوں سے اس بت پرستی یا رسم کا مٹانا اور اس کی سعی کرنا موجب ثواب ہے یا نہیں۔ (۸) ایسی مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کے قائم رکھنے کی کوشش کرنا گندہ ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۵۵) یہ شیر بنانا جس کا سوال میں ذکر ہے اور اس کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جو بیان کیا گیا ہے، مسلمانوں کا کام نہیں۔ کیونکہ اسلام تو اس قسم کی مشرکانہ حرکات کو مٹانے اور صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توحید و عبادت پھیلانے کے لئے آیا ہے۔ خدائی و سماوی دین ان یہود مشرکانہ فعل و اعمل کا دشمن ہے۔ ایسی باتیں کرنے والے گرچہ بظاہر مسلمان ہوں، اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوں مگر ان کو اسلام سے کیا واسطہ۔ ہندوستان کی بت پرست قوموں کے تعلق سے ان کی طبیعتوں میں بھی بت پرستی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں اس لئے اس بت پرستی کے شوق کو اسلامی رنگ دے کر مذہبی کام بنا کر پورا کرتے ہیں۔ اسلام

اور پیغمبر اسلام، اور اللہ تعالیٰ ان چیزوں پر لعنت فرماتے ہیں۔ اور ایسے بتوں کو جس اور پلیدہ قرار دیتے ہیں۔ (۱) عوذ باللہ من ذلک۔ (۱) بت بنانا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے کی غرض سے بنانا قطعاً حرام اور مشرکوں کا کام ہے۔ (۲) (۲) غیر اللہ کی پوجا (عبادت) کرنا شرک اور کفر ہے۔ اسلام میں تو صرف خدائی عبادت اور بندگی کا حکم ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی پوجا اور عبادت حلال نہیں۔ (۳) (۳) غیر اللہ کی نذر کرنا اور منت ماننا حرام ہے۔ (۴) (۴) ان بے جان اور بے شعور تصویروں اور مجسموں کو، دینے وال اور حاجت پوری کرنے والا سمجھنا نہ صرف اسلام کے خلاف و شرک ہے، بلکہ نری جہالت اور خالص حماقت ہے۔ (۵) (۵) یہ گوشت بھی جو اس کے منہ میں ڈال جاتا ہے کھانا حرام ہے۔ (۶) (۶) جو شاعر یہ کہتا ہے ”شیر گلی میں روح رسالت پناہ ہے۔“ وہ سخت جاہل اور بے باک ہے۔ اگر اس کا یہ عقیدہ بھی ہو تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔ ساری حکومت ہو تو وہ سخت تعزیر دے سکتی ہے (۷) ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کفر و شرک کی رسم کو مٹانے میں جس قدر سعی کر سکتا ہے کرے۔ جان سے، مال سے، قلم سے، زبان سے ان خرافات رسوں کو مٹانے میں جو سعی کرے گا اس کو بے حد اجر و ثواب ملے گا۔ (۸) (۸) ان سورتوں کی حمایت کرنا اور ان کے قائم رکھنے کی کوشش کرنا حرام اور اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ مینیہ اسلامیہ دہلی۔

۱۔ دس محرم کی رسوم۔

۲۔ عاشوراء کے دن حلوہ، کھجور اور غیرہ پکانا اور فاتحہ دینا۔

۳۔ ۹ محرم کو تعزیوں پر مہندی چڑھانا، سبز کپڑے پہننا، فاتحہ دلانا۔

۴۔ دس محرم کو اکھاڑے قائم کرنا۔

۵۔ انیس و دیر شعراء کے مرثیے اور نوحے پڑھنا۔

۶۔ عاشوراء کا روزہ رکھنا۔

۷۔ اہل بیت کے ساتھ اظہار محبت کا طریقہ۔

۸۔ شوکت اسلام اور تعزیے۔

(از اخبار النجیۃ (سہ روزہ) دہلی مؤرخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء)

(۱) جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے قبل عرب میں محرم کی دسویں تاریخ کو کیا رسوم ادا ہوتی تھیں؟

(۲) حلوے کرنا، کھجور پکانا، اور فاتحہ دینا کر خود مع اہل برادر کے کھانا۔ محتاج اگر کر گیا تو ایک آدھ

۱۔ ”یا ایہا الدین امو ائما الحمر والمیسر والاصباب والارلام رجس من عمل الشیطان“ (المائدہ: ۹۰)

۲۔ ”فاحسوا الرجس من الاوثان“ (الحج: ۳۰) وقال تعالیٰ ”ایما تعدون من دون اللہ اولئانا ونخلقون افکاً“ (العنکبوت: ۱۷)

۳۔ ”واعبدوا اللہ ولا تشربوا به شیئاً“ (النساء: ۳۶)

۴۔ ”واعلم ان الدن الدی یقع للاموات“ فهو بالاجماع باطل و حرام“ (در مختار ۲/۳۳۹ طبع سعید)

۵۔ ”ماہدہ التمثیل الی انتم لہا عاکفون“ (الانبیاء: ۵۲)

۶۔ ”لقولہ تعالیٰ وما اهل بہ لعن اللہ“ (انقرہ: ۱۷۳)

۷۔ ”من رای مکراً فلیعیرہ بیدہ فان ہم یستطیع فہد۔ بہ وان لم یستطیع ففہد“ (مسجم: ج ۱ ص ۱۵ ط قدیمی)

چاہے اس فن کی تحصیل و تکمیل کے لئے سال بھر کو شش کرنا اور مشغولی کی صورت میں کرنا یا نہ (د) انہیں دوسرے دیگر شعراء کے مرتبے بہت مبالغہ آمیز ہیں۔ ان کا پڑھنا اور مجلسیں قائم کرنا، درپیش کوئی نفع نہ سب ناجائز اور مذموم اور تعلیم اسلام کے خلاف ہیں۔ (۶) اس تاریخ کا روزہ منسوب ہے گمراہی سے۔ (۷) تاریخ کا روزہ بھی مایا کر دو روزے رکھنے چاہئیں۔ اگر ۹ کا روزہ نہ رکھ سکے تو ۱۰ اور ۱۱ کے روزے رکھ سکے۔ (۸) غریب آدمی اس بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ خدا کی محبت کثرت دعا و عبادت بدنیہ کا ثواب دیتی ہے۔ صورت میں کر سکتا ہے۔ نوافل پڑھ کر روزہ رکھ کر دعوت قرآن مجید کر کے ثواب پہنچا سکتا ہے (۸) یہ خیر ہے۔ عزیمت سے شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے غلط ہے۔ اس غیر مشروع فعل سے سلام کی شوکت نہیں ہو سکتی جو اعمال سے ملتی ہے۔ خلاف ہیں وہ منہی شوکت نہیں ہو سکتے واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفر۔

جواب دیگر زمر سومات محرم و رجب اور شب برات۔

(جواب ۲۵۷) جواب دیگر۔ رجب کے کوئٹوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہ گھڑی ہونی باتیں ہیں جن کو ترک کر دینا چاہئے۔ تبارک پڑھنے اور پڑھوانے کا طریقہ بھی شریعت سے ثابت نہیں۔ یہ بھی لوگوں کا خود اختراع کا طریقہ ہے۔ اسے بھی ترک کر دینا لازم ہے۔ شب برات کا حصہ محرم کا کھجور، کوئٹوں اور تبارک، یہ کوئی شرعی چیز نہیں ہیں۔ ان کو شرعی سمجھ کر پکنا بنانا بدعت ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ اعلم۔

تعزیہ بنا کر جلوس نکالنا اور اس سے مرادیں مانگنا۔

(از اخبار الجمعۃ سورۃ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) ہم لوگ حنفی میں اور شہر میں اور بھی حنفی کہلانے والے لوگ ہیں۔ مگر ان کا طرز عمل حنفیت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ تعزیہ بناتے ہیں اور نو تارتی کو شب کے گیارہ بجے مردوزن اکٹھے ہو کر تعزیہ کو گشت کرانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ آگے آگے گھرے ڈھول وغیرہ بجاتے جاتے ہیں۔ پھر صبح کے پانچ بجے اپنے مقام پر لاتے ہیں۔ اور دس تاریخ کو مقام مقررہ پر تعزیہ رکھ جاتا ہے اور روٹیاں چروٹکی دالے وغیرہ

۱۔ "سید کوئی شق کر دے، رچا کر دے، خاک میں نہ اٹھائے، مگر دوسرا شخص دیر دوسرا قبیل منہیت و منوعات است در حدیث برناؤ لغت آمد است در تاریخ البرکات کی آری کمرہ للروح تسوید، لثیب و تمر بفہا التعریذ و اما تسوید الحدود والایدی و شق الحیوب و حدش الوحود و بشر العشور و بشر التراب علی الرؤوس و الصرب علی الصدر و الفحد و ایقاد البار علی القصور فمن رسوم الجاہلیۃ و الباطل کدائی المصمرات" (مجموعۃ الفتاویٰ علی حاشی خلاصۃ الفتاویٰ، ۳/ ۳۳۵ طبع امجدیہ)

۲۔ "قالوا یا رسول اللہ انہ یوم" یعظمہ الیہود و النصارى فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان العام المقبل انشاء اللہ صمنا الیوم التاسع قال فلم یات العام المقبل حتی یوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (مسلم ح ۱ ص ۳۵۹ ط قدیمی) قال فی ردالمختار : و مستحب ان یصوم یوم عاشوراء یصوم یوم قلہ أو یوم بعدہ لیکون محالاً لاهل الكتاب' (رد المحتار ۲/ ۷۵ ط سعید)

۳۔ "ومنها وضع الحدود و الترام الکھیات و الہیئات المعینۃ، و العادات المعینۃ فی اوقات معینۃ لم یوحدها ذلك التعین فی الشریعۃ" (الاعتصام، اسحاق الشافعی اسباب اول فی تعریف ابدع الخ۔ ۱/ ۳۹۹ دار الفکر بیروت لبنان)

چڑھائے جاتے ہیں اور مردیں، نگی جاتی ہیں۔ پھر تین بجے تعزیه اٹھا کر مع مردوزنا ہمرہ تعزیه ڈھوں
تاشے جاتے ہوئے تالاب پر لے جا کر پانی میں ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد تین روز تک، تم کر کے تیجہ
کیا جاتا ہے۔ ان کو سمجھایا جاتا ہے تو وہ لوگ ہم کو وہابی غیر مقلد کہتے ہیں۔

(جواب ۲۵۸) تعزیه بنانا (۱) اور اس کے ساتھ باجے بنانا (۲) اور عورتوں اور مردوں کا مل جل کر اس کے جلوں
میں شریک ہونا اور تعزیه پر نذریں چڑھنا، (۳) یہ سب کام تمام ائمہ کے نزدیک ناجائز اور حرام ہیں۔ جو لوگ حنفی
کہلا کر ایسے کام کرتے ہیں۔ وہی درحقیقت غیر مقلد ہیں۔ کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان
کاموں کی کہیں اجازت نہیں دی ہے اور نہ کسی حنفی فقیہ نے ان حرکات کی اجازت دی ہے۔ جو لوگ کہ ان
کاموں سے عیضہ رہتے ہیں وہ امام ابو حنیفہ کے بچے مقلد ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

قبر پر فاتحہ خوانی اور میلاد کا رواج ڈالنا۔

(نزاخہ سہ روزہ جمعہ دہلی مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) محمہ مولوی چک میں ایک قبر خام ایک آدمی کے دروازے پر تھا۔ بوجہ دروازہ کے کسی ذی علم نے
یہ رائے دیا کہ قبر ہو کر چنانچہ غیرہ منع ہے، اس قبر کو گھیر دو تاکہ قبر پر راستہ نہ ہو۔ چند بزرگوں سے معلوم ہوا
کہ صاحب قبر محلہ کے ایک مولوی تھے۔ جب وہ قضا کے تو اس قبر میں دفن ہوئے۔ اس سے محمہ کا نام
مولوی چک رکھا گیا۔ اس کے سوا کوئی بات معلوم نہیں۔ آچھ عرصے کے بعد غیر جگہ کا ایک شخص بھورت
شاہ صاحب آیا۔ چند لوگوں کو کہہ کہ ہم کو خواب ہوا ہے کہ اس قبر میں بزرگ لیٹے ہوئے ہیں۔ ہر سال
بارہویں ربیع الثانی کو مید و شریف دفن خانہ خوانی کیا کرو۔ چنانچہ شاہ صاحب نے اسی سال سے دفن خانہ خوانی و میلاد
شریف کا رواج ڈال دیا۔ ہر سال تاریخ مذکورہ پر عورت مرد موضع کے قرب و جوار کے لوگ جمع ہو کر کرتے
ہیں، اور پٹی اپنی سرادیں، لگتے ہیں۔

(جواب ۲۵۹) یہ سب معصہ غلط اور ناجائز ہے۔ اس رسم کو بند کر نیکی سعی کرنا چاہئے۔ (۴) اس میں شرکت
کرنا یا اس کی حمایت کرنا شرعی جرم ہے۔ (۵) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ تعزیه دارى در عشره محرم وغير آن وساختن صرائح و صورت قبور و علم تيار كردن دلایل و غيره ذلك این همه
امور بدعت است (مجموعۃ الفتاویٰ عینی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ۴/ ۳۴۴ طامعہ اکیڈمی)

۲۔ ”ومن الناس من يشتري لهوا محدث (نکاح ۶) قال الحسن البصري: نزلت في العناء والمزامير“ (صفوة التفسير ۲/ ۳۸۸
طدار الفکر آن الکفریم بیروت)

۳۔ ”والمر للمخلوق لا يحوز لانه عبادة والعبادة لا تكون للمخلوق“ (رد المحتار ۲۰/ ۳۳۹ ط سعید)

۴۔ ”نقوله عیدہ لسلام من رای مکرم مکراً علی غیرہ عیدہ الخ“ (مستمع ص ۱۵۵ قدیمی)

۵۔ ”ولا تدعوا عسی الاثم والعدوان“ (امامة ۲)

- ۱۔ ایصالِ ثواب کا طریقہ ۔
 - ۲۔ مخصوص ایام میں ایصالِ ثواب ۔
 - ۳۔ مخصوص غذاؤں سے ایصالِ ثواب ۔
 - ۴۔ شبِ برات کا صوم اور سلف صالحین ۔
 - ۵۔ مستحب کام کو فرض اور واجب کی طرح ضروری سمجھنا ۔
- (از اخبار سہ روزہ الحرمیہ دہلی مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۲ء)

(سوال) (۱) شرع شریف نے ایصالِ ثواب کا کیا طریقہ مقرر کیا ہے؟ اگر نہیں مقرر کیا تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(۲) کیا مخصوص ایام میں ایصالِ ثواب کا کوئی حکم آیا ہے۔ کیا شعبان کی چودھویں تاریخ کو شریعت نے ایصالِ ثواب کے لئے مقرر کیا ہے؟ اگر نہیں تو از خود مقرر کر لینا کیسا ہے؟

(۳) مخصوص دنوں کے علاوہ مخصوص غذاؤں سے ایصالِ ثواب کرنا اور ہمیشہ ایک غذا کو ایصالِ ثواب کے لئے مخصوص کر لینا کیسا ہے؟ مثلاً شبِ برات کو صوم پکانا۔ ور ہر سال اسی کو مخصوص کر لینا کیسا ہے؟

(۴) کیا صحابہ تابعین تبع تابعین ائمہ اربعہ، محدثین اور عہد اول کے مسلمانوں میں شبِ برات کا حلوا مقرر تھا؟ کیا فقہاء نے بھی کہیں شبِ برات کے صوم کا ذکر کیا ہے؟ (۵) کیا فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی امر مندوب اجتماعی طور پر کیا جائے لگے تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ مثلاً منیۃ المصلیٰ کی شرح غنیۃ المستملیٰ میں لکھا ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب اور رمضان کی ستائیسویں شب میں نماز باجماعت بدعت ہے۔ ایصالِ ثواب کے بارے میں بھی کیا ایسا لکھا ہے؟

(جواب ۲۶۰) ایصالِ ثواب ایک اچھا اور مستحسن کام ہے۔ (۱) شرط یہ کہ اس میں احکام و حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کیا جائے۔ اس کی اصل شرعی یہ ہے کہ انسان کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس سے اس کی غرض حضرت حق جل مجدہ کی رضا جوئی یا اس کی عبادت کرنی ہوتی ہے ریاض سمعیہ یا سونم مروجہ کی پابندی مقصود نہیں ہوتی۔ اخلاص پر عمل کا مدار ہوتا ہے تو حضرت حق تعالیٰ شانہ کے رحیم و کریم ہمارے گاہ سے اس کو اس عمل خیر کا ثواب دیا جانے کا وعدہ صادق فرمایا گیا ہے۔ اور رحمت ہمارے رحمت یہ ہے کہ اگر وہ اخلاص کے ساتھ یہ دعا کرے کہ یا اللہ اس ناچیز عمل کا جو ثواب مجھے عطا فرمائے گا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ فلاں شخص کو میں بخشتا ہوں۔ اس کو پہنچا دیا جائے، تو حضرت حق اس شخص کو جیسے ثواب بخشا گیا ہے عطا فرمادیتے ہیں۔ شریعت مقدسہ نے اس عمل ایصالِ ثواب کے لئے کوئی خاص وقت یا خاص چیز یا خاص ہیئت کی شرط اور قید نہ لگائی ہو تو اپنی طرف سے ایسی تخصیص کرنی

۱۔ "صرح علماؤنا فی باب الحج عن العیر بان للانسان ان يجعل ثواب عمله لغیره صلاۃً او صوماً او صدقۃً او غیرھا کذا فی الہدایۃ۔ وفي الحر۔ من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والا حیاہ جاز، ویصل ثوابھا الیہم عند اہل السنۃ والجماعۃ کذا فی البدائع" (رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۳ سعید)

ناجواز حد شرعی سے تجاوز ہوگا۔

(۲) جو لوگ ایسا ڈب کے لئے اپنی طرف سے کوئی خاص دن یا کوئی خاص غذا مقرر کر لیتے ہیں اور اس کا التزام کر لیتے ہیں اور اس کو شرعی طور پر موجب ڈب یا موجب زیادت ثواب سمجھتے ہیں وہ حد شرعی سے تجاوز کرتے ہیں۔

مثلاً شعبان کی چودھویں تاریخ کی تعیین ایسا ثواب کے لئے شریعت سے ثابت نہیں۔ اسی طرح حلوے کی تخصیص بے اصل ہے۔ اگر اس کو شرعی حیثیت دی جائے گی جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال اور اعتقاد ہے تو یہ درست نہیں ہوگا۔

(۳) اس کا جو ب بھی نہ دہم میں آئے کہ حلوے کی تخصیص اور التزام شرعی چیز نہیں ہے۔ اور اس کو شرعی بات سمجھ کر کرنا دین میں زیدتی کرنا ہے جو سخت مذموم و رقابہ مواخذہ ہے۔

(۴) سلف صالحین و ربانہ، مجتہدین سے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۵) نہیں۔

(۶) ہاں اگر کسی مستحب چیز پر بھی فرائض و واجبات کی طرح عمل کیا جانے لگے اور لوگ اس ترک کو فرائض و واجبات کے ترک کی طرح سمجھ س سے زیادہ عینت دینے لگیں تو اس کا ترک لازم ہو جاتا ہے۔ مثلاً فقہائے کرام کے کلام میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز عشاء کے بعد دہنی طرف مڑ کر بیٹھنے کو ضروری سمجھنے کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ خیال اور التزام کرنا نماز میں شیطان کا حصہ قائم کر دینا ہے۔ اور جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چاشت کے لئے اہتمام سے لوگوں کے بند میں جمع ہونے اور فرض نماز کی طرح اس کے لئے اہتمام کرنے کو بدعت فرما دیا (رواہد السحاری فی صحیحہ) حالانکہ یہی طرف مڑنا اور نماز چاشت پر سناؤنوں جائز اور حضور رسول کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ اسی طرح حلوے کا روم کر لینا اور فرائض کی طرح اس کو ضروری سمجھنا بھی اسی بدعت میں داخل ہے۔ (۷) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۲۰) من احدث فی مولدہ ما یس مہ فہو رد (مسلم ۳۷۷۷ طبری)

”ومنها وضع الحدود، والنظام الکبیات والھیات المعیہ، والنظام العبادات المعیہ فی اوقات معیہ لم یوجد کلہا ذلك التیس فی السریعة“ (الاصنام، ایسمی الثانی، الباب الاول فی تریف البدع، ۱/ ۳۹۹ دار الفکر)

۱۔ قال فی التحدید: ”ویکرہ ان یوقت نسبی من الفرائض من الصلوات“ وقال فی فتح القدر قال الطحاوی و الاستیحابی: ”هذا ادراہ حساً یکرہ غیرہ اما لو قرأ للفسر علیہ او تبرکاً بقراءۃ صلی اللہ علیہ وسلم فلا کرامة، لكن بشرط ان یقرأ غیرہما احیاناً فلا یطیل الجاہل ان یرحمہ لا یجوز ولا تحریر فی ہذہ البیارة بعد انعم بان الکلام فی المدیونۃ، وحق ان لمدیونۃ مصلح مکر وہ سواہ راہ حساً یکرہ غیرہ او۔“ (ترغیب اللہ، ج ۱، ص ۳۳۷ مطبعہ المائت الحسی مصر)

۲۔ قال عدادہ: ”لا یجعل حد کہ لشیطان شئاً من صلاہ یبری ان حقاً علیہ ان لا یصرف لا عن سببہ فدرایت لی صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً یصرف عن سوارہ“ (بخاری ۱۸۱۸ طبری)

۳۔ قال عبداللہ بن عمر حدیث: ”الی حجرہ عائشہ واداناس یصلون فی المسجد صدوہ الصبحی قال فسلاہ عن صلاتہم فقال مدعہ“ (بخاری ج ۱ ص ۲۳۸ طبری)

۴۔ ومنها وضع الحدود، والنظام الکبیات، والھیات المعیہ، والعبادات المعیہ فی اوقات معیہ لم یوجد لہا ذلك۔۔۔ (الاصنام، الباب الاول فی تریف البدع، ۱/ ۳۹۹ دار الفکر، دہلی)

- ۱۔ سنتوں کے بعد فاتحہ خوانی اور درود کا التزام بدعت ہے۔
- ۲۔ کسی ولی کا جھنڈا نکالنا۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(السوال) (۱) سنتوں کے بعد امام باجماعت کا فاتحہ خوانی اور درود بھیجنا کارِ ثواب ہے یہ بدعت ہے؟ (۲) اگر کسی مسلمان کے ٹولہ والوں نے کسی ایک اویاء کا جھنڈا نکالا تو کیا یہ بدعت ہے؟ (۳) اویاء و شہداء کی درگاہوں کی زیارت کو جانا وہاں اپنی مرادیں مانگنا بطور تائید و اعانت ہے یا بدعت ہے؟

(جواب ۲۶) (۱) سنتوں کے بعد اس عمل کا التزام کر لینا سنت نہیں۔ اور اس پر اصرار و التزام کرنا بدعت ہے۔

(۲) (۱) جھنڈا نکالنا بدعت ہے یعنی اویاء کے نام سے جھنڈا نکالنا بدعت ہے۔ (۲) (۳) زیارت کو جانا تو جائز ہے۔ (۲) اور وہاں ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا اور السلام علیکم یا اہل القبور ائتم سلفنا ونحن بالانوار پڑھنا سنت ہے۔ (۲) اور ان سے مرادیں مانگنا ناجائز ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ جنی جو صورت فاتحہ درود کی سہل میں مذکور ہے یہ بدعت ہے، اس کی کچھ اصل نہیں، بالخصوص التزام اور اصرار کی وجہ سے یہ بدعت سیرۃ میں داخل ہے، اس اصرار علی امر مذکور و جعلہ عمر ما ولم بعمل بالرحمة فقد اصاب منه الشیطان من الاصلاح فکیس من اصرار علی بدعة او مکر (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۱ طبع المکتبۃ النبییہ کوئٹہ)

۲۔ تعریہ داری در عشرہ محرم و ساحتین صراحی و صورت قبور و علم تیار کردن دل دل و غیر ذلك این همه امور بدعت است (مجموعۃ الفتاویٰ : ۴ / ۳۴۴ طبع امجد اکیڈمی)

۳۔ عن بریدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "نہیتکم عن زیارة القبور فروروا الح" (مسلم)

۴۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفور المدینۃ فاقبل علیہم بوجہہ فقال: السلام علیکم یا اہل القبور یعرف اللہ لنا ولکم انتم سبھا ونحن بالآثر (ترمذی ج ۱ ص ۲۰۳ طبع المکتبۃ النبییہ)

۵۔ لقولہ تعالیٰ: ولا تدع من دون اللہ مالا یعملک ولا یضرک (یس ۱۰۶)

د سوال باب

کائنات علم

پیش گوئی پر اعتقاد رکھنا۔

(السوال) شام بہار میں جو قیامت خیز زلزلہ ہوا اس کے متعلق تین چار مہینے پیشتر سبکی کے چند جوتشیوں نے گجراتی اخبار میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ نوناں میں سات گھن ایک ساتھ جمع ہوں گے اور یہاں ایک واقعہ ضرور ہوگا۔ نوناں پر میر بھی اعتقاد رکھتا تھا لیکن جو مذہب تھے ان کا اعتقاد پختہ ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟ کیا گھن ایک ساتھ جمع ہونے سے زمین کے اوپر کچھ اتر ہوتا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۸۹۹ سمعیہ ابرہیم محمدی۔ استول ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۴ء (جواب ۲۶۲) آسمان اور اس کے متعلقہ مخلوقات کے آثار طبعیہ زمین اور اس کے مخلوقات پر ہوتے ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مدد مقرر کئے ہوئے اور پیدا کئے ہوئے ہیں۔ اور اس کے ارادے اور مشیت کے تحت وقوع میں آتے ہیں۔ بعض آثار تو معلوم و مشاہد ہیں جیسے سمندر کا مد و جزر چاند کے طلوع و غروب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ و زمین کے نباتات کی ترقی و تنزل، پختگی و رنگ و مزہ آفتاب و مہتاب سے تعلق رکھتا ہے و علیٰ ہذا۔ و بعض آثار معلوم و مشاہد نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ چند ستاروں کا کسی خاص برج میں و خاص ہیئت پر جمع ہو جانے زمین کے و پر حوادث خفیمہ کے ظہور کی علامت ہو۔ مگر ان حوادث کا ظہور حضرت حق کے حکم و مشیت سے ہی ہوگا۔ (۱) کہ حضرت حق نے ہی ان ستاروں کی حرکات اور ان کے وضع مقرر کر کے ان کے ساتھ خاص خاص حوادث کو متعلق کر دیا ہے تو اس میں کسی قسم کی بدعتیہ و افسانوی و اسامیہ سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(جواب ۲۶۳) قطعی طور پر شریعت میں سیدت یا زمین کے حرکت کرنے کی تصریح نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

بارش بادلوں سے برکتی ہے یا آسمان سے؟

(السوال) زید موجودہ سائنس دانوں کے نظریے دیکھ کر یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بارش بادلوں سے آتی ہے۔ و بادلوں میں پانی سمندر سے بخارات اٹھ کر آتا ہے۔ عمروں پر یوں معتراض ہوتا ہے کہ کام الہی (قرآن

۔ قال فی العمیدہ الصحیہ ولا یكون الا میریدہ فی شرحہ واما لار دة الکونہ فیہی الار دہ لمدکورہ فی قول المسمیہ، ماشاء لہ کان و مدہ یسالم مکن۔ (شرح العقیدہ الطحاویۃ، طبعۃ الثانیۃ ص ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰،

شریف) میں پانی کا نازل ہونا آسمان سے ثابت ہے۔ کیونکہ کئی مقامات پر لفظ سماء کا استعمال آیا ہے۔ اور سماء عام لفظ میں آسمان کو کہہ جاتا ہے۔ اور عمرو بن لوط میں تفسیر روح البیان میں بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش کرتا ہے۔ چنانچہ پارہ الم سورہ بقرہ رکوع ۲، ۱۳، ۲۱ میں آیت او کصیب من السماء فیہ طلسمت (الحی) بالکفرین کی تفسیر کرتے ہوئے بارش کا برسنہ اور بٹائیوں بیان کیا ہے۔ آسمان کے اوپر پانی کا ایک دریا ہے وہاں سے پانی حسب منشاء الہی بادلوں میں آتا ہے۔ اور پھر بادلوں میں سے وہی پانی چھن چھن کر اتار جاتا ہے۔ ہر ایک قطرہ کے ساتھ فرشتہ ہوتا ہے وغیرہ الخ اور اس بیان میں یونانی حکماء کے خیال کا رد بیان کیا گیا ہے کہ بادلوں میں سمندر کے بخارات سے ہرگز نہیں آتا۔ اب حل طلب سوال یہ ہے کہ ان دونوں اقوال میں سے کس کو قبول کیا جائے اور کون سے کورد۔ اگر پہلے کو لیا جائے تو قرآن مجید کے لفظ سماء کو کس معنی میں لیا جائے اور اگر دوسرے قول کو لیا جائے کہ آسمان کے اوپر تالاب ہے۔ وہاں سے پانی بادلوں میں آتا ہے تو پھر اس کا کیا جواب ہے۔ ہزار ہا تجربات اور مشاہدوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ حرارت سے پانی گرم ہو کر ہوا میں متاثر ہوتا ہے۔ اور اس لئے ہم اپنے گرد ہوا میں پانی موجود پاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی قرآن شریف میں بھی ہواؤں کو پانی سے مدد ہوا بتایا گیا ہے یعنی بادل وغیرہ۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۴ مسٹر عبدالرحمن صاحب مروت۔ نئی۔ اے ٹیچر اسلامیہ ہائی اسکول ڈیرہ اسماعیل

خان۔ ۱۰ رجب ۱۴۵۵ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۶۴) قرآن شریف میں بارش کا آسمان سے آننا مذکور ہے۔ (۱) لہذا اس پر ایمان رکھنا لازم ہے لیکن اس کی کیفیت کہ کس طرح آتا ہے قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ ہذا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ بارش آسمان سے آتی ہے۔ مگر اس کیفیت کے ساتھ جو خدا کو معلوم ہے ہمیں معلوم نہیں۔ قرآن مجید میں بادل کو بارش کا سبب بھی بتایا گیا ہے۔ قالوا هذا عارض ممطرنا۔ (۲) لہذا بادل کو بارش کا سبب جاننا قرآن مجید کے خلاف نہیں بادلوں میں پانی کہاں سے آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ، سمندر کے بخارات بادل بن جاتے ہیں، یہ بھی ممکن ہے، اور اس طرح بارش ہونا بھی ممکن ہے، اور آسمان سے کسی نامعلوم طریقہ سے بادلوں میں پانی آنا بھی ممکن۔ اس لئے ان دونوں باتوں میں تنافی اور تضاد نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

جنت کی تخلیق پہلے ہوئی یا انسانوں کی؟

(السوال) متعلقہ پیدائش جن

(جواب ۲۶۵) جن انسان سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

۱۔ "والنزل من السماء ماء" (البقرة ۲۲)

۲۔ "والجآن خلقه من قبل من نار السموم" (الحجر ۲۹) قال اس کثیر

۳۔ (من قبل) ای من قبل الانسان۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/۲) ۵۵۰ طبع کبیر (۱۹۵۰ء)

۱۔ بیل کے سینک پر زمین کا ہونا۔

۲۔ کیا زمین گول ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے ہیں۔ اس نے زمین کو اپنے سینگوں میں پکڑا ہوا ہے نیز یہ کہ زمین سات عدد ہیں۔ (۲) سائنس دان کہتے ہیں کہ زمین گول ہے۔ کیا شرعیہ ٹھیک ہے؟

المستغنی نمبر ۱۷۲۲ کا مرال صاحب (ریاست سوات، صوبہ سرحد) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ

مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۶۶) (۱) یہ روایت اسرائیلیات میں سے ہے۔ اور عقیدہ قائم کرنے کے قابل نہیں۔ (۲) شریعت کو اس سے بحث نہیں کہ زمین گول ہے۔ یا مستح۔ وہ ترکیب قسب و تصحیح مقام اور اصلاحت میں کی تعلیم کے لئے نازل ہوئی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

چاند میں روشنی آنے پر مغرب کی اذان کتنا؟

(از اخبار سہ روزہ الجُمعیہ دہلی مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۸ء)

(السوال) غروب شمس کے واسطے عوام میں مشہور ہے کہ جب چاند میں روشنی جائے تو اذان مغرب کہہ دیجی درست ہے۔

(جواب ۲۶۷) چاند میں روشنی کی خاص کیفیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ بات بطور دامت کے سچھی جاتی ہے۔ اور ایک حد تک صحیح ہے۔ مگر یقینی اور کلی طور پر دلیل نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

(سوال) ۱۔ کتاب ”ہزار مسند“ معتبر نہیں؟

(از اخبار سہ روزہ الجُمعیہ دہلی۔ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء)

کتاب ہزار مسند کے مسائل اجتماعی طور پر کہاں تک مستند اور معتبر ہیں جب کہ نہ مصنف کا پتہ ہے نہ جن کے مسائل میں کسی معتبر کتب حدیثیہ کے واسطے حوالہ جات ہیں۔

(الف) علیٰ خصوص زمین کی ساخت کے بارے میں کہ ایک موتی تھا، خدا کے خوف سے پگھل کر پانی ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بنا کر پانی پر چلنے کا حکم دیا۔ ہوا کے چلنے سے پانی زور سے ہلنے لگا۔ اور پانی میں کف پیدا ہو گیا۔ یہی کف خشک ہو کر زمین بن گئی۔ قرآن کریم کے لفظ کن فیکون سے کیا مراد ہے؟

(ب) زمین کی مستقامت کے بارے میں کہ زمین ایک بیل کے سینک پر ہے۔ بیل ایک پہاڑ پر ہے جس کا نام کوہ مسعود ہے۔ کوہ مسعود کوہ غضبان پر ہے۔ علیٰ ہذا ایک بعد دیگرے سے چلا گیا ہے۔ آخر کے متعلق کسی کو علم نہیں۔

(ج) یہ اعتقاد کہ خدائے جل شانہ نے دنیا کو اپنی قدرت سے بالکل معلق رکھا ہے کیسا ہے؟

(جواب ۲۶۸) کتاب ہزار مسند میں جو مسائل مذکور ہیں وہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

زمین کا گائے کے سینک پر ہونے کی ایک روایت پر تبصرہ .

(از اخبار سہ روزہ انجمیہ دہلی۔ منورہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۷ء)

(السوال) زید کہتا ہے کہ زیر زمین دریا ہے اور دریا میں مچھلی ہے اور مچھلی کی پشت پر گائے ہے۔ اور گائے کے سینک پر زمین ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۲۶۹) یہ روایت اس ترتیب کے ساتھ سند صحیح سے ثابت نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

گیارہواں باب

ذات پات، نسل قبیلہ

۱۔ حضرت صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، اور عثمان غنیؓ کی

اولاد کا صدیقی، فاروقی اور عثمانی کہلانا درست ہے .

۲۔ صدیقی، فاروقی، اور عثمانی کا اپنے آپ کو قریشی کہنا جائز ہے .

۳۔ خلفائے اربعہ کی سب اولادیں بنو نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں .

(السوال) جو شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے وہ فاروقی کہلا سکتا ہے یا نہیں؟ اور

سی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد عثمانی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

صدیقی کہلائے گی یا نہیں؟ (۲) جو شخص آج تک اپنے کو اولاد حضرت سیدنا فاروق یا حضرت سیدنا ابو بکر

صدیق میں رکھ کر اپنے کو فاروقی یا صدیقی کہتا رہا ہے، آیا اس کا یہ فعل کہ اب محض قانونی فائدہ اٹھانے کے

لئے اپنے کو قریشی سے منسوب کرے اخلاقاً اور شرعاً جائز ہو گا یا ناجائز؟ (۳) یہ کہ ہندوستان میں سوائے بنو نضر

بنو کنانہ کی اولادوں کے خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولادیں کہلاتی ہیں یا نہیں؟

المستفتی سید مطلق فرید آبادی ۲۰ جولائی ۱۹۲۹ء

(جواب ۲۷۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور ولید اور اولاد فاروقی اور حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد وراور دور اور عثمانی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد وراول دور اولاد صدیقی

ہے۔ اور یہ سب قریشی ہیں۔ یعنی تمام فاروقی قریشی ہیں اور تمام عثمانی قریشی ہیں اور تمام صدیقی قریشی ہیں۔

کیونکہ ان کے جد اعلیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریشی ہیں۔ (۲) کسی فاروقی کا اپنے کو قریشی کہنا اور کسی عثمانی کا اپنے کو قریشی کہنا اور

کسی صدیقی کا اپنے کو قریشی کہنا واقعہً غلط ہے اور نہ شرعاً ناجائز بلکہ ایک حقیقت واقعہ کا اظہار ہے اور اس میں

کوئی شرعی عربی اخلاقی قانونی قباحت نہیں ہے۔ (۳) خلفاء اربعہ کی اولادیں سب کی سب بنو نضر بن کنانہ کی اولاد

میں ہیں۔ (۱) اور سب کی سب قریشی ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

کسی مسلمان کو نو مسلم یا کم ذات ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھنا؟

(السوال) ایک عورت ہندو سے مسلمان ہوئی جس کو عرصہ قریب پچیس برس کے گذر اور مارواڑی قوم کے مسلمان کے ساتھ کالج آیا۔ چار اولادیں مسلمان حیات ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند رہی۔ اب مارواڑی لوگ اس کو برادری میں اٹھانے سے انکار کرتے ہیں کیا وہ عورت مسلمان نہیں ہوئی؟ برادری میں بیٹھنے کے قابل نہیں؟

(جواب ۲۷۱) کسی کا یہ خیال کرنا کہ نو مسلم ہماری قوم سے نہیں در اس وجہ سے اس کو ذلیل و حقیر سمجھنا گناہ ہے۔ اسلام میں ذات پات کا کوئی خاں نہیں۔ اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے، ہما المؤمنون اخوة۔ (جتنے مسلمان ہیں سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ احکام اسلام کے خلاف کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو ذلیل و حقیر سمجھے۔ جو ایسا کرے گا سخت گناہگار ہوگا۔ خداوند تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے۔ وجعلکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (۱) یعنی خداوند تعالیٰ نے تمہارے قبیلے و خاندان اس لئے مقرر کئے کہ تمہیں میں تعارف اور شناخت کے کام آئیں۔ بے شک شریف تر تم میں وہی ہے جو پرہیزگار تر ہے۔ یعنی خدا کے نزدیک شرافت کا معیار تقویٰ ہے۔ نہ ذات پات۔ جو لوگ کسی نیک بخت مسلمان کو محض نو مسلم یا کم ذات ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھیں ان کو خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہئے اور توبہ کرنا چاہئے۔ معلوم نہیں کس وقت موت آجائے۔ بغیر توبہ مرنے میں مذہب خداوندی کا سخت خوف ہے۔

خلفائے ثلاثہ کی اولاد کو سید کہنا درست ہے یا نہیں؟

(السوال) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کے سوا حضرات خلفائے ثلاثہ کی اولاد کو سید لکھنا یا کہنا جائز ہے یا نہیں؟ (جواب ۲۷۲) سید عربی لفظ ہے جس کے معنی سردار کے ہیں۔ اور اس معنی کے خاں سے یہ لفظ ہر بزرگ اور وجہ استعظیم شخص کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے۔ متقدمین میں طریقہ یہ تھا کہ شاگرد اپنے استاد کو مرید اپنے پیر کو۔ پٹا اپنے باپ کو، نام اپنے آقا کو۔ سیدنا مولانا، یا سیدی و مولائی کہا کرتا تھا۔ بے شمار مثالیں اس کی کتب متقدمین سے مل سکتی ہیں۔ لیکن ہمارے عرف میں اس لفظ کے معنی دوسرے ہو گئے ہیں اور وہ یہ کہ ”سید“ بول کر ”سوی“ یعنی نوراد علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ہونا مراد لیا جاتا ہے۔ اور اردو فارسی عبارتوں میں اس کے یہی پچھلے معنی غالب استعمال ہیں۔ گرچہ عربی کلام میں بھی تک سوی کے معنی میں یہ غالب الاستعمال نہیں ہے لیکن کسی ایسے کام میں جس میں یہ لفظ علوی کے معنی میں غالب الاستعمال ہو گیا ہو اور اس لفظ سے یہی سمجھا جائے کہ اولاد علی ہونا مراد ہے کسی غیر علوی کے لئے اس کا استعمال کرنا مناسب نہیں کہ اس میں انتساب غیر واقعی کا یہاں ہے گرچہ استعمال کرنے والے نے سردار کے معنی میں استعمال کیا ہو اور اس وجہ سے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ لیکن ایسا غیر مقصود کی وجہ سے نامناسب ضرور ہے۔ واللہ اعلم۔

خاکرونی کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے نو مسلم سے حقارت کا برتاؤ کرنا۔

(السوال) تابعدار فدوی کا نسیبل عبدالرحیم ولد محمد ہاشم کے خاندان اہل سنت واجماعت نے پیشہ خاکروب کیا تھا۔ چند سال ہوا کہ ہم بھائیوں نے پیشہ ترک کیا۔ در سنت جماعت بھائیوں کا سواں ہے کہ ہم وگ مسلمان نہیں ہیں۔ تو تابعدار کا جواب یہ ہے کہ مسلمان نہیں ہیں تو ہر ایک بات سے کیوں بند نہیں کر دیتے مسجد میں آنا، موت میں آنا، اور قرآن شریف پڑھنا۔ ہمارے سرور کائنات سرکارِ دو عالم ﷺ کا کیا فرمان ہے۔ تابعدار کے خاندان نے پیشہ خاکرونی کیا۔ اس لئے ہم بھائیوں کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے، تو تابعدار کا سوال ہے کہ کون سی حدیث اور فقہ میں ہے کہ جس نے غاظت صاف کی اس کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے۔ اور جو غاظت کھاتے ہیں ان کے ہاتھ کا جائز ہے۔ جس روز سے تابعدار نے یہ غفنا کہ مسلمان نہیں اس روز سے تابعدار نے سلام کی ہر ایک بات چھوڑ دیا ہے۔ ہند تابعدار کو دوسرے مذہب میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے۔

المستغنی نمبر ۶۷ عبدالرحیم کا نسیبل نمبر ۱۶۱ پولیس بلڈانہ برار۔ مورخہ ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء

یہ غالباً نو مسلم ہیں اور مسلمانان سے حقارت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ لہذا ان کی تائید میں کوئی جواب ہو جائے تو ان کی آسلی کا باعث ہو گا۔ خو جہ حسن نظامی۔

(جواب ۲۷۳) سلام کا حکم یہ ہے کہ جو شخص خدا و رسول پر ایمان لے لے یا اور جو باتیں کہ پیغمبر خدا سے ہیں ان کو مان لیا اور قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی کتاب تسلیم کر کے اس کے احکام کو قبول کر لیا، وہ سب مسلمانوں کا بھائی ہو گیا، خواہ کسی قوم اور کسی ذات کا ہو۔ اسلام نے چھوت چھات قائم نہیں کی بلکہ اس کو اٹھا دیا ہے۔ جو لوگ اس سے چھوت کریں یا تمہارے ہاتھ کی چیز سے پرہیز کریں یا تم کو ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھیں وہ اسلامی احکام سے ناواقف ہیں۔ خدا و رسول کے نافرمان و رگنہ گار ہیں۔ (تم ہرگز دنگ نہ ہو اور اسلامی کاموں کو ادا کرتے رہو اور مضبوط رہو۔ ورنہ دلوں سے کہو کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی عزت دی ہے۔ تم ہم کو حقارت سے دیکھ کر گنہگار نہ بنو۔ انما المؤمنون اخوة ۲۱) قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

حدیث ”قدموا قریشاً کی تخریج اور اس کا مفہوم۔

(السوال) میں نے ایک رسالہ میں یہ حدیث دیکھی ہے۔ قد مو، قریشاً ولا تقہ موہو و تعلموا امنہا و لا تعلموها۔ الحدیث۔ خر جہ بن البخاری (زکریٰ جلد ۷ ص ۱۴۰) آیا یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح اور بصورت صحیح ہونے کے اس کا مطلب کیا ہے؟

المسنفتی نمبر ۱۳۷ موبوی محمد زکریا۔ مریک ٹیچر مسلم ہائی اسکول انہرہ۔ ۲۴ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۴) یہ حدیث کنز العمال کے ص ۱۴۰ جلد ۱۰ ہفتم میں موجود ہے۔ (۱) لکن النجاشی سے نقل کی ہے اور مناوی نے کنوز الحقائق میں اس کو روایت کر کے (اشفعی) کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور لا تعلموها کے بجائے لا تعلموها ذکر کیا ہے اور جامع صغیر میں کئی حوالوں سے بالفائد مختلفہ ذکر کیا ہے (۲) مثلاً اس میں ہے قدموا فربما ولا تقدموها وعلموا من قریس ولا تعلموها۔ التافعی والیہقی فی المعرفة عن ابن شہاب بلا عا (عد) عن ابی ہریرۃ (صح) قدموا قریس ولا تقدموها وتعلموا من قریس ولا تعلموها ولولا ان نظر قریس لا حر تھا بما لخیارہا عند اللہ تعالیٰ (طبرانی) عن عبد اللہ بن السائب (صح) قدموا قریس ولا تقدموها ولولا ان یطر قریس لا حر تھا بما لہا عند اللہ النزاز عن علی (صح) یعنی یہ حدیث ابن نجیر اور شفعی اور یہقی ورائہ عدی و طبرانی اور بزاز نے روایت کی ہے۔ و جامع صغیر میں اس کی تمام روایتوں پر صحت کی صامت کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ قریش مقدم (مقدم) ہونے کے اہل ہیں۔ ان کو مقدم رکھو اور (ما اقاموا الدین) (۳) جب تک ان کی اہلیت قائم ہو تم ان سے مقدم ہونے کی کوشش نہ کرو۔ اور قریش (یعنی عمرت نبویہ) سے دین سیکھو یا قرآن مجید کی قرأت (لا القرآن أنزل سعة قریس) (۴) حاصل کرو اور اس بارے میں ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی راہ اختیار نہ کرو۔ یہ فقط ایسا حق ان اہلہ کی تعظیم ہے اور اہلیت کا ثبوت ان کے لئے علی مابینہ ہے نہ کہ بطور لزوم جیسے کہ لفظ ما اقاموا الدین سے ظاہر ہے کہ دین سے روگردانی پر وہ قیادت اور تقدم کے مستحق نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

بنو ہاشم بھی سید ہیں۔

(السوال) بنو فاطمہ کے علاوہ بنو ہاشم بھی سید ہیں یا نہیں؟

المسنفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ (خلع گجرات) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء (جواب ۲۷۵) بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے ہاشمی بھی لغت و احتراماً سید ہیں اور حرمت صدقہ کے حکم میں شامل ہیں۔ مگر اصطلاحاً سید کا غلط صرف بنو فاطمہ کے لئے خاص ہو گیا ہے۔ محمد کفایت اللہ

جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا حرام ہے ان کو سید پکارنا ضروری نہیں۔

(السوال) کیا مذہب اسلام کا یہ حکم ہے کہ جن افراد پر از روئے شرع شریف صدقہ حرام ہے اور وہ مستحق

۱۔ کنز العمال، الباب الرابع فی القسائل و ذکر ہم نمبر ۱۰۸۳۳، نمبر ۳۳۸۲۳ منقذہ تراث الہادی۔

۲۔ الجامع الصغیر (حرف الخذف قدموا) ۲/۲۱۱ مصر۔

۳۔ بحاری، کتاب الاحکام، باب قول اللہ طبعو اللہ واضیعو، المرسل الحج ۲/۵۰۷ ط قدیمی۔

۴۔ ما کتبہا بلسان قریس فان القرآن امرل بلسانہم (بخاری باب نزول القرآن بلسان قریس، ج ۲، ۵۰۷ ط قدیمی)۔

خمس ہیں۔ ان کو بغرض اظہار نسب سید اور سادات سے موسوم و مخاطب کیا جائے۔ بیوا تو جروا۔
 المستفتی نمبر ۹۳۸ سید کمال احمد۔ دہلی۔ ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء
 (جواب ۲۷۶) صدقہ بنی ہاشم پر حرام ہے۔ اور بنی ہاشم میں جن پر صدقہ حرام ہے عباسی اور بنو حارث اور
 اوراد جعفر بن ابی طالب اور او۔ د عقیل بن ابی طالب اور ولاد علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب شامل
 ہیں۔ (۱) ان سب کے لئے لفظ ہاشمی ایسا غلط ہے جو اظہار نسب کے ساتھ اظہار حرمت صدقہ کے لئے کافی ہے۔
 سید کا لفظ اس معنی میں محاورات عرب میں مستعمل نہ تھا۔ ہندوستان میں بھی اتنے عام معنی میں متعارف
 نہیں ہے۔ بلکہ حضرت علی کی تمام وادیر بھی حاوی نہیں۔ صرف ولاد فاصمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر
 عرفایا جاتا ہے اس سے واضح ہو گیا کہ شریعت میں کسی ایسے حکم کا وجود نہیں کہ لفظ سید اپنے نام کے ساتھ
 حرمت صدقہ کے اظہار کی غرض سے لکھنا یا کہنا ضروری ہو۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

محض نسب کی بنا پر دوسرے مسلمان کو ذلیل سمجھنا۔

(السوال) جو مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی حیثیت سے ذلیل سمجھے اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرے وہ
 کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۱ غلام محمد۔ امر وہہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء
 (جواب ۲۷۷) محض نسب کی بنا پر کسی کو ذلیل سمجھنا اور ذلیل کہنا، اسلامی تعلیم کی رو سے غلط اور ناجائز ہے (۲)
 اور اس بنا پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا موجب فسق ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

سید ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا۔

(السوال) کسی کا محض اس بنا پر کہ میں شیخ و سید ہوں، اپنے کو بڑا سمجھنا اور پیشہ و اقوام مثلاً بافندہ ندال حجام
 وغیرہ کو ذلیل سمجھنا اعتبار نسب کے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ ایم۔ عمر صاحب (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۳۶ء
 (جواب ۲۷۸) سادات کے لئے اور اسی طرح صحابہ کرام اور بزرگوں کی اولاد کے لئے ایک قسم کا شرف
 حاصل ہے۔ لیکن وہ اسی وقت معتبر اور کار آمد ہے کہ اعمال کے لحاظ سے بھی وہ شخص اچھا ہو اور بدو اس کے
 دوسروں کو ذلیل نہ سمجھے (۳) اور ان کے ساتھ شودر کی طرح معاملہ نہ کرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱۔ "ولا تدفع الی سی ہاشم و ہم ابی علی وال عباس وال عقیل وال الحارث بن عبدالمطلب" (حدیث ۱۰۶۱، ۲۰۶۱ مکتبہ شریعت علیہ)
 ۲۔ "یا ایہا الناس انا خلقکم من ذکر و انثی و جعلکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکر مکم عبد اللہ اتقکم" (انجرات ۱۳)
 ۳۔ "یا ایہا الذین آمنوا لا یسحر قوم" من قوم عسی ان یکونوا حیرا منهم" (انجرات ۱۱)

۱۔ ذات پات کی وجہ سے عزت اور ذلت کا فرق کرنا۔

۲۔ اعلیٰ ذات والے غیر مسلم کو گھٹیا پیشہ والے مسلمان پر ترجیح دینا۔

(السوال) (۱) مثل ہندوؤں کے شیخ سید مغل پٹھان کو اعلیٰ ذات سمجھنا اور باقی کو ذلیل سمجھتے ہوئے اپنے برابر بٹھانا کے ساتھ شور جیسا سلوک کرنا کیسا ہے؟

(۲) ہندوؤں کے اعلیٰ ذات برہمن، چوت و غیرہ کو برابر بٹھانا، اور مسم پیشہ و اقوام مثل باغندہ وغیرہ کو برابر نہ بٹھانا کیسا ہے؟

امسئفتی نمبر ۱۱۰۹ ایم۔ عمر صاحب انصاری (ضلع ساران) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ جون

۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۹) مسلمانوں میں اور، اسلام میں ذات کے طبقات پر شرافت اور ذلت کا فرق نہیں۔ اسلام میں شرافت صلاحیت اعمال و تقویٰ پر ہے۔ (۲) اسلامی شرافت نسب پر شرافت سے بالاتر ہے۔ ایک مسلمان پیشہ ور صالح متقی غیر مسلم نسب شریف سے اکرام و اعزاز کا زیادہ مستحق ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدین

غیر مسم کا جھوٹا استعمال کرنا درست ہے بشرطیکہ اس کے منہ سے کوئی نجاست نہ لگی

ہو۔

(السوال) ملک حاجی عبد عزیز نے چھوت کا جھوٹا پانی پیا۔ (روزنامہ آفتاب ۲۵ جون ۱۹۳۶ء)

(۱) گزشتہ شب کہاؤڑہ میں مسٹر چندرا کی تقریر ہو چکی تو مولانا مولوی محمد عثمان صاحب نے جو جلسہ کے صدر تھے، اپنی فاضلانہ تقریر کے دوران میں اسلام کی تعلیم و رہنمائی کریم ﷺ کے اسود حسنہ و حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اچھوت بھائیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک مسلمان ان کے ساتھ بیٹھ کر ایک تھالی میں کھانا کھا سکتا ہے۔ اور ایک گاؤں میں پانی لی سکتا ہے۔ مولانا کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ملک حاجی عبد عزیز نے سُرے ہو کر سب اچھوت بھائیوں کے سامنے مسٹر چندرا کا جھوٹا پانی جو گاؤں میں میز پر رکھا تھا، پی لیا اور ثابت کر دیا کہ مسلمانوں میں بالکل چھوت چھت نہیں ہے۔ ملک صاحب نے پانی پی تو چاروں طرف سے حسرت و مرہا کے نعرے بند ہوئے۔ مولوی محمد عثمان صاحب نے تقریر کرتے ہوئے بہت سے واقعات کا ذکر کیا۔ پھر ملک صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ جس طرح انہوں نے آپ کے سامنے مسٹر چندرا کا پانی پیا، کیا کوئی ہندو کر سکتا ہے۔ اس پر ایک ہندو نوجوان جلسہ میں کھڑے ہو کر یہ کہہ ہاں میں پی سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے سب کے سامنے ایک دوسرے اچھوت کا جھوٹا پانی پیا۔ مولانا نے اس پر اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اسلام کی پاک تعلیمات کا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کا اثر ہے کہ آج ہندو بھی اسلام کی تعلیمات کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور بری رسومات کو چھوڑ رہے ہیں۔ جلسہ خیر و خوبی سے ختم ہوا۔

(۲) مسلمانوں میں کسی قسم کی چھوت چھات نہیں۔ مدیر آفتاب اچھوت بھائیوں کا مسمان

گزشتہ شب مسٹر چندراجب تقریر ختم کر چکے اور جلسہ برخواست ہو چکا تو مہارواڑہ کے اچھوتوں نے مسٹر چندرا کو درخواست کی کہ وہ ان کے پاس رات گزاریں اور ان کے مہمان ہوں۔ انہوں نے مدیر آفتاب سے دریافت کیا کہ ان کو بھنگیوں کے ہاں رہنے میں کچھ عذر ہو گا۔ وہ چاہتے تھے کہ مدیر آفتاب ان کے ترجمان کا فرض دآریں۔ اس لئے کہ مسٹر چندرا کی زبان سے ناواقف ہیں۔ مدیر آفتاب نے اچھوت بھائیوں کی دعوت کو نہایت خوشی سے قبول کر لیا۔ اور وہ مسٹر چندرا کے ساتھ شب بھر بھنگیوں کے کورٹ میں قیام پذیر رہا۔ اچھوت بھائیوں نے اپنی حیثیت کے مطابق اپنے مہمان کی خاطر داری میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ اور صبح کا ناشتہ کرا کے ان کو رخصت کیا۔ نقیب کراچی ۲۷ جولائی ۱۹۳۶ء۔

علمائے کرام کیوں خاموش ہیں؟

لرچی میں ایک نیچری خیل کا نامدہب ایک اردو اخبار کی پناہ لے کر علی رؤس الاشہد سورہ ممتحنہ اور قرآن پاک کی مقدس آیات کا خاکہ اڑا رہا ہے، لیکن کسی بھی عالم دین کو یہ جرات نہیں ہوتی کہ اس دریدہ دہن کے منہ میں لگام دے۔ یوں تو معمولی معمولی ناکارہ چیزوں پر وہ فتویٰ دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ایکشن تک کے معاملات میں ان کے افتاء کی زد سے محفوظ نہیں رہتے لیکن ظلم کی بات ہے کہ ایک لامدہب شخص اسلام اور مسلمانوں کی مسم کھل تضحیک کر رہا ہے۔ اور علماء حق کو ”بجومت“ کے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ مگر کسی عالم کی غیرت ایمانی کو حس نہیں ہوتا۔ آج کہیں ہیں وہ مبلغ مسلم حافظ مولوی محمد حسن صاحب، مولانا مولوی ایوب بیگ صاحب، مولوی رحمت اللہ صاحب مولوی محمد عثمان صاحب اور حکیم علی محمد صاحب۔ ذرا مددِ حظہ تو کریں کہ ملک عبد العزیز آف پنجاب ہو ٹل اور مدیر آفتاب جیسے نمائشی مسلمان مردار خوار لوگوں کے ساتھ چائے پیتے اور ان کا جھوٹا پانی پیتے ہیں اور وہ بھی برسرِ علم اور سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے۔ اسلام ہر گز اجازت نہیں دیتا کہ ایسے شخص کا جھوٹا کھانا کھا جائے جو حرام اور مردار، شیء کو جائز و حلال سمجھ کر کھا رہا ہو، تاوقتیکہ وہ مسلمان ہو کر نہ اشیاء سے تائب نہ ہو جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ صرف غیر مسموں پر جھوٹا اثر قائم کرنے کے لئے یہ علم دین سے بے خبر لوگ اسلام کو ذلیل کرتے پھرتے ہیں۔ کیا غیر مسلموں پر اسلام کا اثر اسی صورت سے ڈالا جاسکتا ہے کہ ان کا جھوٹا پانی پیا جائے۔ اور ان کے ساتھ کھانا کھایا جائے۔ اسلام کی سطحِ محبت ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس کی مقدس تعلیم اور زرین صولوں پر کاربند ہو کر ہر مسلمان و نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے کہ غیر مسلم خود اسلام کے شیدائی بن جائیں۔ آج اس قسم کے نئے مسلمان اپنی حرکات سے اسلام کو جائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتے ہیں۔ مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ کسی بے دین یا مشرک کا جھوٹا کھائیں۔ بلکہ دنیا اور دین میں باعزت اور خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لئے بے دینوں اور مشرکوں کو اسلام کی پناہ میں آنے کی ضرورت ہے اور جیسے جیسے ان کو احساس ہوتا ہے وہ حلقہ بگوش اسلام ہوتے جاتے ہیں۔ شیخ خالد لطیف گاما اور شیخ عبد اللہ گاندھی اور دوسرے ہزاروں نو مسلم اس نئے مسلمان نہیں ہوئے کہ ملک عبد العزیز نے ان کا جھوٹا پانی پیا تھا۔ یا قاضی محمد مجتبیٰ صاحب نے ان کے سامنے بھنگیوں اور چمادوں کی محفل میں بیٹھ کر چائے نوشی کی تھی۔

نہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا

آج کراچی کے علماء دین اور مبلغین کا فرض ہے کہ وہ اپنے عشرت کدوں سے باہر نکلیں اور میدان میں آکر اسلام کی صحیح تعلیم مسلمانوں اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کریں اور اس غلط فہمی کو دور کریں جو ان جاہلوں کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ اسلام کی نظر میں تمام غیر مسلم خواہ وہ اچھوت ہوں یا برہمن پھتری ہوں یا ویش ایک ہیں۔ ان میں سے جو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو وہ ان کا بھائی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۰۸ محمد یوسف صاحب دہلوی۔ (کراچی) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ مطابق

کیم گسٹ ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۰) اسلام میں چھوت چھات نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نے وزن کے لحاظ سے مسلمانوں یا غیر مسلموں کو کاسز میں تقسیم نہیں کیا ہے۔ اور کوئی شخص اپنی نسل اور قومیت کے لحاظ سے اچھوت نہیں۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسی شے استعمال کرتا ہے جو اسلام نے ناپاک یا حرام قرار دی ہے تو اس سے مسلمان اس لئے احتراز کرے گا کہ ناپاک یا حرام چیز کا اس کے ساتھ لگاؤ نہ ہو جائے۔ خواہ استعمال کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اسلام نے انسان کے بدن کو (جب کہ اس پر کوئی خارجی نجاست نہ ہو) پاک قرار دیا ہے اور اس میں مسلمان اور کافر کا فرق نہیں کیا۔ اور اسی بناء پر انسان کا جھوٹا پاک ہے۔ (۱) خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ پس اگر کوئی مسلمان کسی کافر شریف یا اچھوت کا جھوٹا پانی پی لے تو بشرطیکہ اس کافر نے کوئی ناپاک چیز کھائی پی نہ تھی، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان یا کافر شراب پی کر فوراً گلاس سے پانی لے تو یہ جھوٹا پانی پینا ناجائز ہے کہ اس میں شراب پینے کی وجہ سے نجاست آگئی۔ (۲) پس نقیب کراچی کا مضمون بھی اعتدال سے متجاوز ہے۔

فتی محمد کفایت اللہ کان اللہ مددہ دہلی۔

۱۔ ایک برتن میں غیر مسلم بھئی کے ساتھ کھانا کھانا۔

۲۔ غیر مسلم سے مسجد میں جھاڑو دوانا۔

(السوال) (۱) ایک غیر مذہب بھئی کے ساتھ مسلمان کو کھانا ایک پیٹ میں کیسے ہے؟

(۲) ایک غیر مسلم بھئی کو بلا کر مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۶ شیخ عبد الغفور صاحب (دہلی) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۱) (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ (۲) اس میں بھئی اور چمار کا بھی سوال نہیں ہے۔ سوال میں غیر مذہب بھئی کی تصریح کی گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر

۱۔ "الاول من الاقسام سور" طاهر مطهر بالاتفاق من غیر کراہۃ فی استعمالہ وھوما شرب مہ آدمی لیس بنما
محسہ . ولا فرق بین الصغیر والكبیر والمستم والکافر والحائض والحسب (نور الایضاء مع شرحہ مرقی الفلاح
الطبعة الاولى) ص ۱۸ ط مصطفى النابی الحلبي واولاده بمصر
۲۔ "وإذا تحس شمة فشرب الماء من فوره تحس" (خواہ) (۱)
۳۔ واما محاسة ندنه فالحمهور علی انه لیس بحس البدن والذات لان اللہ تعالیٰ احل طعام اهل الکتاب. (تفسیر ابن کثیر
نحت قوله تعالیٰ اما المشرکون بحس الآية : ۲ : ۳۴ ط سهیل کبڈمی)

مسلم بھیجی کو نسل دھا کر اس کا بدن در ہاتھ پاک صاف کر لئے جائیں تو اس کے ساتھ ایک ہر تن میں کھانے والا محض اس بناء پیکہ غیر مذہب کے ساتھ کھیا ہے نیا پاک کھانے یا حرام کھانے کا مرتکب قرار نہ دیا جائے گا کیونکہ اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک کر لئے گئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھیجی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا تو یہ بات مختلف حالات و مختلف مصارع کے لحاظ سے بدل سکتی ہے۔ اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھلانے کی ہو تو پھر کوئی نزام و اعتراض نہیں اور اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بہاد وجہ غیر مسموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعقبات قائم کر دینا الزام ہو گا مگر نیا پاک یا حرام کھانے کا الزام نہ ہو گا۔

(۲) احاطہ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ باقی جگہ میں بھیجی سے جھاڑو دوائی جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بھیجی کے پاؤں و بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز کی جگہ میں بھی اس سے جھاڑو دوائی جا سکتی ہے کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذلہ ساری صول کے عاظ سے پاک ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ وہی۔

(۱) ذات پات کی تمیز مٹانے کے لئے بطور تواضع فقیر کا لفظ استعمال کرنا۔
 (۲) فقیر کا مفہوم گد گر متعین کر کے ایسے افراد کی تذلیل کرنا اور مستحقہ حقوق سے محروم کرنا ظلم ہے۔

(۳) فقیر کا لفظ چھوڑ کر اپنے اصلی قبیلہ کی طرف انتساب درست ہے۔

(السوال) ہمارے علاقہ ہریانہ میں مہم مساجد، متولی خانقہ ایک زمانہ سے پشت در پشت نسل بعد نسل تبلیغ اسلام کا اہم فریضہ ادا کر رہے ہیں اور اس تبلیغی جماعت کے افراد نے اپنی اصلی ذات و قبیلہ شیخ، قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم سے منسوب ہونے کے بجائے محض اتباع سنت نبوی ﷺ ان فقر فخری و تقیہ علماء عظم و صوفیائے کرم ہندی اقوام سے ذات پات کی تمیز مٹانے کے لئے اپنے آپ کو بطور نکسارانی کلمہ فقیر سے موسوم کیا اور ہر تقریر و تحریر میں منکسرانہ طریق پر فقیر ظاہر کرتے رہے۔ جیسا کہ اس کلمہ کا استعمال روشن ضمیر علمائے عظم پر خولی روشن ہے۔ چنانچہ اس علاقہ میں اس جمعیت (ملا امام متولی خانقہ) کے افراد اسی کلمہ سے موسوم ہو رہے ہیں لیکن ایک انتقال راضی کے باعث پنجاب و بالخصوص علاقہ ہریانہ میں زراعت و غیر زراعت پیشہ یعنی ذات پات کی تمیز خود مسلمانوں میں ہو چکی ہے بعض حقوق ملکی، زرعی، مذمتی میں اس ذات پاک کا امتیاز قائم ہو چکا ہے اور اس جمعیت کے افراد زمرہ تاحد خدمت اسلام و مسلمین کے صلہ میں سید قوم خاد مہم کی بجائے محض فقیر موسوم ہونے کے باعث باوجود جملہ صفات و ضروریات زمانہ ہر شعبہ، صیغہ سوسائٹی، حکومت میں ذلیل کئے جا رہے ہیں اور چند مواضع کے واحد ہسپدار و نمثل و دیگر کاشتکاران پیداوار راضی پر بسر ووقات کرنے کے باوجود حقوق زرعی فوجی ہماز متی سے محروم کئے جا رہے ہیں۔ اس مسئلہ کا نام بند کرنے والی، شد کے گھروں کو آباد کرنے والی جماعت کے افراد پر فی زمانہ جملہ وسائل ترقی ہر طرح و ہر طرف سے بند کر کے ان پر درود معیشت تنگ کیا جا رہا ہے۔ ہذا علمائے عظم کی خدمت میں اس طبقہ کی موجودہ حالت پیش کر کے التماس ہے کہ براہ مہربانی سوائت ذیل کا جو بابا صواب فردا فردا بروئے

شریعت حقہ عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہو۔

(۱) طبقہ مسلمین میں بمثل قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم قبائل، فقیر بھی کوئی ایسی قوم یا ذات ہے یا کلمہ انکار ہے۔ جس سے سلف صالحین و رہن کی واد و جان نشین موسوم ہوتے دے ہیں۔

(۲) زید اور اس کی برادری بصورت مذکور و بالا لفظ فقیر سے موسوم ہے۔ ان کو باوجود جملہ صفات ضرورت کی ذات فقیر (جس کے معنی فی زمانہ پیشہ ور گداگر کے لئے جاد ہے ہیں) حقہ نامہ کر سوسائٹی و حکومت میں لیل کرنا اور ہر مٹھہ حقوق سے محروم کرنا اور کرنا بلکہ ملازمت تک سے ہر طرف کرنا مسلم آزادی و ظلم موجب گناہ ہے یا نہیں۔

(۳) اس تذلیل سے بچنے و اپنے تمدنی و معاشی ترقی کے لئے اپنے اصلی قبیلہ (قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم سے منسوب ہو کر بہ ستور خدمت سامعہ یا ناکس ہے) اور بجائے فقیر اپنی اصلی نسب سے، سید، مغل وغیرہ درج کرنا کیسا ہے۔

(المسنفتی نمبر ۵۸۱ محمد سیمان صاحب صدیقی (ضلع حصار) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۸ جولائی

۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۲) مسلمانوں میں فقیر کوئی ذات و کوئی نسل نہیں ہے۔ فقیر ایک لقب تھا جو کوئی شخص بطور ناکس اپنے لئے یا بطور اظہار زہد دوسرے شخص کے لئے استعمال کرتا تھا اور ہر نسل والا شخص (خواہ عوی ہو یا فصحی مغل یا افغان یا اور کوئی) اس لفظ کو استعمال کر سکتا تھا۔ پس اس کو ایک ذات قرار دے لینا صریح غلطی ہے و اس کا مفہوم گداگر متعین کر دینا خواہ سادات، قریش یا عرب نسل سے ہوں یا مغل، پٹھان وغیرہ نسلوں سے ہوں۔ ایک ظلم ہے جس کا رفع کرنا ضروریات میں سے ہے۔ اور فقیروں کی اس جماعت میں سے ہر شخص کو اپنی نسل کے لحاظ سے سید یا قریشی یا مغل وغیرہ کا لقب اپنے نام سے مل کر ناجائز ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اشد۔

مسلمانوں کو جائز پیشہ کی بناء پر ”جولابا“ کہہ کر اس کی تذلیل کرنا۔

(السوال) ایک مسلم و مومن کی شان میں ایسے لفظ کا استعمال کرنا جس سے اس کی تضحیک و تذلیل ہوتی ہو، شرعاً جائز ہے یا ناجائز اور ایسے معاملہ میں مسلمانوں کو کس طرح کا احتیاط لازم ہے۔ مثال کے طور پر ماہر، حلقہ ہو کہ ایک مسم خانہ ان جس میں عہد و مشائخ صالحین و مدبرین کثرت سے موجود ہوں ان کے آبائی پیشے بافندی کی بناء پر اس پورے قبیلے کا نام جو اب رکھ دیا گیا ہے اور اس لفظ جولابا ہے کو تمام باشندگان ہندوستانی خواہ مسم ہوں یا غیر مسم عرف و حقیقت دونوں میں تقابلاً معیوب و رند موسوم سمجھتے ہیں کہ مسلم خاندان تو درکنار گروہ اور چہار کو بھی لفظ جو ہے سے تعبیر کیا جائے تو چراغ پا ہو جاتا ہے و اپنے لئے اسے نہایت تذلیل و تضحیک کا سبب سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی دوسرا لفظ اس سے بدتر کسی خاندان کی تضحیک و تذلیل کے لئے عرف میں ہنوز نہیں ہے۔ تو بایں صورت میں خاندان کے متعلق جن کے آواجد و بافندہ تھے یا ان کے اکثر افراد اب بھی اسی پیشہ کو کرتے ہیں تو اس پیشے کی بناء پر ایسے ذلت آمیز لفظ ”جولابا“ کا استعمال کرنے والے

کسی شرعی سزا کا مستحق ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کے ساتھ مسلمانوں کا کیسا برتاؤ ہونا چاہئے۔ قرآن مجید، حدیث شریف و فقہ حنیف کی رو سے حکم صادر فرما کر اس شر و فتن کے زمانے میں صحیح طریق عمل بتا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(المسنفی نمبر ۱۷۷۸ محمد نصیر الدین عفی عنہ (گی) ۱۲ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۳) جائز پیشی کی بناء پر کسی کو ذیل سمجھنا اسلامی احکام اور اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ مسلمانوں میں یہ مرض ہندوستان میں ہندوؤں کے اختطاط سے (کہ ان میں ذات پات کی تقسیم اور پیشوں پر شرافت اور ذلت کی جید رکھی گئی ہے) پیدا ہوا ہے اور بد قسمتی سے سی درجے پر پہنچ گیا ہے، جس درجے پر ہندوؤں میں ہے اور اس نے اسلامی وحدت کو پاش پاش کر دیا۔ چونکہ پیشوں پر شرافت اور رذالت کی بنیاد قلوب و اذہان میں راسخ ہو گئی ہے اس لئے یہ غلط جو دراصل پیشوں کے ظاہر کرنے کے لئے وضع کئے گئے تھے ان کی اصل وضع میں عزت و ذلت کا مفہوم نہ تھا، جیسے لفظ جو لا ہا صرف بافندگی کے اظہار کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ اس عام تخیل کی بناء پر ذلت و رذالت کے مفہوم کے حامل بن گئے اور جو نا ہے کا حلاق کرنا گویا اس کو ذلیل کہہ دینے کے قائم مقام ہو گیا اس لئے یا تو اس تخیل کو رد کیا جائے یا ایسے الفاظ کے اطلاق سے احتراز کیا جائے۔ یہ احتراز کا حکم اسی اصول پر مبنی ہے کہ موطلاق کرنے والے کی نیت میں تذلیل و توہین نہ ہو۔ اظہار حرفة و اضمہار حقیقت ہی مقصود ہو۔ مگر یہ لفظ عام تخیل کی لحاظ سے توہین و تذلیل کا حامل ہو گیا ہے۔ جیسے حدیث شریف کے وہ الفاظ جو آنحضرت ﷺ کے حالات کے بیان میں آتے ہیں۔ یعنی کان یرکب الحمار (۱) و یخصف نعلہ (۲) اس کے ترجمہ میں حمار کا ترجمہ دراز گوش کرنا لازم ہے اور نہخت کا ترجمہ اصلاح فرما لیتے تھے کرنا لازم ہے اور اگر اطلاق کرنے والے کی نیت بھی تذلیل و توہین کی ہو تو پھر وہ سباب المسلم فسوق (۳) میں داخل ہو کر کم از کم فسق تو ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

سادات کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

(السوال) بہت سے لوگ یہ سواں پیش کرتے ہیں کہ سید قوم کہاں سے شروع ہے اور اس لقب سے کیا مراد ہے؟ جینی سادات کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوا اور سید کس نے کہلائے گئے اور یہ نسب کیا ہے اور سید کے کیا معنی ہیں اور شیعہ کیا ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۷۷۹ عبد علی صاحب، بنگال۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ ستمبر

۱۹۳۷ء)

۱. سنن ترمذی، باب ما جاء فی تواجیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۲ ط ایچ ایم سعید
۲. مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، باب فی اخلاقہ و شمائیلہ صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲ ص ۵۲۰ ط سعید
۳. بحاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ترجعوا بعدی کفاراً: ۱۰۴۸/۲ ط قدیمی

(جواب ۲۸۴) یہ ذاتوں کا سلسلہ جس طرح کہ ختم میں اب قائم ہو گیا ہے، اسلام کے ابتدائی زمانہ میں نہ تھا۔ اب تو شیخ، صدیقی، فاروقی، عثمانی، علوی اور سید سب الگ الگ ذاتیں سمجھی جانے لگیں۔ حالانکہ یہ سب قریشی اور شیخ قریشی ہیں۔ ان میں سے سید وہ کہلاتے ہیں جو حضرت علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد میں داخل ہیں۔ پس سید تمام کے تمام قریشی بھی ہیں۔ انصاری وہ لوگ ہیں جو قریشی نہیں ہیں۔ مدینہ طیبہ کے رہنے والے غیر قریشی انصاری کہلاتے تھے۔ ان کی اولاد شیوخ انصاری کہلاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ سید اور صدیقی اور فاروقی اور عثمانی اور حضرت علیؑ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہیں سب قریشی میں داخل اور باہم ایک دوسرے کے ہم کفو ہیں اور پٹھان اور مغل نجفی تو ہیں۔ ان کا عرب کے ساتھ سلسلہ نسب نہیں ملتا۔ سی طرح ختم اور ہندوستان کی دوسری نو مسلم اقوام شیخ کہلاتی ہیں۔ پس تیخ کا لفظ عرب کے بہت سے سلسلوں (مثلاً انصاری، صدیقی، فاروقی، عثمانی، زبیری وغیرہم) پر بہت سے نجفی نو مسلم قوموں پر بول جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

محض پیشے کی بناء پر اپنے آپ کو انصاری کہنا درست نہیں

(سوال) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حضرت ایوب انصاری صاحب کپڑا بن کر تیار کرتے تھے اور فروخت کرتے تھے اس لئے اس زمانہ کے وہ مسلمان جو کہ کپڑا بننے میں اور فروخت کرتے ہیں اپنے کو انصاری قرار دیتے ہیں، جس کو کہ ہندوستان میں مومن یا نور باف یا جولا با کہہ کر پکارا جاتا ہے، کیا ان اصحاب کے زمانے میں کوئی ایسا بھی فرقہ تھا جو روئی کو صاف کر کے جینی دھن کر قبل سوت نہاتا تھا۔ یعنی روئی کو دھناتا بھی تھا اور دھن کر سوت تیار کرتا تھا اور سوت تیار کر کے کپڑا بھی بناتا تھا۔ ایسے لوگ اس زمانے میں تھے تو ان کا کیا نام تھا اور کس فرقے اور کس جماعت سے موسوم کئے جاتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ایوب کے فرقے کے لوگ نقب انصاری سے موسوم کئے جاتے ہیں، اور جن کا فرقہ ہندوستان میں اس زمانہ میں نداف یاد حنیا کے نام سے پکارا جاتا ہے اور فرقہ انصاری کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔ اس لئے التماس ہے کہ اس فرقہ کے لوگ زمانہ خلافت و زمانہ صحابہ میں کس نام و حرف سے موسوم کئے جاتے ہیں اور اس کا پتہ کن کن کتب کے دیکھنے سے مفصلاً معلوم ہو سکتا ہے۔

(المستفتی نمبر ۱۹۰۹ اڈاکٹر حسن علی (ہردوئی) ۷ اشعبان ۱۳۵۶ھ موافق ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۵) حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں انصار ان لوگوں کا لقب تھا جنہوں نے مسلمان مہاجرین کی مدد اور نصرت کی تھی۔ یہ لوگ مدینہ منورہ کے باشندے تھے اور ان میں ہر قوم کے پیشہ والے اور ہر نسب سے متنسب شامل تھے۔ انصاری کا لقب کسی خاص پیشے یا کسی نسب کی بناء پر نہیں تھا۔ جو لوگ حضرت ایوب انصاریؑ کی اولاد میں ہوں وہ اپنے کو انصاری کہہ سکتے ہیں۔ خواہ ان کا موجودہ پیشہ کچھ بھی ہو۔ اور جو ان کی اولاد میں نہیں، وہ محض پیشہ کی بناء پر اپنے کو انصاری نہیں کہہ سکتے۔ پیشوں کی بناء پر وہی الفاظ بولے جاتے ہیں جو ان پیشوں پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً دباغ جاتک حجام وغیرہ۔ ہاں اس وقت ان پیشوں کو بنظر حقارت نہیں دیکھا جاتا تھا اور اس نسبت کو موجب توہین قرار نہیں دیا جاتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

(۱) ”میرا سی“ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔
 (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے وقت کسی کا زنا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟
 (السوال) جو قوم مطرب و مغنی کی یعنی میرا سی کی ہے۔ یہ قوم آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں یا کسی اور جنس
 حیوان، درندہ یا پرندہ۔ اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں کافر
 ڈالنے لگے تو اس وقت کس کس شخص نے وہاں پر فعل یعنی زنا کیا تھا؟

(المسئلتی نمبر ۱۲۰۵، میر الدین صاحب (منٹگری) ۸ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۶) (۱) میرا سی بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ (۲) کس دور کی اولاد میں سے نہیں۔
 (۲) اس واقعہ کا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے وقت کسی نے گناہ کیا تھا کوئی ثبوت نہیں ہے۔
 محمد کفایت اللہ کانامہ، دہلی۔

ہندوستان کی ”پارچہ باف برادری کا اپنے آپ کو انصار کی کہنا۔
 (السوال) دہلی میں پارچہ باف برادری کے چند نوجوانوں نے ایک انجمن بنام صلاح انصار قائم کی ہے اور وہ
 کہتے ہیں۔

(۱) ہم انصار ہیں اس لئے ہر موقع پر ہمیں اپنی ذات انصاری ظاہر کرنی چاہئے۔
 (۲) (انجمن اصلاح انصار کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان کے چار کروڑ پارچہ باف انصاری کی اولاد
 ہیں۔

(۳) انصار مدینہ کا پیشہ پارچہ بافی تھا۔ اس لئے ہر مسلمان جس کا پیشہ پارچہ بافی ہے انصاف کہلایا جاسکتا
 ہے۔ دہلی جیسے مرکزی شہر میں جہاں تقریباً ہندوستان کے ہر صوبہ کے ورہر قوم کے افراد آباد ہیں اور اسی طرح
 پارچہ باف برادری کے افراد بھی ہندوستان کے مختلف حصوں میں آکر آباد ہو گئے ہیں۔ بعض راجپوت ہیں اور بعض
 جاٹ وغیرہ ہیں اور بہت سے ہندو پارچہ بانوں کی اولاد میں سے ہیں جن کے آباؤ اجداد کسی زمانہ میں مسلمان ہو گئے
 تھے، یہ بغیر ثبوت کے یہ لوگ اپنے تئیں انصار کہہ سکتے ہیں۔ اور منسوب الی احقرہ ورو من ادی علی
 غیر ایہ فالجنة حرام وغیرہ حدیث کا کیا مطلب ہے؟

(المسئلتی نمبر ۲۴۲۴، منشی محمد عثمان صاحب دہلی۔ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲ جنوری ۱۹۳۹ء)

(جواب ۲۸۷) یہ دعویٰ کہ ہندوستان کے تمام پارچہ باف انصار مدینہ کی اولاد اس سے ہیں۔ بظاہر صحیح
 نہیں اور اس کا ثبوت تقریباً ناممکن ہے۔ اس لحاظ سے پارچہ باف جماعت کو انصار (یعنی انصار مدینہ کی نسل) مانا
 یکے بعد دیگرے ثبوت دعویٰ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے مدعی کا دعویٰ من ادی علی غیر ایہ میں داخل
 ہونا غلط ہے۔ ہاں اس جماعت میں سے اگر کوئی خاندان ایسے ہو جو اپنے سلسلہ نسب کو محفوظ رکھتے ہوں اور
 ان کا جد اعلیٰ کوئی انصاری ہو، وہ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے کہ پارچہ بانوں کے بعض
 خاندان بخاندان نسب انصار مدینہ کی نسل سے ہوں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اپنی جماعت کا نام انصاریا انصاری تو رکھیں، مگر یہ دعویٰ نہ کریں کہ ہم سب کے سب انصار مدینہ کی نسل سے ہیں۔ تو اس صورت میں ان پر ادعیٰ غیر اب (۱) کا گناہ تو نہ ہوگا۔ مگر اس نام سے انصاری انسل ہونے کا شائبہ ہونے کی وجہ سے ایک مشتبہ لقب اختیار کرنے کا مناسب عمل ضرور قرار پائے گا۔ اسی لیے کہ وہ اس کی تصریح کر دیں کہ ہم نے غفہ انصاری محض ایک نام اور لقب کے طور پر اختیار کیا ہے۔ نہ اظہار نسب و نسل کے لئے تو پھر اس نام کے اختیار کرنے کا بھی کوئی شرعی الزام ان پر عائد نہ ہوگا اور جو خاندان کہ فی الحقیقت انصاری انسل ہوں وہ معروف معنی سے بھی اپنے کو انصاری کہہ سکتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

نو مسلم بھنگیوں سے مسلمانوں کا کراہت کرنا۔

(السوال) بنام فیروز الدین دانا خاں کروب نو مسلم، بزم پلٹن نمبر ۲ ریاست جموں و کشمیر چھاؤنی سے درخواست بذات حضور ہے۔ تاریخ ۲۷ پھ ۱۹۶۱ء حسب دریافت فتویٰ نجمین جموں مفتی صاحب سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ آپ وگ مطابق اصول، سلام نماز روزہ وغیرہ کے پابند ہوں۔ مگر ہمارا پیشہ خا کروب ہے اور ہندو اور مسلمانوں ہر دونوں کی نوکری دیتے ہیں۔ ہر دونوں سے نان پختہ کھاتے ہیں۔ مگر حرام چیز سے پرہیز ہے۔ وہ بہرے دے سے حرام ہی ہے۔ کیونکہ ہم نو مسلم خا کروب ہیں اور ہم کو مسلمان اپنے ساتھ کھانا نہیں دیتے۔ اس لئے درخواست بذات حضور خد مت ہے۔ ہر گز خد اشوع کے مطابق فتویٰ دیا جائے کہ ہم خا کروب نو مسلم عام و خاص کو مسلمان کے ساتھ براعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

(المسنن نمبر ۲۵۹۰ مولوی عبد المجید صاحب (راہور) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۸ اپریل

(۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۸۸) مسلمان خا کروب بھی مسلمانوں سے بھائی ہیں۔ (۲) اور وہ پاک صاف ہو کر مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں اور صفائی ستھرائی اور پاکی کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمانوں کی خا کروں کو باوجود ان کی صفائی اور پاکی کے مسجد میں آنے سے روکیں یا ان کے ساتھ کھانے پینے سے روکیں وہ یہ تو اسلامی تعلیم سے ناواقف ہیں یا سخت گناہ گار اور فسق ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

قریش اور انصار کو ایک دوسرے پر فضیلت ہے یا نہیں؟

(السوال) قبیلہ قریش و انصار کے درمیان باعتبار مسلم برادری ہونے کے، ایک کو دوسرے پر کوئی فوقیت حاصل ہے یا نہیں۔

(المستفتی نمبر ۲۵۹۸ محمد جدل مدین صاحب (گورگانوہ) ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۰ء)
(جواب ۲۸۹) انصار و قریش دونوں عرب کے قبائل ہیں وہ اپنے نسب کے لحاظ سے انصار و قریش کے
جد اگانہ ناموں سے نامزد ہو گئے ہیں۔ پھر قریش میں بھی بہت سی شاخیں بنو امیہ، ہاشمی، مصہبی، قسیمی، عدوی،
صدیقی، ذروقی، غثالی، سوکی ہیں۔ یہ سب قریشی ہیں۔ اسی طرح انصار میں بھی بہت سی شاخیں ہو گئیں۔ مگر یہ
سب عربی انسل ہیں اور ان کے باہم قبائلی خصوصیات کے ساتھ وہ سلامی برادری کے حکام میں تفاوت نہیں ہے۔
بعض حیثیتوں سے بعض کو بعض پر فضیلت بٹک حاصل ہے۔ مثلاً فاطمی، عویوں کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ وہ
فاطمہ زہرائی اولاد ہیں۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی سے اولاد کو حاصل نہیں۔ مگر سوکی و
قریشی ہونے میں ان کے بھی شبہ نہیں۔ محمد کفایت مددکان اللہ۔ دہلی۔

سڑک پر جھاڑو دینے والے نو مسموں کو مسجد سے روکن اور ان کے ساتھ کھانے کا حکم۔

(از اخبار جمعیت دہلی۔ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۳۲ء)

قوم حلال خور جو حرمہ سے مسلمان ہو گئی ہے۔ اور یہ لوگ صرف سڑکوں پر جھاڑو دیتے ہیں اور دیگر
کوئی پیشہ سندس وغیرہ کا نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو مسجدوں میں آنے سے روک کر منع کرتے ہیں اور اپنے کھانا پانی
کے برتنوں کو ہاتھ لگانے سے روکتے ہیں۔

(جواب ۲۹۰) جو شخص اسلام لے آئے وہ مسلمانوں کا اپنی بھائی ہو جاتا ہے، چہاں ہو یہ حلال خور یا در کوئی
اسلام۔ نے کے بعد وہ مسجدوں و اسلامی محبہ میں دوسرے مسلمانوں کی طرح داخل ہونے اور عبادت کرنے کا
حق اور اختیار رکھتا ہے۔ کسی مسلمانوں کو یہ حق نہیں کہ اس کو مسجد میں آنے سے روکے۔ ہاں سلامی حکام کی رو
سے مسجد میں آنے والے کو پاک صاف ہو کر تا ضرور ہے اور یہ حکم ان تمام لوگوں کے لئے جو مسجد میں داخل ہو،
چاہیں۔ اگر یہ حلال خور جو مسلمان ہیں۔ پاک صاف ہو کر مسجد میں آتے ہیں تو کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ ان کو
منع کرے۔ جو منع کرے گا وہ سخت ظالم اور فاسق ہو گا۔ در و من اطمع ممن منع مساحد اللہ ان یدکر فیہا
اسمہ) کے حکم میں داخل ہو گا۔ جب کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاک صاف ہوں تو ان کے ساتھ کھانا پینا اور اپنے
برتنوں میں ان کو کھانا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت مدد غفرلہ۔

”حلال خور“ کا پیشہ کرنے والوں کو اسلامی برادری سے خارج کرنا۔

(از اخبار جمعیت دہلی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء)

(جواب ۲۹۱) جو لوگ مسلمان ہیں وہ سلامی برادری میں شامل ہیں اور بفرمان خدائے قدوس اسما المسموں
احوۃ (۲) بھائی بھائی ہیں۔ حلال خور کا پیشہ کرنے سے وہ اخوت اسلام سے باہر نہیں ہو جاتے۔ اگر وہ صفائی جسم

و لباس کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ شریعت مقدسہ مسلمانوں کے پیشہ کی بناء پر کسی مسلمان کو مسلمانی برادری سے خارج نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ عنانہ مواد۔ دہلی۔

اسلام میں ہندوؤں کی طبقاتی تقسیم کا کوئی اعتبار نہیں۔

(راختیارِ اُمویہ دہلی مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

(السوال) اب سے ایک ہزار سال پہلے ہندوستان میں ہندوؤں کا راج تھا اور یہاں کے بسنے والوں کو ہندو مذہبی قانون کے موجب مختلف طبقوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ جن میں سے بعض عزت اور مرتبہ میں اعلیٰ خیال کئے جاتے تھے۔ جیسے برہمن، بعض ان سے کم تھے جیسے چھتری۔ بعض متوسط حالت میں شمار ہوتے تھے۔ جیسے ویش۔ اور بعض کو بالکل ادنیٰ خیال کیا جاتا تھا جیسے بھنگی، چمار، کوری، نٹ وغیرہ۔ اس پر چوتھی قسم والے انسانوں کے ساتھ مذکورہ بالا تین قسم والوں کا برتاؤ نہایت جبرانہ اور غیر منصفانہ تھا۔ یہ ن کو اپنے برابر ٹھہنے نہیں دیتے تھے اور اپنی کھانے پینے کی چیزوں کو انہیں چھو نے نہیں دیتے تھے۔ ان کا یہ مذہبی خیال تھا کہ یہ چوتھی قسم والے انسان ہمارا کھانا پانی چھو لیں گے تو وہ نجس ہو جائے گا۔ وہ ان کو کتے سوار سے بھی بدتر سمجھتے تھے۔ مسلمان جب اس ملک میں فاتحانہ آئے تو انہوں نے بحیثیت حکومت نوکا میاں حاصل کی۔ ہندوؤں کے ان مذہبی احکام سے مفتوح ہو گئے اور مثلاً اعلیٰ طبقات ہندوؤں کے ہندوستان کے پرانے باشندوں میں سے چوتھی قسم والوں سے نفرت کا برتاؤ کرنے لگے۔ عام مسلمانان ہند کا طرزِ عمل یہ ہے کہ اسی ذات کے ہندوؤں کے ساتھ ٹھٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ان کے کھانے پانی سے پرہیز نہیں کرتے۔ لیکن چوتھی قسم کے ہندوؤں کو ہندوؤں کی طرح اپنے برابر ٹھٹھنے نہیں دیتے خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی صاف ستھرا اور خوش پوش پوشاک ہو۔

(جواب ۲۹۲) بحیثیت غیر مسلم ہونے کے سبب برابر ہیں۔ برہمن ہوں یا ویش یا شودر، ہندوؤں کی ذاتوں کی تفریق کا اسلام کے اصول سے کچھ اعتبار نہیں۔ محض ہندوؤں کی خصلت کی بناء پر برہمنوں کی اعلیٰ و ویش شودروں کو ادنیٰ قرار دینا اور اس قسم کا معاملہ کرنا جائز نہیں باقی اسلامی اصول کی رو سے انسانی جسم جب کہ بیرونی نجاست سے آلودہ ہو، پاک ہے اور اس میں مسلمان کافر جنبی حائضہ وغیرہ سب یکساں ہیں۔ (۱) غیر مسلموں میں برہمن، چھتری، ویش، شودر کا کوئی تفاوت اس حکم میں نہیں ہے البتہ جو لوگ کہ نجاست میں آلودہ رہتے ہوں۔ ان کے یہاں کی گیلی چیزوں اور کھانے پینے سے پرہیز کرنے کا مضائقہ نہیں اور اس بارے میں غیر مسلم اور غیر متطاب مسلمان برابر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

ضمیمہ نہایات الارباب فی نہایات النسب لراحمہ عثمانی۔

(السوال) اس زمانہ پر فتن میں ہر چار طرف سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ کہیں سے آواز آتی ہے کہ زلزل

سے فلاں آبادی تباہ ہو گئی۔ کہیں سے صد بہند ہو رہی ہے کہ مشرکین و کفار کی جانب سے فلاں ظلم و تشدد ہو رہا ہے۔ واقعی یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ درست و درست ہے۔ مگر اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کہ اصل سبب بن تمام واقعات کا امور شرعیہ کو ترک کر دینا ہے۔ ہم جملہ اقوام سے اس کی استدعا نہیں کر سکتے کہ وہ کیا کریں۔ مگر اپنی قوم حضرات شیوخ سے ضرور درخواست کریں گے کہ تا وقتیکہ آپ حضرات امور شرعیہ پر عامل نہ ہوں گے۔ ان مصائب سے نجات نہ ہوگی۔ امور شرعیہ جملہ دیگر امور کے یہ بھی ہیں کہ رذیل اقوام سے خلط مطلق باکھل نہ رکھیں۔ کیونکہ ان کی رذالت کا اثر ضرور وقوع ہوگا۔ تخم تاثیر، صحبت کا اثر مشہور مقولہ ہے۔ و نیز ان دیگر اقوام رذیلہ سے معاملات خرید و فروخت و مہر و بیہ تحقیق مسائل و غیرہ مطلقاً تعلق نہ رکھیں کیونکہ یہ جملہ امور بھی قیامت سے ہیں کہ خیر زمانہ میں اقوام شریفہ ہستی میں ہوں گی اور اقوام رذیلہ کو ترقی ہوگی۔ آج دیکھا جاتا ہے کہ جولہ ہوں، تیلیوں، قصائیوں، ٹائیوں، دھوبیوں، بھٹیروں، لوہاروں، درزیوں، سناروں، ساجیوں، راجپوتوں وغیرہ کو ترقی ہو رہی ہے۔ بخاند دنیا بڑے بڑے عہدوں پر قائم ہیں۔ محلات کھڑے ہیں۔ مولوی، مفتی، قاری، صوفی، شاہ صاحب، بابو، مسر و غیرہ کہلاتے ہیں مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ باتیں ہماری اندر کیوں آرہی ہیں۔ بس وہی قرب قیامت کی نشانی ہے لیکن یہ جاہل لوگ خوش ہو رہے ہیں۔ جہنم کو بھول رہے ہیں۔ صاحبو! جب تک عم دین حضرات شیوخ میں رہا اور اقوام دیگر تابع رہیں کوئی آفت نہیں آئی۔ مگر جب سے قصائی، ٹائی، تیل، لوہار، بساطی، کال، جولاہہ وغیرہ مولوی مدرس، قاری، صوفی، حافظ وغیرہ ہونے لگے، مصائب کا دور دورہ بھی آنے لگا۔ کیونکہ یہ لوگ مطلقاً عقل سے کورے ہوتے ہیں اور بوجہ نادانی دل کے اندھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ دجال پر ایمان لانے والے کثر جو، ہے ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ لوگ ہر وقت اسی خیال میں رہتے ہیں کہ جیسے بھی ہو خیانت کی جوئے۔ چونکہ یہ خیانت ایک زہریلی دوا ہے، اس وجہ سے دجال پر ایمان لانے کی علت ہوئی۔ اور یہ خیانت جملہ دیگر اقوام میں موجود ہے۔ ارشاد نادر کالمحدوم۔ تو ثابت ہوا کہ یہ اقوام ہمراہ دجال ہوں گی۔ البتہ اگر یہ اقوام تابعہ اری شیوخ میں مصروف رہیں تو ان کی برکت سے اتباع دجال سے نجات ہو سکتی ہے۔ غور کی ضرورت ہے کہ اس سے پہلے دیگر اقوام وجہ اتباع شیوخ راحت سے زندگی بسر کر رہی تھیں۔ ان میں خودیسی آتے ہی مصائب کی آمد شروع ہو گئی۔ مثلاً ہمارے سہارنپور میں مولوی حبیب احمد قصائی، مولوی منظور حسن قصائی، قاری عبدالحق ناٹی، مولوی سعید جوالا پان فروش، منشی عبد الکریم سراب جولاہہ، مولوی مقبول احمد بساطی، مولوی نور محمد بھٹیاریہ، مولوی عبد المجید گاڑا وغیرہ فردرذیل موجود ہیں کہ اپنی نادانی اور خبط عقل کی وجہ سے کوئی مستہم ہونے پر ناز کر رہا ہے، کوئی مدرس یا مناظر ہونے پر فخر ہے۔ کوئی قاری ہونے پر کود رہا ہے۔ کوئی اپنی ولایت پر مغرور ہے۔ کوئی مولف بن کر علمائے حقانی پر اعتراض کر رہا ہے۔ ہم کو یہ سن کر کہ ہمارے بھائی حاجی عزیز احمد صاحب، ایک جاہل گھڑی ساز بازار نخاسہ محمد صادق لوہار سے مرید ہو گئے ہیں، افسوس ہوا کہ بھلا ولایت سے دیگر اقوام کا کیا تعلق کیا مرید ہونے کے لیے مظاہر العلوم سہارنپور، دارالعلوم دیوبند، تھانہ بھون کے

مشائخ تھے، ہم اپنی قوم شیوخ سے درخواست کرتے ہیں کہ دیگر اقوام سے اجتناب کلی رکھیں۔ الحمد للہ۔ شیوخ میں علماء، فضلاء، قراء، مشائخ، محدثین، مفسرین، مناظرین وغیرہ بکثرت موجود ہیں۔ دنیاوی لحاظ سے تاجر بھی موجود ہیں۔ کل معاشات اپنی قوم شیوخ سے وابستہ رکھیں۔ تاکہ ہر قسم کی ترقی قوم کو ہو۔ دیگر اقوام سے جدا رہیں۔ چونکہ ان کی حالت ایمانیہ بہت خراب ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمان متین لائق فی مدبر روشن موجود ہے۔ ب غور کر لیجئے کہ مرز قادیان پر ایمان کون۔ تا ہے۔ جز جو۔ ہو۔۔ تیلیوں، لوہاروں وغیرہ کے؟ شیوخ میں سے بھی کوئی سنا ہے؟ سو جبکہ ہمارے سامنے دجال اصغر پر ایمان رہے ہیں تو ضرور دجال کبر پر بھی یہ لوگ ایمان لادیں گے۔ اس سے قبل کچھ مضمون اخبار مفتح سہارنپور مورخہ ۶ مئی ۱۹۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے، وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ باقی آئندہ بھی ہم یہ مضمون کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ دیگر اقوام سے قطع کلی کریں۔ اور جو امور شرعیہ ہوں ان کی پابندی کریں۔ ان میں اپنی قوم سے ہم ردی بھی ہے اور ہر قسم کی فدا داریں ہے۔

فقط والسلام۔ خادم قوم شیوخ احمد عثمانی سہارنپور۔

(۱) شیوخ برادری کا ادنیٰ قوموں کے ساتھ تعلقات رکھنا۔

(۲) گھٹیا پیشہ سے منسلک افراد کا دینی تعلیم حاصل کرنا۔

(۳) ادنیٰ قوموں کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا کیسا ہے؟

(۴) خدا کی نعمتیں کسی مخصوص قوم کے ساتھ خاص نہیں۔

(۵) یہ غلط ہے کہ گھٹیا اقوام کو مراتب ولایت عطا نہیں ہوتے۔

(۶) حمد عثمانی کے ضمیمہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ضمیمہ مذکور بالا کے متعلق علمائے دین سے چند سوالات۔

(السلول) (۱) کیا حضرت شیوخ کا دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ سے تعلقات رکھنا خلاف شریعت ہے؟ اگر ہے تو ابتدائے اسلام سے اب تک اس کی طرف رہنمائی نہ کرنے کی قانون اسلام میں کیا مصلحت رہی؟

(۲) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کی عدم دین حاصل کرنے کے سے کیا قرآن شریف میں ممانعت آئی ہے؟ اگر اجازت ہے تو کیا یہ شرط ہے کہ ان کا یہ فعل موجب مصائب ہوگا؟

(۳) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کا دینی و دنیاوی ترقی کرنا کیا شرعاً ناجائز ہے؟

(۴) کیا مراتب ولایت صرف شیوخ زہاد کے لئے ہیں؟ دیگر اقوام کے جو افراد ان کے ہم پلہ یا ان سے زیادہ خد پرست، زہد یا موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے کیا وہ مراتب ولایت کے مستحق نہیں ہیں؟

(۵) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کے افراد عدد و زائد کو اگر خداوند کریم مراتب ولایت عطا کرنا پسند نہیں فرماتے تو پھر اس آیت اکر مکم عبد اللہ اتقکم کی تفسیر کیا ہوگی؟

(۶) کتاب "غایات المنسب" ایڈیشن اول اور اس کے ضمیمہ کو بعض علمائے دین حق بجانب اور صحیح بتا

چکے ہیں۔ کیا احمد عثمانی صاحب کے ضمیمہ کی بھی وہی حیثیت ہے؟

(المستفتی سرپرست جمعیت الانصار ضلع سہارنپور ۳۵۳۱۵)

(جواب ۲۹۲) (۱) تمام مسلمان دینی اخوت کے لحاظ سے بھائی ہیں۔ اما المؤمنون اخوة قرآن مجید میں موجود ہے۔ (۱) اور لا فصل لعربی علی عجمی۔ الناس کلهم بؤ آدم وادم من تراب (۲)۔ المؤمن للمؤمن کالشیان یتشد بعضہ بعضا (۲)۔ احادیث صریحہ موجود ہیں۔ (۲) کسی مسلمان کو علوم دینیہ حاصل کرنے کی ممانعت نہیں۔ بلکہ ہر مومن تحصیل علم کے لئے، مور ہے۔ (۳) قطعاً جائز ہے۔ (۳) کسی قوم یا فرقہ کے ساتھ خد تعالیٰ کی نعمتیں و رحمت مخصوص نہیں۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (۴)۔ اس کے یہاں تقویٰ جتنی ایمان اور اعمال صالحہ کا اعتبار ہے۔ (۵) یہ غلط ہے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ سے قوام مندرجہ ضمیمہ کو مرتب وایت عطا نہیں ہوتے۔ (۶) یہ مضمون صریحہ نصوص صحیحہ صریحہ کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

بارھوال باب

معاصی اور توبہ

(۱) تکمیل توبہ کی شرط .

(۲) بوجہ مجبوری توبہ کرنا .

(سوال) (۱) زید نے ڈاکہ درپوریں کیں۔ جن دنوں کاموں کا کھیا اب تک وہ دکان کی اوڑھنا ہے۔ اس نے نیکوں سے ہر سروقہ خوردہ بخشو یا نہیں ہے۔ یہی سوکھی توبہ کی ہے۔ کیا یہ توبہ شرعاً مقبول ہے۔ (۲) ڈاکہ زن کا زور جب ڈاکہ اور چوری پر نہ ہو سکے بوجہ مجبوری توبہ کرے اور پھر پیری مریدی کرے تو ایسا آدمی قابلِ رحمت ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۲۱۲ فقیر محمد خان (ضلع ہزارہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۹

تو ۱۹۳۲ء)

(جواب ۲۹۴) (۱) جن دنوں کاموں کا کھیا ڈاکہ درپوری سے یہ ہے نیک کاموں کو پس کرنا یا ان سے معاف کرنا تکمیل توبہ کے لئے ضروری ہے۔ (۲) توبہ تو ہر وقت لازم ہے اگر طاعت کے وقت توفیق نہیں ہوتی تو جس وقت ممکن ہو ہی وقت کرے۔

حقوق اللہ سے توبہ کے بعد ان کی قضیہ وصیت کرنا ضروری ہے۔

(سوال) یہ مسئلہ مشہور مختلف ہے کہ حقوق اللہ گراہی سے تلف ہو جاتے ہیں۔ وہ اگر توبہ خاص کرے تو بعض اللہ تعالیٰ توبہ مقبول و منظور ہو جاتی ہے اور اس سے گناہ صغیرہ ہوں مثلاً بوسہ یا جائز یا کبیرہ ہوں مثلاً نماز نفویت نماز و نفرت، معاف ہو جاتے ہیں۔ قوله تعالیٰ 'توبوا الى الله بوجه عسی رکم ان یکھر عکم سیناتکم' (سورہ تحریم) پھر توبہ کے بعد اگر وہ سلامت و زندہ رہے۔ اس پر نماز و نفوت کا مشاقتضیٰ کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کی دیگی وغیرہ مذکور۔ اگر واجب ہے تو عفو یا چیز ہوتی ہے۔ اگر واجب نہیں تو خیر الحمد للہ اور اگر زندہ نہ رہے تو کیا اس پر وصیت سقط صلوٰۃ واجب ہے یا نہیں اگر وصیت نہ کی تو خیر ہو گیا نہیں۔

(المستفتی نمبر ۱۳۳۵ مولوی عبد اللہ صاحب (ضلع ملتان) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۶ فروری

۱۹۳۲ء)

(جواب ۲۹۵) توبہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، خواہ حقوق اللہ ہوں یا حق عبادہ۔ مگر توبہ کے معنی یہ

۱۔ اس کی اصل توبہ کی یہ روایت ہے۔ من کذب له عطیة لاحد من عرصد اوشی فی حینہ منہ لیود قس ان لایکون دسار ولادیرہم ان کذب عن عمل صلیح حمدہ بغير مصلیہ و ان لم تکن له حساب احد من سباب صاحبه فحمل علیہ (بخاری باب مظام و الخصاص باب من کذب - مظاہر مدارج ص ۱۱۱ ط ۳۳۱ ق ۱) ۲۔ لا یقسط من رحمة اللہ ان لم یعتبر لدیوب جمیعاً (الترمذی ۳۹)

ہیں جو بیضوی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہیں۔ و سئل علی رضی اللہ عنہ من التوبة فقال يجمعها ستة أشياء على الماضي عن الذنوب الدامة وللغرائض الاعادة ورد المطالم واستحلال الخصوم وان تعزم على ان لا تعود وان تربى نفسك في طاعة الله كما ربيتها في معصية انتهى۔ (۱) یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے توبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ توبہ میں چھ باتیں ہونی چاہئیں۔ (۱) گزشتہ گناہ پر ندامت۔ (۲) فرض کی ادائیگی۔ (۳) حقوق ادا کرنا۔ (۴) صاحب حق سے معافی طلب کرنا۔ (۵) اور آئندہ جتنا بک چلتے رہ کر لینا۔ (۶) اور اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے تربیت کرنا۔ قطعاً ہر ہے کہ ایسی توبہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد سب معاف ہو جائیں گے ورنہ سول پیدا نہیں ہوگا کہ فرائض فائتہ کو ادا کرنا ذمے پر باقی رہے گا یہ نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ اگر فرض کی ادائیگی لازم رہی تو معافی بیبے معنی ہوگی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں معافی اس کو تاہی اور معصیت کی ہوگی جو فرائض کو اپنے معینہ وقت کے اندر ادا نہ کرنے کے ضمن میں مستحق ہوتی تھی (۲)۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ حقوق اللہ میں فرائض فائتہ کی ادائیگی کو موقع اور قدرت علی الاداء کے ساتھ مقید کر دیا جائے۔ یعنی اگر باوجود قدرت کے فرائض فائتہ کو ادا نہ کرے تو کہا جائے کہ توبہ ہی کامل نہیں ہوئی اور اگر توبہ کے بعد ادائے فرائض کا موقع ہی نہ ملے تو توبہ کو کامل و مقبول قرار دے دیا جائے اور اس سے مواخذہ نہ ہو۔ قدرت علی الاداء میں قدرت علی الوسیط بھی شامل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہنا۔

(سوال) اگر کوئی مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو اسے کافر کہنا درست ہے یا نہیں۔ اور عدم جواز کی صورت میں کافر کہنے والے پر شرعاً کیا حکم صادر ہوگا۔

(المستفتی نمبر ۱۵۲۲، خواجہ عبد المجید صاحب (بنگل) ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ جون

۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۹۶) گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کفر لازم نہیں آتا۔ محض گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر کسی کو کافر ماننا سخت گناہ ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

۱۔ آیت "يا ايها الذين امنوا اتوبوا الى الله توبة نصوحا" (التريم ۸) کے ذیل میں تفسیر چنوائی ملاحظہ کریں۔ نیز تفسیر کشاف میں بھی اسی مقام پر یہ کوردروایت موجود ہے۔

۲۔ وقال عياض: "اجمع اهل السنة والجماعة ان الكافر لا يكفرها الا التوبة، ولا قابل لسقوط الدين ولو حقاً لله تعالى كدين صلاة وركاء، نعم اثم المظن وتأخير الصلاة وبحوها يسقط" (در مختار باب اهدى ۲ ۶۲۲ھ سعید)

۳۔ "الامم من ركبوا كفر النفاق والمعصية" (شرح فقہ الکبیر، فصل امم من ركبوا كفر النفاق: ص ۷۷ ط قس)

بار بار گنہ کرنا اور بار بار توبہ کرنا۔

(سوال) بار بار گناہ کرنا اور بار بار توبہ کرنا کیسا ہے؟

(المسنفتی نمبر ۱۵۹۱ ج ۱ لدین صاحب (ضلع حیدر پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ص ۱۳
جوانی بح ۱۹۴ء)

(جواب ۲۹۷) توبہ کر کے پھر گناہ کرنا۔ پھر توبہ پھر گناہ کرنا۔ غرضیکہ بار بار یہاں کرنا بہت برا ہے۔ مگر پھر بھی توبہ کرنا لازم ہے مایہی کہ اب توبہ قبول نہ ہوگی نہیں ہونی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

معصیت کے ارادے سے گنہ عائد ہوتا ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص گھر سے زنا کی نیت سے نکلا اور وہ کسی وجہ سے واپس لوٹ آیا۔ آیا اس پر گناہ عائد ہوا یا نہیں؟

(المسنفتی نمبر ۱۲۲۷ ص ۱۔ سی۔ منصور (مسنی) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲ جون ۱۹۳۸ء)

(جواب ۲۹۸) زنا یا گناہ تو نہیں ہوا۔ یہ ارادہ براتھا اور جب پورا نہیں ہوا تو گناہ نہیں لکھا گیا۔ توبہ کرے تو اس راویہ کا مواخذہ بھی نہیں ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

سچی توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

(از اخبار سہ روزہ اجمعیہ دہلی۔ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۴۷ء)

(سوال) جس گناہ کی وجہ سے توبہ کیا جاتا ہے، بعد توبہ کر لینے کے وہ گناہ کیا جاتا ہے؟ توبہ کے بعد اگر گناہ پورا یا کمبختی رہ جاتا ہے تو پھر توبہ سے کیا حاصل؟ اور اس توبہ کا کیا مقصد ہو؟

(جواب ۲۹۹) جس گناہ سے سچی توبہ کر لی جائے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے (۱)۔ یعنی پھر اس کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ کامل و سچی توبہ کے بعد گناہ باطل باقی نہیں رہتا (۲)۔ کامل توبہ کے ارکان یہ ہیں۔ (۱) اوائے حق، یعنی کسی کامل چرایا اختیار وہ چھوڑ دیا تھا تو پہلے اس شخص کا مال اسے دے دیا جائے یا روزہ قضا کر لیا جائے۔ اگر حق قابل ادا نہ ہو تو صاحب حق سے معاف کر لیا جائے۔ (۲) گزشتہ ارتکاب گناہ پر ندامت و استغفار۔ (۳) آئندہ کے لئے پختہ راویہ کہ اب یہ کام نہ کروں گا۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفر۔۔۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

۱۔ فان العباد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه، بحاری، کتاب المغازی، حدیث الافک ۲ ۵۹۶ ص قسمی)

۲۔ کتاب ص اندک کس لادب لہ (ابن ماجہ، ص ۳۱۳ ط قدیمی)

۳۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "کشف" اور "بشادی" میں سورۃ تحریم کی آیت ۸ کے ذیل میں مذکور ہے۔

کیا فطری طور پر اندھا، بہر، گونگا شخص گناہ گار ہو سکتا ہے؟

(از اخبار جمعیت دہلی مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک آدمی جو آنکھوں سے اندھا، کانوں سے بہر اور زبان سے گونگا ہے۔ یعنی یہ ہر سہ حس قدرت نے اس کو عطا ہی نہیں کیا، تو کیوں گناہ گار ہو سکتا ہے؟ مذکورہ آدمی جو بی کی حالت میں گھس کٹ کر لاتہ در بھیک مانگتا رہا مگر یہ ساطت دوسرے اشخاص کے۔

(جواب ۳۰۰) جو شخص فطری اندھا، گونگا، بہر، اس پر ان اعضاء کے متعلق جو اعمال و افعال ہیں، ان کے جہد نے کا کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ (محمد کفایت اللہ غفرلہ)

غلطی سے آگاہ ہو کر گمراہی سے توبہ کر لینا۔

(از اخبار جمعیت دہلی مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) چند مسلمانوں نے ایک بے شرع گمراہ فقیر کے پھندے میں پھنس کر اس کا عقیدہ اختیار کیا۔ اس کے مرید ہوئے۔ نماز روزہ چھوڑ دیا اور وقفاً فوقفاً کلمات نامشروع بھی زبان سے نکالتے تھے۔ اب وہ لوگ اپنی غلطی سے آگاہ ہو کر فقیر کی صحبت کو ترک کر دیا اور اپنی بدعت سے باز آئے اور بہت سے مسلمانوں کے مجمع میں ایک عام کے سامنے یہ اقرار کیا کہ ہم بوگوں نے جس عقیدہ کو اختیار کیا تھا اس سے باز آئے اور توبہ کر۔ اب کبھی ہم فقیر کے پاس نہیں جائیں گے۔ ان لوگوں کا توبہ صحیح ہو گیا یا نہیں؟

(جواب ۳۰۱) جب ان لوگوں نے علی الاعلان توبہ کر لی اور نماز پڑھنی شروع کر دی تو مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ان کے ساتھ اسامی برتاؤ اور محبت و سلوک کا معاملہ کر کے ان کے قلوب کو اپنی طرف مائل اور جہالت سے مالکیہ علیحدہ کر دیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

عالم کا توبہ کے الفاظ تلقین کرنے کی اجرت طلب کرنا۔

(از اخبار جمعیت دہلی مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) چند بوگوں نے توبہ کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو دعوت دی۔ مولوی صاحب نے ان سے روپیہ کا مطالبہ کیا۔ داعی نے روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ مولوی صاحب وقت مقررہ پر کشتی سے وہاں پہنچا اور یہاں کہ روپیہ ادا کر دو ورنہ کشتی میں سے نہیں نکالوں گا۔ بہت کہنے پر اٹھا اور یہاں روپیہ نہ دینے پر توبہ نہیں کر اؤں گا۔ داعی نے مجبوراً حسب وعدہ دس روپے دے دیئے۔ حاضرین تائبین میں سے ایک شخص یوں کہ ایسے مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ نہیں کر دوں گا اور کل دوسرا مولوی صاحب کو بلا کر توبہ کر لوں گا۔ اس پر مولوی صاحب نے خفا ہو کر برا بھلا کہا۔ اس شخص نے بھی اس کا جواب دیا اور یہ بھی کہا کہ تم عام نہیں،

مولوی نہیں۔ ان باتوں کی وجہ سے مولوی صاحب نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے یہیں مطلقہ بلاق بانن ہو گئیں۔ کسی مسلمان کو ان کے ساتھ مناجنا کرنا نہیں اور اسی حالت میں ان کے جو اولاد ہوں گے۔ وہ حرام زادے ہوں گے۔ واضح رہے کہ متعدد شاہدوں کی شہادت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب مذکور کے اخلاق و ائدیں بہت خراب ہیں۔ تاش پانسہ وغیرہ کھیتے ہیں۔ بعض کی زمین فحش سیاحت اور جعلی مقدمہ کر کے کئی مدیون سے دوبارہ روپیہ وصول کیا اور بھی اسی قسم کے کئی کبار کے مرتکب ہیں۔ (جواب ۲۰۳) معلوم نہیں کہ یہ توبہ کرانے کے لئے مولوی صاحب کو بدنام کرنے کا روپیہ سے کر توبہ کرنا اس کا کیا مطلب ہے اور یہ کیسی رسم ہے۔ ہمارے اطراف میں تو یہ رسم نہیں ہے۔ ہمیں اس کی حقیقت معلوم بھی نہیں توبہ کرنے والے خود خدا تعالیٰ کی جناب میں توبہ کر سکتے ہیں۔ کسی مولوی کو بدنام کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر کسی عالم کو توبہ کے الفاظ تلقین کرنے کے لئے بلایا جائے تو اس کو اجرت طلب کرنا نہیں چاہئے۔ ہاں اگر مقام دور ہو تو سواری کا کرایہ سے سکتا ہے۔

اگر شخص مختلف نے مولوی صاحب کے متعلق صرف یہی لفظ کہے ہیں کہ ”تم عالم نہیں، مولوی نہیں۔“ تو اس پر کفر کا حکم درست نہیں۔ نہ ان لوگوں سے مقاطعہ کرنا درست جو اس کے ساتھ ہوں کیونکہ اس میں عالم کی حیثیت عالم ہونے کی توہین نہیں ہے بلکہ عالم ہونے سے انکار ہے۔ اور اگر مولوی صاحب کے یہ افعال جو سوسوں میں مذکور ہیں صحیح ہیں تو وہ وجہ ارتکاب کبار اور فسق کے کسی تعظیم کے مستحق نہیں ہیں۔ (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

کتنی عمر تک بچے معصوم ہوتے ہیں؟

(از اخبار جمعیتہ دہلی۔ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) باری تعالیٰ کے نزدیک کس عمر کے بچے معصوم قرار دیئے جائیں گے اور معصوم کا کیا درجہ ہے؟
(جواب ۳۰۳) بچہ جب تک نابالغ ہے اس وقت تک معصوم ہے (۲)۔ یعنی اس سے کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ اس کی شفاعت قبول ہوگی اور حق تعالیٰ کی نظر رحمت اس کی طرف زیادہ ہوگی۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

توبہ سے حرام مال حلال نہیں ہوتا۔

(از اخبار جمعیتہ دہلی۔ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) زانیہ اگر تائب ہو جائے تو اس کا کسب کردہ مال حلال ہو جاتا ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۰۴) توبہ سے مال حلال نہیں ہوتا۔ زانیہ کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

نابالغی کی حالت میں سرزد گناہوں پر مواخذہ نہیں۔

(از اخبار سہ روزہ الجمعۃ دہلی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) میرے بزرگ میرے رہبر جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دست بستہ گزارش بند و حقیر کی یہ ہے کہ میں جب کہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے مسجد میں جایا کرتا تھا اور رات کے وقت گھر میں مطالعہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جب کہ میری طبیعت پڑھنے کی طرف بالکل رجوع نہ تھی مگر والدہ اور ہمیشہ محترمہ کی تنبیہ اور زبردستیوں کے باعث مجھ کو قرآن شریف لے کر بیٹھنا پڑا مگر میں بد نصیبی اور غصے کے غلبے میں اندھا ہو کر قرآن شریف کی سے حرمتی کر بیٹھ (یعنی قرآن شریف کے دو پر اپنا پیر رکھ دیا) اور س گناہ عظیم کے تقریباً دو ڈھائی سال بعد نادانی کے جوش میں آکر اپنا پیشاب نکال کر خود ہی پی گیا۔ میرے بزرگ یہ دونوں غلطیاں میری نابالغی کے زمانے میں سرزد ہوئی تھیں۔ میرا گناہ اب یہ ہے کہ پہلی غلطی پر میری عمر تقریباً نو سال اور دوسری غلطی کے وقت بارہ سال تھی۔ میں بوجہ شرم کے خود حاضر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ گناہ عظیم ایسا سرزد ہوا ہے کہ شاید دنیا میں کسی نے بھی نہ کیا ہو گا۔ آپ اس کا جواب اخبار الجمعۃ میں شائع فرمادیں۔ جو کچھ کثرت و یاد لیا ت ہوں وہ بھی تحریر فرمادیں۔

دہلی کا ایک گناہ گار مسلمان لڑکا۔

(جواب ۳۰۵) عزیز من سلمکم اللہ تعالیٰ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اگر تمہارا یہ خطے نام و نشان نہ ہوتا تو میں اس کا جواب خود تمہارے پاس آکر تم کو زبانی بتاتا اور تمہاری تسلی کر دیتا۔ تمہارے اس خط کا میرے دس پر گرا اثر ہوا ہے کیونکہ اٹھارہ سال کی عمر میں اپنی نادانی کے زمانے کی غلطیوں کا اتنا زبردست احساس و تاثر تمہاری فطری سعادت اور ایمانی قوت کی دلیل ہے۔ میں نے تمہارے لئے بہت مخلصانہ دعائیں کی ہیں کہ رب العزت جل شانہ، تم کو اس ایمانی جذبہ میں مزید درمزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

عزیزم جو غلطیوں کے تم سے ہوئی تھیں وہ غلطیاں ضرور تمہیں گمراہوں تو نابالغی ورنہ نادانی کے زمانے کی غلطیاں حضرت حق جل شانہ کے یہاں قہر مواخذہ نہیں کیونکہ صریح حدیث شریف میں ہے رفع القلم عن ثلثة عن المعنوه حنی یقیق والنام حتی یستیقظ والوصی حتی یحتلم او کما قال۔ (۱) یعنی بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے اس وقت تک قابل مواخذہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ تمہاری یہ ندامت اور شرمندگی جس کا ثبوت تمہارے اس خط کے ایک ایک حرف سے ہوتا ہے اس سے بہت بڑی غلطیوں کی معافی کے لئے بھی کافی ہے۔ فان العد اذا اعترف وتاب تاب اللہ علیہ۔ (۲) یعنی جب کوئی بندہ اپنے مولیٰ کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کرے، توبہ کر لے تو مولیٰ کریم سے معاف ہی فرمادیتا ہے۔ اس لئے اب ان غلطیوں کی بناء پر تمہیں تشویش نہیں ہونی چاہئے اور اس کا کوئی کفارہ تمہارے ذمہ واجب نہیں۔ بس آئندہ زندگی میں اطاعت خدا و رسول و اتباع سنت پر قائم رہنا ہی اس قسم کی تمام گزشتہ غلطیوں کے لئے کفارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو بایں جذبہ ایمانی اپنی

توفیق خاص سے نوازے اور تمہارا حافظہ دنا صر ہو۔ و سلام ۳۱ کم۔ محمد کفایت اللہ کا اللہ۔

توبہ کے بعد دوبارہ گناہ کا ارتکاب کرنا۔

(الجمعیۃ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) جو شخص کسی بد عقیدہ کے قول یا فعل سے ایک مجمع عام میں برا جان کر توبہ گار ہو اور پھر سی قول یا فعل کی تباہ کرے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۰۶) توبہ کے بعد پھر سی رائی کا ارتکاب کرنا بہت زیادہ برا ہے وراں کا مواخذہ زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

انشاء اللہ کے ساتھ کیا وعدہ پورا نہ ہونے پر جھوٹ کا گناہ ہو گیا نہیں؟

(الجمعیۃ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۵ء)

(سوال) کوئی شادی کی تقریب یا مکان کی تعمیر یا کسی کا قرضہ ہو اس کا بغیر کسی ظاہر اسامان ہونے کے صرف خدا کے بھروسے پھر انشاء اللہ کے ساتھ وعدہ کرے کہ فداں مہینے یا فداں تاریخ کو یہ کام سردوں گا اور اللہ کے دربار سے کافی امید ہو اور پھر وہ کام مقررہ وقت پر نہ ہو تو جھوٹ ہو یا نہیں؟

(جواب ۳۰۷) اس صورت میں جھوٹ کا گناہ نہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

عابد اور تائب میں افضل کون ہے؟

(الجمعیۃ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) عابد اور تائب میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟

(جواب ۳۰۸) عابد کا مرتبہ زیادہ ہے۔ گرچہ عاصی تائب جب کہ اس کی توبہ قبول ہو جائے خدا کے نزدیک مکمل عتاب نہیں رہتا لیکن وہ فضیلت جو عابد نے وقت عبادت میں عبادت کر کے حاصل کی ہے وہ قعدہ کی رو سے تائب کو حاصل نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

تیرھواں باب مختلف فرقے

فصل اول : فرقہ شیعہ

شیعوں کا ذبیحہ، ان سے رشتہ داری اور دیگر تعلقات استوار کرنے کا حکم۔
(سوال) شیعوں کے ہاتھ کا ذبیحہ اور ان کے ساتھ کھانا اور رشتہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ نیز سلام سبک کرنا اور جواب سلام دینا کیسا ہے؟

(جواب ۳۰۹) رافضیوں کا وہ فرقہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (غیاث باللہ) خدا لیا اور آپہ اسی طرح جو شرعاً کفر ہو، مانتا ہو، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست نہیں (۱)۔ اور جو لوگ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے ثلاثہ پر صرف فضل مانتے ہوں، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے (۲)۔ اور ان لوگوں کی لڑکیوں سے نکاح کرینا بھی جائز ہے۔ مگر انہیں اپنی لڑکیاں نہیں دینا چاہئے۔ بلا ضرورت ان سے سلام کرنا یا کھانا بھی اچھا نہیں (۳)۔

شیعہ اسماعیلیہ کا سنیوں کے ساتھ ان کی مسجد میں عبادت بجالانے کا حکم۔
(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شکستہ شاہی جامع مسجد سرکار کے عطیہ اور سنی و شیعہ کے متفقہ چندہ سے انجمن اسام کی گمرانی میں جس کا صدر یک شیعہ اسماعیلیہ در منصرمہ کمیٹی کے راکین دونوں فریق سے منتخب ہوئے تھے تحمیناڈ یڑھ اکھ روپے کے خرچ سے تعمیر ہوئی۔ اس مسجد میں ایک مدت تک فرقہ شیعہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ سلیمانہ کے راکین جب کبھی نماز کے وقت موجود ہوئے تو خفی پیش امام کی کامل اقتداء میں نماز باجماعت دکر لیا کرتے تھے، کیونکہ یہ گروہ اس مسئلے میں دوسرے شیعوں مثلاً داؤدی وراثاء مشرقی وغیرہ (جو کبھی سنیوں کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے) سے مختلف ہے۔ علاوہ اس کے یہ گروہ سب شیخین نہیں کرتے۔ ہاں عقائد میں تفضیہ ہیں۔ تھوڑے عرصے سے سنیوں نے اس بناء پر کہ شیعوں کا داخلہ اس مسجد میں قطعاً ممنوع ہے فرقہ سلیمانہ مذکورہ بالا کو مسجد میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن مجید اور وعظ سننے سے روکا اور حال میں اس فرقہ کے لوگوں کو جب کہ وہ ایک سنی عالم کا وعظ سننے مسجد میں آئے زد و کوب کیا۔ لہذا کیا فرماتے ہیں عمائے دین و متقیان شرح متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ :

() شیعہ اسماعیلیہ مذکورہ بالا مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور سنیوں کی نماز میں ان کی شرکت باجماعت سے کسی قسم کا خلل تو نہیں آتا؟

۱ "فلا توکل دیحۃ اهل الشریک والمرتد" (الفتاویٰ الہدیہ، کتاب الذمات الاول ۵/ ۲۸۵ ط ماحدید)

۲ "اب کتاب بفصل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ علی بی مکر رضی اللہ عنہ لا یكون کافراً الا انہ متدع" (بہدیه، باب المرتد ۲/ ۲۶۴ ط ماحدید)

۳ "ولا ترکوا الی الذین طمروا فتمسککم النار" (ہود، ۱۱۳)

(۲) شیعہ مسجد میں قرآن مجید اور وعظ سننے آسکتے ہیں یا نہیں؟ دوران میں سے کر کوئی شخص جس میں عیحدہ اپنے طریق پر نماز دآرے تو اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

(۳) جو لوگ مسجد میں اہل قبلہ کو زور و کوب کریں گے لئے کیا حکم ہے؟ اور اس حالیکہ وہ اہل قبلہ نماز پڑھنے یا وعظ سننے یا کہ مجید کی تدوین کے لئے حاضر ہوں۔ میں تو جروا۔

(المستفتی: سید نواب علی۔ پروفیسر بڑودہ کا ج)

(جواب ۳۱۰) اگر سوال کے مورد کو رد صحیح ہیں جتنی شیعہ اسماعیلیہ اعتقاداً صرف تفضیلیہ ہیں اور اہل سنت کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں اور یہ کہ پہلے وہ مسجد میں نماز پڑھتے رہے ہیں، تو اب بھی وہ مسجد میں نماز اور ستماع وعظ کے لئے آسکتے ہیں۔ مسجد میں زور و کوب کرنا سخت مذموم ہے اور جس فریق نے اس کی ابتدا کی ہے وہی ذمہ دار ہے۔

(جواب دیگر ۳۱۱) شیعہ تفضیلیہ جو تبرہ نہیں کرتے سنیوں کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے آئیں تو آسکتے ہیں، مگر اپنے مذہب کے ایسے کام جو سنیوں کے مذہب میں ناجائز ہوں یا جو جب فتنہ ہوں نہیں کر سکتے۔ اسی طرح قرآن خوانی اور وعظ میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

اہلسنت کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے شیعہ کا نماز پڑھنا۔

(سوال) سنی حنفی مذہب کی جامع مسجد جو سرکاری نگرانی میں ہے اس میں حنفی مذہب پیش امام کے پیچھے شیعہ نماز پڑھنے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ مذکورہ جامع مسجد میں اگر قرآن مجید کی تدوین ہوتی ہو اس وقت قرآن مجید سننے کے لئے شیعہ بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں۔ مذکورہ جامع مسجد میں شیعہ وعظ سننے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

(المستفتی احمد حسین قاضی شہر نواب بڑودہ)

(جواب ۳۱۴) سنی فرقہ کی مسجد یا جامع مسجد میں سنی حنفی امام کے پیچھے شیعوں کے ان فرقوں کے افراد جو حد کفر تک نہیں پہنچتے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر اگر وہ ایسے علمائے ہیں جو سنی مذہب میں ناجائز یا موجب فتنہ ہوں۔ تدوین کے وقت شرعہ متذکرہ بیٹھ سکتے ہیں اور شرط متقدمہ وعظ سننے جاسکتے ہیں۔ مگر ان امور کے استحقاق کے دعوے کا فیصلہ دستور قدیم پر ہوگا۔ مسلمانوں کی مسجد میں سرکاری نگرانی کا کیا مطلب؟ اگر نگرانی سے مراد صرف حفظ امن ہے تو خیر اور اگر مسجد کے انتظامات میں مداخلت مراد ہے تو ناجائز ہے۔ غیر مسلم مسجد کے انتظامات میں مداخلت نہیں کر سکتے۔ فقط

(جواب دیگر ۳۱۳) ایسے دعووں کا مسجد میں آنا اور سنی امام کے پیچھے نماز داکر لینا جائز ہے۔ لیکن جہودت نزاع استحقاق کا فیصلہ دستور قدیم کے موافق ہوگا۔ اگر وہ پہلے سے آتے رہے ہیں اور نماز داکر تے رہے ہیں تو آئے اور نماز پڑھنے کا حق ہے اور اگر پہلے کبھی نہیں آئے اور نماز نہیں پڑھی تو سنیوں کی رودری پر ہے کہ اب آئے دیں یا نہ آئے دیں۔ بہر حال ان کی شرکت سے سنیوں کی نماز میں خلل نہیں آتا۔ فقط

(جواب دیگر ۳۱۴) جو لوگ کہ اعتقاداً کفر تک نہ پہنچیں مثلاً شیعہ تفضیلیہ وہ مسجد میں نماز پڑھ سکتے

ہیں۔ اہل سنت والجماعت کی مسجد میں اگر پہلے سے یہ لوگ نماز پڑھتے چلے آئے ہیں تو اب بھی آسکتے ہیں اور ان میں کا کوئی فرد مین و معتمد ہو اور مسجد کی بھدائی کی امید ہو تو اس کو منتظمہ جماعت کارکن بھی بنایا جاسکتا ہے۔ مگر ان کو اس مسجد میں اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کرنی یا کوئی امر موجب فتنہ نکالنا جائز نہیں اور نہ اس صورت میں ان کو آنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ سنی حنفی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا یا وعظ سننا ہو اور کوئی امر تبلیغ مذہب کی غرض سے نہ کرنا ہو تو مضائقہ نہیں کہ آنے دیا جائے۔ جامع مسجد اور دیگر مساجد کا حکم ایک ہے۔ فقط

شیعہ لڑکے کا سنی لڑکی سے نکاح۔

(سوال) ایک شیعہ لڑکا سنی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ اگر سنی قاضی یا پیش امام نکاح پڑھانے سے انکار کرے اور کوئی شیعہ پڑھادے تو کیا حکم ہے؟ یہ شیعہ تفضیلی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بانی خلفاء پر فضیلت دیتے ہیں۔ انگیرنی جلد دوم صفحہ ۲۴۶ میں یہ عبارت ہے الرافضی ۱۵۱ کاں بسب السیخین او بلعہما والعیاذ باللہ، فہو کافر۔ وان کاں یفصل علیا کرم اللہ وجہہ علی ابی بکر الصدیق لایکون کافراً الا انما ہو مبتدع۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ سنی لڑکی کا نکاح درست نہیں ہے۔

(المستفتی نمبر ۶۳۲۲ حفظ محمد اسحاق (کوٹہ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء) (جواب ۳۱۵) شیعہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دیتا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی بات اس میں شیعیت کی نہیں تو یہ کافر نہیں ہے (۱)۔ اور ایسے شیعہ کے ساتھ سنی لڑکا کا نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر شیعہ غلطی دھی یا الوہیت علی یا انک صدیقہ کا قائل ہو یا قرآن مجید میں کمی بیشی ہونے کا معتقد ہو، صحبت صدیق کا منکر (۲) ہو تو ایسے شیعوں کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح منعقد نہیں ہوتا اور چونکہ شیعوں میں تقیہ کا مسئلہ شائع اور معمول ہے اس لئے یہ بات معلوم کرنی مشکل ہے کہ خداں شیعہ قسم اول میں سے ہے یا قسم دوم سے۔ اس لئے لازم ہے کہ شیعوں کے ساتھ مناکحت کا تعلق نہ رکھا جائے۔ شیعہ لڑکی کے ساتھ سنی مرد کا نکاح ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ تعلق پیدا کرنا اکثر حالات میں مضر ہوتا ہے۔ اس لئے اجتناب ہی اولیٰ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

شیعہ سنی مناکحت کا حکم۔

(سوال) زید کے دادا اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں کہ میں ہنسنت و اجماعت ہوں۔ مگر نسوں نے پناہ نکاح ایک

۱ وان کاں یفصل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ علی ابی بکر رضی اللہ عنہ لایکون کافراً الا انہ مبتدع (الہدیۃ، باب المرید ۲/ ۲۶۴ ط ما جدید)

۲ "الرافضی ان کاں بسب السیخین و بلعہما والعیاذ باللہ غیر کافر ولو فذل عاخذ کفر و یحب اکتفاء" غزالیہم اب حبر نبیل علیہ السلام غلط فی الوحی لی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دون علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و هو لا یقوم حر حوا عن ملہ الاسلام و احکامہم حکم لمرتدین " (الہدیۃ، باب المرید ۲/ ۲۶۴ ط ما جدید)

عورت شیعہ یعنی عورت رافضی سے کیا ہوا ہے اور اس رافضی عورت سے چار پٹے ہیں اور انہوں نے اپنی ٹرکیوں کی شادیاں بھی شیعہ لوگوں میں کر رکھی ہیں ورنہ یہ کہ میں شیعہ نہیں ہوں۔ سنت و جماعت ہوں۔ حالانکہ اس نے اپنی شادی بھی ایک عورت شیعہ سے کر رکھی ہے اور منہ جان خط مدد سے اسی طرح ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ کہتا ہے میں سنت و جماعت ہوں ورنہ ایک سنت و جماعت خفی المذہب کے ہوں۔ فقہ اپنی شادی کا نتیجہ ہے اور شادی سنت و جماعت میں کرنا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں اس ٹرکے سے سنت و جماعت کا کاح ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔ جو رافضی کے تخم سے پیدا ہوئی ورویں پرورش پائی، وہ کون ہوئی۔ رافضی ہوئی یا سنت و جماعت ہوئی۔ نتیجہ لوگوں میں دھوکہ دینا جو کر رکھا ہے۔ اپنی مطلب رتنی کے واسطے جس کو وہ وگ تہہ کہتے ہیں۔ یا شرعاً کیا حکم ہے؟

(المستفیٰ نمبر ۲۵۳ محمد دین صاحب دہلوی، ۲۸، بیحدہ ۱۵۳۳ھ مطابق فروری

۱۹۱۳ء)

(جواب ۳۱۶) شیعوں کے بہت فرقے ہیں۔ بعض فرقے کافر ہیں۔ مثلاً جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اہلبیت یا اصول کا عقیدہ رکھتے ہیں یا نہی لوجی یا فلک مائتہ صدیقہ یا قرآن مجید میں کمی زیادتی کے قائل ہیں۔ ایسے شیعوں کے ساتھ نہ رشتہ کرنا ناجائز ہے (۱)۔ اور جو وگ کہ حد کفر تک نہیں پہنچتے ان کے ساتھ مناسبت جائز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ شیعوں کے یہاں تہقیر کا مسئلہ ہے ورنہ ان پر ان کے خیالات اور عقائد کا پتہ لگانا مشکل ہے اور جو شخص اس بات سے وقف ہیں وہ شیعوں میں رشتہ ناتہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

رافضیت اختیار کر کے خلفائے راشدین بالخصوص

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گان دینے والا مرتد ہے۔

(سوال) (۱) نذیر احمد قومندف ساکن نجف با بعد متعلقین جو عرصہ تقریباً بیڑھ سال سے بنام مذہب ترک کر کے رافضی ہو گیا ہے اور اب تمام کاموں کی کرتا ہے جو رافضی کرتے ہیں ورنہ خلفائے راشدین بالخصوص سید، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت میں گشتی رہتا ہے وہ شرعاً مرتد ہے یا مسلمان۔ (۲) نذیر احمد کو کے مسلمانوں کو یہ تاؤ لانا چاہیے۔ (۳) ہم لوگوں کی برادری کی پنچایت ہے۔ شرعاً ہمیں نذیر احمد سے ترک تعلقات کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ (۴) اگر برادری کی پنچایت نذیر احمد کو برادری سے خارج نہ کرے تو تمام برادری گناہ گار ہوئی یا نہیں۔ (۵) نذیر احمد مذکور سے اور اس کے متعلقین سے جو رافضی ہو چکے ہیں سلسلہ مناسبت قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(المستفیٰ نمبر ۱۵۵۲ امیاء کی خدا شہ نذف (ضلع جہلم) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ جون

۱۹۱۳ء)

(جواب ۱) از مفتی مسعود احمد نائب مفتی دارالعلوم (دیوبند) اگر فی الواقع نذیر احمد نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا ہے اور سب شیخیوں کو نہا ہے یعنی حضرت ابو بحر صدیق اور حضرت عمر ذروقہ رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہے، تو وہ مرتد ہے۔ فتاویٰ ممیری باب امرتہ میں ہے الرافضی ۱۵۱ کان یست السیخین ویلعہما العیاد باللہ فہو کافر۔
 ملح (۱)۔ (۲) نذیر احمد کو ہنر کی سمجھیا جائے اور ان باطل مذہب سے اس کو ہٹانے کی کوشش حسن تدبیر کے ساتھ کی جائے۔ اگر وہ کسی طرح اور کسی صورت سے باز نہ آئے تو اس سے تعلقات برادرانہ منقطع کر دیئے جائیں۔ (۳) اگر باوجود سمجھنے کے در باوجود کوشش کے بھی نذیر احمد راہ راست پر نہ آئے تو اس سے قطع تعلق برنا ضروری ہے۔ مگر درمی س سے قطع تعلق نہ کرے گا وگنہ گار ہوگی۔ (۵) ان دووں سے عاملہ مناکحت کرنا اہل سنت و جماعت کو ناجائز اور حرام ہے کیونکہ مسلمان اور کافر میں ہم نکاح صحیح اور منعقد نہیں ہوتا۔ کذا فی شامی باب حرمت (۳) فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ ۱۸ محرم ۱۳۵۶ھ

(جواب ۳۱۷) (از حضرت مفتی مسعود احمد) اگر نذیر احمد غالی شیعہ ہو گیا ہے یعنی حضرت عائشہ کے تہمت کا قائل ہے یا قرآن مجید کو صحیح و مکمل نہیں سمجھتا، یا حضرت ابو بحر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا منکر ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وحی کا اصل مستحق سمجھتا ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لوہیت کا قائل ہے تو بے شک وہ کافر ہے اور اس صورت میں باقی سب جو ب صحیح ہیں۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان بدلل۔ دہلی۔

کیا ”تفضیلیہ“ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے؟

(سوال) فتویٰ کا جواب ۲۵ جنوری ۱۹۳۸ء موصوں ہوا تھا۔ اس کو دیکھ کر ایک شخص نے اعتراض کیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کو یہاں فتویٰ دینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ چونکہ اہل سنت کے نزدیک ہر مسلم مومن ہے۔ اور ہر مومن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اور ہر مومن یا مسلم کی زندگی یہ ہے کہ وہ تین صورتوں کا قائل ہو۔ توحید، نبوت، قیامت شیعہ میں اعموم تینوں صورتوں کے قائل ہیں۔ لیکن اس فتویٰ میں مفتی صاحب نے صاف نہیں کیا ہے۔ چونکہ شیعہ نادیمیری کو کہتے ہیں اور تفضیلیہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے جس مذہب سے اصل میں معاملہ درپیش ہے اس کو بالکل رد دیا ہے یعنی شیعہ اثنا عشری۔ اور علاوہ ازیں کوئی شیعہ اثنا عشری اپنے آپ کو تفضیلیہ یا غالی نہیں کہتا۔ چونکہ زمانہ موجودہ میں تفسیر جائز نہیں ہے۔ اور تہر اسوں مذہب اہل سنت سے اس طرح بھی نکاح نہیں ہے۔

المسنفی نمبر ۲۲۶۵ جناب شمشاد حسین صاحب (میرٹھ) ۲۳ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ

مطابق ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(حواص ۳۱۸) تفصیلیہ مذہب اہل سنت و جماعت کا نہیں ہے۔ یہ شیعہ مذہب کی ایک ترخ ہے، اور غالی سے مراد وہ شیعہ ہیں جو کسی ایسے عقیدہ کے قائل ہوں جس سے کفر لازم آتا ہے مثلاً اقباع شہ صدیقہ رضی اللہ عنہما یا قرآن مجید میں کی توقع ہونے کا عقیدہ یا غلطی وحی یا الوہیت میں مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یا صحت تبریع یعنی سب و شتم صحابہ وغیرہ اور جو ب سابق جو میں نے لکھا تھا وہ صحیح ہے۔ محمد کفایت مذہکان مذہب۔ دہلی

کیا شیعوں پر سید کا اطلاق کرنا درست ہے؟

(سوال) شہاکہ درخدا مت مرتضیٰ مفاتیح درجہ اول و دوم مرتضیٰ حو زیں باشند کہ در مقام بہر م پور ضلع گنجام در اسم شیعہ نزل غنیہم رہ پاتند و ہست چند نفری گویند کہ شیعہ سادات رکشکن رو نباشد بکہ میں عم و افضل را باشند کہ سادات را میند و ہست ویند کہ شیعہ سادات شاعشری گویند نہ آنکہ سادات سنت و جماعت رہ و لیکن گمان فقیر میں نید چر کہ سادات ہمگی از اول دنی آخر زماں باشند چنانکہ خد وند تبارک و تعالیٰ در کتاب پاک خود ست می کند در سورہ کوثر انا اعطینا الکون و خبر داد پیغمبر خود ز کثرت اولاد در دنیا و عقبی منقطع نشوند و پیغمبر مارا در میں جا برد و کردہ سادات یک باشند ہر چند کہ مذہب جدا باشد۔ در نہیۃ ابن شیر جزری درخت شیعہ

(ترجمہ) بہر م پور ضلع گنجام میں فقہ شیعہ کے متعلق بڑا اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ بعض وگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات کو کہتے ہیں۔ اور بعض وگ کہتے ہیں کہ سادات کو شیعہ کہنا درست نہیں ہے بلکہ شیعہ و افضل کا نام ہے۔ بعض وگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات شاعشریہ کو کہتے ہیں، نہ کہ سادات اہل سنت و جماعت کو۔ لیکن فقیر کا خیال ہے کہ سادات سب کے سب نبی آخر الزماں ﷺ کی ولد میں سے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب پاک میں ارشاد فرماتا ہے انا اعطینا الکون و خبر داد خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی کثرت و اولاد کے بارے میں خبر دی ہے کہ دنیا و عقبی میں ہمارے پیغمبر کی نسل منقطع نہیں ہوگی۔ اس صورت میں دونوں گروہ سادات ہی ہیں ہر چند کہ مذہب جدا جدا ہوں۔ نہایہ ابن شیر جزری میں اغت شیعہ کے متعلق لکھا ہے۔ شیعۃ الرجل الح

نوشتہ ست

شیعۃ الرجل۔ لکسر اتباعہ و اصارہ وقد علم هذا الاسم علی کل من بتولی علی اس امی طالب۔ خلاصہ مطلب میں است کہ شیعہ کثرت اس را گویند کہ محبت علی ابن ابی طالب باشد شک چنانکہ ہمد سادات اولاد علی علیہ السلام میں شدہ اس شیعہ گویند چہ ہانت ندارد۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ اس کو کہتے ہیں جو حضرت علی ابن ابی طالب سے محبت رکھتا ہو۔ اور جب کہ تمام سادات حضرت علی علیہ السلام کی وہ ہیں گران کو شیعہ کہا جائے تو کیا حرج ہے؟

اس حالات زغات شوری باب شیعہ فصل تری ع

(۱) (شیعہ) (۲) (شیعہ)۔ تاجعہ۔ مددگار۔ سر خود۔ غالب۔

- (۲) مطیع (ع) فرمانبردار۔ خادم۔ اطاعت کننده
 (۳) تابعدار (ف) فرمانبردار۔ خادم۔ اطاعت کننده
 (۴) مدد (ع) کمک مددگار۔ مدد کننده
 (۵) گروہ (ف) غول۔ جمعیت آدمیاں
 (۶) سر خود (ف) خود مختار
 (۷) غالب (ع) زبردست۔ زور آور

ومن بطع الله والرسول فاولئك مع الذين امن بالله ورسوله الح ان الله
 مع الذين اتقوا والذين هم محسنون انا اعطيتك الكثرة لا يمكنون التسفاعة الا من اتحد عند
 الرحمن عهداً وانتم الا علون

در نصائح از حضرت علی رضی اللہ عنہ رہبر کامل باب ہمزہ سے متعلق صف ۱۱۸ انصائح
 ”سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جس نے ہماری فضیلت کو معلوم کیا ہمارے طفیل سے مقربان
 بارگاہ الہی میں داخل ہوا۔ ہم سے خالص دوستی اور محبت پیدا کی۔ ہماری ہدایات پر چلا۔ اور جن باتوں سے ہم نے
 منع کیا ان سے باز رہا سو ایسا شخص ہمارے گروہ میں شامل اور بہتت میں ہمارے ساتھ ہوگا۔“
 زیر تمام حاکم کہ ظاہر شدہ است امید می دارم کہ از قلم قدرت جناب فتویٰ روانہ فرمائی
 ان تمام حالات کے بعد گزارش ہے کہ آپ فتویٰ صادر فرمائیں۔

(المستفتی نمبر ۲۳۱۳ مولوی دلدار بیگ (بہرام پور) (گنج م) ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۸ء)

(جواب ۳۱۹) لفظ شیعہ ایک معنی باعتبار لغت دارد دیگر معنی باعتبار عرف دارد۔ معنی لغوی یہاں است کہ
 جناب ایشاں از لغت نقل فرمودند و بمعنی دیگر آن جماعت را گویند کہ مذہب ایشاں مقابل مذہب اہل سنت و
 الجماعت است و حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ بلا فصل و افضل از جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم دانند و در ایشاں فرقائے
 مختلفہ ہستند۔ بعض می گویند کہ حضرت علی خدا ہستند بعض می گویند کہ خدا در حضرت علی حلول کردہ۔ بعض می
 گویند کہ وحی بر حضرت علی نازل شدہ۔ جبرئیل علیہ السلام خط کردہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسانید۔ بعض می
 گویند کہ اس قرآن کہ نزد ما موجود است قرآن منزل نیست بلکہ بیاض عثمانی است بعض می گویند کہ بعد از وفات
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ صحابہ مرتد شدند یا معدودے چند۔ و پچھنیں خیلے عقائد کفریہ دارند۔

پس لفظ شیعہ برائے فرقائے لفظ و در افضی برائے ایشاں مستعمل می شود اما آل رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کہ اس قسم عقائد ندارند شیعہ نیستند۔ نہ ہر شیعہ از سادات است و نہ ہر سید شیعہ باشد۔

(ترجمہ) لفظ شیعہ کے ایک معنی باعتبار لغت کے ہیں۔ اور دوسرے معنی باعتبار عرف کے۔ لغوی معنی
 تو وہی ہیں جو آپ نے لغت سے نقل کئے ہیں۔ در عرف میں شیعہ اس گروہ کو کہتے ہیں جن کا مذہب اہل
 سنت و جماعت کے مذہب کے با مقابل ہے۔ جو حضرت علی مرتضیٰ کو خلیفہ بلا فصل اور تمام صحابہ سے افضل

ماتے ہیں۔ اس کروہ پیر بھی مختلف فرماتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی خدا ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا نے حضرت علیؑ کے اندر صوم کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وحی حضرت علیؑ کی طرف تدریجی تھی مگر یہ سب عیب اسدؑ کے غلطی سے حضرت محمد ﷺ کو پہنچا دی۔ جس کہتے ہیں کہ یہ قرآن جو اس وقت موجود ہے وہ قرآن نہیں ہے جو آسمان سے نازل کیا تھا۔ بلکہ یہ بیاض عثمانی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد چند صحابہؓ نے عداوت تمام مسلمان مرتد ہو گئے تھے۔ اسی قسم کے بہت سے کفریہ عقائد رکھتے ہیں۔ پس فرقہ شیعہ اور فطری اور دھرم ان فرقوں کے لئے (عرفی) سنتوں ہونا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اور اس سے جو وہ ایک عقائد نہیں رکھتے وہ شیعہ نہیں۔ ہر شیعہ سید نہیں ہوتا اور ہر سید شیعہ نہیں ہوتا۔ محمد کفایت مہکان اللہ۔ دہلی

کیا شیعہ مسلمان ہیں؟

(سوال) شیعہ مسلمان ہیں یا نہیں؟

(المسئلی نمبر ۲۳۵۶ محمد ابراہیم صاحب (فورٹ لمبٹی) ۵ جمادی اول ۱۳۵۲ھ)

مطابق ۱۹۳۸ء)

(جواب ۳۲۰) شیعہ اہل فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ لیکن اہل سنت و اجماع فرقہ ناجیہ ہے ورنہ تمام فرقے ناجیہ نہیں ہیں۔ اہل سنت و اجماعت کے عقیدے کے موافق شیعوں کے کئی فرقے اسلام سے خارج ہیں۔ یہ فرقے فرقہ شیعہ کی شکیں نہیں ہیں۔ باوجود اس کے اوعانی طور پر وہ فرقہ اسلام میں داخل نہیں جاتے ہیں۔ ان کا حکم اہل کتاب کی طرح ہے کہ وہ باوجود کفریہ عقائد کے (مثلاً اویہیت مسیحی بالہیت مسیحی کے) دوسرے غیر انسانی عقائد سے بدگمانہ متم رکھتے ہیں۔ محمد کفایت مہکان اللہ۔ دہلی

(۱) کیا ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کا اعلان خفائے شیعہ پر تبرائیں؟

(۲) ایسے فتنہ کے خلاف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کا حکم؟

(سوال) (۱) ایک فرقہ ضالہ پٹی نوں میں اور اپنے جنابوں کے ساتھ اسنادا علی ولی اللہ وصی رسول اللہ صلوات اللہ علیہ لا فصل یا ازبند پکارتا ہے۔ تو کیا اس سے حضرات خفائے شیعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت حقہ کی تکذیب نہیں ہوتی۔ ورنہ یہ فرقہ تہذیب و زبان سے اہل سنت و اجماعت کے روبرو کلمہ کا انکار ایک قسم کا تبرائیں ہے؟

(۲) کیا جس مقام پر اہل اعدان و سر راہ یہ کلمہ کہاجاتا ہو اور حکومت وقت نے اس کو قانوناً قرار دیا ہو وہاں کے اہل سنت و اجماعت پر یہ لازم نہیں ہے کہ حضرات خفائے کرام کی خلافت حقہ و نصیبت ہو؟ ترتیب علی اعدان و سر راہ دو ضح کریں ورنہ حضرات کے محمد و فضائل بیان کریں تاکہ بدعت اہل سنت کا کوئی وقف شخص فرقہ ضالہ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر عقیدہ فاسدہ میں مبتلا نہ ہو۔

المسننی نمبر ۲۳۵۶ موافق ناظر، ملک صاحب (الناظر) کھنڈو ۲ محرم ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۴۹ء (جواب ۳۲۱) تیرا سے مرد سب و شتم ہے تو س کلمہ کو تبر میں داخل کرنا مشکل ہے۔ یہ کلمہ گرچہ اہل سنت و جماعت کے مذہب کے موافق باطل و غلط ہے، تاہم اس کو کہنے والے اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے ہیں، جو اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور ان کے نزدیک باطل ہے۔ و اگر اس سے شتعل جذبات و فساد کا خطرہ ہو تو اس جہت سے اس کی بندش کرنا مقامی حکام کے فریضہ حکومت میں داخل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ۔
ر۔ دہلی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے اور فسق و فجور میں مبتلا شخص کا حکم۔
(سوال) زید نے اپنی اہل و عیال میں کافی علم حاصل کیا۔ مگر وہ ہمیشہ بے عمل رہا۔ وہ ترک صوم و عسوة بھی ہے اور خان بھی۔ وہ فاق و فاجر بھی ہے اور عیاش بھی۔ وہ ظالم و غاصب بھی ہے اور تہدار بھی۔ اس کے پاس ہر وقت نازنینوں کا جمگھٹا رہتا ہے اور وہ ایک لڑکی درگاہ کا سجدہ نشین ہوتے ہوئے بھی ہر وقت اوباشوں کی صحبت میں رہتا ہے۔ جائیداد موقوفہ پر متصرف ہونے کی وجہ سے ایک بڑی حیثیت رکھتا ہے اور جماعت میں اسے مذہبی پیشوائی حاصل ہے۔ گو وہ عالم ہے مگر اہل اصولی مرکب اشیطان کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ وہ ایک نئی وقف کاموں ہے اور اپنے کوسن اور خفی کرتا ہے۔ لیکن وہ حضرت امیر معاویہ پر لعن و طعن کرتا ہے۔ اس کا دن بھر کا مشغہ صرف تبریزی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ گالی تک کے ناشائستہ الفاظ استعمال کرتا ہے۔ اس نے عوام میں اپنے اثر سے کام لے کر رافضیوں کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ مدح صحابہ جیسی اہم تحریک کا مذاق اڑاتا ہے اور سے بیکار بناتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ سنیوں کی تعداد تمام فرقوں سے کم ہے۔

وہ صرف اس بنا پر حضرت مجدد صاحب ان شان میں در دیگر عہدے سلام کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا ہے کہ وہ حضرات صحیحہ سے حسن ظن رکھنے کی تلقین کرتے تھے۔ وہ اکثر مسجد میں امیر معاویہ پر لعنت کرتا ہے اور اسے شعار حیدر کی بتاتا ہے۔ اس کے عقائد جو نظم مرسد سے (جس شیخوں نے اپنی طرف سے چھوڑ کر تقسیم کیا ہے) غلطی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے کیر کڑور اس کے عقائد سے مفصل مطلع کر دیا ہے تاکہ نظم مرسد میں عقائد باطلہ کی کافی شافی تردید خبر الحزمیہ میں جلد از جلد شائع کر دی جائے۔ کیا یہاں شخص شرعاً مسلمان و سنی کہلانے کا مستحق ہے یا عقائد مضبوطہ واقعی سنیوں کے عقائد ہیں۔ اگر نہیں تو پھر مسلمانوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا عقائد رکھنے چاہئیں۔ کیا یہ عقائد وہ ایسے کریٹر کا شخص اس قابل ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ کیا نظم مرسد تبرا کی حد میں داخل نہیں ہے۔ کیا جو بحت نظم صحیح ہیں۔ عوام کے عقائد اس وقت متزلزل ہیں۔ وہ سخت سرسیمگی اور بیچینی کی حالت میں ہیں۔ لہذا امید قوی ہے کہ جریدہ الحزمیہ میں جلد از جلد کافی و شافی مفصل اور صریح فتویٰ دے کر جناب دار مسلمانوں کو تقریق و اختلاف کے گڑھے سے نکال دیں گے اور مسلمانوں کو اپنے عقائد صحیح کرنے کا موقع دیں گے۔

المسننی نمبر ۲۵۰۹ جناب محمد فرید عطاء صاحب (ضلع کے بریل) ۵ مئی ۱۳۵۸ھ

مطابق ۲۳ جن ۱۳۹۹ء

(سہرنب ۳۲۲) جس شخص کے یہ شعر ہیں وہ یقیناً اہل سنت و اجماعت کے دائرہ سے خارج ہے۔ حضرت میر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ستان میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ روافض کے خیالات اور عقائد ہیں۔ وہ شعر جس کی ابتداء ”جو دنیا کا“ کے لفظ سے ہوتی ہے، کھلا ہوا تبر ہے۔ یہ تو کل جس کی زبان سے یہ لفظ نکلیں چھپا ہوا شیعہ نہیں بلکہ کھلا ہوا رافضی ہے۔ سنیوں کو اس سے مجتنب اور بے تعلق رہنا چاہئے۔ (۱) اور ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

”جو دنیا کا کتاب ہو ہمنام سگ جو حق علی کے سنے بن جائے ٹھگ“ یہ شعر کھلا ہوا تبر ہے۔ پوری نظم مسند استفتا کا ایک شعر پیش خدمت ہے آیا یہ تبر میں داخل ہے یا نہیں۔ (المستفتی نمبر ۲۵۰۹)

(جواب ۳۲۳) یہ شعر یقیناً تبر کے اندر داخل ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

مقدمہ جو نیور میں حضرت مفتی علام کا گواہی دینے کی تردید

(سوال ۱) پیالہ میں دو تین برس سے ایک مولوی محبوب علی صاحب لکھنوی مفتی ہیں۔ جو تین چار مہینے سے جو نیور کے کسی مقدمہ کی نقل دکھا کر آپ اور مولانا حسین احمد شیخ الحدیث دیوبند اور مولانا عبدالشکور صاحب کاکوروی کو خارجی دہائی وغیرہ بتاتے ہیں۔ اور یہ کہ اس مقدمہ کی تائید اور اس کو حق و صحیح ثابت کرنے کے سنے آپ اور مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا عبدالشکور صاحب کاکوروی نے شہادتیں دی ہیں کہ یرید اور عمرو بن سعد و عبدالرحمن بن ملجم و عبید اللہ بن زیاد و شمر اور سنان بن انس اور ایادوب بن غنوی وغیرہم خبیث و مسلمہ کے پیشوا ہیں اور محسن و مصلح و مسلمان ہیں اور ان کا اعتراف کی تعلیم و مناقب بیان کرنا عبادت ہے۔ خدا را ہم مسلمہوں پر رحم کیجئے و بعد از جہد جواب دیجئے۔ کیا واقعی آپ صاحبان نے اس مقدمہ میں گواہیاں دی ہیں۔ اگر نہیں تو فوراً اپنی رائے پیش فرمائیں اور اگر دی ہیں تو خدا را ہم مسلمان سنیوں کو یہ بت کر خجائے سے چھڑائیے کہ اس گواہی کی وجہ کیا ہے۔ اس سے مذہب اہل سنت و اجماعت کو کیا فائدہ ہے۔

(۲) کیا جناب والا ان شہادتوں کی نقول عطا فرما سکتے ہیں تاکہ یہاں کے مسلمانوں کو دکھا دیا کر انہیں رہبرست پر ریا جگے۔ و مفتی صاحب کا جھوٹ ثابت کیا جائے۔ تینوں شہادتوں کی نقل نہ تھی۔ صرف آنجناب کی ہی شہادت نقل آجائے تو یہاں کا فتنہ بہت کچھ دور ہو جائے۔ نقل کی روانگی میں تاخیر نہ فرمائیں۔ یہ مذہب کی خدمت ہے۔

(۳) مدعیان نے بیان دعویٰ میں لکھوایا ہے کہ وہ شیعہ بنی امیہ ہیں تو تحریر فرمایا جائے کہ شیعہ بنی امیہ کون سا فرقہ ہے۔ اب تو صرف شیعان علی تھے۔ یہ دوسرے شیعہ نکل پڑے۔ ان کی تعریف اور پہچان لکھئے اور یہ بھی لکھئے کہ شیعہ بنی امیہ اہل سنت میں داخل ہیں یا خارج۔ یا اہل سنت ہی کو شیعہ بنی امیہ کہتے ہیں۔

(۴) پیالہ میں انہوں نے ایک فتویٰ کا فوٹو بھی پیش کیا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے ”وقوع کذب باری کے معنی درست ہو گئے۔“ یہ فتویٰ حق و صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح مانا جائے تو کیا خرابی لازم آئے گی، جب کہ مولانا نے وقوع کذب باری کے معنی درست بتائے۔ ہاں صرف وقوع کا ثبوت باقی رہتا ہے

(المستفتی ۲۶۶۳ حافظ علی محمد صاحب (پیالہ) ۸ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۴۱ء)

(جواب ۳۲۴) میں نے جو پور کے مقدمہ میں شہادت نہیں دی۔ نہ ان کے لئے کوئی سعی کی۔ نہ کوئی تائید کی۔ میرے دپر یہ تہمت اور بہتان ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے حضرت مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا عبدالشکور صاحب نے بھی شہادت نہیں دی۔ لوگ تہمت لگانے اور بہتان باندھنے میں خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے۔

شیعان بنی امیہ کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ جو پور کے کون لوگ تھے اور انہوں نے کیا دعویٰ کیا تھا۔ اس قدر معلوم ہوا ہے کہ وہاں افسیوں کے مقابلے پر کچھ لوگ کھڑے ہوئے ہیں جو افسیوں کے تہرائے صحبہ کے مقابلے پر تہرائے علی (رضی اللہ عنہ) کی اجازت مانگتے ہیں۔ ہم تو دونوں تہراؤں کو یک لعنتی فعل سمجھتے ہیں۔ اعدائے اللہ منہا۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کے فتویٰ کی جب تک پوری عبارت سامنے نہ ہو اس وقت تک ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ آیا وہ مولانا قدس سرہ کی عبارت ہے یا نہیں۔ اور ہے تو اس کا کیا مطلب ہے۔ وقوع کذب باری تعالیٰ بالفاق محال ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

کیا کربلا کی لڑائی جہاد تھا؟

جنگ کربلا جہاد تھا یا کوئی سیاسی جنگ تھی؟

(المستفتی نمبر ۲۶۹۹ نسیم میرٹھی۔ ۹ محرم ۱۳۶۱ھ مطابق ۷ جنوری ۱۹۴۲ء)

(جواب ۳۲۵) جنگ کربلا یزید کی طرف سے محض سیاسی تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی سیاست حقہ کا پسو غائب تھا۔ مسلمانوں اور کافروں کی جنگ نہ تھی۔ مسلمانوں مسلمانوں ہی کی باہمی لڑائی تھی۔ ایک فریق باطل پر تھا اور اس کی طرف سے انتہائی ظلم و فساد اور خونخواری کا مظاہرہ ہوا اور امام مظلوم کی طرف سے حقانیت مظلومیت اور صبر و رضا کا انتہائی درجہ ظہور میں آیا۔

عہد نامہ (۱) مرسد کے متعلق واضح ہے کہ سرنگوں ہو کر دوش منٹ کی خاموشی اور عہد نامہ شائع شدہ کی تلاوت کا پروگرام سنیوں کے لئے ناقابل عمل اور ایسی بدعت ہے کہ اس کے نتائج نہایت ہولناک ہوں گے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

۱ (نوٹ) عہد نامہ مذکور کی نقل رجسٹر نقول فتاویٰ میں نہیں ہے۔

- (۱) یادگار حسینی میں شرکت حرام ہے۔
 (۲) یادگار حسینی کی تکذیب کرنا ثواب کا کام ہے۔
 (۳) یادگار حسینی میں اہلسنت کی شرکت۔
 (۴) جلسہ یادگار حسینی کے خلاف کوشش و سعی کرنا کیسا ہے؟
 (سوال) (۱) یادگار حسینی میں اہل سنت کی شرکت کا شرعی حکم ہے؟

- (۲) جب شیعہ اس بات پر اجماع کرتے ہیں تو شرعاً ان کی تکذیب و تردید کرنے کا کیا حکم ہے؟
 (۳) بواہل سنت مقررین اس میں شریک ہوتے ہیں ان کے متعلق عام مسلمانوں کو شرعی حکم کیا ہے؟

ہے۔

- (۴) اگر شرعیہ یادگار حسینی کی شرکت جائز نہ ہو تو ان کے خلاف تبلیغ و سعی کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(المسئفی نمبر ۳۲۲ تا ۳۲۵ مجلہ ۱۰، دہلی ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۰ جون ۱۹۴۲ء)
 (جواب ۳۲۶) یہ موقف یادگار حسینی اور اس کا پروگرام ۱۳۶۱ھ کی شیعہ بدعت میں سے ایک ایک بدعت ہے جس کے نہ نیک و شہادت سلام و اہل سنت و اجماعت کے حق میں نہایت ہونا ہو گے اور ہم قزیه واری و علم اور سندوں اور دو بنات و غیرہ بدعت کی طرح یہ بھی اسلام اور تعلیم اسلام کے پاک صاف و مسنیر نایاب داغ نہ کر سکتے ہیں۔ شیعہوں نے یہ تجویز نکال دی ہے کہ اس سے اس کو بھیرا رہے ہیں۔

اس کو بین الاقوامی رہنما نصر فریب ہوکا ہے۔ مقصد شیعیت کی تبلیغ اور فروغ ہے۔ باغ نظر اہل سنت اس سے عواقب و خیمہ کو سمجھ کر اس سے پنی پیچیدگی اور بیزاری کا عذر کر چکے ہیں۔ اس میں شرکت کی ان کے لئے جائز نہیں۔ محمد کفایت اندکان مددہ۔ دہلی۔

قاتلان حسین وریزید کو گایاں دینے کا حکم۔

(سوال) قاتلان حسین وریزید کو گایاں دینا جائز ہے یا نہیں؟

(المسئفی نصیر الدین امیر الدین (مہرہ۔ ضلع مشرقی خاندان)

(جواب ۳۲۷) قاتلان حسین کے متعلق اتنا امانت و عزت ہے کہ انہوں نے بہت بڑا گناہ اور ظلم کیا۔ مگر گایاں دینا درست نہیں اور سنت کرنا جائز نہیں اسلئے لایکوب لعاب۔ (محمد کفایت اندکان مددہ۔ دہلی۔

تعزیه اور ماتم خلاف شرع ہیں۔

(از اخبار الحرمیہ دہلی۔ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) تعزیه کو مذہب سے کیا تعلق ہے؟ ماتم کی حقیقت کیا ہے؟

(جواب ۳۲۸) اہل سنت و اجماعت کے نزدیک تعزیه بنانا ناجائز ہے (۱)۔ اور ماتم کرنا بھی خلاف شریعت ہے کیونکہ خدا و رسول ﷺ نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان، مدللہ۔ دہلی۔

شیعہ کا کفن دفن مسلمانوں پر ضروری ہے یا نہیں؟

(از اخبار الحرمیہ دہلی۔ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) یہاں پر فقہ ایک گھر و انفس درمیان مسلمانوں و برہمنوں کے اپنی زندگی سر کر رہے ہیں۔ اگر وہ روافض مر جائے تو اس کا کفن دفن مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں؟ اگر لازم ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۳۲۹) اگر ان روافض میں سے کوئی شخص مر جائے در لوگ ان میں موجود ہوں تو وہی اپنی میت کی تجہیز و تکفین کر لیں۔ لیکن اگر ان میں کوئی موجود نہ ہو تو دوسرے مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان کی میت کی تجہیز و تکفین کریں (۱)۔ پھر اگر وہ رافضی سے عقیدے کا تھا کہ اس پر حکم کفر جاری نہیں ہوتا تھا تو اس کی تجہیز و تکفین مثل مسلمین کے کریں۔ اور نماز جنازہ بھی پڑھ کر دفن کریں۔ یکن اگر اس پر حکم کفر جاری ہو سکتا تھا تو اس کی تجہیز و تکفین میں رعایت سنت نہ کریں اور نہ نماز جنازہ پڑھیں۔ ویسے ہی دفن کر دیں۔ (۲) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر۔

۱ تعزیه دارای در عشرہ محرم یا غیر آن و ساختن صرائح این حمد امور بدعت است الخ. (مجموعۃ الفتاوی

عربی ہامش خلاصۃ الفتوی، ۳۴۴، ۴ امجد کیندی لاہور)

۲۔ "بہر مامش شق الحیث و عبرت احمد د الخ" (ترمذی، کتاب الجنائز، باب جاء النبی عن ضرب ذواتہ ۹۵ طبع)

۳۔ "و اذا مات الکافر وله ولی مسلم فانه یغسله و یمتہ و یدفنه" (الحدیث، باب الجنائز، ۱۸۱ ط ترکت نایہ ملتان)

۴۔ "والمرتد فیتمی فی حفرہ کالکلب عند الاحتیاح فلولہ فرب فلا ولی ترکہ لہم من غیر مراعاة السنۃ فیغسل

الثوب لحسن و یتف فی حفرہ" (ابو ترک، باب الجنائز، ۲، ۲۳۰ ط سعید، دکنانی الحدیث، ۸۲ ط شریعت علیہ)

فصل دوم: فرقہ دہریہ

”ان الله هو الدهر“ کا صحیح مفہوم۔

(سوال) نیچر، دہر، زمانے کو پناہ معبود (الہ) کہنے والے درستی پر ہیں یا نہیں؟^۱ مخالفین۔ غیب اصغرانی فرماتے ہیں کہ اصل الدهر لیلۃ ونہر رہا۔ وال صلوٰۃ الشمس ثم غیابہا۔ یعنی دہر (زمانہ نیچر) نظام شمسی، سورج، چاند، ستارے عن صر وغیرہ وغیرہ ہیں۔ مگر بخاری میں ولا تقولوا حیۃ الدهری فان الله هو الدهر وقال الله یسب سواہم الدهر وان الدهر یدی اللیل والنہار موطا، م، مالک میں لا یفل احدکم ما حسہ الدهر فان الله هو الدهر لکھتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری اور امام مالک دہر کو ہی پناہ معبود (الہ) مانتے ہیں۔

(المصنفی نمبر ۴۲۸ برائیم ضیف) (ماہور) ۳۰ شعبان ۳۵۳ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۳۴ء) (جواب ۳۳۰) نیچر، دہر، زمانہ کو معبود کہنے والے غلطی پر ہیں۔ اگر ان کو حدیث کے لحاظ فان الله هو الدهر یا وانا الدهر سے کوئی اشتباہ ہو ہے تو یہ ان کی کم فہمی اور معانی احادیث سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ان الله هو الدهر وانا الدهر کے معنی یہ ہیں ان الله هو صاحب الدهر ومدبر الامور اور انا صاحب الدهر ومدبر الامور یعنی دہر کا رب اور امور کا مدبر میں ہوں۔ لوگ ناواقفیت ورجہالت سے دہر یعنی زمانے کو حوادث کا فاعل قرار دے کر سے بر بھڑکتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ دہر خود حوادث کا فاعل نہیں تو ان کا سبب و تتم حقیقی فاعل اور خالق و مدبر متصرف فی الامور پر پہنچے گا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نہوں نے فرمایا کان اهل الجاهلیۃ یقولون اما یهلكا اللیل والنہار فقال الله فی کتابہ ”وقالوا ماہی الاحیاء الدیۃ موت وسحیا وما یهلكا الا الدهر“، وقال الله یودی ابن ادم بسب الدهر وانا الدهر مدی الامر اقلب اللیل والنہار (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم وعالم وابن مردویہ کذا فی لدر مشور) (۲) اہل جاہلیت کہہ رت تھے کہ ہم کو رات و دن ہی ہلاک کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا قول اپنی کتاب میں ذکر فرمایا کہ نہوں نے کہا کہ بس یہی ہماری زندگی پر قصہ ختم ہے مرتے ہیں پیدا ہوتے ہیں اور ہم کو زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے حالانکہ حضرت حق نے (ایک حدیث قدسی میں) فرمایا ہے کہ ان آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے کہ دہر کو برکت ہے (کیونکہ وہ دہر کو فاعل متصرف سمجھتا ہے) و دہر (خالق اور حقیقی متصرف) تو میں ہوں۔ تمام تدبیر و تصرف میرے ہاتھ و میرے قبضے میں ہے۔ رات و دن کو میں ہی التخلیٰ و التدریج بتاؤں۔ والحدید احر حہ الطبری عن ابی کریب عن اس عیہ یهذا الاساد عن السی صبی الله علیہ وسلم قال کان اهل الجاہلیۃ یقولون اما یهلكا اللیل والنہار هو الادی یمیتا ویحییا الحدیث (کذا فی فتح الباری) (۳) یعنی اسی حدیث کو

۱ تفسیر اس کثیر تحت قولہ تعالیٰ وقالوا ماہی الاحیاء الدیۃ ل ۴ ۱۵۱ ط سہیل اکیدمی

۲ لدر المسور تفسیر سورۃ الحائۃ ۶ ۳۵ ط مصر و کذا فی الحاری، کتب التفسیر، سورۃ الحائۃ ۲ ۷۱۵ ص

قدیمی

۳ فتح الباری، سورۃ الحائۃ ۸ ۴۱۱ ص مصر

طبری نے ابو ہریرہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اہل جاہلیت کہتے تھے کہ رت و ردن ہی ہمیں ہلاک کرتے ہیں (یعنی ان کی گردش ہی ہمیں موت و زندگی دیتی ہے) جب کہ ہم بخاری و رنام ہالک اور دوسرے ائمہ حدیث و رہائے اسام کے نزدیک حدیث انا اللہ و ارفان اللہ ہو اللہ کے یہ معنی ہیں جو نہ کور ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میں دہر کا خالق و مالک ہوں۔“ تو یہ کس طرح کہ جاسکتا ہے کہ ان ائمہ کا خیال یہ تھا کہ دہر معبود ہے ورنہ چونکہ دہر اسمائے الہیہ میں کسی کے نزدیک دخل نہیں ہے اس لئے انا اللہ کے دہر کوئی معنی لئے نہیں جاسکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

مولانا شبلی کے بارے میں محتاط رائے۔

(سوال) ایک رسالہ آپ کا ۱۳۲۲ھ میں چھپا ہوا نظر سے گذرا جو کہ مولانا شبلی مرحوم کے محدث اور زندیقانہ خیالات پر ہے۔ لیکن ایک مولوی صاحب کے ہمنے سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے رجوع فرمایا ہے۔ اس لئے مہربانی فرما کر جو بعتایت فرمائیے کہ مولوی صاحب کا کہنا درست ہے کہ نہیں۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۶ البراہیم محمد اوی۔ (راندیر۔ سورت) ۲۲ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء) (جواب ۳۳۱) ۱۳۲۲ھ کے رسالے میں مولانا شبلی مرحوم کے چند اقوال و خیالات پر انہیں کا فتویٰ حاصل کر کے اس کو شائع کیا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ان کی کتابوں میں ایسے عقائد موجود ہیں جن کو مولانا شبلی خود بھی کفر و کفر قرار دیتے ہیں۔ مگر ۱۹۳۶ء میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے مولانا شبلی مرحوم کا ایک عتراف نامہ شائع کیا تھا کہ وہ عقائد سلسلہ کے پابند تھے ورنہ فلسفہ اور دہریوں کے عقائد سے بے زار تھے۔ اس کی بناء پر میں نے لکھا تھا کہ علماء کو مولانا شبلی مرحوم کی تکفیر نہ کرنی چاہئے کیونکہ تکفیر بہت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے ورنہ کسی مسلمان کو کافر کہنے میں انتہائی احتیاط لازم ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

فصل سوم: فرقہ خا کسارال

- (۱) عنایت اللہ مشرقی کے عقائد اور اس کی جماعت کا حکم۔
- (۲) مرتد کا نکاح باطل اور مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔
- (۳) تحریک خا کسارال میں شامل ہونے والے غلطی پر ہیں۔
- (۴) فوجی پریٹنس کے لئے تحریک مذکور میں شرکت۔
- (۵) اپنے ساتھ بیلچہ رکھنے کا شرعی حکم۔
- (۶) سلف کا اجتہاد کافی نہیں کہنے والے کا حکم۔

(ارخبر سہ روزہ انجمنیہ دہلی مورخہ ۱۵ رجب ۱۳۶۱ء)

(سوال) عنایت اللہ مشرقی اپنے تذکرہ و صاحب خبر میں یہ لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ عمل صالح فقط نئی نئی چیزیں سنا ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ شریف وغیرہ میرے نزدیک نیک کام نہیں ہیں اور انگریزوں کو تعریف کرتے کرتے اس قدر دھایا اور کہا کہ مجھے تو مہذبہ اسلام کے اللہ تعالیٰ کے بچے خلیفہ زمین پر انگریز ہی ہیں۔ اور انگریزوں کو فرشتے جہہ کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت و عبادت کرتے ہیں اور انگریزوں کے برابر انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور نہ اس کی قدر کی۔ انگریز، یہودی، ست پرست ہی کچے ایماندار اور مسلمان ہیں۔ اور یہی وگ بخت کے وارث ہیں۔ موجودہ مسلمان و رعایا اور پہلے زمانے کے مسلمان، راک و بیاء صحیح انبیاء سب کے سب دوزخ کا بندھن ہیں اور ہر روز انگریزوں کو فرشتے سدھ کرتے ہیں۔ سب مسلمان اندھے، بہرے کراہ ہیں۔ سب مسلمان گمراہ و سیدھے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔ فقط انگریز ہی کچے کامل مسلمان ہیں۔ ست پرست یہودی و انگریز ہی توحید کے ماننے والے ہیں۔ اللہ احد کمن اور جان توحید نہیں ہے۔ دنیوی ترقی، خوشحالی، صریح سے خواہ حال یہ حرم سے ہو یہی توحید ہے۔ ضرور خدا والے ماننے والے کچے ماحد و عابد خدا ہیں۔ کسی نبی نے نماز نہیں پڑھی، نہ روزہ رکھا، نہ حج کیا، نہ زکوٰۃ دی، نہ اللہ سے عنایت اللہ شریف، مکہ شریف میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اچھرہ (جو کہ مشرقی کا گواہ ہے) اللہ سے انصاف ہے۔ اسلام کی بناء نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کلمہ شہادت پر نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کے سنے و خدا ان عبادت کے لئے کسی مذہب کی قید نہیں ہے۔ ست پرستی و سب پرستی اور نبین خدا، نہ بھی خدا کی قانون ہے۔ انگریزوں کی تابعداری کرنا ہی اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرنا ہے کسی کے ڈر و خوف کے بغیر کفر کی بات سننے اور کفر کا فعل کرنے سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ بدھ اور کرشن کو بھی نبی مانا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کرتا ہے۔ محمد کی نماز کی ظاہری صورت یعنی رکوع، سجود وغیرہ اور رکات نماز سے کوئی سروکار نہیں۔ کسی مرگ یا مایوں کی تابعداری شرک ہے۔ تمام ادویہ و دوا بزرگ عذاب کے مستحق ہیں۔ حنفی، شافعی، معتزلہ وغیرہ مفقود سب جہنم کی تیاری ہے اور سب مشرک ہیں۔ فقہ شریعت پر عمل کرنا سب کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور اس کے حکموں کو ماننے کی ضرورت نہیں۔

اخبار اصلاح میں لکھا ہے کہ جس کے پاس بیچہ نہیں ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ گویا بیچہ کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا مسخرہ پن ہے اور نماز فقط پنجوقتہ سلام کرنا ہے، جیسے نوکر اپنے آقا کو سلام حاضر کرے وغیرہ کر لیتا ہے۔ موجودہ صورت سے نماز مرد میں غلط ہے۔ جو کثرت سے نمازیں پڑھیں اور عبادت کریں وہ حرام خور، کامیور، گستاخ، بد معاش ہیں۔ مصلوں پر بیٹھ کر نماز کرنا، اعتکاف کرنا، سفر، شرک اور بد معاشی ہے۔ مکہ شریف، مدینہ شریف پر قبضہ کرنے کے مستحق مومن اور کافر ہیں۔ جتنے مسلمان اس وقت موجود ہیں سب کافر و مشرک ہیں اور بت پرست زرد خد اوں کو ماننے والے پکے موحد و مومن ہیں۔ بت پرستوں کو مشرک کہنا مذہب پن ہے۔ تین خدا ماننے والے پکے ایماندار مومن ہیں۔ اعتقاد بت پرستی بت پرستی نہیں ہے۔ نہ زبان سے تہذیب کرنا اور نماز پڑھنا اور درود شریف پڑھنا عبادت ہے۔ مسلمہ کہ بکری ہوئی کتب کو افضل کہتا ہے و انبیاء عیسم اسلام کے معجزات کو مسخرہ دین بتانا ہے۔ خدا کی دوستی کے لئے کسی مذہب کی تخصیص اور ضرورت نہیں۔ مسجد میں سنتیں پڑھنا گستاخی ہے۔ ایک ہی ور بہت گندے اقوال ہیں۔ مقدمہ تذکرہ وغیرہ میں در دیباچہ تذکرہ رد مقدمہ تذکرہ رد سے یہ سب اقوال سے گئے ہیں۔

(۱) شریعت میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ (۲) اور جو شخص ایسے لوگوں کو چھ سمجھے ان کی تائید کرے اور بت جائے بلکہ ان کی حمایت کرے وہ نے کہ میں دل سے تمہارے ساتھ ہوں اور ظاہر میں وجہ امامت، نوکری کی وجہ سے میں تمہارے ساتھ نہیں دے سکتا۔ ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہیں؟ (۳) جب کہ وہ لوگ روئے شریعت مرتد قرار پادیں تو ان کے موجودہ نکاح ٹوٹ گئے یا نہیں اور ان کو تائب ہونے پر دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور پہلے مہر کا کیا حکم ہے؟ (۴) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو مشرقی کے عقیدے اور اس کے قول و فعل اور اس کی کتابوں سے کوئی تعلق نہیں اور پھر بھی اس کی خاکساری جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور دوسروں کو شریک ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کی شاعت کرتے ہیں۔ (۵) جو لوگ ورزیش اور فوجی قواعد لے لئے اس جماعت میں شریک ہوں ان کا کیا حکم ہے؟ (۶) بیچہ رکھنا سنت ہے یا فرض؟ کیا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے؟ (۷) جو مولوی پٹی تقریریں یہ کہے کہ جو معنی قرآن وحدیث کے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام و امام ابو حنیفہ وغیرہ نے لئے وہ اس وقت کافی نہیں ہیں۔ ہم بھی اپنے اجتہاد و ذہانت سے مناسب وقت معنی لے سکتے ہیں اور اس وقت عالم و حفظ بننے کی ضرورت نہیں بلکہ ضائع بننے کی ضرورت ہے۔ اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۳۲) یہ جتنے اقوال و خیالات آپ نے سوائت میں نقل کئے ہیں، اگرچہ افراد ہر قول و در سر عقیدے کو مشرقی کی کتابوں سے لے کر ضرورت ہے، ہم کتاب تذکرہ کو ہم نے بھی دیکھا تھا اور بالاسال اس قدر صحیح ہے کہ مشرقی اس قسم کے خیالات و عقائد ضرورت رکھتا ہے جو جمہور اہل اسلام و اصول اسلام کے خلاف ہیں۔ آپ کے سوائت جو مذکورہ عقائد پر مبنی ہیں ان کا جواب یہ ہے۔

(۱) جو شخص ان عقائد کا حامل ہو وہ اسلام کا مبلغ نہیں بلکہ اسلام کا دشمن و دائرہ اسلام سے خارج

ہے (۲) اور جو شخص کہ یہ شخص کو اچھا سمجھے اور اس کی جماعت میں شامل ہو اور درپردہ ان کی حمایت کرے اس کا بھی یہی حکم ہے (۳)۔ مشرقی ورت کی جماعت سے میں جوں رکھنا خطرناک ہے (۴)۔ (۲) جو شخص کہ مرتد ہو جائے اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے (۵) اور اس پر اسلام لانے کے بعد تجدید نکاح لازم ہوتی ہے اور پہلا مرتد بھی واجب الادا ہوتا ہے (۶)۔ (۳) یہ غلطی ہے کہ مشرقی کی کتابوں سے اور اس کے عقائد و ائمان سے بے تعلقی و رب غرضی ظاہر کرتے ہوئے اس تحریک میں، جس کا وہ مذہبی تحریک اور اسلام کی روح ظاہر کرتا ہے، شرکت کی جائے یا شرکت کی ترغیب دی جائے۔ (۵) غرض و رزق اور بغرض تخصیص قواعد کسی صحیح العقیدہ متشرع شخص کے ماتحت کام کرنا چاہئے۔ صرف ورت در قواعد کے لئے جو ثانوی درجے میں ہے اصل مذہب کو تذبذب کرنا عقلمندی و دیانت کے خلاف ہے۔ (۶) پیچہ رکھنا فرض، نہ سنت، نہ مستحب۔ البتہ آیہ کریمہ واعدوا الہم ما استطعتم (۷) کے تحت آلات و اسباب جہاد رکھنا مامور بہ ہے۔ (۷) ایسا شخص رہ حق سے بھڑکا ہوا ہے۔ سلف صالحین کے مسلک مجمع مایہ سے ہٹنا ضلالت و گمراہی ہے۔ صنایع بننے کی ضرورت و مصلحت سے انکار نہیں۔ مگر یہ ممکنہ عالم حافظ صوفی بننے کی ب ضرورت نہیں صرف گمراہی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

لا علمی کی وجہ سے تحریک خاکساروں میں شمولیت سے ارتداد لازم نہیں آتا۔

(سوال) محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسوں مجھے اخبار دیر بھارت دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں کسی نامہ نگار نے آپ کے اخبار حمیہ کا حوالہ دے کر طویل مضمون شائع کیا ہے جس میں ایک مسلمان نے علامہ مشرقی یا نئی تحریک خاکساران کے عقائد بیان کرتے ہوئے، آپ سے چند استفسارات کئے ہیں اور سانچہ ہی آپ کی طرف سے ان سوالات کے جواب بھی درج ہیں۔ چونکہ وہ مضمون اہم ہے اور میرے خیال میں اس کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اس لئے بہتر ہوتا کہ آپ اسے صرف اپنے اخبار میں جگہ دینے کے بجائے ہندوستان کے دیگر مسم جرائد کو بھی اس کی نقول ارسال فرمادیں تاکہ مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اس سے استفادہ حاصل کر سکے۔ آپ نے اس مضمون کے سوال نمبر ۵ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر بعد اسلام لانے کے تجدید نکاح لازم ہو جاتی ہے اور پسند مرتد بھی واجب الادا ہوتا ہے۔ میرے چند احباب جو اس تحریک میں سے علمی کی وجہ سے شامل تھے اور یہ معصوم کر کے کہ اس تحریک کا مدعا صرف انگریز کی غلامی اور مذہب سے انحراف ہے انہوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی ہے

۱۔ اسرئد الروح جمع عن دین الاسلام و رکبہ جراء کلمۃ الکفر علی المساء بعد الايمان (التویر مع سرحہ باب لمرند

۲۲۱/۴ طبعید)

۲۔ "والرحا بالکفر کفر" (خاصی جان علی ہادش البندی، باب مایکون کفرأ من المسلم و مایکون . ۵۷۳/۳ ط

ماحدیہ کتبہ)

۳۔ ادا محاسنہ لاعبار تجرد بی عیۃ لوار (مرفیۃ، محاسنہ ہل الصلالۃ مروج ۱۷۹ طبع دہلی)

۴۔ است من رجب نفع کبرۃ نہمیۃ، نفس سائت فی تکرار المقصر ح ۱ ص ۳۲۳ ماحدیہ کتبہ

۵۔ عنہ لمرند بالکح الاول و مہر کمال بالکح الثانی، حولہ سابق

۶۔ الاتصال : ۶۰

مگر جب سے انہوں نے آپ کا بیان پڑھا ہے سخت پریشان ہیں کیونکہ مذکورہ بالا جواب کی عبارت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا پسلا نکاح فسخ ہو چکا ہے۔ اس لئے تجدید نکاح لازم ہے۔ مردہ کہتے ہیں کہ ہماری اس جماعت میں شمولیت نیک نیتی پر مبنی تھی۔ ہم ملامہ صاحب کو ایک مخلص رہنما تصور کرتے تھے مگر جب سے ہمیں سپید عنایت اللہ شہ بخاری نے ان کے عقائد و مقاصد سے آگاہ کیا ہے ہم نے اس تحریک سے پیچیدگی اختیار کر لی ہے۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ عدم موصوف یہی بد عقیدہ انسان ہیں تو ہم ان کی تحریک میں کبھی شامل نہ ہوتے۔

(المسنفنی نمبر ۹۱۱ شیر محمدی اے (گجرات پنجاب) ۱۱ صفر ۱۳۵۵ھ ۳ مئی ۱۹۳۶ء)

(جواب ۳۳۳) جو لوگ کہ مشرقی کے عقائد سے بے خبر تھے اور محض تحریک خاکساران میں اس کو ایک مفید تحریک سمجھ کر شریک ہو گئے تھے، وہ خدا نخواستہ مرتد نہیں ہوئے۔ اور ان کے متعلق وہ فتویٰ عائد نہیں ہوتا جو مرتد کے متعلق ہے۔ میرا فتویٰ جو ۵ مارچ ۱۹۳۶ء کے انجمنیہ میں شائع ہوا ہے۔ اس کو بغور ملاحظہ فرمانے سے یہ شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں نمبر ۳ سے نمبر ۳ تک کے جواب تو ان اعمدہ دعوں سے متعلق ہیں جو سواں میں مذکور ہیں اور جو ب نمبر ۴ جو خصوصی طور پر مشرقی سے متعلق ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ ”مشرقی اور اس کی جماعت سے میل جو رکھنا خطرناک ہے۔“ یعنی اس کو کفر اور مرتد نہیں سمجھا گیا خطرناک بتایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص مشرقی یا اس کی جماعت سے میل جو رکھے، اس کے لئے یہ بات مشکل ہے کہ وہ صرف پہلچہ داری میں تو مشرقی کا تابع اور اس کے احکام کا فرمانبردار اور مشرقی کی بد عقیدگی کے اثرات سے محفوظ رہے۔ نمبر ۵ میں ارتداد کا حکم شرعی بتایا گیا ہے جو صحیح و ثابت ہے۔ لیکن اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ مشرقی کی تحریک کے تمام شرکاء مرتد ہیں اور ان پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے اور میں نے تو یہاں تک احتیاط برتی ہے کہ مشرقی کے خیالات و عقائد کو تو بے شبہ سمجھنا اور اہل اسلام اور اصول اسلام کے خلاف بتایا ہے مگر مشرقی کی ذاتی اور شخصی حیثیت سے اس کو مرتد و رطلہ نہیں کہا۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جو امور اسناد صحیحہ کے ذریعہ سے ثابت ہیں اور وہ سنن نبویہ کے درجے سے بھی آگے (یعنی فرض و جب تک) نہیں بڑھتے ان میں سے کسی دنی سے دنی عمل کا مستحقف و استہز کفر ہے (۱)۔ در تذکرہ میں کتنے ہی مقامات ایسے ہیں کہ سنن نبویہ صحیحہ ثابت کا مستحقف و استہز ان میں آفتاب کی طرح روشن ہے اور ان مضامین کو پڑھنے والے کے دل میں سنت نبویہ کے خلاف ایک قسم کا توہین آمیز خیال پیدا ہونے کے سوا اور کوئی نتیجہ مرتب ہی نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۳۳۴ جواب دیبگر نمبر ۱۰۲۸) جو لوگ کہ عنایت اللہ مشرقی، صاحب تذکرہ کے ہم عقیدہ ہیں وہ گمراہ اور ضال و مضل ہیں۔ مشرقی کے عقائد تعلیمات اسلامی کے خلاف ہیں۔ ہاں جو لوگ مشرقی کے عقائد میں ان کے موافق نہ ہوں، صرف تحریک پیچہ میں شریک ہوں ان کا حکم جداگانہ، ان کے عقائد کے موافق ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ رہیں۔

تحریک خاکساران میں شامل ہونے والے کا ایمان خطرے میں ہے۔

میں خاکسار تحریک میں شامل ہوں اور میرے خیال میں سپاہیہ و مجاہدانہ زندگی ہی قرن اوس کا صحیح اسلام ہے۔ اور میرے عقائد یہ ہیں کہ اللہ ایک ہے، قیامت برحق، جنت و دوزخ پر میرا ایمان ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کریم تحریری کتب مقدسہ ہے اور پانچوں رکعات سلام پر عمل کرنا میرا ایمان ہے۔ در بندہ اہل سنت و الجماعت کا ادنیٰ خادم ہے۔ باوجود ان عقائد کے یہاں پر میں ملازم ہوں، ان مالک کارخانہ کو تسلی نہیں اور فرماتے ہیں کہ تم مفتی صاحب کا فتویٰ دے۔ کہیں تم کفر کے مرتکب یا خارج از اسلام تو نہیں ہو گئے ہو۔

(المسنفی نمبر ۱۳۹۲ سید ابن علی چشتی دہلی، ۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۵) سپاہیہ اور مجاہدانہ زندگی سے شک اچھی اور محبوب ہے مگر خاکساروں کی تحریک کے بانی یعنی مشرقی صاحب کی کتابوں اور رسالوں ریکٹوں میں اسلام کے اصولی عقائد و مسائل و فرائض و واجبات کے متعلق ایسی باتیں درج ہیں جو صریحاً اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ نماز کو روزے کو حج کو اور بہت سی صحیح سنتوں کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ ان کی طرف سے نفرت و حسدات کے جذبات دلوں میں پیدا ہوں اور علمائے اسلام کو برا بھلا کہنا، جاہل بتانا، ان کے اعمال، نماز، روزے کا مذاق اڑانا تو معمولی بات ہے۔ ان وجوہ پر مسلمانوں کو اس تحریک میں شریک ہونا، گرچہ وہ مشرقی کے عقائد و خیالات سے اپنی بے تعلقی کا اظہار بھی کریں سخت خطرناک ہے۔ در ایمان کی سلامتی کی امید نہیں

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

تحریک خاکساران کے متعلق حضرت مفتی اعظم کی رائے۔

(سوال) یہاں خاکسار تحریک شروع ہو گئی ہے۔ لوگ بڑی تندہی اور جانفشانی سے خدمت خلق میں مصروف ہیں۔ ہم لوگ آپ کے ان ارادہ مندوں میں ہیں کہ بلا صراح و مشورہ کے کام کرنا پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ مولانا خضر علی خان صاحب، مولانا اسلم جیرا چوری و مولانا سید سیما ندوی کے اعانات خاکسار تحریک کے سید میں آچے ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ آپ کے اعلان کے منتظر ہیں اور بڑی بے تابی سے چشم برہ ہیں کہ سب آنجناب کا قراری یا نکاری ارشاد ہونا ہے۔ آپ کی ذلت گرمی سے قوی امید ہے کہ اس حریفہ کا ضرور خیال فرمائیں گے۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۸ حکیم محمود خان صاحب (برار) ۲۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ اپریل

۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۶) خاکسار تحریک کے بانی عنایت اللہ خان مشرقی کے خیالات و عقائد سے لوگ واقف نہیں ہیں اور تحریک کی محض ظاہری جھوٹ (کہ خدمت خلق اور مسلمانوں میں سپاہیانہ زندگی پیدا کرنا ہے) دیکھ کر اسے پسند کرتے اور شریک ہو جاتے ہیں۔ اس شخص کا مقصد ایک جدید فرقہ پیدا کرنا ہے اور اس کا واجب الطاعت امیر خود بن کر مسلمانوں کو دسریت و احد کے رستہ پر گامزن ہے۔ مشرقی کی کتاب "تذکرہ" ان کے فسفیانہ خیالات

اور ڈارون تھیوری کے عقیدہ کی آئینہ دار ہے سب سے پہلے کام ان کا یہ ہے کہ مسلمانوں کو علمائے اسلام سے متنفر کریں۔ اس کے لئے ان کے مرکز اچھرہ سے ٹریکٹ شائع ہو رہے ہیں۔ وہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کو ظاہری صورتوں میں عبادات کا درجہ اور فرائض قرار نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ نماز کی روح اطاعت امیر ہے اور جب کوئی شخص اپنے نفس کو امیر کے حوالہ کر دے اور اس کے حکم کی اطاعت کرنے لگے بس اس کی نماز کی روح حاصل ہو گئی اور اس میں وہ نماز دا کرنے سے مستغنی ہو گیا۔

تحریک خاکساراں میں جہاں تک خدمت خلق اور سپاہیانہ اسپرٹ کا تعلق ہے وہ اچھی چیز ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ جو شخص اس تحریک میں شریک ہو وہ بانی تحریک کے خیالات و عقائد سے متاثر نہ ہو۔ قادیانی تحریک کی ابتداء بھی ایک خوش نما عنوان سے ہوئی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی آریوں اور عیسائیوں کے گندے اور ناپاک حصوں سے ناموس رسالت کی حفاظت کرنے میں علمائے وقت سے پیش پیش ہیں ورنہ ان کے رد میں تن من دھن سبھی کچھ قربان کر رہے ہیں۔ لیکن یہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آج یہ قادیانی فرقہ اسلام کے لئے اور مسلمانوں کی قومیت کے لئے سب سے زیادہ مسلک اور تباہ کن ہے اور اس کے بانی نے آہستہ آہستہ مسند نبوت پر نہ صرف اپنی جگہ نکالنے کی کوشش کی بلکہ اب تمام پیغمبروں پر ایمان لانا بھی ان کے نزدیک مومن ہونے کے لئے کافی نہیں ہے تو فتنہ مرزا غلام احمد پر ایمان نہ لائے نہ کسی کا ایمان معتبر ہے نہ عمل مفید۔ خاکساروں کی تحریک کو حقیقت شناس حضرات قادیانی تحریک سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں۔ وہ مذہب کے نام سے شروع ہوئی تھی اور یہ خدمت خلق اور سپاہیانہ اسپرٹ کے نام سے شروع ہوئی ہے اور اس نے مذہبی طبقے کے خلاف اور علم بردار ان مذہب یعنی علماء کے خلاف جہد شروع کر دیا ہے۔ یہ قرآن مجید کے نام سے ماحد دیورپ کے عقائد پھیلا رہی ہے اور یہ انگریزوں کو خدا کے مخلص اور مقبوس بندے ظاہر کر رہی ہے اور اسی طرح بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

تحریک خاکساراں کے عقائد مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔

(سوال) حضرت اقدس جناب قبلہ مفتی صاحب دامت لطفہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ سوال کے بعد گرامی نامہ پہنچ کر باعث مسرت ہوا جو جناب کے دست مبارک کا تحریر کردہ معوم ہونا ہے۔ جناب کی سررگاندہ شفقت اور محبت کا دوسرے شکر گزار ہوں و در شرمندہ ہوں کہ ایک عظیم الشان اور واجب التعظیم ہستی کو کیوں جواب نہ دینے کی تکلیف دی۔

مجھ کو اس سوسائٹی کی مدت میں علمائے کرام کی جانب سے انتہائی یوسی ہو گئی تھی اور میں نے سمجھ لیا تھا کہ واقعی ہمارے علماء کو قوم کا درد نہیں رہا اور جوان کی تفسی کر سکیں۔ مد و جزر کی طرح جناب کے اس اقدام نے پھر امید کی ایک ہر جسم میں دوڑائی۔

نشو و نما نے بڑی مدت میں کھائی ہے زبیر نے چاہے رکتے رکتے دردوں سے پھر قسم ان کا

جناب و آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ جو شخص سو اس پیشتر مفصل طور پر اپنے خیالات اور عقائد کا صاف صاف ظہار کر چکا ہو اور آپ سے کسی دشمنی کا طاب ہو اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں سب کچھ معلوم کرنا چاہتا ہو اور بار بار جناب سے التجائیں و ریادہائی کرتا رہا ہو اور بے چین ہو کر آپ کے خیالات و حکام کی طرف توجہ گائی دیکھتا ہو۔ پھر ایسے قابل رحم اور قابل توجہ شخص کو یک عرصہ درز کے بعد صرف یہ جواب دینا کہ "شرقی صاحب کے حایہ عاقلات ان کی تحریک کا مقصد سمجھنے کے لئے کافی ہیں" کہاں تک کسی شخص اور مفید ہو سکتے ہیں۔ جب کہ میں پورے طور پر تفصیلات کا بھی صاحب تھا۔ میں جناب کے قیمتی وقت کو ضائع و عظیم شان مشاغل میں سدا رہ کر نہیں جتنا چاہتا، بلکہ اپنی ذاتی و قوم کی مذہبی بہتری اور روز قیامت کے خوف سے مجبور ہو کر آپ کی جناب میں مودت گزارش کر رہا ہوں۔ مسلم قوم کی ذلت اور تباہی آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی تھی کہ سہر و تامل و شریعت اسلامیہ یعنی صراطِ مستقیم کو جانچنے اور پہچاننے میں جو بالوں کھار نکل رہی ہیں اس نے قوم و افراد کو موت کے دروازے پر اڑا دیا ہے۔ صرف قضا و قدر کے حکم کی دیر ہے پھر ایسی صورت ختلاف میں جو عام طور پر مسلم علماء میں جاری ہے۔ اگر آپ سے مفصل طور پر نہ معلوم کیا جائے تو صحیح راستہ پر پہنچنا شور ہے۔ میں جناب کا ادنیٰ عقیدت مند ہونے کی حیثیت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ تحریک خاسران کے جو ائمہ و اقوال ہیں وہ سلامی نقطہ نظر سے مسلمانوں کے دینی و دنیوی حالت پر کیر تر ڈال رہے ہیں اور اس کی کیفیت ہے تفصیلی طور پر تحریر فرمائیں تو میں بندہ نوازی ہوگی۔

المستفسی نمبر ۵۶۲ محمد ساعیل خاں صاحب (نجیب آباد) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ جون

۹۳۰

جواب ۳۳۷) جناب مکرم و مضمحل بعد سلام مسنون۔ جناب کا عنایت نامہ باعث ممنونیت ہوا۔ میں پسے خدائے تاخیر جو ب کی معذرت کر چکا تھا، اب مکرر آپ کے عتاب آمیز شکوے پر زحمت نظر کی معافی کا طلبگار ہوں۔

میں نے رد و کہ میں پڑنا کبھی پسند نہیں کیا۔ اپنے ناقص خیال کے موافق مسئلہ بتا دینا اور اظہار حق کر دینا ہی کافی سمجھتا ہوں۔ اس سے زیادہ کی فرصت بھی نہیں ہے اور رد و کہ کچھ مفید بھی ثابت نہیں ہوئی۔ جناب نے پہلی تحریر میرے جس جواب کو پڑھ کر در اس سے متاثر ہو کر لکھی تھی، میں اظہار حق کے لئے اس کا کافی سمجھتا ہوں ہی کو محمد پھر لکھے دیتا ہوں۔ اگر جناب غور فرمائیں گے تو اس میں کسی دستکین پائیں گے۔

شرقی صاحب کی کتاب تذکرہ میں نے پڑھی ہے۔ ورنہ دوسری تحریریں بھی پڑھی ہیں۔ ان کی تحریرات میں بہت سی باتیں صحیح و اچھی ہیں۔ ان کی یہ شکایت بھی بجا ہے کہ مسلمانوں نے عبادات نماز، روزہ و حج وغیرہ کی صورتیں مضبوطی سے پکڑ رکھی ہیں مگر ان عبادتوں کی روح جاتی نہیں ہے۔ اکثر مسلمانوں کی عبادات کے متعلق یہ خیال ایک حد تک صحیح نہیں ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان کا یہ خیال جو ان کی تحریرات سے صاف طور پر برہنہ ہے کہ در میں گھرا جاتا ہے کہ نماز کی روح اطاعت میر ہے۔ و اطاعت میر مضبوطی سے بننا عبادتوں کو جائے تو پھر نماز پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ و یک ایب شخص جو اپنے

امیر کی پوری احاطت کرتا ہے، ایسے شخص سے بہتر ہے جو رسی نماز تو ادا کرتا ہے لیکن امیر کے حکام کو، چوں و چرا عمل میں نہیں آتا۔ نہ صرف غلط ہے بلکہ گمراہ کن اور شریعت کو پلٹ دینے والا ہے۔ ان کی کتابوں میں بیسیوں سنتوں کا، جو صحیح سندوں سے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول و منقولہ ہیں، ایسے طور پر مذاق اڑایا گیا ہے اور ستر کیا گیا ہے کہ ایک ایماندار خشیت خداوندی رکھنے والے کا دل لرز جاتا ہے۔ اگرچہ وہ ان سب باتوں کی تاویل کرتے ہیں، وہ تاویل اہل علم کے خیال میں بھی ان کی کتاب پڑھتے وقت مشکل ہی ہو سکتی ہے۔ عام لوگ تو سمجھانے سے بھی اس تاویل کو نہیں سمجھ سکتے۔ ان کے قلوب و زبان پر ان کی کتابوں کا براہ راست جو اثر ہوتا ہے وہ یہ کہ نماز روزہ سب رسی عبادتیں اور بے جان صورتیں ہیں۔ اور بہت سی سنتوں و مستحبات کو نہ صرف فضول بلکہ خلاف تہذیب اور قابل نفرت امور سمجھنے لگے ہیں۔ اور اسی مرحلے پر وہ ایمان کو ہٹھکتے ہیں۔ میں نے ان کی کتابوں کو پڑھ کر ابتدا ہی میں سمجھ لیا تھا کہ یہ تحریک مرز قادیانی کی تحریک سے زیادہ خطرناک اور مسلمانوں کے ایمان کے لئے تباہ کن ہے۔ وہ تو مجہدیت اور مسیحیت و ربلا آخر دعویٰ نبوت تک پہنچا جس کے لئے اس کو خدا اور رسول کے ساتھ ایمان اور احترام رکھنے کی تلقین لازم تھی لیکن مشرقی صاحب نے جو بنیاد ڈالی تھی وہ خدا اور رسول اور ایمان و اسام سب کی بیخ کنی کر کے سیدھی دہریت و اتحاد کی طرف لے جانے لگا تھا۔ ان کی کتابیں پڑھ کر نہ خدا کی وقعت دل میں رہ سکتی ہے نہ رسول کی۔ صرف دنیا میں عمل و عمل بھی مادی اور مادیات سے متعلق انسان کے لئے انتہائی معرج ترقی ہے۔ لیکن انہوں نے اس خیال کو مذہب کے پردے میں بیان کیا اور نصوص قرآنیہ کو توڑ مروڑ کر الحاد و زندقہ کی دلیلوں کے مواقع پر استعمال کیا۔

وربلا آخر تو انہوں نے اعلان کر ہی دیا کہ امیر کا (یعنی خود ان کا) ہر امر واجب و اطاعت ہے۔ بلکہ ان کے ماتحت امر کا حکم بھی علی الاطلاق واجب و طاعت۔ خواہ وہ قرآن کی صریح آیات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے اس اقدام سے مسلمانوں کے لئے ان کی تحریک کی حقیقت سمجھنے کا راستہ صاف ہو گیا ہے کہ وہ شریعت الہیہ کے بالمقابل ایک نئی شریعت ایک نیا مشرقی دین قائم کر کے مسلمانوں کو حجاز مقدس سے پھیر کر اچھرا شریف کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ ورنہ یہ ایک ایسا فتنہ ہے جو قادیانی فتنہ سے بدتر جہاز یادہ خوفناک ہے۔ رہی پلیج برداری اور سپاہیانہ اسپرٹ تو وہ اگر ایمان کی سلامتی کے ساتھ ہوتی تو چشم ہاروشن دل ماشاء لیکن اگر اس پردے میں متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالنا یہ نظر ہو تو اس کی شرارت سے زیادہ بد نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ کا لکھا۔ دہلی

تحریک خاکساران پر مختصر تبصرہ۔

(سوال) (۱) تحریک خاکساران کے متعلق آپ کی شرعی رائے کیا ہے؟ (۲) اس تحریک کے بانی کے متعلق جو کفر و الحاد منسوب کیا جاتا ہے وہ کہاں تک درست ہے۔ کیا جناب والہ نے اس تحریک و زمانہ تحریک کی تصنیفات کا مطالعہ فرمایا ہے۔ اگر فرمایا ہے تو ہماری رہنمائی فرمائیں۔

المسنفتی نمبر ۱۶۲۳ امک محمد بن صاحب (جائید ہر) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۸) (۲، ۱) تحریک خاکساران بظہر خوشنما اور مفید ہے۔ لیکن اس کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک بڑا فتنہ ہے۔ بہت سے اسلامی عقائد و اعمال حتیٰ کہ فرائض قطعیہ سے انکار و اختلاف اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ مشرقی کے عقائد مذکورہ اور ان کی دوسری تالیفات میں واضح طور سے موجود ہیں۔ ان کا یقینی نتیجہ ملحدان یورپ کی تحسین و تصویب اور علمائے اسلام کی تفسیح و توہین ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) تحریک خاکسار غیر اسلامی تحریک ہے اس میں شامل ہونا جائز نہیں۔

(۲) اس تحریک کی مدد و ترغیب کرنا بھی ناجائز ہے۔

(سوال) کئی سال سے ہندوستان میں امرتسر کے ایک شخص عنایت اللہ خاں نامی نے جس کا تخلص مشرقی ہے۔ اور جس کا موجودہ قیام گاہ لاہور ہے، ایک تحریک جاری کی ہے جو تحریک خاکساران کے نام سے مشہور ہے۔ مشرقی مذکور اس تحریک میں شامل ہونے والے خاکساران کا امیر ہے وہ کہتا ہے کہ (۱) امیر کے ہر حکم کی تعمیل معروف و منکر کی شرط کے بغیر ہر ایک خاکسار کو بلا چون و چرا کرنی چاہئے (اخبار اصلاح) (۲) وہ کہتا ہے کہ ابتدائے آفرینش سے آج تک یہ قطعی فیصلہ نہ ہو سکا کہ کون سا مذہب سچا ہے۔ کون سا شارح کائنات کی منشاء کے عین مطابق ہے۔ پھر کہتا ہے کہ نہ اعتقادی بات پرستی کوئی بات پرستی ہے نہ قوں خدا پرستی کو عبودیت کہہ سکتے ہیں۔ یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام میں عمل کے سوا کسی عقیدہ کی ضرورت نہیں۔ (مذکرہ دیباچہ)۔ (۳) مشرقی کہتا ہے کہ سو برس سے مودیوں کا مذہب غلط ہے۔ دوسری جگہ کہتا ہے کہ تین سو برس سے مودیوں کا مذہب غلط ہے۔ پھر ایک جگہ کہتا ہے کہ مودیوں کے بنائے ہوئے اسلام کا قرآن مجید میں ایک لفظ یا ایک حرف بھی نہیں۔ پھر ایک جگہ کہتا ہے کہ خاکسار تحریک اس لئے جاری کی گئی ہے کہ مودیوں کے بنائے ہوئے اسلام کو غلط ثابت کرے وغیرہ (الاصلاح اخبار کے مختلف پرچے)۔ (۴) مشرقی کہتا ہے کہ کلمہ شہادت، نماز روزہ حج و زکوٰۃ پر اسلام کی بنیاد ہر گز نہیں (مذکرہ حصہ عربی ص ۵۶)۔ (۵) مشرقی رمضان کے روزوں کی فضیلت و فرضیت کو من کھڑت باتیں دروغ بانی اور فاقہ مستی کے نام سے یہ کہتا ہے ورتیرہ سو برس تک کے مسلمانوں کے روزوں کا تسمنہ زنا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پچھسے کئی سو برس کی نمازیں اور روزے سب کارت ہیں۔ ان سے جنت تو کیا دوزخ کا بہترین گوشہ بھی نہیں مل سکتا۔ (اصلاح ۱۵ اپریل ۱۳۵۷ء)

(۶) مشرقی نے اپنے اخبار اصلاح مادہ جو، ٹی کے ۳۷ کے کسی نمبر میں اپنے کسی مقتدہ کا یہ بیان کیا کہ مشرقی مجددین اسلام اور مامور من اللہ ہے شائع کیا اور اس طرح اپنے مامور من اللہ اور مجدد ہونے کے دعویٰ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ کیونکہ اس نے خود اس کو شائع کیا اور اس میں کوئی ترمیم نہیں کی۔

(۷) مشرقی کہتا ہے کہ انگریز نصرانی جن کو دنیوی ساز و سامان حاصل ہیں درحقیقت یہی عبادی المصالحوں کے مصداق ہیں ورنہ انگریز خدا کے صالح بندے ہیں۔ مسلمان کلمہ نے والوں میں تو اسلام چھ بھی نہیں۔ ہاں نصرانی انگریز حقیقی مسلمان ہیں۔ انگریز ہی حصۃ اللہ ہی الارض ہیں ورنہ فرشتے ان قوم کے

سامنے جہد کرتے ہیں۔ (تذکرہ حصہ عربی)

(۸) مشرقی کتا ہے کہ لحم خنزیر کو حرام سمجھنا الحقیقت انسان کی معاشرتی و دنیاوی زندگی کی اصلاح کا ایک منظر ہے اس کو حتماً روحانیت سے کوئی تعلق نہیں (تذکرہ مقدمہ) اس طرح مشرقی انگریزوں کی خنزیر خوری کو حقیقت دکھا کر ان کی روحانیت کو گویا محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔

(۹) مشرقی نے اصلاح کے قول فیصل نمبر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مال غنیمت کی چادروں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عمر پر اعتراض کرنے والے صحابی کی نسبت (جو حضرت سعد فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے) لکھا ہے کہ وہ بدعت جنسی خود چور ہوگا (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ)

(۱۰) مشرقی نے ہندو اپنی تحریک خاکساران کی بنیاد صرف خدمت خلق و فوجی قواعد و چیزوں پر ظاہر کی اور مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو دنیوی حکومت و سلطنت مل جائے گی۔ یہ بھی اعلان کیا کہ اس تحریک میں کسی کے مذہبی عقائد سے کوئی بحث نہیں حتیٰ کہ ہندو، عیسائی، سودی، پارسی وغیرہ کے لئے بھی اس میں شرکت کا موقع ہے۔ مذکورہ دونوں کاموں کو اچھا کام سمجھ کر مسلمان اس تحریک میں شامل ہونا شروع ہوئے۔ اس لئے کہ مشرقی کی پسے ہوئی کتب مذکورہ سے لوگوں کو عام طور پر کوئی واقفیت نہیں تھی۔ مشرقی نے تحریک خاکساران کی تبلیغ کے لئے اخبار اصلاح جاری کیا اور نہایت چالاکی اور ہوشیاری کے ساتھ اصلاح کے ذریعہ ہندو مت پر ترڈ لایا اور مذکورہ اشاعت بھی ہونے لگی۔ اب یہں تک نوبت پہنچی کہ وہ مختار ناطق، امیر اور مذہبی پیشوا بن گیا۔ اور، مور من مدد و مجدد وقت بننے کی تیاری کر ہی دی۔ اور اپنی جماعت کے لوگوں سے خونی معاہدے بھی لے رہا ہے اور اپنے جانبازوں اور فداویوں کی ایک جماعت بنا رہا ہے۔ اس مذکورہ تفصیل کے علاوہ ہندو مت کے عمائے کرم کو اس تحریک کے متعلق اپنے ذریعہ واقفیت کے موافق اور بھی صحیح باتیں ممکن ہے کہ معلوم ہوں۔ بہر حال دریافت طلب امور یہ ہیں۔

(۱) مسلمانوں کو خاکسار تحریک میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ تحریک اسلامی ہے یا غیر اسلامی؟

(۲) جو لوگ تحریک میں شامل ہیں ان کو زروئے احکام شرع اب کیا کرنا چاہئے؟

(۳) جن لوگوں کو اس تحریک میں شامل رہنے اور مشرقی کی بدعتیہ گیلوں کا علم ہو جانے کے بعد بھی

اس تحریک کی اشاعت و حمایت پر اصرار ہے ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) اس جماعت کے عمال میں فوجی کیمپ مصنوعی جنگ فوجی مارچ جلسے وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مسلمانوں کو ان کے کیمپ اور مصنوعی جنگ کا تماشا دیکھنے اور ان کے جلسوں میں شریک ہونے اور ان کی تقریر سننے کے لئے جانا چاہئے یا نہیں۔ ان کے جلسے اور تقریروں کے سننے اور ان کی نمائندگی چیزوں کا تماشا دیکھنے سے مسلمانوں کو روکنا اور باز رکھنا ضروری اور ثواب کا کام ہے یا گناہ؟

(۵) اس تحریک اور اس جماعت کی ہمت افزائی اور مدد کرنا یا مدد اور ستائش کرنا، ان کے جلسوں اور

کیمپوں کے سامان بہم پہنچانا جائز ہے یا ناجائز۔ نیز اور جو احکام اس تحریک کے معاملے میں مناسب اور ضروری ہوں ان سے کچھ بھی بخشش جائے۔

المستغنی نمبر ۵۷۱ محمد ایوب صاحب (نجیب آباد) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۳۷ء (جواب ۳۳۹) (۱) مسلمانوں کو اس تحریک میں شامل نہیں ہونا چاہئے اور اگر محرک اس تحریک میں شامل ہونے والوں کے لئے اس میں شریعت نہیں کرتا، ہندوؤں عیسائیوں یہودیوں وغیرہم کے لئے بھی صدے ۷۰۰ء ہے تو تحریک کا سد کی نہ ہونا ظاہر ہے۔

(۲) ان لوگوں کو جو ناواقفیت سے شریک ہو گئے تھے فوراً علیحدگی اختیار کر لینا چاہیے۔ (۱)

(۳) یہ لوگ خود بھی غلطی میں مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور اگر مشرقی کے عقائد میں بھی شریک ہیں تو زوال و یمن کا بھی خسر ہے۔ (۲)

(۴) ان کے غماں کی تسخیر اور فرض و نماز ان کے مجامع میں جانا بھی خطرناک ہے۔

(۵) اس جماعت کی ہمت فزائی اور عزت اور مدح و ستائش کرنا باطل کی ہمت افزائی و اعانت و رناحق کی مدح و ستائش ہے۔ (۳) محمد نصرت اللہ کان لہ۔ دہلی

(۱) تحریک خاکسار میں شرکت جائز نہیں۔

(۲) اس تحریک کا رکن بننے والے کی ہمت درست نہیں۔

(سوال) (۱) بہر ارجح میں چھ دنوں سے عنایت اللہ مشرقی کی جماعت خاکسار قائم ہوئی ہے۔ جو کتاب تذکرہ کی اشاعت کرتی ہے علماء کو یہ بھد کہتی ہے اور عنایت اللہ کو امیر مطلق مانتی ہے۔ کیا اس تحریک میں حصہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) تذکرہ کے مضامین میں اعدو کفر ہے یا نہیں؟ (۳) جو مولوی صاحب عنایت اللہ کے خیالات سے واقف ہوتے ہوئے اس تحریک میں حصہ لیں اور اس کے ممبر بنیں ان کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

المستغنی نمبر ۲۰۱۹، حمد شاہ (بہرائی) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۵ نومبر ۱۹۳۷ء

اسلامی حدود میں رہتے ہوئے جہاد کی ٹریننگ سیکھنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) ہر گاہ موافقت در بینہ اسامو و قرون اود کے مسلمانوں کے مطالعہ حیات سے یہ پایا جاتا ہے کہ انداز اسلام میں "عسکریت" بالفاظ دیگر تشہیم و عمل جہاد مسلمانوں کے تمدن و حیات ملی کا ایک اہم جزو رہی ہے ورتہزماں کہ فدایاں اسلام میں ایثار فانی ملت روح جہاد اطاعت میرا خوت جو عسکریت اور قومیت کے اعضاء کیسے ہیں ورنہ اس کے زین اصول قائم رہے اور جب تک تبلیغ اسلام اور ترویج و شہادت

۱ 'فلا تفعد بعد الذکری مع القوم الظالمین' الامام ۶۸

۲ 'ولرصد الکفر کفر' قصی حد علی ہدیس النہدۃ، باب ما یکتوب کفرأ من المسلم وما لا یتکتوب ۳ ۵۷۳ ط کوئٹہ

۳ 'ولا تعاونو علی الایم و لعدوان الایمۃ' ۲

قوانین الہیہ اور اپنی قومی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے کتب سلیم القرآن ان کے پیش نظر رہا، صحیح معنوں میں کسٹم خیر امہ رہے اور ربیع مسکون کے خطے خطے میں اللہ اکبر کی پر جوش صداؤں سے فضاء عالم گونج اٹھی۔ مگر جب ان خصائص سے یکسر خالی ہو گئے و تحاہد وافی سبیل اللہ سے عملار و گردانی کی پیمائشی و اخوت کی بجائے لاتعداد فرقوں میں منقسم ہو گئے تو ایسے قعر مذمت میں گرے کہ عرصہ حیات تنگ ہو گیا۔ مظلوموں کی دودیتے دیتے خود مظلوم بن گئے۔ غریبوں پیکسوں محتاجوں کی خبر گیری کرنے والے، نہائی کا نام و نشان مٹا کر غلاموں کو برابر کرنے والے خود غلام ہو کر رہ گئے۔ دنیا سے جہالت و بربریت کو مٹانے والے خود دوسروں کی بربریت کا شکار ہو گئے۔ یہیں تقوت رہ زکجاست تاجی۔

فی الجملہ جو کچھ ہو اور ہو رہا ہے، ظہر ہے۔ قاعدہ ہے کہ اکثر زمانہ خود ٹھو کریں مار مار کر بیدار کرتا ہے اغید کی روز روز کی یلغاریں بہانگ دلیں نہ رہی ہیں کہ اگر مسلمان کم از کم اپنا تحفظ و قوانین شریعت کی عملاً ترویج چاہتے ہیں تو انہیں پھر سے مجاہد بننا چاہئے۔ مگر فی زمانہ سنین ماضیہ کا طریق جنگ بیکار اور عبث خیال کیا جاتا ہے۔ اس وقت مادی طاقتیں جس چیز سے مرعوب ہوتی ہیں اور موجودہ تہذیب و تمدن کے ماحول میں قومی وقار کے لئے جو چیز مہم امتیاز خیال کی جاتی ہے وہ مروجہ اصول و عسکریت ہیں جن میں قابل ذکر قواعد یک رنگی جن کے لئے معروف، انگریزی الفاظ باترتیب پریڈ وینفیر، استنہاں ہوتے ہیں ورتوپ تفک و غیرہ ہیں۔ جس قوم میں اس کا رواج نہیں دنیاوی طاقتوں کے نزدیک اسے اب اس دنیا میں رہنے کا حق نہیں۔ چنانچہ اکثر جگہ اس نظریہ پر عمل ہو رہا ہے۔ بناء علیہ اگر کوئی اسلامی انجمن عقائد اسلامی کی حد میں رہ کر تحفظ اسلام کی خاطر مسلمانوں میں عسکریت کی تبلیغ کرے۔ لبس میں سادگی و یک رنگی پیدا کرے۔ مسلمانوں کو استعمال اسلحہ اور دیگر ضروریات سے وقف کرے تنظیم و اخوت کا سبق دے اسوۂ حسنہ رسول اللہ صمیم پر عمل کرائے صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرے اور اس کے ساتھ بالا التزام پریڈ کا عمل بھی کرائے تو اس کی یہ حرکت شرعاً کیسا ہے اور کیا مسلمانوں کو اس سے اتحاد کرنا چاہئے۔

المسنفتی نمبر ۲۴۳۱ محمد آفاق صاحب (پٹیاہ) ۸ ذیقعدہ ۱۴۵۵ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء (حواہ ۳۴۶) اسلامی عقائد و اعمال کی صحیح صحیح اتباع و تعمیل کے ساتھ عسکریت نہایت ضروری اور بہتر اور مفید ہے۔ مگر واضح رہے کہ اگر سائل کا مقصد جماعت خاصہ کی عسکریت میں داخل ہونے سے ہے تو فسوس کے ساتھ یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس جماعت کے قائد عظیم مشرقی صاحب کے عقائد اسلامی عقائد سے منحرف ہیں۔ ان کی کتابیں اسلامی عقائد کے خلاف اور بزرگان سلف کے خلاف مضامین سے بھری پڑی ہیں۔ ان کی عسکریت مسلمانوں کے خلاف کام لینے کے لئے بنی ہے۔ انگریزوں کی اطاعت اور خدمت ان کا مقصد ہے۔ اس لئے ان کی جماعت میں داخل ہونا اسلام کے لئے مفید نہیں بلکہ عقائد اسلامیہ کے لئے مضر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ۔ دہلی

- (۱) علامہ مشرقی کے عقائد سے بیزار کی کا اعلان کرنے والے خاکسار ان مسلمان ہیں یا نہیں؟
- (۲) خاکسار تحریک کا معاون بنانا جائز ہے۔

(سوال) ہم خاکسار اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد اعبده ورسوله (خلاصہ ترجمہ) سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ ایمان مفصل امنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت (اسمان محمل) امنت باللہ کما هو باسمائہ و صفاتہ و قبلت جميع احکامہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب (خلاصہ ترجمہ) ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کے دن اور نفع و خیر و شر من اللہ اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر نیز اللہ تعالیٰ کے اسموں اور صفاتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کے تمام احکام کو قبول کرتے ہیں۔ ان عقائد کا اقرار زبان کے ساتھ اور دل سے بھی ان کو سچا سمجھتے ہیں۔ نیز ہم اسلام کے پانچ ارکان کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو بنائے اسلام سمجھتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خدائے تعالیٰ کا آخری پیغمبر سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیز ہم خاکساروں کے عقائد کو علامہ عنایت اللہ خان المشرقی بانی تحریک کی کتب تذکرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا دستور ہمیں مسائل اصول و فروع میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ہم خاکسار خدائے تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کے سپاہی ہیں اور قرون اولیٰ کے مجاہدین کے طریقہ پر تنظیم کے ساتھ خدمت خلق اور غلبہ اسلام کے خواہش مند و اسی طریق پر زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو کیا ان عقائد کے رکھنے والے خاکسار ان مسلمان ہیں۔ یا اسلام سے خارج؟ اگر مسلمان ہیں تو جو، نہیں کافر کہیں وہ گنہگار ہوں گے یا نہیں۔

المسنفتی نمبر ۲۴۹۷ سید مبارک علی صاحب (فیروز پور شہر) ۳۰ ریح الاول

۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۲) جو خاکسار کہ عنایت اللہ خان مشرقی کے عقائد میں ان سے متفق نہ ہوں وہ ان کے محمد ان عقائد سے بیزار ہوں اور ضروریات اسلامیہ کے قائل ہوں وہ اس جہت سے اسلام سے خارج نہ ہوں گے لیکن ایک محدث دینی و دنیوی مہر میں غیر مشروط اطاعت جو خاکسار تحریک کا اصل اصول ہے ان کے سے جائز نہیں (۱) اور خاکسار تحریک کو بظاہر عسکری تنظیم معلوم ہوتی ہے مگر عدائے سلام اور سلف صالحین کی تجہیں اور تضلیل اس کے خمیر میں داخل ہے۔ اس لئے اس تحریک میں شریک ہونے والے تحریک کے بنیادی اصول سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ یہ تحریک اسلامی نقطہ نظر سے بہت خطرناک اور روح اسلام کے لئے تباہ کن اور مہلک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

علمہ مشرقی مرتد ہے۔

عنایت اللہ خاں المعروف علمہ مشرقی بانی تحریک خاکسار کے خیالات بذریعہ ”تذکرہ“ اور اشارات وغیرہ عیاں ہو چکے ہیں۔ ان کے متعلق جو کچھ مودیوں کے حلقے میں اضطراب ہے وہ بھی جناب پرروشن ہو چکا ہوگا۔ لہذا علمہ مشرقی کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے۔ وہ کافر ہے یا مسلم۔ اگر کافر ہے تو جناب کے یہاں ان کے کفر کے متعلق سب سے بڑا ثبوت کیا ہے۔

مجھے ایسے فتویٰ کی ضرورت ہے جس پر مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کی تصدیق ہو۔

المستفتی نمبر ۲۵۳ مولوی غلام محمد صاحب (ضلع ملتان) ۶ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء (جواب ۳۴۳) بانی تحریک خاکساران یعنی مشرقی کے عقائد جو اس کی کتاب تذکرہ اور اشارات وغیرہ سے ثابت ہیں جمہور امت محمدیہ کے اجتماعی عقیدوں کے خلاف ہیں۔ وہ صرف عمل اور مادی ترقی کو، صلہ ایمان کہتے ہیں۔ نماز روزے حج کی یہ صورتیں ان کے نزدیک فضوں ہیں۔ نماز ان کے نزدیک اطاعت امیر کا نام ہے۔ وہ ڈارون تھیوری کے قائل ہیں۔ وہ تمام نصاریٰ کو جنتی اور پکا مومن قرار دیتے ہیں۔ ان وجوہات سے مشرقی دوران کے تمام معتقد جو ان کے عقائد کو حق سمجھتے ہیں، سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی)

تحریک خاکسار کے مقتولین کو شہید سمجھنا۔

(سوال) ایک شخص مرتد ہے جس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے روئے زمین کے علمائے حق نے اس کے ارتداد کا متفقہ فتویٰ صادر فرما کر شائع کر دیا ہے یعنی عنایت اللہ مشرقی۔ اب سوں یہ ہے کہ جو شخص اس مرتد کو مسلمان تصور کرے آیا یہ شخص عند اللہ شرع کیسا ہے؟ مسلمان یا مرتد اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ مشرقی کی تنظیم میں شامل ہیں۔ پیچھے ٹھکے پھرتے ہیں وہ مشرقی کو مسلمان سمجھتے ہیں اور وہ لوگ عموم دینی سے جا مل ہونے کی وجہ سے اس کے ہر حکم پر جان دینے کو تیار ہیں خواہ وہ حکم جائز ہو یا ناجائز۔ جیسا کہ لاہور میں ہوا کہ جب کہ مشرقی نے حکومت وقت کے ساتھ تشدد کا حکم دے دیا جس کی وجہ سے بہت سے خاکساروں نے اپنی جانیں دے دیں۔ آیا یہ لوگ شہید کسانے کے مستحق ہیں یا کیا؟ دوسری شق ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کو مسلمان نہیں سمجھتا مگر تنظیم پہلے میں شامل ہے اور اس کے ہر حکم کی اطاعت کرنے کو اور جان دینے کو ہر وقت تیار ہے۔ اور طاعت بھی مرتد کی بغیر تنخواہ کے۔ یہ شخص اس کے تشدد نہ حکم کی تعمیل میں مارا جائے تو شہید ہو گا یا نہیں؟ تیسری شق یہ ہے کہ جو خاکسار مشرقی کے معتقد اس کے تشدد نہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان مقتولوں کو جو شخص شہید تصور کرتا ہو۔ زبان سے علان کرے کہ یہ لوگ شہید ہیں ورنہ ان کی اور ان کے ورثاء کی مدد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے، وہ شخص کیسا ہے۔ شریعت سے متعلق کیا حکم

دیتی ہے۔ یہاں لدھیانہ میں باز روں میں دکانوں پر دن رات یہ جھگڑا ہوتا رہتا ہے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اگر علمائے کرام ان لوگوں کی شہادت کا فتویٰ دے دیں تو ہم بھی علامہ مشرقی کی تحریک میں شامل ہو کر شہادت حاصل کریں۔

المستعفی نمبر ۲۶۱ محمد عیسیٰ دکاندار (لدھیانہ) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء (جواب ۳۴۴) مشرقی کے عقائد اور خیالات سماوی اصول اور اہی تقسیم کے خلاف ہیں اور ان عقائد کی بنا پر مشرقی کو عہدء سلام نے خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ لیکن مشرقی کی تحریک خاکساری اور فوجی تنظیم میں جتنے مسلمان شریک ہو گئے ہیں وہ سب مشرقی کے عقائد سے واقف نہیں ہیں۔ وہ صرف تنظیم کی ظاہری صورت سے دھوکا کھا کر شریک ہو گئے ہیں۔ اس لئے اگرچہ ان کی شرکت ایک خطرناک امر ہے، مگر ان سب کو مرتد منہ مشکل ہے۔ وہ غلط کار ضرور ہیں اور ان کے ایمان خطرے میں ہیں۔ لیکن مرتد دکاندار کا قطعی حکم ان پر لگا دینا درست نہیں۔

ہور کے واقعہ میں جن خاکساروں نے تشدد کیا (گر یہ صحیح ہو کہ انہوں نے تشدد کیا) انہوں نے غلطی کی اور بہت بڑی غلطی کی جس کی شرعی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے لیکن جس قدر خاکسار مرے یا زخمی ہوئے ان سب نے تو یقیناً تشدد نہیں کیا تھا ورنہ وہ قتل کے مستحق نہ تھے۔ پھر گرفتارنگ بد ضرورت یہ گیا اور اس میں بہت سے ایسے لوگ مر گئے جو مجرم نہ تھے ورنہ قتل کے مستحق نہ تھے وہ مظلوم مرے اور مظلوم مقتول شہید ہوتا ہے۔ (۱) اس لئے ہور کے ۱۹ مارچ کے واقعہ کے مقتولین پر عام طور سے حرام موت مرنے کا حکم لگانا درست نہیں۔ جس طرح عام طور پر تمام مقتولین کو شہیدیت نا بھی اس لئے صحیح نہیں کہ اگر کوئی شخص تشدد کی ابتداء کرے اس کے جواب میں مار گیا ہو تو وہ شہید نہیں۔ تاہم یہ بات عوام کے لئے ناممکن ہے کہ وہ شخصی طور پر کسی مقتول کو شہید اور کسی کو حرام موت کا مقتول قرار دیں اس لئے ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ اس قصے میں نہ پڑیں ورنہ جب تک چٹی بے گ تحقیقات سے یہ مرثیات نہ ہو جائے کہ یہ خاکساروں نے تشدد کی ابتداء کی تھی اور وہ تمام اس قتل و خون کے ذمہ دار ہیں یہ نہیں اس معاملہ میں گفتگو نہ کی جائے اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیا جائے۔ جو شخص کہ جس شخص کے مقتول کے مظلوم مرے وہ شہید ہے اور جس نے تشدد کی ابتداء کی اور اس کے جواب میں مار گیا اس کو شہید کہنا مشکل ہے۔ یہ بات بھی مشکل ہے کہ ان مقتولین میں کتنے مشرقی کے ہم عقیدہ تھے اور کتنے محض فوجی تنظیم کے خوشنما پھندے میں پھنس کر شریک ہو گئے تھے۔ اس کا علم بھی ہمیں نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سب پر ایک ہی حکم جاری نہیں کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت لدھیانہ کان ملہ۔ دہلی

(۱) علامہ مشرقی اور اس کے مددگاروں کی مذہبی مداخلت ہے۔

(۲) مشرقی کے مذہبی عقائد کی حمایت کرنے والے اخبار کو اسلامی ترجمان سمجھنا۔

(۳) مشرقی اور اس کے رضا کاروں کے ساتھ اتحاد عمل کرنے کا حکم
(سوال) مسٹر عنایت اللہ مشرقی جو لندن کے پولیٹیکل اسکول کے تعلیم یافتہ اور تحریک خاکساران کے بانی ہیں اور جنہوں نے مذکورہ نامی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں انہوں نے جاہل احکام کفر کا فتویٰ دیا۔ مگر انہوں نے علماء کے فتویٰ کی کوئی پروا نہ کی اور تاہنوز تمام عبارت مذکورہ بدستور باقی ہے۔ یہ شخص ۱۳/ اکتوبر ۱۹۴۵ء کے خاکساروں کے جلسہ عام (اردو باغ) میں بزور طاقت عام مسلمانوں سے اس مذکورہ پر عمل کا حکم کرتا ہے۔ یہ سوالات یہ ہیں:-

(۱) جس شخص پر جس کتب کی تصنیف کے باعث کفر کا فتویٰ عائد کیا گیا ہو اور وہ مجمع عام میں طاقت کے ساتھ تمام مسلمانوں سے سی کفریہ عبارت سے توبہ کئے بغیر اس کی اور اس کے گروہ خاکساروں کی حمایت مضامین شائع کرنا اور اس کے مددگاروں حامیوں اور اس کے رضا کاروں جینی خاکساروں کی ہمدردی و اعانت کرنا جائز ہے؟ (۲) جو اخبار مشرقی کی کفریہ عبارت سے توبہ کئے بغیر اس کی اور اس کے گروہ خاکساروں کی حمایت کریں کیا ان اخباروں کو اسلامی ترجمان سمجھا جاسکتا ہے؟ (۳) اگر جمعیت اور احرار کے اراکین اعلا نیہ یاد رہے کہ ایسے شخص کی یا اس کے رضا کاروں کی اعانت و ہمدردی کریں تو ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) جمعیت اور احرار کے کارکنان و رضا کاران مشرقی سے اتحاد عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو کیا وہ علماء کے شرعی احکام کی توہین کے مرتکب ہوں گے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۷ محمد زکریا۔ دہلی۔ ۷ اذیقعدہ ۱۳۶۴ھ

(جواب ۳۴۵) (۱) مشرقی کی کتب مذکورہ اور ان کے عقد مدبے شک سلام کے خلاف ہیں۔ اس میں ان کا ساتھ دینا یا امداد کرنا حرام ہے۔ (۲) مگر مذہبی عقد مدبے کے علاوہ سیاسی طور پر اگر وہ صحیح راستے پر ہوں تو ان کا ساتھ دینا مباح ہے۔ جس طرح کہ موجودہ وقت میں مسلمان انگریزی حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ تو جن معاملات میں دین کو نقصان نہ پہنچے ان میں انگریزوں کا ساتھ دینا مباح ہے۔

(۲) مشرقی کے مذہبی عقائد کی کوئی اخبار حمایت کرے تو وہ غلط ہے۔ لیکن اگر کوئی اخبار ان کی سیاسی تحریک کی حمایت کرے تو وہ دوسری بات ہے۔

(۳) اگر مشرقی کی حمایت اور جنبہ داری حق بات میں ہو تو وہ کافر کی بھی ہو سکتی ہے۔ ورنہ حق بات میں ہو تو وہ ناجائز اور باطل ہے۔

(۴) کسی ایسی بات میں جو شرعاً جائز اور اس میں موافقت کرنے سے مسلمانوں کو کوئی دینی ضرورت نہ پہنچے اور کوئی فائدہ مد نظر ہو، ان کے ساتھ اتحاد عمل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں شرعی حکومت تو ہے نہیں۔ انگریزی حکومت ہے۔ یہاں شرعی حکومت کے سیاسی احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ محمد کفایت اللہ کان

اللہ۔ دہلی

علامہ مشرقی کی جماعت کے اراکین کا حکم۔

(سوال) استاد اعمام حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیتہ عمدے ہند! اسلام علیکم
آج کل عمدے کرام نے علامہ مشرقی قائد تحریک خاکساروں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمادیا
ہے۔ اور ان کو واجب القتل قرار دیا ہے۔ اور ان کے ساتھ نکاح کو بھی ناجائز فرمایا ہے۔ میں ذیل میں جو مقابلہ کرتا
ہوں اس کو علامہ حنفیہ کر جواب مرحمت فرمائیں۔

قائد تحریک خاکسار۔ عمدہ عنایت اللہ صاحب مشرقی۔

عقائد۔ علامہ مشرقی مطابق بین علامہ موصوف خدائے برتر کو وحدہ ماننا ہوں۔ حضرت آدم علیہ
السلام سے لے کر خاتم النبیین محمد ﷺ تک تمام نبیاء کو برحق اور خدا کے بھیجے ہوئے نبی مانتا ہوں۔ قیامت
برحق ہے۔ فرشتوں پر میرا ایمان ہے۔ رکان اسلام کا پابند ہوں۔ قرآن برحق ہے وغیرہ۔

بافرض علامہ مشرقی کافر ہے۔ لیکن خاکسار کس طرح کافر ہو سکتا ہے جب کہ خاکسار علامہ مشرقی کو
نہ خدا مانتے ہیں نہ نبی گردانتے ہیں۔ نہ علامہ موصوف سے بیعت کی ہے۔ صرف ان کی جاری کردہ خاکسار
تحریک کے پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں اور علامہ کو جرنیل یا افسر اعلیٰ خیال کرتے ہیں۔ خاکساروں کا جرنیل
ایک مسلمان ہے۔ خاکسار علامہ موصوف کو پناہ جرنیل یا قائد تحریک سمجھ کر واجب القتل کیوں ہو گیا؟
قائد کانگریس۔ مہتماگ اندھی۔

عقائد۔ گاندھی غیر مسلم ہے۔ کافر ہے۔ مشرک ہے اسلام کی کسی کتاب، فرشتوں، نبیاء پر اس کا
ایمان نہیں ہے وغیرہ۔

جو ہر اہل نہرو۔ لیڈر کانگریس۔ منکر خدا ہے۔ دہریہ ہے کانگریسی مسلمان اپنے لیڈر گاندھی مذکور
کو نہ خدا سمجھتے ہیں نہ نبی مانتے ہیں نہ گاندھی سے بیعت کی ہے۔ بلکہ گاندھی کو صرف پناہ تصور کرتے ہیں۔
اس کی کانگریس کے پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں۔ کانگریسی مسلمانوں کا لیڈر کافر ہے تو کانگریسی مسلمان
واجب القتل کیوں نہیں ہو سکتا ہے۔ گر ہو سکتا ہے تو سبھی مسلمانوں سے آج تک ان پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں صادر
فرمایا۔ اور بے چارے خاکساروں پر چاروں طرف سے فتوؤں کی بارش ہو گئی اور زمین و آسمان سر پر اٹھایا۔
گر کانگریسی مسلمان بھی واجب القتل ہو سکتا ہے تو عمدے کرام کو لازم ہے کہ پہلے ان کا خاتمہ کر کے
بعد میں خاکسار سے بات کرنی چاہئے۔

المستعفی نمبر ۲۵۳۱ عبد اللہ خان۔ ہور مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۳۹ء
(جواب ۳۴۶) تمام خاکساروں پر کفر کا فتویٰ نہیں ہے۔ صرف مشرقی پر ان کے عقائد کی بنا پر کفر کا فتویٰ ہے
اور کانگریسی مسلمان گاندھی کے کفر کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر خاکسار بھی مشرقی کے کفر کا اقرار کرتے ہیں تو پھر وہ
خطرہ نہیں۔ لیکن وہ تو مشرقی کو علامہ پکا مسلمان واجب الطاعت امیر و راہم قرار دیتے ہیں۔ کوئی کانگریسی
مسلمان گاندھی یا جو اہل اہل کو واجب الطاعت امام نہیں سمجھتا۔ نہ یہ خطرہ ہو سکتا ہے کیونکہ دونوں کا مسلمان نہ
ہونا ظاہر ہے۔ جو خاکسار مشرقی کے عقائد کو مشرکانہ عقائد سمجھتے ہوں وہ کافر نہیں۔ مگر ان کو واجب الطاعت

امیر اور امام سمجھنے پر وہ مراد ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

فصل چہارم فرقہ قادیانی

- (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں۔
 (۲) قرآنی آیات ”من بعدی اسمہ احمد“ کا مصداق بلا تردد حضور ﷺ ہیں۔
 (۳) حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا مرد و دود مرتد ہے؟
 (سوال) () فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر ٹھائے گئے ہیں اور قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہو گا اور زمین پر تشریف لا کر خلیفہ وقت ہوں گے، ورد جال کو ماریں گے۔ آپ آسمان پر زندہ تشریف رکھتے ہیں یا انتقال فرما گئے؟ (۲) فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ من بعدی اسمہ احمد جو آیت قرآن شریف کی ہے، وہ غلام احمد قادیانی کی نسبت ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں اور آپ کی ہی تشریف آوری کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ (۳) قادیانی کہتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی عیسیٰ موعود ۱۴۰۰ھ کے نبی تھے حنفیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین اس حالت میں غلام احمد نبی کیسے ہوئے جب کہ نبوت کے ختم ہونے کا ثبوت قرآن شریف دیتا ہے؟

(جواب ۳۴۷) صرف حنفیہ کا نہیں بلکہ تمام فرقہ اہل سنت و الجماعت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر تشریف رکھتے ہیں اور بے شک قریب قیامت نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ (۱) جو شخص ان کی وفات کا دعویٰ کرے وہ زمرہ اہل السنۃ و الجماعت سے خارج ہے۔ ایسا شخص ہرگز قابل نہیں کہ اس کے قول پر کان لگایا جائے۔ (۲) آیت شریفہ منیر ابرسول بائی من بعدی اسمہ احمد (۲) کو مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے لئے بتلانا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اول تو بتفاق مفسرین یہ آیت حضرت رسول کریم علیہ الخلیۃ و التسلیم کے متعلق ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت نقل فرمائی ہے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق بطور پیشگوئی اپنی امت کو دی تھی تو اب آیت میں آنحضرت ﷺ کے سوا کسی دوسرے کو مراد لینا اجماع مفسرین کا خلاف کرنا ہے۔ (۳) دوم یہ کہ مرزا غلام احمد کے متعلق یہ آیت کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں آنے والے رسول کا نام احمد بتایا گیا ہے اور مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے نہ احمد۔ تو ایسی صورت میں ان کا یہ دعویٰ کہ یہ آیت میرے متعلق ہے

۱۔ کذا فی روح المعانی تحت قوله تعالیٰ ”بل رفعہ اللہ الیہ“ وهو حی فی السماء۔ ۲۔ ہالک مقیم حتی یرل ابی اور ص یقتل الدجال۔ (روح المعانی ۲۰۶ اور شرح العقائد ص ۱۲۳)

۲۔ الغف۔ ۶

۳۔ ”فعیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام هو حاتم انبیاء بنی اسرائیل و قد اقام بنی اسرائیل مشراً بمحمد وهو احمد حاتم الانبیاء والمرسلین لا رسالۃ بعدہ ولا نبوة الیہ“ (تفسیر ابن کثیر ۳/ ۵۹۱ ط مصر)

صراحت غلط و رکھلم کھل باطل ہے۔ سوم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس آنے والے کو بشارت دی ہے اس کو رسوں کے غلط سے تعبیر کیا ہے ورنہ کے بعد جو رسوں آئے وہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ روحی فدائے ہیں اور آپ خاتم النبیین اور خاتم الرسل ہیں اور مرزا صاحب یقیناً و بدایتہ آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا ہوئے۔ پس اگر مرزا صاحب کو دعویٰ رسالت نہ ہو تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق اس لئے نہیں ہو سکتے کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے رسول کے متعلق ہے اور مرزا صاحب رسول نہیں۔ اور گران کو دعوائے رسالت ہو تو یہ دعویٰ صراحتاً آیت قرآنی و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (۱) کے خلاف اور حدیث رسول مقبول انا خاتم النبیین (نبی بعدی) (۲) کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل اور مردود ہے۔ چہاں یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشین گوئی اور بشارت جس نبی کے متعلق ارشاد فرمائی ہے اسے اپنے بعد آنے والے بتایا و ربعدیت سے ظاہر و متبادر بعدیت مقصد ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول جیسی آنحضرت ﷺ تشریف لائے جن کی رسالت کو قادیانی بھی مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت و پیشگوئی کا مصداق تو پورا ہو گیا۔ اب مرزا صاحب کا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بتانا تو جب صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کلام میں ایک سے زائد رسولوں کے آنے کی بشارت ہوتی حالانکہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک رسول کے آنے کا ذکر ہے جو آچکے۔ ہذا مرزا صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول کے آنے کو تشہید کرتے ہوئے اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ٹھہرانا صریح کذب و ہرمی اور کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ یاد رہے کہ ان کے اس دعویٰ میں حضور انور نبی ہاشمی ﷺ کی توہین بھی مضمر ہے۔ اور وہ منجر الی الکفر ہے۔ (۲) (۳) اس سوال کا جواب بھی مندرجہ بالا جواب کے ضمن میں دیا گیا ہے۔

(۱) غلام احمد قادیانی کے عقائد کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں، ان سے مناکحت جائز نہیں

(۲) زوجین میں سے کسی ایک کا قادیانی عقائد کی تصدیق کرنے سے نکاح فاسد ہو جائے گا۔

(السوال) مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) آیت مشر ابرسول یاتنی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں (ازا۔ وہام طبع اول

ص ۶۷۳)

(۲) مسیح موعود جن کے آنے کی خبر احادیث میں آئی ہے میں ہوں۔ (ازا۔ وہام طبع اول ص ۶۶۵)

(۳) میں مہدی مسعود و بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ (معیار لاخیر ص ۱)

.....

۱۱ حزب ۳۰

۲۔ برمذی، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون ۲ ۳۵۵ سعید

۳۔ "جمع العماء عسی ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمستقص له کافر" (مجموعہ رسائل راجدین ۱۰ ص ۶۳ سہیل اکیڈمی لاہور)

- (۴) ان قدمی علی منارة حتم عیدہ کل رفعة (خطبہ الہامیہ ص ۳۵)
 (۵) لا تفتسونی باحد ولا احدانی (خطبہ الہامیہ ص ۱۹)
 (۶) میں مسلمانوں کے لئے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں۔ (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳)

- (۷) میں امام حسین سے فضل ہوں۔ (دفع البلاء ص ۱۳)
 (۸) والی قتیل الحب لکر حبیکم قتل العدی فالفرق احلی واطهر (انجاز احمدی ص ۸۱)
 (۹) یسوع مسیح کی تین دایاں اور تین نانیاں زناکار تھیں۔ (ضمیمہ انجام تکم ص ۵)
 (۱۰) یسوع مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ (ضمیمہ انجام تکم ص ۵)
 (۱۱) یسوع مسیح کے معجزات مسمریزم تھے۔ اس کے پاس بخردھوکہ کے ورکچھ نہ تھے۔ (ازہ ابوم ص ۳۰۳، ۳۲۲ و ضمیمہ انجام تکم ص ۷)

- (۲) میں نبی ہوں اس امت میں نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)
 (۳) مجھے اسام ہوا۔ یا اہا الماس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ (معیار خیر ص ۱۱)
 (۱۴) میرا منکر کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۶۳)
 (۱۵) میرے منکروں بلکہ متاعوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ (فتویٰ احمدیہ دل)
 (۶) مجھے خدا نے کہا اسمع ولدی۔ اے میرے بیٹے سن! (لبشری ص ۴۹)
 (۱۷) لولاک لما خلقت الافلاک۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)
 (۱۸) میرا اسم ہے وما یطق عن الہوی (اربعین ص ۳)
 (۹) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (حقیقۃ الوحی ص ۸۲)
 (۲۰) انک لمن المرسلین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)
 (۲) اتانی مالک بوث احد امن العالمین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)
 (۲۲) اللہ معک یقوم ایما فمت (ضمیمہ انجام تکم ص ۱۷)
 (۲۳) مجھے حوض کوثر ہے، انا اعطیت الکواثر۔ (ضمیمہ انجام تکم ص ۸۵)
 (۲۴) میں نے خوب میں دیکھا کہ میں ہو بہو آمد ہوں رایتی فی المنام عین اللہ و تیقت انی ہو
 فخلقت السموات والارض۔ (آئینہ کدلت مرزا ص ۵۶۴، ۵۶۵)
 (۲۵) میرے مرید کسی غیر مرید سے بڑی نہ یہاں کریں (فتویٰ احمدیہ ص ۷)
 جو شخص مرزا قادیانی کا ان اقوال میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت کرنا
 جائز ہے، نہیں؟ اور تصدیق حد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں؟ بیو تو جرو
 (جواب ۳۴۸) مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ قوال جو سوال میں نقل کئے گئے ہیں کثران میں سے میرے
 دیکھے ہوئے ہیں۔ نئے عہد بھی ان کے بے شمار اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان کو مرتد بنانے کے لئے کافی

ہیں۔ پس خود مرزا صاحب در جو شخص ان کا ان کلمات کفریہ میں مصدق ہو سب کافر ہیں (۱) اور ان کے ساتھ اسلامی تعلقات مناکحت وغیرہ رکھنا حرام ہے۔ (۲) تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے جانشین تو اپنے مریدوں کو غیر مرزائی کا جہزہ پڑھنا بھی حرام تائیں اور غیر احمدی انہیں مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ رشتے بناتے کریں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔

مرزائیوں کے ذبیحہ کا حکم .

(السوال) جو شخص حمدی فرقہ (المعروف مرزائی فرقہ) سے تعلق رکھنے والا ہو۔ خواہ مرزا انجمنی کو نبی مانا ہو یا مجدد درود وغیرہ اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

المستفتی نمبر ۴۶۹ عبد اللہ (بھاویپور)

(جواب ۳۴۹) اگر یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والا ہے یعنی اس کے ماں باپ مرزائی نہ تھے تو یہ مرتد ہے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی .

قدیانی اور مہوری دونوں جماعتیں کافر ہیں .

(السوال) جس مقتدر و بابر مسلمان مرزا قادیانی اور اس کے مریدوں کو پوری قوت سے مسلمان کہتے ہیں۔ ان سے فیصلہ ہو، تھا کہ مندرجہ ذیل پانچ عمدے کر م سے فتویٰ حاصل کر لیا جائے۔ مولانا ابرکام صاحب آزاد۔ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ اس سلسلہ میں مولوی محمد داؤد صاحب پلڈر قصور نے آنجناب کی خدمت اقدس میں ایک استفتاء ارسال کیا تھا۔ اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ چونکہ وہ جواب آنجناب کے قلم مبارک سے نہ تھا اس لئے فریق ثانی نے اس کو قبول کرنے میں تامل کیا۔

المستفتی نمبر ۴۹۱ حاجی عبدالقادر۔ میونسپل کمشنر کورٹ بدر اندین قصور۔ ۱۳ ربیع الاول

۱۳۵۴ھ ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۰) مرزائے قدیانی نے اپنی تالیفات میں نبوت مجددیت، محدثیت، مسیحیت مجددیت کا تئیں صراحت اور اتنی کثرت سے دعویٰ کیا ہے کہ اس کا انکار یا اس کی تاویل ناممکن ہے۔ خاتم المرسلین ﷺ کے بعد

۱۔ کیونکہ رضا مالک کفر کرتے۔ (تاجی خان علی حاشی الخدیۃ، باب مایکون کفر من المسلم الخ: ۳/ ۵۷۳ ط ماجدیہ) "و کذا فی المرقاة لملا علی القاری وفیہ ادراہی مکرراً معلوماً من الدین بالضرورة فلم یکرہ ولم یکرہہ و رسی بہ واستحسنہ کان کافراً" (ج ۹ ص ۳۲۸ ط اندلیہ ملتان)

۲ "ما یكون کفرا یبطل العمل والکاح۔" (ادراہی علی حاشی رد المحتار) باب لمر تد ۳/ ۲۴۶ ط سعید

۳۔ "وعن ابی علی انه یحرم ذبیحة من کان انانهم فانیهم کاهل الذمۃ وان کان انانهم من اهل العدل لم یحل لانهم من ذمۃ المرئیین۔" (رد المحتار، کتاب الذبک ۶/ ۲۹۸ ط سعید)

نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ (۱) امت سامیہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں، خواہ وہ نبوت ظلیہ بروز یہ جزئیہ کی تاویلات ریکیہ کی پناہ لے یا کھلم کھلا نبوت تشریعیہ کا مدعی ہو۔ مرزا قادیانی کے کفر کی اور بھی وجوہ ہیں۔ مثلاً عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی توہین۔ معجزات قرآنیہ کا انکار و رناتقبل اعتبار تاویلات سے ان کو رد کرنا یا استہزا کرنا۔ اور چونکہ یہ امور مرزا صاحب کی تالیفات میں آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہیں اس لئے ہوری جماعت کا انکار اور تاویلیں بھی۔ ہوری جماعت کو کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ اگرچہ یہ دونوں جماعتیں اسلام کی مدعی ہیں، لیکن عالم اسلامی کے معتمد علیہ عماء ان دونوں کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

- (۱) قادیانیوں سے میل جول، رشتہ ناتاناجائز ہے۔
- (۲) قادیانیوں کے ساتھ قائم شدہ رشتوں کو ختم کرنا ضروری ہے۔
- (۳) قادیانیوں کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھنے والے اسلام سے خارج ہیں۔

(السوال) آج کل نئے فیشن کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی حالت یہ ہے کہ ان کو اپنے مذہب و عقائد کی تو بہت کم خبر ہوتی ہے، بس اوقات وہ لوگ آج کل کے عقائد باطلہ و افعال ممنوعہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں چنانچہ فی زمانہ قادیانیوں کا سلسلہ عام ہو رہا ہے، اور عموماً ان کو لوگ کلمہ گو کہہ کر مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور باوجود ان کے عقائد کفریہ عام ہو جانے کے پھر بھی ان سے پرہیز اور اجتناب نہیں کرتے۔ اور اگر ان سے کہا جائے کہ ان لوگوں سے چھنا چاہئے کیونکہ ان کی صحبت کا برا اثر پڑتے پڑتے ایک روز ان کے عقائد کی خرابی کا دل میں احساس بھی باقی نہیں رہتا۔ لیکن یہ لوگ نہیں مانتے اور ان کو برا بھی نہیں سمجھتے بلکہ اپنی رشتہ داری یا ذاتی اغراض کی وجہ سے خلاصہ رکھتے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کے قدر حامی اور مددگار ہو جاتے ہیں کہ اصل قادیانی بھی ان سے زیادہ ان کے عقائد باطلہ کی تائید نہیں کر سکتے۔ ہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ۔

- (۱) آیا قادیانی یا جوان کو اچھا سمجھیں ان سے میل جول رشتہ ناط کرنا ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اور ان کی اعانت و مدد کرنا کیسا ہے؟

(۲) نیز جو رشتے ایسے ہوں کہ ان کے ساتھ ہو گئے ہیں ان کو باقی رکھنا بہتر ہے یا ان سے تعلق منقطع کر کے 'بیمے درنیک دیندار مسلمانوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا بہتر ہے؟

- (۳) اگر کوئی شخص باوجود سمجھانے اور باوجود شرعی حکم پہنچانے اور باوجود قادیانی کے عقائد باطلہ کو جان لینے کے بھی ان کے ساتھ خلاصہ رکھے اور ان کو اچھا سمجھے اور ان سے علیحدگی کو گوارا نہ کرے بلکہ سچے پکے

دیندار مسلمانوں کو برا سمجھے۔ اسے شخص سے میل جول رکھنا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶۸ عبد الرحمن (ریاست حیدر) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۱) (۱) قادیانی فرقہ ہمسور علمائے اسلام کے فتوے کے بموجب دائرہ اسلام سے ماور ہے۔ اس لئے اس فرقہ کے ساتھ میل جول اور تعلقات رکھنا سخت مضر اور دین کے لئے تباہ کن ہے۔ اس حکم میں قادیانی اور لاہوری دونوں برابر ہیں۔

(۲) گزندہ ننگی سے ان لوگوں کے ساتھ رشتہ ہو گیا ہو تو معصوم ہونے پر اسے منقطع کر دینا لازم ہے تاکہ خدا و رسول کی ناخوشی اور آخرت کے وبال سے نجات ہو۔

(۳) جو لوگ کہ قادیانیوں کے عقائد کفریہ سے واقف ہوں اور پھر بھی ان کو مسلمان سمجھیں وہ بویہ خود بھی ان عقائد کفریہ کے معتقد ہیں۔ اس لئے وہ بھی اسلام سے خارج اور قادیانیوں کے زمرے میں شمار ہوں گے۔ (۱) دیندار مسلمانوں کو ان سے بھی علیحدگی اور بیزاری کا سلوک کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

شائع شدہ اخبار الجمعیہ ۲۰ اگست ۱۳۵۳ء

(جواب ۳۵۲) قادیان کے نبی کے مقلد (دونوں لاہوری احمدی اور قادیانی) اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور بہت سے کام مسلمان کے مذہب کے خلاف کئے۔ ان وجوہ سے وہ تمام علمائے اسلام کے نزدیک اسلام سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔ اور دونوں فرقے جو کہ یقین کرتے ہیں کہ مرزا صاحب ہادی تھے یا مسیح موعود تھے یا مہدی تھے یا امام وقت تھے اس لئے وہ لوگ اپنے مقتدا کے مانند ہیں اور وہ لوگ کافر ہیں۔ اور لاہوری جماعت بھی یقین کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی قابل تقلید تھے وہ بھی کافر ہیں۔

محمد کفایت اللہ (صدر جمعیہ علمائے ہند) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء

قادیانیوں کے بارے میں فتویٰ کی تصدیق

(السوال) متعلقہ فتویٰ مذکورہ۔ ہماری نظر سے ایک فتویٰ جو قادیانیوں کی بابت انگریزی میں بھی لکھا ہوا ہے۔ ہم یہ فتویٰ انگریزی کا جناب کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں۔ اگر یہ فتویٰ آنجناب کا ہو تو مہربانی فرما کر اس کی پشت پر اپنی مہر و دستخط وغیرہ کر کے بھیج دیں۔

المستفتی نمبر ۶۲ حافظ دزیر محمد (دار جنگ) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۳) ہاں اس فتویٰ میں جو جو اب مرزائی فرقہ کے دونوں گروہ (لاہوری و قادیانی) کے متعلق درج ہے اس کا مضمون صحیح ہے۔ اور اصل جواب میرا لکھا ہوا تھا جس کا انگریزی ترجمہ کر کے شائع کر دیا گیا ہے۔

محمد کفایت اللہ

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا حکم
(۲) قادیانیوں سے قطع تعلق ضروری ہے۔

(السوال) (۱) عمائد اسلام مطابق شریعت مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا سمجھتے ہیں؟ (۲) ان کا پیرو کیسے ہوگا؟
(۳) مسلمانوں کو مرزا یوں سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۴) اور قطع تعلق کہاں تک ہے؟

المصنفی نمبر ۳۳۷ مسلمان بھدر رول۔ ۸ اذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۴) (۱) تبسور عمائد اسلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو جو جن کے دعوے نبوت ورتوین انبیاء کے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ (۲) ان کے پیرووں اور ان کو سچے نئے دعووں کا بھی یہی حکم ہے۔ (۳) ہاں اگر دین کو فتنہ سے محفوظ رکھنا چاہتے ہوں تو قطع تعلق کرینا چاہئے۔ (۴) ان سے رشتہ نہ کرنا ان کے ساتھ خلط ملط رکھنا جس کا دین ورتوین پر اثر پڑے ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔۔۔ دہلی

قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کا حکم۔

(السوال) یہاں قادیانی لوگ ہیں۔ مگر بڑے بے شرم ہیں۔ ان کو کتنا جواب دیں مگر وہ لوگ نہیں دیتے اور ان کے ہاں جو شخص کھانا کھایا اس کے لئے کیا نذر ہونی چاہئے؟

المستفتی نمبر ۸۰۶ منشی مقبول احمد (چھوٹی) ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۵) قادیانیوں کے یہاں جس شخص نے کھانا کھایا ہے اس سے توبہ کر لی جائے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔ اور قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا رکھنا خطرناک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔۔۔

نسلی مرزائی اہل کتب ہیں۔

(السوال) آنجناب نے مرزا یوں کے متعلق ایک سوسے جو ب میں رشاد فرمایا ہے کہ نسلی مرزائی کو ہل کتاب کا حکم دیا جائے گا۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے اہل کتاب ہو سکتے ہیں۔ مفصل دل کھل رشاد فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد نور (ضلع جالندھر) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۶) نسلی مرزائی کی طرح اہل کتب کے حکم میں ہیں جس طرح یہود و نصاریٰ۔ شامی میں اس مسئلہ کی بحث ہے اور یہی رائج ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔۔۔

غلام احمد قادیانی کی تصدیق کرنے والے اور اپنے آپ کو ہندوؤں کا اوتار بتانے والے کا فر ہے۔

(السوال) ایک بزرگ جو اپنے آپ کو بتولا اور روحانیت کا بادشاہ جتاتے ہیں، مرزا غلام احمد صاحب کے معتقد ورموجودہ جماعت حمدیہ کے قائل ہیں۔ قوم ہنود کے ایک فرقے کے دتار ہونے کے مدعی اور

مأمور جماعت احمدیہ کے معنی۔ مذکورہ اعتقاد رکھنے والے کی رائے امور شرعیہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔
ایسے بزرگ کا شرعی معیارات میں اعتقاد کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۰ سلطان محمد خاں (برار) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۵۷) جو شخص غلام احمد قادیانی کو مانے اور ان کے دعویٰ کے تصدیق کرے اور اپنے آپ کو اوتار
بتائے وہ گمراہ اور اسلام سے خارج ہے۔ (۱) اس کی بات ماننا اور اس کو چیر بنانا اس کی جماعت میں شریک ہونا حرام
ہے۔ مسلمانوں کو اس سے قطعاً محترز اور مجتنب رہنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ

تبلیغ کے لئے قادیانیوں کو چند دنیا جائز نہیں۔

(السوال) کسی فنڈ میں سے کچھ رقم تبلیغ اسلام کے لئے مندرجہ ذیل انجمن کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر دیا
جائے تو جائز ہے یا ناجائز جب کہ ان کے اعتقاد یہ ہیں۔ فریق اول۔ مولوی محمد علی کی پارٹی جو ابہر میں
"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کے نام سے موسوم ہے۔ دوسری پارٹی ایشیاء و افریقہ میں اس مشن کے ذریعہ تبلیغ
کا کام کر رہی ہے۔ فریق ثانی۔ خواجہ کمال الدین کی پارٹی جو لندن میں دو گنگ مشن کی بنیاد قائم کر کے لندن
اور اس کے قرب و جوار میں اشاعت اسلام کا کام انجام دے رہی ہے۔ ہر دو فریق مرزا غلام احمد قادیانی کے
معتقد ہیں۔ فریق اول مرزا غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے اور ان کا
اعتقاد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مجدد نہیں گئے نبی نہیں آئیں گے۔ حدیثوں میں جو نزول مسیح کا ذکر
ہے اسے وہ درست مانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کریم حضرت مسیح کی وفات کا ذکر صاف الفاظ میں
فرماتا ہے اس لئے وہ اس سے مراد ایک مجدد کا مثل مسیح ہو کر ظاہر ہونا لیتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو
چودھویں صدی کا مجدد اور نزول مسیح کی پیش گوئی کا مصدق مانتے ہیں۔ اور یہ شعار حسب ذیل مرزا غلام
احمد قادیانی کی شان میں فرماتے ہیں۔ "اے مسیحا کہ برافداک مقامش گویند لطف کردی کہ زیں خاک نمیدیں کر
دی۔ فریق ثانی قریب قریب یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ خود کو پکارتی "حنفی المذہب" کہتے ہیں۔ صحیح صورتوں میں
اسلام کی تبلیغ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو کیا ان ہر دو فریقین میں سے کوئی اسلام کی تبلیغ کا کام صحیح معنوں
میں صورتوں میں انجام دے رہا ہے۔ کیا ان ہر دو فریقین میں سے کسی بھی ایک فریق کو تبلیغ کے سچے رقوم
اس فنڈ میں سے دی جائے تو کیا مسلمانان عام و علمائے اسلام کے نزدیک مذہبی نقطہ نظر سے خدیف سمجھا
جائے گا۔

المستفتی نمبر ۱۱۳۵ متولین اوقاف حاجی اسماعیل حاجی یوسف احمد آبادی۔ مین بچو کیشنل
ٹرسٹ فنڈ بمبئی ۸۲ جمادی اول ۱۳۵۵ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۵۸) یہ دونوں جماعتیں احمدی قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ایک ایسے شخص سے

مسلمانوں کو روشناس کرتی درس کے حلقہ ارادت میں داخل کرتی ہیں جس نے جمہور اسلام کے عمم و تحقیق کے بموجب نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور اس کے مرکزی مقام میں اس کے جانشین اور خلفائے کونبی اور رسول ہی مانتے ہیں اور منوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کا اپنا لٹریچر دعوائے نبوت میں اتنا صاف اور واضح اور روشن ہے کہ محمد علی پارٹی یا خو جہ کد نہین پارٹی کی تویلات تحریف سے زیادہ وقت نہیں رکھتیں۔ اور یہ دونوں پارٹیاں ممالک یورپ میں احمدی تبلیغ کرتی ہیں۔ اسلامی تبلیغ کا محض نام مسلمانوں سے چندہ لینے کے لئے ہے۔ ورنہ ان کا ذاتی نصب العین قادیانی مشن کی تبلیغ ہے۔ پس مسلمانوں کو ہرگز جائز نہیں کہ وہ کسی قومی تعلیمی فنڈ سے بلکہ اپنی جیب خاص سے بھی ان کو چندہ دیں۔ ایسا کرنے میں وہ قادیانی نبوت کا ذبہ کی اعانت و امداد کے سنگار اور مواخذہ وار ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

کلمہ پڑھ کر مرنے والے قادیانی کا اہلسنت کو جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

(السوال) ایک شخص جو مرزائی عقائد رکھتا تھا گھر نہایت نیک اور پابند صوم و صلوٰۃ علم حدیث و فقہ سے واقف عالم ربانی کے خصائل و شمائل سے متصف مغرب کی نماز کے لئے وضو کیا اور روزہ افطار کرنے کے انتظار میں مصلے پر دوڑا نو ہو کر بیٹھا کہ اچانک دل میں گھبراہٹ ہوئی اور باواز بلند اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبده و رسولہ پڑھا۔ حالت بد گئی و اسی حالت میں روزہ فطر کیا۔ پھر دو چار منٹ میں ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اہل سنت و اجماع نے اس کا جنازہ پڑھا۔ کیا جنازہ پڑھنے والوں پر کوئی شرعی تعزیر عائد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ نیز فرمان نبوی ﷺ الصلوٰۃ علی من یرفعہ کیسے لوگوں کے لئے ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۵۱ محمد اسماعیل صاحب (جہلم) ۱۵/۱۱/۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۵۹) مرزائی عقائد رکھنے والا جی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لانے والا اسلامی اصول سے خارج از اسلام ہے۔ اس کے جنازے کی نماز پڑھنا درست نہیں تھا۔ (۱) اس کے انتقال کے وقت کے یہ حالات جو سوال میں مذکور ہیں اس کے غیر اسلامی عقیدے کو بدل نہیں سکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ بہ دہلی۔

اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا۔

(السوال) (۱) کسی اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا شرعاً کیا حکم ہے۔ (۲) اگر کثرت رائے اور متفقہ رائے سے یہ تجویز منظور ہو جائے کہ قادیانیوں کو بھی ممبر بنایا جائے پھر اس انجمن میں شریک ہو نایا اس کی امداد کرنا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۰۴۲ احمد صدیق (کراچی) ۳/۱۱/۱۳۵۶ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۳۷ء

”اما المرتد فینقی فی حفرہ کما لکب عدد الاحیاء فلوہ قرب ۵ لاولی نرکہ لہم من غیر مراعاة السنة فیعسہ عمل الثوب الجس وید فی حرقہ“ (التبویہ وشرحہ علی حاشیہ رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ۲۰، ۲۳۰، سعید)

(جواب ۳۶۰) (۱) قادیانیوں کو کسی انجمن میں ممبر نہ بنایا جائے۔ (۲) ہرگز نہیں۔ بلکہ اس انجمن سے علیحدہ ہو جانا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان ملہ۔ دہلی

کیا قادیانی مرتد ہے؟

(زخیر الجمعۃ سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(السوال) یہ گروہ جو قادیانی و احمدی کے نام سے مشہور ہے حقیقتہ مرتد ہے؟ اگر مرتد ہے تو ان لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟

(جواب ۳۶۱) جو شخص پہلے مسلمان ہو پھر قادیانی ہو جائے وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ اور جو بتدوئے شعور سے ہی قادیانی ہو وہ گرچہ دُرہ سلام سے خارج ہے مگر مرتد کے حکم میں نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر۔

فصل پنجم فرقہ مودودی

کیا جماعت اسلامی ولے کمرہ ہیں؟

(السوال) محترمی و کرمی مفتی صاحب مدظلہ ع۔

سلام سیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی نے جناب کے اسم گرامی سے یہ فتویٰ موسوم کیا ہے کہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے جماعت اسلامی سے متعلق حضرات کا فریب۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ جناب نے جماعت اسلامی کے متعلق یہاں فتویٰ صادر فرمایا ہے تو پھر خاکسار بچوں و چراس کو تسخیم کرے گا۔ اس لئے کہ جناب کی ذات و صفات پر بندہ کو کامل اعتماد ہے کہ آپ دین کے معاملہ میں امت محمدی کے کسی فرد کو کسی حالت میں گمراہ نہ کریں گے۔

المستفتی خادم میر مشتاق احمد۔ روناپل۔ اردو بازار۔ دہلی۔

(جواب ۳۶۲) کرمی جناب میر صاحب اسلام سیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مولوی ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کی اسلامی جماعت کے متعلق میں نے گمراہ ہونے اور سلام میں ایک فتنہ ہونے کا بیان تو دیا ہے۔ کافر ہونے کا بیان بھی تک نہیں دیا ہے۔ تاہم فتنہ قوی و بہت اندیشہ ناک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان ملہ۔ دہلی ۹ جون ۱۹۵۷ء

جماعت اسلامی کا رکن بننا جائز ہے۔

(السوال) مودودی صاحب کے زیر اثر جو جماعت اسلامی ہے اس میں شرکت لرفان سے تحقیق رکھنا نہ تصانیف پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۶۳) مودودی جماعت کے فسر مولوی ابوالاعلیٰ کو میں جانتا ہوں۔ وہ کسی معتبر اور معتمد صبیہ عالم کے

شگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کی نظر اپنے مطاعہ کی وسعت کے لحاظ سے وسیع ہے۔ تاہم دینی رجحان ضعیف ہے۔ اجتماعی شان نمایاں ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علمائے اعلام بلکہ صحابہ کرام پر بھی اعتراضات ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہئے اور ان سے میل جول ربط و اتحاد نہ رکھنا چاہئے۔ ان کے مضامین ظاہر دلکش اور اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں ہی وہ باتیں دل میں بیٹھتی جاتی ہیں جو طبیعت کو آزاد کر دیتی ہیں ورہرگان اسلام سے بدظن بنادیتی ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

فصل ششم فرقہ مہدویہ

فرقہ مہدویہ کا ذبحہ حرام ہے۔

(السوال) فرقہ مہدویہ جو یہ کہتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ان کے ہاتھ کا ذبحہ جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۶۴) فرقہ مہدویہ جو اطراف دکن میں پایا جاتا ہے، کافر ہے۔ اس کے ہاتھ کا ذبحہ جائز نہیں (۱)

فصل ہفتم فرقہ حران (سندھ)

(۱) انسان کو خدا سمجھنے، شعائر اللہ کی توہین کرنے اور قبر کو سجدہ کرنے والے ملحد اور زندقہ ہیں۔

(۲) ایسے لوگوں کے ساتھ رشتہ ناتا کا حکم۔

(السوال) ایک مستند پیر جس کے ہزاروں مرید ہیں چند سال سے اپنے دادا پر اس طرح درود پڑھاتا ہو اللہ صلی علی محمد الزمان السندھی اللواری۔ (۲) اپنے دادا کے ساتھ حل جلالہ وجل شانہ کہنے کی تلقین کرتا ہو اور اس کو انسانی صورت و جسمانی جامے میں اللہ سمجھنے کی تعلیم دیتا ہو اور اس کے بعد رکن چہارم اسلامی یعنی حج بیت اللہ کی نقل اتار کر شعائر اللہ کی اس طرح توہین کرتا ہو کہ ایک قصبہ کو مکہ اور اس کے نزدیک ایک گاؤں کو مدینہ ایک کو کین کو چاہ زمزم اور ایک میدان کو عرفات اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کے نام سے موسوم کر کے نوذی الحج کے دن تین بچے ایک کثیر اجتماع کے سامنے ایک بڑے ممبر پر خطبہ حج پڑھاتا ہو اور اختتام حج مصنوعی پر پنی زبٹ سے حاضرین کو حج مبارک دیتا ہو اور بطور مند مریدوں کو حج مبارک کا سرٹیفکیٹ دیتا ہو اور اپنے دادا کو مقبرہ کا طوف و سجدہ کرتا ہو اور اس کے اشعار پڑھاتا ہو جن میں چند بطور نمونہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

نور ذاتی کا ندر اں اوصاف حسنہ شد پدید
شد ظہور تری زیں مکان و قصبہ، نور القری
در نواری نور حق شاہ نبیاں آمدہ
آدم و نوح و خلیل و نور رحماں آمدہ

اے مقرب محمد سید شاہ زمان! اے مہر لہرسل منظر مصطفیٰ تاج تہماں
مالک ملک نبوت ہم دوریت آمدہ در جہاں ایں نور ذاتی مجسم آمدہ

(۱) ایسے پیر اور اس کے مریدوں کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲) ایسے پیر اور اس کے مریدوں سے رشتہ ناتہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) اور جن سے رشتہ ناتہ ہو چکا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) ان تمام حالات و حقائق کا علم رکھنے کے وجود کوئی شخص پیر سے یا پیر کے کسی مرید سے رشتہ ناتہ کرے تو شرعاً یہ حکم ہے؟

المسنہ فی نمبر ۱۶۶۱ احمد صدیق مدبر اخبار رہبر سندھ کرچی

(جواب ۳۶۵) یہ پیر اور اس کے مرید جو ان عقائد شنیعہ کے معتقد ہوں ملحد و زندق ہیں۔ (ان زنادقہ سے پیچیدہ رہنا واجب ہے اور ایسے فائدہ عقیدہ لوگوں سے رشتہ ناتہ کرنا ناجائز ہے۔ لیکن اس کے قرب میں سے اگر کوئی شخص ان عقائد شنیعہ کا معتقد نہ ہو تو محض پیر کا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اس پر یہ حکم عائد نہ ہو گا۔) محمد کفایت اللہ کان ملہ۔۔۔ دہلی ۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء

(۱) کسی پیر کو امام الرسل و ربیت اللہ کے بجائے اور جگہ حج کرنا کفر ہے۔
(۲) کفر اور خوف کفر میں فرق۔

(السوال) (۱) کسی پیر کو شاہ نبیان، مالک ملک نبوت، سید انس و جاں، امام لہرسل سمجھنا اور بے کعبۃ اللہ کے کرتبی میں حج ادا کرنا ایک میدان کو عرفات سمجھنا اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کہنا اور ۹ ذی الحجہ کو تین بے یک ڈے ممبر پر خصبہ حج دکرنا یہ باتیں کہنے اور عقائد رکھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ عقائد کفریہ ہیں یا خوف کفر ہے؟ (۲) کفر و خوف کفر میں کیا فرق ہے؟

المسنہ فی نمبر ۲۰۴۲ احمد صدیقی (کرچی) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۶) (۱) یہ عقائد کفریہ ہیں۔ ان سے ہر مسلمان کو تبری کرنا لازم ہے۔ (۲) کفر کا یقیناً حکم کر دینا اس وقت ہوتا ہے جب کہ کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ اور دلیل میں کوئی شبہ پیش آجائے اور وہاں کہا جاتا ہے کہ خوف کفر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان ملہ۔۔۔ دہلی

چودھواں باب

تقید و اجتہاد

کی مذکورہ خیانت کسے حامل غیر متقدمین اہل سنت و الجماعت میں داخل ہیں؟

(السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ماہران شرع مبین دربارہ غیر مقلدین جن کے قول حسب ذیل ہیں تمام دین اسلام کے احکام حلال و حرام فرض و سنت قرآن کریم و حدیث رسول میں ہیں اور تمام دین آنحضرت ﷺ پر پور ہو چکا ہے۔ درہم قرآن شریف میں ہے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تمام امت کے پیشوا ہیں۔ ان کے بعد امام اور مجتہدان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں نرا ہے کوئی اس جیسے نہیں۔ جو کوئی سو اللہ تعالیٰ کے اوروں سے دعا مانگتے یا ان کو عام اغیب کہتے ہیں اور مانتے ہیں یا وروں کا وظیفہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرح کرتے ہیں یا مردوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ قبروں پر عرس میہ کرتے ہیں۔ ان کا طوف کرتے ہیں۔ ان مردوں کو حاضر ناظر جانتے ہیں یا ان کو اواد دینے والے نفع نقصان پہنچانے والے مانتے ہیں، مشرک ہیں۔ ان کا کوئی عمل روزہ نماز عبادت مقبول نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے نبی ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری سب پر فرض ہے اوروں کی اس طرح نہیں۔ بلکہ جو کوئی امام یا صحابی غلطی سے خلاف قرآن و حدیث کے حکم دیوے وہ ماننے کے قابل نہیں ہے۔ تقید شخصی قرآن و حدیث اور صحابہ و در چاروں، مولوں اور محدثین متقدمین سے ثابت نہیں۔ تقید کا حکم نہ رسول خدا ﷺ نے دیا نہ چاروں، مولوں نے اور نہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے تقید جاری تھی نہ اس کا ذکر تھا۔ بلکہ قرآن و حدیث اور چاروں، مولوں کے کلام میں اور صحابہ کے عمل و آمد میں تقید کا لفظ بھی نہیں پایا جاتا جس سے تقید شخصی جس کا جملہ شور ہے سمجھی جاوے لہذا یہ تقید نہ قرآن نہ حدیث نہ صحابہ نہ مولوں سے ثابت ورنہ کہیں اس کا حکم۔ ورنہ بدعت بڑا گناہ ہے اس سے آدمی مردود و خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ ورنہ بدعت وہ کام ہے جس و بعد زمانہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ بغیر آپ کے حکم کے ورنہ زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغیر ان کے عمل و آمد کے دین میں داخل کیا گیا ہے جس کو لازم سمجھا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک طریق و مذہب چھوڑا ہے۔ کئی مذہبوں کی تعلیم و ہدایت نہیں فرمائی۔ اہل سنت و الجماعت سے مراد آنحضرت ﷺ کی سنت اور جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تابع ہیں۔ جو لوگ کسی بزرگ یا امام وغیرہ کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم جانتے ہیں حدیث پر بھی جبھی عمل کرتے ہیں ورنہ حدیث پر کرتے ہیں جس پر ان کے امام و مرشد نے کہا ہو یا عمل کیا ہو۔ ورنہ حدیث سے بھی انکار و نفرت و ضد ہے۔ وہ رسالت کے مخالف ہیں۔ ان کا کسی حدیث پر عمل کرنا بھی حدیث اور رسول کی عزت اور قدر و بڑائی کا وجہ سے نہیں ہو تا بلکہ کسی ورنہ عزت کی وجہ سے ورنہ وہ سب حدیثوں پر عمل کرتے۔ سب ممالک و بزرگان دین کی عزت و در میں رکھنی چاہئے۔ کوئی کلمہ ان کے حق میں سب و شتم یا مذمت کا نہ کہنا چاہئے۔ اتباع رسول ﷺ و سبیل مومنین کو اختیار کرنا چاہئے۔ تمام امت محمدیہ میں قرن اول یعنی جماعت

صحیحہ، قرآن و حدیث مستقیم و مستقیم پیشہ اور اماموں کی جماعت ہے۔ جن کی اتباع اور تبعہ اری حکم شرعی ہے۔ سو و نسیان و غلطی اس امت کی معاف ہے۔ بحالت خلاف قرآن و حدیث پر پیش کرنا ضروری ہے اول وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اور جہری نمازوں میں مقتدی و امام بعد ختم سورہ فاتحہ امین آواز سے کہتے ہیں۔ اور سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے ہیں۔ امام ہو یا مقتدی یا تنہا۔ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو سی طرح اٹھاتے ہیں۔ جس طرح نیت باندھتے وقت اٹھاتے ہیں۔ اور نماز ٹھہرا ٹھہرا کر پڑھتے ہیں۔ از روئے شرع شریف یہ جیسے مسلمان سنی ہیں یا نہیں۔ ورنہ ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان کے وعظ سننے اچھے ہیں یا ناجائز؟ ورنہ ان سے مناسبات کام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ بیوقوف تو جرد۔

(جواب ۳۶۷) غیر مقصدین جن کے خیالات سوس میں مذکور ہیں اصولاً تو اہل سنت و الجماعہ میں داخل ہیں۔ اور اشخاص کے لحاظ سے اگر ان میں کوئی فردائمہ مجتہدین کو سب و شتم کریں یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بدعتیں نکالیں یا سلف صالحین کو برا بھلا کہیں یا مسلمانوں کو بعض معمولی کوتاہیوں پر مشرک و کافر مانیں یا امامت مطلقہ کا دعویٰ کریں تو میرا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ ان باتوں کی ذمہ داری انہیں افراد پر ہوگی جن سے سرزد ہوں۔ نہ یہ کہ عام غیر مقلدوں کو موثر الزام بنایا جائے یا نفس ترک تقلید پر اہل سنت و الجماعہ سے خارج ہونے کا حکم لگا دیا جائے۔

رہے یہ مسائل جن کا سوال میں ذکر ہے، ان میں بہت سے مسائل تو متفق علیہ ہیں و بہت سے مختلف فیہ و بعض بہرے خیال میں فراط و تفریط پر مبنی ہیں۔ ان کی تفصیل کا نہ یہ فتویٰ متحمل ہے اور نہ مسائل کا سوال ان سے متعلق ہے۔ اس لئے ان تمام افعال کی حمد و تصویب نہیں کی جاسکتی۔ ورنہ عام غیر مقصدوں کو اہل سنت و الجماعہ سے خارج کیا جاسکتا ہے اور نہ بالعموم ان سے سلام و کلام کو ناجائز بتایا جاسکتا ہے۔ و اللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ دہلی ۱۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء

مقلدین کو مشرک کہنے والے کی امامت کا حکم۔

(السوال) ایک شخص تقلید کرنے والے کو مشرک کہتا ہے۔ سو ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ یہاں بیان فرمائیں۔ بیوقوف تو جرد۔

(جواب ۳۶۸) جو شخص کہ تقلید کو شرک کہے وہ خود خاطی ہے۔ ورنہ اگر تمام مقصدین کو مشرک بتائے تو اس کے ایمان کی سلامتی مخدوش ہے۔ (۱) اس کے پیچھے نماز بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ مطلق تقلید کا ثبوت قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ و تلامذہ سلف سے یقینی طور پر موجود ہے اور تقلید شخصی کا جو ز بھی قرآن و حدیث و اقوال صحابہ و تلامذہ سلف سے ثابت ہے۔ پس اس کو مشرک کہنا جہالت ہے۔

غیر مقلدین کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

(السوال) غیر مقلدین کے یہاں کھانا پینا اور ان کو کھانا پلانا بدعت جہالت ہے یا نہیں؟

”ایما رحل فان لاحیه کافر فقد ما، بها احدهما“ (بخاری کتاب الادب باب من اکفر آخا غیر تادیل ۲ ۹۰۱ قدی)

المستفتی نمبر ۱۱۳ محمد عنایت حسین۔ کھنور۔ ۲۶ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۳۶۹) بذاکرہت جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

اہل حدیث اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔

(السوال) اہل حدیث جن کو ہم لوگ غیر مقلد بھی کہتے ہیں مسلمان ہیں یا نہیں؟ اور وہ اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں۔ اور ان سے نکاح شادی کا معاملہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۷ اسماعیل محمود دلی صاحب (سورت) ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۷۰) ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں در اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترک تقید سے سلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارک تقلید ہر ہوتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) اہل حدیث کو کافر کہنا سخت غلطی ہے۔

(۲) اہل حدیث عورت کے غسل دینے کی وجہ سے میت کا جنازہ نہ پڑھنا۔

(۳) جنازے میں اہل حدیث شامل نہ ہو تو میت جنتی ہے کہنے والے امام کا حکم۔

(۴) کیا اہل حدیث حضرات کا پیسہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے؟

(السوال) (۱) فرقہ اہل حدیث جو فاتحہ خلف الامام آمین بالجہر رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں اور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتدریت کے قائل ہیں ہم ان کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو جو ان کو کافر کہے یا سمجھے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک معصوم خفیہ لڑکی فوت ہوتی ہے۔ اس کو ایک اہل حدیث عورت غسل دیتی ہے بہ نیک وجہ

محلہ کا امام اس کا جنازہ نہیں پڑھاتا۔ کیا اس کا فعل شریعت محمدیہ کے موافق ہے۔ اگر نہیں تو ایسے ہم کے واسطے کیا حکم ہے؟ (۳) امام مسجد کہتا ہے کہ میں جس آدمی کا جنازہ پڑھاؤں اور جنازہ میں کوئی اہل حدیث شامل نہ ہو تو وہ آدمی قطعی جنتی ہے۔ کیا یہ سرفیض صحیح ہے۔ اگر نہیں تو اس کے قائل کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۴) ایک شخص چھ روپیہ مسجد کی توسیع کے واسطے خرچ کرنا چاہتا ہے مگر مولوی کا منہ ہے کہ وہ اہل

حدیث ہے لہذا اس کا روپیہ مسجد میں خرچ نہیں ہو سکتا مگر جب وہ شخص خود مولوی سے پوچھتا ہے تو مولوی کہتا ہے کہ وہ روپیہ ہم کو دے دو۔ جب اس کا مال مسجد میں حرام ہے تو مولوی کو کھانا کس وجہ سے حلال ہوا۔ ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(المستفتی) نمبر ۱۲۸۸ محمد اسماعیل صاحب (امر تسر) ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ م ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۱) (۱) فرقہ اہل حدیث کو کافر کہنا سخت غلطی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کو بھڑکھڑنے کی بنا پر کافر کہنا تو خود کافر کہنے والے کو کفر کی تادیبوں میں گرانے کے لئے کافی ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا بشر ہونا قرآن کی آیات

بینات سے ثابت ہے۔ (۱) (۲) اس بنا پر کہ معصومہ بچی کو ایک اہل حدیث عورت نے غسل دے دیا، اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا سخت جہالت و رگنہ کی بات ہے۔ (۳) امام کا دعویٰ کہ میں جس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤں اور نماز میں کوئی اہل حدیث شامل نہ ہو تو وہ میت قطعی جنتی ہے، امام کی جہالت پر مبنی ہے۔ یہ شخص اسلامی تقیم سے ناواقف یا کوئی بے دین ہے۔ (۴) اہل حدیث کا روپیہ مسجد میں خرچ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مسجد میں خرچ کر کے اہل حدیث اس پر قبضہ کرنا چاہے تو اس کے روپیہ کو خرچ نہ کرنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لدلہ۔ دہلی

(۱) فاتحہ خلف الامام کا حکم۔

(۲) کیا نماز میں رفع یدین ضروری ہے؟

(۳) تراویح کتنی رکعت ہے؟

(۴) کیا صرف اہل حدیث ہی جنتی ہیں؟

(السوال) (۱) یہاں پر اہل حدیث اور خفیوں میں جھگڑا ہے۔ بہت سے خفیوں کو ان کے مولویوں نے اہل حدیث کر لیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ الحمد للہ رفع یدین حضرت نے ہمیشہ کیا اور حضرت نے سینہ پر ہاتھ باندھے اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ تراویح کتنی پڑھی جاتی ہیں۔ مولوی عبدالغفر اہل حدیث کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے رفع یدین مرتے وقت تک کیا ہے۔ آپ تحریر فرمائیے کہ حضور نے رفع یدین کیا نہیں اور تراویح ۸ پڑھیں یا ۲۰ پڑھیں۔ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ یہی گروہ جنتی ہے اس کا جواب مع آیت اور حدیث کے تحریر فرمائیے تاکہ مسلمان اس طرف ہو جائیں۔

المستفسی نمبر ۱۵۴۳ مولانا عبدالحق صاحب (ضلع مظفر) ۱۸ ربیع ثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۷ء (جواب ۳۷۲) (۱) امام کے پیچھے مقتدی کو احمد نہیں پڑھنی چاہئے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا واذا قرأ فاتحۃ (۲) یعنی جب امام قرائت کرے تو تم خاموش رہو (۲) رفع یدین پہلے رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت کیا جاتا تھا لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ اخیر میں یہ رفع یدین ترک کر دیا گیا تھا۔ (۳) وفات تک حضور ﷺ سے رفع یدین کرنے کا ثبوت نہیں۔ (۴) تراویح کی پندرہ رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ (۵) آٹھ رکعتیں تہجد کی ہیں۔ تراویح کی پندرہ رکعتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے ثابت ہیں۔ اور چاروں اماموں میں سے کوئی پندرہ سے کم کا قائل نہیں۔ (۶) قرآن اور حدیث اور فقہ پر عمل کرنے والے ان شاء اللہ سب جنتی ہوں گے۔ اہل حدیث کا یہ دعویٰ کہ ان کا فرقہ ہی جنتی ہے غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لدلہ۔ دہلی

۱۔ قل اما ابشر مثلکم (مما ابدا ۶)

۲۔ مسلم، باب التشہد فی الصلوۃ ۱۷۴/۱ ط فدیسی

۳۔ ترمذی، باب رفع الیدین عند الركوع ۵۹/۱ ص سعید

۴۔ اوهی عشرون رکعة، وفي الشامة وهو قول لجمهور (تویر الانصار، محث صلوۃ التراویح ۲ ۴۵ ص سعید

(۱) امام کا غیر مقلد ہونا نماز باجماعت میں شرکت سے منع نہیں ہے۔

(۲) غیر مقلد کے پیچھے نماز درست ہے۔

(۳) غیر مقلد کو کافر کہنا درست نہیں۔

(۴) غیر مقلد کے ساتھ تعلقات قائم کرنا جائز ہے۔

(السوال) (۱) زید فرضی جماعت کے برابر منفرد نماز پڑھتا ہے۔ اس کے ساتھ نہیں ملتا۔ کیا اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ امام غیر مقلد ہے؟

(۲) کیا موجودہ وہابیوں یا غیر مقلدوں کے خلف نماز پڑھتی جائز ہے یا نہیں۔ اثبات و نفی کی وجہ تحریر

فرمائیں؟

(۳) موجودہ وہابیوں یا غیر مقلدوں کو کافر سے خارج اور جہنمی اور گمراہ کہنا جائز ہے یا نہیں کیا جو

تخصیص یہ الفاظ استعمال کرتا ہے اس پر کوئی حرف منجانب قرآن اور حدیث اور فقہ سے آتا ہے یا نہیں؟

(۴) ان کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) ان کے ساتھ رشتہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۸۹ محمد پنجابی معرفت امیر نوب پشوری متعلم مدرسہ امینیہ ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۷۳) (۱) نماز تو ہو جاتی ہے مگر وہ ترک جماعت کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے۔ امام کا غیر مقلد ہونا

جماعت میں شریک نہ ہونے کے لئے عذر صحیح نہیں ہے۔ (۲) غیر مقلدوں کے پیچھے حنفی کی نماز جائز ہے۔

(۳) غیر مقلدوں کو کافر اور ذرہ اسلام سے خارج قرار دینا صحیح نہیں۔ بیاسنے والا سخت گنہگار ہوگا۔ کیونکہ تقیید

فی حد ذاتہ کفر نہیں ہے۔ (۴) جائز ہے۔ (۵) جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ۔ دہلی

(۱) ائمہ مجتہدین کی تقلید درست ہے۔

(۲) کیا تقلید ائمہ سے ترک سنت لازم آتا ہے؟

(۳) حضور ﷺ کی وفات کے بعد تقیید ائمہ کی پیروی کیونکر کی جائے؟

(۴) کیا ائمہ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے؟

(۵) ائمہ اربعہ کس کے مقصد تھے؟

(۶) ائمہ کی بات شریعت کے موافق ہے

(۷) ائمہ کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہے؟

(السوال) ہمارے یہاں ایک اہل حدیث غیر مقلد مولوی صاحب آئے اور تقریریں فرمائیں جس میں تقیید

کی رد، کثربیان کی۔ اس تقریر سے لوگوں کا دل جانب اہل حدیث ہو گیا۔ وراہل حدیث بننے کے لئے آمادہ

ہیں مگر انتظار آپ کے فتویٰ کا ہے۔ اس لئے ہمارے سوال کا جواب جلدی سے دیویں۔

(۱) کیا تقلید ائمہ اربعہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

(۲) تقلید ائمہ اربعہ سے بعض فرمان نبوی بھی چھوٹ جاتے ہیں تو کیا رسول کی پیروی چھوڑ کر امام کی

پیروی کریں؟

(۳) رسول مقبول ﷺ کی وفات کے بعد کوئی امام سو برس کے بعد اور کوئی ڈیڑھ سو برس کے بعد پیدا

ہوئے تو پھر ان کی پیروی کس طرح کریں؟

(۴) کیا اماموں نے فرمایا تھا کہ ہماری پیروی کرو؟

(۵) کیا اماموں کا بھی کوئی امام تھا۔ ہمیں جب ضرورت ہے تو ان کو کیوں ضرورت نہ ہو؟

(۶) بعض فقہ کی کتابوں میں مسئلہ بیان کرتے ہیں تو ایسا لکھتے ہیں کہ فلاں امام نے ایسا کیا فلاں نے

ایسا کہا۔ رسول مقبول نے یہ فرمایا ایسا کیوں نہیں لکھتے؟

(۷) کوئی امام فرماتے ہیں حرم ہے اور کوئی فرماتے ہیں حلال ہے تو کیا اسلام نے ایسے فرقے بنائے

ہیں؟

المسنفتی نمبر ۲۴۹۲ ابراہیم سیمان صاحب (سوت) ۳ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۴ مئی

۱۹۳۹ء

(جواب) قرآن مجید میں ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ (یعنی) مسلمانو! تمہیں علم نہ

ہو تو اہل علم سے دریافت کرو۔ اہل علم میں حضرات ائمہ مجتہدین بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔ ان کی تقلید کرنا اس بنا پر

ہے کہ وہ قرآن وحدیث کے عالم اور ماہر اور مجتہد تھے۔ وہ جو کچھ کہتے تھے قرآن اور حدیث کے ماتحت کہتے تھے۔

اس لئے ان کی بات خدا اور رسول کے احکام کے خلاف نہیں ہوتی تھی۔

(۲) ائمہ اربعہ کی تقلید سے حدیث نبوی چھوٹ نہیں سکتی کیونکہ ان چار اماموں کو تمام امت نے مانا ہے کہ یہ

امام عالم مجتہد قبیح قرآن وحدیث تھے۔

(۳) جس طرح رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد کوئی محدث سو برس کے بعد کوئی دو سو برس کے بعد کوئی اس

سے زیادہ زمانہ کے بعد پیدا ہوئے اور اس کے بعد انہوں نے حدیث کی کتابیں لکھیں مگر اس سے ان کی کتابیں کمزور

ورنہ قابل اعتبار نہیں سمجھی گئی۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام شافعی ۱۵۰ھ میں پیدا

ہوئے اور خدا نے انہیں عالم اور مجتہد اور امام بنادیا اور انہوں نے قرآن وحدیث سے دین کے مسائل استنباط کئے تو

اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں۔

(۴) اماموں نے کہا ہم یہ نہ کہہ سکتے ہیں کہ اہل علم واجتہاد کی پیروی کرو۔

(۵) اماموں کا علم اور قوت اجتہاد دین کو سمجھنے اور مسائل کا استنباط کرنے کے لئے کافی تھی۔ وہ براہِ راست

قرآن وحدیث کے مقلد تھے اور ہم ان کے ذریعہ سے قرآن وحدیث کے مقلد ہیں۔

(۶) فلاں امام نے ایسا کہا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں امام نے قرآن وحدیث کا یہ مطلب بیان کیا۔ یہ

مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ فلاں امام نے اپنی طرف سے یہ بات کہی۔

(۷) یہ اختلاف تو صحابہ میں بھی تھا۔ اور حدیثوں میں بھی ایسا اختلاف ہے کہ ایک حدیث سے ایک چیز کا جواز معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے اسی چیز کا عدم جواز۔ پھر مجتہد کا یہ کام ہے کہ وہ یہ بتائے کہ کون سی حدیث قبل عمل ہے اور کون سی منسوخ یا ساقط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

چاروں اماموں کا مذہب سنت نبوی کے موافق ہے۔

(السوال) بل سنت واجماعتہ کے چار امام ہیں اور چاروں کے چار طریقے ہیں۔ چاروں میں سے کون سا کام موافق طریق نبوی ہے۔ باقی تین کے لئے کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۰۲ محمد انعام الحق، دہلی ۸ ررمضان المبارک ۱۳۶۵ھ

(جواب ۳۷۵) مذہب اسلام کے اصول و مبادی میں متفق ہیں۔ ایک ذرہ بھر اختلاف نہیں ہے۔ ہاں عملی مسائل میں ان کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہ اختلاف دراصل اسلام میں نہیں ہے۔ بلکہ آپس کے دماغی تناسب اور رجحانات کا اختلاف ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اعمال میں مختلف مدارج تسہیل کی غرض سے طے فرمائے ہیں۔ ان مختلف مدارج کی ترتیب نہ معلوم ہونے یا تسلیم نہ کرنے یا مختلف مقاصد پر محمول کرنے کی وجہ سے آپس میں اختلاف ہو گیا۔ مگر مآل اور مقصد میں سب متفق ہیں۔ اس قسم کا اختلاف ہر نیک سے نیک کام میں ہو جاتا ہے۔ مثلاً دس آدمی اس امر میں متفق ہوتے ہوئے کہ محتاج کو کھانا کھلانا ثواب کا کام ہے جب عمل کرنے لگیں تو ایک شخص تو کھانے کی جگہ اس کو نقد پیسے دے دے دوسرا ایک قسم کا کھانا اور تیسرا دوسری قسم کا کھانا دے تو دس آدمیوں کے عمل کی دس صورتیں ہو جائیں گی مگر مقصد میں سب متفق ہیں۔ اہل سنت کے چار اماموں میں اسی قسم کا اختلاف ہے۔ حقیقت اسلام میں سب متفق ہیں۔ عملی فریضے کی عملی صورت میں اختلاف ہے۔ اور جو صورتیں اختلاف میں متحقق ہوتی ہیں، وہ سب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک صورت کو کسی نے آخری سمجھا اور اس کو عمل کے لئے متعین کر لیا۔ کسی نے دوسری صورت کو۔ در کسی نے سب صورتوں کو جائز سمجھ کر عامل کو اختیار دے دیا کہ جو چاہے اختیار کرے۔ مقصود سب کا اتباع سنت نبویہ ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ کون سی صورت سنت ہے۔ تو یہ اختلاف دین میں نہیں ہے۔ بلکہ لوگوں کے خیال اور تتبع اور تلاش میں ہے اور اس کا دین پر کچھ اثر نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

مجتہد کی تعریف اور کیا مجتہد ہر زمانے میں ہو سکتا ہے؟

مجتہد کس کو کہتے ہیں؟ مجتہد ہر زمانے میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی نمبر ۲۵۳۳ محمد ضیاء الحق معلم مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۷۶) مجتہدین کو کہتے ہیں جس کو قرآن مجید، حدیث شریف اور علوم شرعیہ میں اتنی دسترس ہو کہ وہ حکام شرعیہ کا استنباط کر سکے۔ مجتہد کا وجود سرزبان میں ممکن ہے۔ مگر فقہائے کرام نے قرن اول کے مجتہد کے بعد علوم مسلمین کو سلف کے مجتہدین کے اتباع کا حکم اس لئے دے دیا ہے کہ آئندہ دین متین میں ہر مدعی اجتہاد خنہ نڈکی نہ کر سکے۔ (۲) محمد کثایت اللہ کان مدللہ۔ دہلی

کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے شرعی مسائل اپنی طرف سے بنائے ہیں؟
متعلقہ مکہ مجتہدین (سوں دستیاب نہیں ہو)

(جواب ۳۷۷) واضح ہو کہ ہمارے اماموں حضرت سرانجام الامامہ امام اعظم ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ رحمۃ اللہ کے پیرو اور مقلد ہیں۔ ہمارے عقیدہ ہے کہ حضرت امام اعظم کتاب اللہ قرآن مجید و احادیث نبویہ علی صاحبہا فضل سلام و ازکی تخیل کے علی درجے کے امام اور علوم دینیہ کے اول درجے کے ماہر تھے۔ انہوں نے قرآن پاک و احادیث سے جو احکام اخذ کیے ان کا کمال یہ تھا کہ فرقہ کو مدون کیا ہے وہ صحیح معنوں میں قرآن پاک اور احادیث کا عہد ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ کے ذوال خزائنوں سے فقہ فی الدین کا پیش قدمی فرمایا تھا۔ اور فقہ فی الدین میں نہ صرف حنفیہ بلکہ علمائے مذاہب اربعہ کے نزدیک مسلم ہے۔ اس لئے ان کے بتائے ہوئے اور نکالے ہوئے احکام پر عمل کرنا عین قرآن و حدیث پر عمل کرنا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ہمارے یہ خیال و عقیدہ ہرگز نہیں کہ امام ابو حنیفہ کو منصب تشریح احکام حاصل ہے۔ جتنی حکام شرعیہ محض اپنے قیاس و رائے سے دونہا سکتے ہیں یا بناات تھے۔ یہ ان کے احکام بہر صورت واجب نہیں ہیں، خواہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم نہیں معصوم نہیں سمجھتے۔ صحابہ کرام کے برابر نہیں سمجھتے۔ پھر نعوذ باللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھنا تو کجا۔ وہ صرف ایک متقی تھے۔ بشر تھے۔ لو ارم بسرب خطا و نسیاں سے بھی مبرا و منزہ نہ تھے۔ گریباں عالم تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ فقیہ تھے اور کامل فقیہ تھے مجتہد تھے اور مسلم مجتہد تھے۔ مہر فیاض نے زیور علم و تقویٰ پر ہیزگاری سے آراستہ کرنے کے ساتھ ہی نہیں شرف تاجیت بھی عطا فرمایا تھا۔ (۳) اور خیر سقرون میں ہونے کی بزرگی عطا فرمائی تھی۔ باوجود اس عہد و اعتقاد کے وہ ایک انسان تھے۔ ورنہ سے غصہ و خصل ممکن۔ ہمارے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہر کس و ناکس کو یہ مرتبہ و رتبہ حاصل نہیں کہ ان کے قول میں سے کسی قول کو بے اصل یا بے دلیل بتائی یا ان کے کسی قول کو خلاف حدیث ہونے کا الزام لگا کر چھوڑ دے۔ ہمارے مبلغ علم ہی کیا ہیں کہ ہم احادیث کے ناخن و منسوخ، مقدم و مؤخر، مہول و مفسر اور محکم کو معصوم کر سکیں اور حدیث کی چند کلمات یا چند رسالے پڑھ کر ایسے مسلم مجتہد کے

۱۔ "وشرط لا اجتہاد ان یحوی علم الکتاب بمعانی العبود و لشرعیۃ و علم لیسہ بطریقہا و لا عرف و حوہ القیاس

۲۔ ان کی تفصیل بحث ثانیہ میں ہے دیکھئے "مطب الفاس بعد عصر الاربع ماؤ سفطع فلیس لاحد یفیس" (باب ۱۰ ص ۱۰۱)

قواں کی تغایط اور اس کے خطیہ پر مادہ ہو جائیں۔

بزرگانِ سنن میں سے جو لوگ کہ عمومِ دینیہ میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ اور قدرت نے انہیں خزانہِ عموم سے پورا حصہ عطا فرمایا تھا، انہوں نے امام اعظم کے قول اور مسائل کو نظرِ تفتیق و تحقیق سے دیکھا اور جانچا۔ مخالفین کے اعتراضات کی جانچ پڑتال کی اور امام صاحب کے اقوال کے ماخذ نکال کر دکھائے اور ان کے قول کو مدلل کر دکھایا۔ ہاں معدودے چند بعض مسائل ایسے بھی ملے کہ ان میں امام صاحب کے قول کے ماخذ پر انہیں بھی پوری اطلاع نہ ملی اور امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہما اللہ کے قول کو انہوں نے اس مسئلے میں اپنے علم و درخیاں کے موافق رائج کیا تو متاخرین حنفیہ نے بلا تردد ایسے مسائل میں امام صاحب کے قول کو چھوڑ کر ان کے قول کے موافق امام ابو یوسف یا امام محمد رحمہما اللہ وغیرہما کے قول کو معمول بنا لیا۔ فقہ حنفی میں بہت سے مواقع ایسے ہیں کہ ان میں امام صاحب کے قول پر فتویٰ نہیں ہے بلکہ صاحبین وغیرہما کے قول مفتی بہ ہیں۔ اور یہ صاف اس امر کی دلیل ہے کہ ہم خدا نخواستہ امام ابو حنیفہ کو مالذات و احب لاطاعت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کا اتباع اور تقلید صرف اسی حیثیت سے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی صراطِ مستقیم پر چلنے والے ہیں۔ ورنہ ہر او سنت پر ہمارے رہبر ہیں۔ اگر کسی موقع پر علمائے متبحرین کالمین کے ارشاد سے امام ابو حنیفہ کے اقوال کا ماخذ ہمیں معلوم نہیں ہوتا اور صاحبین وغیرہما کا قول بظاہر زیادہ وفق بالکتاب و اسنت ہوتا ہے تو ہم وہاں امام صاحب کے قول پر اصرار نہیں کرتے بلکہ صاحبین وغیرہما کے قول پر عمل کریتے ہیں، کیونکہ مقصود اصلی اتباع خدا و رسول ہے۔

مگر اس کے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ جو مسائل امام ابو حنیفہ اور امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ میں مختلف قبھا تھے اور اس میں امام صاحب کی قوت اجتہاد یہ نے ایک طرف پر فیصلہ کیا اور امام شافعی کی قوت اجتہاد یہ نے دوسری طرح فیصلہ کیا اور یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ امام شافعی نے جن حدیث کی بنا پر یہ حکم دیا ہے کہ وہ حدیثیں امام صاحب کو پہنچیں مگر پھر بھی امام صاحب نے ان کا وہ مطلب نہیں سمجھ سکا اور نہ ان کے نزدیک وہ اس حکم کے اثبات کے لئے کافی ہوئیں جو حکم امام شافعی نے ان کی بموجب دیا ہے تو ایسے مسائل میں ہماری یعنی حنفیہ کے ذمہ لازم ہے کہ (نامام)

حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کرنا۔

(زاخبا، جمعیتہ سورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۷ء)

میرا ارادہ ہے کہ میں شافعی مذہب میں ہو جاؤں۔ کوئی کتاب کسی ہووے جس میں مفصل چاروں مذاہب کا قصہ ہو اور میں اب تک حنفی مذہب پر رہا۔

(جواب ۳۷۸) کیوں حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی ہو جانے کا ارادہ کیوں ہے؟ یہی کیا ضرورت پیش آئی ہے؟

محمد کفایت اللہ غفر، دہلی

پندرہ سوال باب

متفرقات

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو دو گوں کے گناہوں کا کفارہ کہنا باطل اور بے ہودہ خیال ہے۔

(السوال) عامہ مسلمین کی ایک کثیر جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح امت محمدیہ کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے اور محض حضرت امام کی شہادت کی وجہ سے ہر باسیاد کار امت بہشت میں داخل ہوں گے۔ چونکہ یہ عقیدہ عام ہوتا جاتا ہے۔ ورنہ ایک گروہ کثیر کی جانب رغبت رکھنا ہے بلکہ اس کو بالکل سچ سمجھتا ہے لہذا ضرورت ہے کہ گہری تنقید کی نظر ڈال جائے تاکہ جملہ کے عقائد درست ہوں۔

(جواب ۳۷۹) قال اللہ تعالیٰ لا نرد وادۃ ودر احری (یعنی ایک کا گناہ دوسرے نہیں اٹھائے گا۔ یہ نص قرآنی اس بارے میں صریح ہے کہ صوم سلام کے بموجب کفارہ کا خیل غلط اور محض باطل ہے۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ مسیح گناہگاروں کے گناہوں کا کفارہ بن گئے خود ان کا ترشیدہ عقیدہ ہے۔ عقل اور قونین الہیہ کے خلاف ہے۔ زید کے بدلے عمر کو پھانسی دینا سزا دینا کسی عقلمند کے نزدیک جائز نہیں۔ پس احکم ابکمین کا عدل سے ظلم کو کیسے جائز رکھ سکتا ہے۔ اور امام کا مسند شفاعت اس مسئلے سے بالکل جدا ہے۔ کفارہ کو شفاعت پر قیاس کرنا غلط ہے۔ شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی مقرب بارگاہ خدوندی کسی گناہگار کے متعلق بارگاہ قدسی میں اس کے گناہ معاف نہ جانے کی درخواست کرے۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں کوئی عقلی قباحت نہیں ہے۔ کیونکہ سزا دینا خدوند تعالیٰ کا حق ہے۔ اور صاحب حق سے معافی طلب کرنا اور عفو کی درخواست کرنا ان طرح ظلم یا نضافی میں داخل نہیں۔ اور خداوند کا شفاعت کو قبول فرم لینا یہ ہے کہ وہ اپنے حق کو معاف فرما دے۔ اور صاحب حق کا اپنے حق کو معاف فرمادینا رحم و شفقت ہے نہ ظلم و نا انصافی۔ اور کفارہ کی حقیقت یہ ہے کہ زید عمر وغیرہ نے گناہ سے ارتکاب سزا ہوئے لیکن خدا نے ان کے بدلے میں ایک ناکردہ گناہ کو پڑایا اور ان کے گناہوں کی سزا ان کو دے دی۔ یہ صریح ظلم ہے جو خدا تعالیٰ کی مقدس ذات سے بالکل ناممکن ہے۔ نیز یہ کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت امت محمدیہ کے گناہوں کا کفارہ ہوئی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ کے گناہگاروں کے گناہوں کی سزا امام حسین علیہ السلام کو دے دی۔ ورنہ خیل سراسر باطل و بے ہودہ ہے۔ وہ تو یہ کہ اس کے لئے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ امت محمدیہ علیہ السلام سے زیادہ خدا کے نزدیک پیاری ہے کہ اس کے بلا ان کے سزا دل دی گئی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگہ گوشہ ورنو سے اور محبوب تھے۔ اور امت گرچہ امت ہونے

کی جنت سے آپ کو پیاری ہے لیکن نہ اتنی پیاری کہ آپ کے جگر گوشہ کو امت پر سے قربان کر دیا جائے۔
اغرض یہ خیال اور عقیدہ شریعت محمدیہ کے سر اسر مخالف ہے اور نصوص قرآنیہ سے بالکل مبہل۔ اس سے
توبہ کرنا چاہئے۔

لہٰذا خاص چشمے میں شفا کی نیت سے نہانے کو شرک کہنا۔

(السوال) ایک جگہ خلق خدا نے مقرر کی ہے کہ گر کوئی شخص اس جگہ کے چشمہ میں نہائے تو اس کی
بیماری دور ہو جاتی ہے جس پر ایک شخص مدعی ہے کہ یہ شرک ہے۔ حکیم کا علاج کرنا چاہئے۔
(جواب ۳۸۰) بعض چشمے ایسے ہوتے ہیں کہ بعض قدرتی یا معنوم اسباب کی وجہ سے ان کے پانی میں کوئی
خاص تاثیر ہوتی ہے۔ پس اگر شہادت تجربہ سے کسی چشمے کے پانی میں کوئی خاص تاثیر ثابت ہو جائے تو اس
میں نہانے کا حکم وہی ہے جو دوا علاج کرنے کا ہے۔ اور سے شرک کہنے وال غلط کہتا ہے۔ لیکن پانی میں گر کوئی
خاص تاثیر نہ ہو مگر لوگ اسے متبرک اور بزرگ پانی سمجھ کر نہاتے ہوں تو اگر اس کی برکت اور بزرگی کے لئے
بائی وجہ ہو۔ جیسے آب زمزم و شفا دینے وال خدا کو ہی سمجھیں تاہم جائز ہے۔ لیکن گر کوئی کافی وجہ بزرگی و
برکت کی نہ ہو یا اس چشمے کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ حقیقی شفا دینے والا یہی ہے تو نہانا جائز نہیں ہے اور یہ دوسرا
ذیل شرک ہے۔

لیا ہر شہر اور بستی میں قطب کا ہونا ضروری ہے؟

مسلمانوں میں بہت سے لوگوں میں یہ خیال پختہ ہے کہ ہر شہر اور قریہ میں ایک قطب کا ہونا لازمی ہے۔ کیا یہ
اقد ہے؟ گر ہے تو جہاں مسلمانوں کی آبادی بالکل نہیں جیسے یورپ اور امریکہ کے بعض شہر تو کیا وہاں بھی
قطب ہوتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۹ اسمعیل ابراہیم محمدی ۱۱ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۸۱) ہر شہر اور قریہ میں قطب کا ہونا روایت صحیحہ سے ثابت نہیں۔ ہاں جہاں مسلم آبادی ہو ان میں
عدا کے مقبول بندے بھی ضرور ہوتے ہیں گو وہ عام لوگوں کو معلوم نہ ہوں۔ بعض اولیاء اللہ صحاب خدمت
موتے ہیں اور اکثری طور پر وہ لوگوں کی واقفیت سے باہر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد و زمانہ کے نظم کے متعلق
ہی کوئی صحیح معلومات نہیں ہیں۔ اہل تصوف نے بدال اوتاد اقطاب کے درجے مقرر کئے ہیں اور ان کی تعداد اور
غرضہ خدمات کے متعلق کچھ بزرگوں کے مکاشفات ہیں۔ تاہم یہ کوئی عقائد کی بات نہیں۔ (۱) اللہ پر ہی اس کے
الم کو مفوض کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

۲۹ کے چاند کی خبر سن کر افطار کرنا جائز نہیں۔

(السوال) یک موی نے یہ خبر سنی کہ دہلی سے آیا ہے کہ وہاں انتیس کا چاند ہو گیا ہے۔ اسی خبر پر اس نے روزے افطار کر دیئے اور عید کر دی اور یہ کہہ دیا کہ اس کا تمام گناہ میرے ذمہ ہے۔ آیا اس تاریخ کی خبر پر روزے افطار کرنا اور اپنے ذمہ گناہ بے نیاز رہنا درست ہے؟

(جواب ۳۸۲) صرف اس طرح خبر سن کر کہ دہلی سے آیا ہے کہ وہاں چاند انتیس کا ہو گیا ہے روزے افطار کرنا اور عید کر لینا ہرگز درست نہیں۔ عید کے چاند کے ثبوت کے لئے دو عادل آدمیوں کی گواہی شرط ہے۔ صورت مسئلہ میں وہ قاتل خود اپنے پاس نہیں آیا۔ اور پھر اگر اپنے پاس بھی آئے جب بھی چونکہ تاریخ کی پیش اور نعطی ہوتی رہتی ہے اس لئے وہ ثبوت رویت ہاں کے واسطے کافی نہیں۔ وان کاں بالسماء علہ لا تفصل الا شہادۃ رحس اور حل و اموء تیں و بشرط فیہ الحرۃ و لفظ الشہادۃ کدافی حواہ المفتیس و بشرط العدۃ لہ حکما فی النقایۃ انتہی محنصر (ہندیہ (۱) ص ۲۰ ج ۱) اور کسی شخص کا خود بابت یہ کہنا کہ روزے افطار کرو اس کا تمام گناہ میرے ذمہ ہے بہت بڑی دیدہ دلیری ہے۔ بلکہ اس میں خوف کفر ہے اس میں اتنی حاکمت ہے کہ عذاب خداوندی کا متمسک ہو سکے۔ ایسی باتوں سے احتراز واجب ہے۔

رد منکرات حسب الاستطاعت ضروری ہے۔

(السوال) کس منکر (بر فعل رکی رسم) کا ازالہ بروئے شریعت اسامیہ ضروری ہے یا نہیں؟ کسی شیخ یا پیر کا اپنی جماعت کو یہ بدایت کرنا کہ صرف میری جماعت سے رشتہ اکاح قائم کرو دوسرے مسلمانوں سے یہ تعلق قائم نہ کیا جائے۔ یا اس کی جماعت اپنے طور سے یہ عقیدہ قائم کر لے۔ ایسا عقیدہ ایسا حکم بروئے شریعت منکرات میں داخل ہے یا نہیں؟ منکرات کے ازالہ اور دور کرنے کی کیا صورت ہے؟

المستفسی نمبر ۲۲۸ محمد الدین نصیر آبادی ۶ رذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۳۲ء (جواب ۳۸۳) یہ بدیہ و تمقین گراں بنا پر ہے کہ اپنی جماعت کے سوا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ، ازدواج قائم کرنے کو وہ ناجائز قرار دیتا ہے تو یہ حکم شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے۔ منکر سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ اگر وہ اتفاقی طور پر منکر ہیں تو ہر مسلمان کو ان کے روکنے کی حق کرنی چاہئے اور اگر انتہائی ہیں تو اپنے فریق میں روک سکتے ہیں۔ مثلاً کچھوے کا گوشت کھانا حنفیہ کے نزدیک منکر ہے شوافع کے نزدیک منکر نہیں۔ (۲) تو حنفیوں کو روکنا اور منع کرنا درست ہے۔ شوافع کو ہم نہیں روک سکتے۔ زلہ، منکر کی وہ صورتیں جو ہماری استطاعت میں ہوں اختیار کرنی جائز ہیں۔ اور وہ زبانی نصیحت و تبلیغ کبار کے لئے مقطعہ مع شرفی کی صورت ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ

کیا شریعت کے احکام تمام مسلمانوں پر یکساں ضروری ہیں؟

(السوال) شریعت کے احکام امیر و غریب دونوں پر یکساں ہیں یا اس میں کچھ تفادیت ہے؟
(جواب ۳۸۴) بعض احکام میں فرق ہے۔ مثلاً فقیر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ حج فرض نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان مدہ۔۔

کیا لفظ ”غفران پناہ“ غیر خدا پر بولا جاسکتا ہے؟

لفظ غفران پناہ غیر خدا پر بولا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۷۵ سیٹھ عبدالستار صاحب (سورت) ۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۵) جب کہ غفران پناہ غیر خدا کے لئے استعمال کیا جائے مثلاً یوں کہیں زید غفران پناہ تو اس کے معنی یہ ہوں گے زید جس کی پناہ غفران ہے یعنی ”عزت حق کی مغفرت اور بخشش اس کی پناہ گاہ ہے تو یہ معنی صحیح اور درست ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان مدہ۔ دہلی

(۱) شہداء کو کربلا کے مہابخ آمیز حالات بیان کرنا جائز نہیں۔

(۲) یزید کو کافر کہنے کا حکم۔

(السوال) (۱) شہداء کے دس روز کے وعظ میں یہاں گشتی مولوی نے وعظ کیا جس میں شہداء کو کربلا کے حالات بہت مہابخ آمیز اور غم و اندوہ کے جذبات کو مشتعل کرنے والے الفاظ میں مرتبہ درنوعہ وغیرہ کے شعر ملا کر بیان کئے نہ بل سنت و جماعت کے مطابق ایسے طرز پر بیان کرنا جائز ہے یا نہیں (۲) یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور اس پر لعنت کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۶۵ عبد الرحمن و محمد حسین صاحبان (سادہ) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۶) مہابخ آمیز حالات بیان کرنا اور لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔

(۲) یزید کو کافر کہنا احتیاط کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مدہ۔ دہلی

کیا عدامہ شبلی نے اپنے کفریہ عقائد سے توبہ کی ہے؟

آج کل کثر خبرات و رسائل میں تکفیر کے جھگڑے دیکھے جاتے ہیں۔ علمائے حق میں سے اکثر لوگ مولانا شبلی و مولانا حمید الدین فراہی کو کافر سمجھتے ہیں اور اکثر لوگ اس کے مخالف ہیں جیسے حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ اس کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے۔ کیا واقعی وہ لوگ قابض تکفیر ہیں۔

اس مضمون کے زیر عنوان حضور نے جو ب عنایت فرمایا ہے۔ ب دریافت طلب مر یہ ہے کہ

حضرت کے فتویٰ سے مولانا حمید الدین فراہی اور دیگر کارکنان مدرستہ اہل ح کی بریت تو ثابت ہوتی ہے۔

مولانا شبلی صاحب کی بریت ثابت نہیں ہوتی۔ بعض لوگ مولانا کے فتویٰ سے تاویل کرنے میں کہ مولانا نے مولانا سید الدین صاحب فرہی اور مدرسۃ الصالح کے دیگر کارکنوں کی تکفیر کے سنے میری نظر میں شرعی وجوہ نہیں ہیں لکھا ہے۔ تو اس جگہ یہ لفظ دیگر مولانا شبلی

کو کسی طرح شامل ہی نہیں ہو سکتا اور لفظ کارکنان بھی اسی طرح مولانا شبلی کو شامل نہیں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ مولانا شبلی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مولانا شبلی صاحب ماہ کو غیر حادث اور نبوت کو اکتسالی مانتے تھے جیسا کہ ان کی کتابوں میں مصرح ہے۔ پس یہ شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

المسنخ فی نمبر ۱۷۹ حافظ محمد رفیق صاحب (شرمانڈے برہ) ۲۲ جمادی الثانی

۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۷) مولانا شبلی مرحوم کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے ماہ کے قدیم ہونے اور نبوت کے اکتسالی ہونے کے عقیدے سے تبریٰ کی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس تحریر کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اس نے مولانا شبلی کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔

علامہ شبلی کے بارے میں فتویٰ کے متعلق وضاحت۔ محمد کفایت اللہ کان ملہ۔ دہلی

السوال: گزارش یہ ہے کہ آپ کا رس کردہ فتویٰ موصول ہوا جس کو پڑھ کر مضمون مافیہا سے آگاہ ہوا آنجناب نے جو تحریر فرمایا ہے کہ مولانا شبلی کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے ماہ کے قدیم ہونے اور نبوت کے اکتسالی ہونے کے عقیدے سے تبریٰ کی ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس تحریر کو نظر انداز کر دیا جائے۔ اس لئے مولانا شبلی صاحب کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ خیر یہ تو معلوم ہوا مگر بچند شہرت و پریش ہیں۔ امید کہ آپ ان کا ازالہ فرمائیں گے۔ اور آؤ یہ کہ آپ نے اس سے پہلے فتویٰ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ کفر کا معاملہ بہت سخت اور دہب

الاحتیاط ہے۔ شک یہ تھا آپ کا بہت ہی درست ہے اور کتب فقہ اس مسئلہ سے پر ہیں تا وقتیکہ کوئی تاویل موجود ہو کسی مسلمان کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔ اب اس میں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حکم عام ہے یا خاص۔ اگر عام ہے تو حضرت داؤد سے دریافت ہے کہ جس زمانے میں آپ نے مولانا شبلی صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا تھا وہ کس دلیل سے اور اس وقت یہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کہاں تھے جو اس تصریح کو شائع نہیں فرمایا۔ نیز آپ نے ان سے تہذیب خیال کیوں نہیں کیا اور ہر تحقیق کئے ہوئے ایک مسلمان کی تکفیر کر دی مسلمان ہی نہیں بلکہ عامہ زہن جس کو آج تک کافر ہی سمجھتی ہے اور ایک مسلمان کو کافر کہنے کتنے بڑے ظلم کی بات ہے۔ نلکہ وہ کافر نہیں اور عامہ سید سلیمان ندوی نے جو چھ اخبار جمعیت اور مدینہ میں شائع کیا ہے اوانا تو خبر کی چیزیں صدق اور کذب دونوں کا احتمال رکھتی ہیں۔ عامہ مسلمین اس تحریر سے مطمئن نہیں اس لئے کہ آپ کا وہ فتویٰ بھی نظروں کے سامنے ہے۔ اس کو کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس لئے آپ پر یہ وجہ اور لازم ہے کہ اپنے سابق فتویٰ کی تردید شائع کر دیں تاکہ عامہ مسلمین اس

گناہ سے بری ہو جائیں یعنی ان کو کافر نہ سمجھیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۲ حافظ محمد رفیق صاحب (شہر ماڈلے برما) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۳۸۸) میر پہلا کون سا فتویٰ تکفیر کا ہے جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ۱۳۳۲ھ کا مطبوعہ فتویٰ مراد ہے تو اسے غور سے پڑھئے اور یہ بھی غور رکھئے کہ اس کے بعد عرصہ تک علامہ شبلی زندہ رہے اور توفیق الہی ایک آن میں ملحد کو تائب کر سکتی ہے۔ میں اب بھی کہتا ہوں کہ جو شخص مادہ کو قدیم مانے اور خدا کو فاعل بالاضطرار جانے نبوت کو اکتسالی کہے وہ محد ہے (۱) ۱۳۳۲ھ کا فتویٰ الزامی طور پر مرحوم کی تحریرات سے عائد کیا گیا تھا۔ لیکن اگر اس کے بعد انہوں نے تبری کی ہو جیسا کہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے تو اسے نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

علامہ شبلی کی عدم تکفیر کا مسئلہ۔

(السوال) (۱) آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ میرا پہلا کونسا فتویٰ تکفیر کا ہے جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ۱۳۳۲ھ کا مطبوعہ فتویٰ مراد ہے تو اسے غور سے پڑھئے اور یہ بھی لحاظ رکھئے کہ اس کے بعد عرصہ تک علامہ شبلی زندہ رہے اور توفیق الہی ایک آن میں ملحد کو تائب کر سکتی ہے۔ بے شک یہ لکھنا آپ کا بہت ہی درست ہے۔ مگر اب یہ دیکھنا ہے کہ ان کو بھی توفیق ہی ہوئی یا نہیں اور انہوں نے توبہ بھی کی یا نہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ تائب ہو گئے تھے تو اس کا کیا ثبوت ہے۔ اور انہوں نے اپنی کس تصنیف اور کس کتاب اور کس صفحہ پر اپنے سابق عقائد کی تبری کی ہے۔ براہ کرم اس کا حوالہ دیں۔ جس تصریح کا آپ بار بار حوالہ دیتے ہیں اس تصریح کو تو آپ خود رد کر چکے ہیں اور وہی تصریح ہے جس کے سائل سید عبدالسلام صاحب ملک مطبع فاروقی دہلی ہیں اور مجیب علامہ شبلی فقط فرق یہ ہے کہ اس وقت اس کو شائع کرنے دے علامہ سید سلیمان صاحب ندوی ہیں۔ نیز آپ نے اس تحریر کو اپنے مطبوعہ فتویٰ کے شروع میں نقل کر کے اس کی ملاحقہ تردید کر دی ہے۔ اب اس کے بار بار حوالہ دینے کا کیا معنی۔ اور فتویٰ سے وہی فتویٰ مراد ہے جس کو آنجناب نے ۱۳۳۲ھ میں مرتب فرمایا تھا تو انہوں نے اس کی کسی مقام پر تبری کی ہے براہ کرام اس کا حوالہ دیجئے معہ کتاب اور صفحہ کے اور حوالہ بھی اس تحریر کے دے وہ ہو۔ کیونکہ یہ تحریر تو خود آپ کے نزدیک غیر مسموم ہے تو دوسروں کے لئے آپ کے نزدیک کیونکر مفید ہونے لگی۔

(۲) اگر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے اپنی سابق تحریرات سے رجوع نہیں کیا پس ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے جو نبوت کو اکتسالی در مادہ کو غیر حادث اور غیر مخلوق اور خدا کو فاعل بالاضطرار جانتا تھا۔ المستفتی نمبر ۲۵۵ حافظ محمد رفیق صاحب (شہر ماڈلے) ۲۸ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۳ ستمبر

۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۹) جناب محترم!۔ حد سابع مسنون میں جس قدر لکھ چکا ہوں وہی کافی ہے۔ تکفیر مسمر میں انتہائی احتیاط کرنی چاہیے۔ میں نے ان کے جواب پر جو کچھ لکھا تھا وہ لازماً تھا اور خود اپنی طرف سے تکفیر نہیں کی تھی۔ اور اگر عداۃ شبلی ن عقائد سے تبری کرتے ہیں تو ان کی طرف ان عقائد کی نسبت کر کے ان کی تکفیر کا اپنی طرف سے حکم لگانا احتیاط کے خلاف ہے اور وہ بھی اب کہ ان کے انتقال کو سالہا سال گزر چکے ہیں یہ صحیح ہے کہ نبوت کو کتالی ماننا اور مدد کو غیر حادث کہن اور خدا کو فاعل بالاضطرار بتانا یہ عقائد کفریہ ہیں اور ان کے عقائد کفریہ ہونے کو عامہ شبلی بھی تسلیم کرتے ہیں تو ضرور ہے کہ وہ اپنی پہلی عبارتوں کو ماول یا منقول یا منسوخ قرار دیتے ہیں۔ تو عدم تکفیر کے لئے اتنی کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کیا درج ذیل عبارت لکھنے والا کافر ہے؟

(السوال) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مضمون ذیل مطبوعہ کے متعلق جو مجسہ رائے عاں کے لئے پیش کیا جاتا ہے کیا ایک سیکنڈ بھی خدا ہونا خدائی کا اہل اپنے تئیں سمجھنا شرک و کفر نہیں ہے۔ اور یہ لفظ کہ ”چالیس روز تک یہ بوجھ ٹھہر سکتا ہوں۔ ہاں مجھ میں اس بار کے تحمل کی ہمت ہے۔ تو دیکھے گا کہ میری چالیس روز کی خدائی کیسی آن بان کی ہوتی ہے۔“

المسنفنی نمبر ۱۲۰۳ سید فہ حسین صاحب (جامع مسجد دہلی) ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۰) میں نے خود حسن نظامی کا سفر نامہ نہیں پڑھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ محوہ بالا عبارت اس میں ہے یا نہیں۔ اور ہے تو اس کا اسلوب و محل بیان کیا ہے۔ منقولہ عبارت جتنی اس میں موجود ہے۔ یہ ایک شاعرانہ تخیل کا نذر رکھتی ہے۔ اور خود اس عبارت کے آخر میں اس کی حیثیت ایک مجذوبانہ گفتگو کی ظاہر کی گئی ہے اور اس کے متکلم کو حد سے گزرنے والا بددعا ہے۔ اس لئے اس پر کفر یا رد اد کا حکم نہیں کیا جاسکتا ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ انداز تحریر ایک غیر مجذوب کے لئے حالت اختیار میں شایان اسلام نہیں کہ عوم کے سے موجب گمراہی ہو سکتا ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) قبر و اسے مدد ماننا جائز نہیں۔

(۲) گیارہویں دینے کا حکم۔

(۳) مسلمان کے عقائد کس قسم کے ہونے چاہیں؟

(السوال) (۱) کسی قبر پر چکر قبر و اسے سے کہنا۔ ے فداں۔ اللہ سے میر فداں کام کر دو۔ کیا جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) گیا ہو جس دینا جائز ہے یا ناجائز۔ (۳) انسان مسلم کے عقائد صحیح کیا ہونے چاہئے۔

المستفتی نمبر ۱۵۷۲ عبد المجید صاحب (آکرہ) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۹۱) () قبر پر جا کر صاحب قبر سے یہ منہ کہ مند سے میر فداں کام کرادو جائز نہیں کیونکہ کسی کو اللہ سے کام کرادینے کی قدرت نہیں۔ (۱) اور اگر یہ مطلب ہو کہ اللہ سے دعا کرو کہ وہ اپنی رحمت سے میرا کام کر دے۔ یہ بھی مفید نہیں۔ کیونکہ اصحاب قبور کا سماع ثابت نہیں (۲) پس ہر حاجت مند کو اللہ تعالیٰ سے ہی سوال اور دعا کرنا چاہئے۔ یہی ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کی ہمیں تعلیم ہے۔ (۲) گیارہویں دینے کا شریعت مقدسہ میں کوئی حکم در کوئی ثبوت نہیں۔ حضور ﷺ اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام سے یہ امر ثابت نہیں اور نہ ان میں سے کسی کی تاریخ ہائے وفات پر کوئی عمل منقول و معقول ہے۔ (۳) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق و رزق و تمام حاجتیں پوری کرنے والا، ہر شخص کی دعا سننے والا اور رحمت سے قبول کرنے والا ہے، انبیاء کرام اس کے پیغامبر اس کی ہدایت اور وحی کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے آئے تھے۔ انبیاء سب معصوم تھے۔ اور اولیاء کرام خدا کے مقبول بندے ہیں۔ مگر خدا کی مرضی کے بغیر نہ کچھ کر سکتے ہیں نہ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اتباع سنت میں نجات ہے۔ اور ہر بدعت سیئہ مریہ ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) خواجہ باقی باللہ کے مزار میں قدم شریف کی حقیقت۔

(۲) گیارہویں شریف کی حقیقت کیا ہے؟

(۳) مزارات پر پھول، چراغ اور چادر چڑھانا جائز ہے۔

(السوال) (۱) قبرستان نبی کریم (خواجہ باقی باللہ) میں جو قدم شریف ہے اس کی سند کے بارے میں جناب والا کیا خیال ہے۔ (۲) گیارہویں شریف کی کیا حقیقت ہے۔ (۳) مزارات پر پھول چڑھانا چراغ جلانا چادر چڑھانا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۶۴ بشیر احمد صاحب۔ مالک فیض عالم دواخانہ۔ پہاڑ گنج نئی دہلی۔ ۱۸ جمادی

الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱) یہ قدم شریف جو مزار شریف میں لگا ہوا ہے، مجھے اس کی سند کے متعلق کوئی معلومات نہیں۔ اللہ کو علم ہے کہ اس کی کوئی قابل وثوق سند ہے یا نہیں۔ مگر دہلی میں بعض بزرگوں کے کشف سے اس کے بعض آثار برکت منقول ہیں۔ کشف اصول شریعت میں صاحب کشف کے سواد و سرور کے لئے حجت نہیں۔ (۲)

۱۔ "من د لدی یسمع عده لا بادیہ" (ابقرہ، آیت انکریٰ پارہ ۳، رکوع ۲)

۲۔ "انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء" (الروم ۵۲)

۳۔ "مقرر کردن روز سوم و غیرہ با تحصیل و اور اضروری انکاشن در شریعت محمدیہ نامت نیست۔" (مجموع الفتاویٰ علی حاشی خلاصۃ الفتاویٰ ۱۰/۱۹۵۱ امجد اکیدی)

۴۔ والہام الاولیاء حجت فی حق انفسہم ان وافق الشریعة ولم یبعد الی غیرہم الا دا حدنا بقولہم بطریق الادب۔" (نور لا یور، مبحث افعال الی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۰۵ سعید)

(۲) گیرھویں کا التزام و اس تاریخ کی تخصیص اصول شریعت کے خلاف ہے۔ (۱) (۳) مزارت پر پھول چڑھانا۔ (۲) چراغ جلانا (۳) چادر چڑھانا (۴) ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

شیخ عبد القادر جیلانی کے بارے میں مشرکانہ حکایت بیان کرنے والے امام کا حکم ۔

(السوال) امام نے خطبہ دوں بعد سرائی میں پڑھنے کے بعد اردو میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کو دیکھا۔ خدا نے پوچھا اے محی الدین کیا چاہتے ہو فرمایا کہ تیرے پاس رکھا ہی کیا ہے جو تو دے گا۔ نبوت، رسالت شہادت سب ختم ہی ہو چکا ہے۔ تب خدا نے فرمایا کہ اپنی قدرت میں نے تجھ کو دی۔ اس لئے عبد القادر ان کا نام ہوا۔ کیا زردے شرع محمدی درست ہے۔ اور ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے۔

المسنفتی نمبر ۱۷۵۶ حکیم عبد الغفور صاحب (ضلع بھاگلپور) ۸ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۴ ستمبر

۱۹۳۷ء

(جواب ۳۹۳) یہ روایت غلط اور مشرکانہ مضمون پر مشتمل ہے۔ ایسے امام کی امامت بھی مکروہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

یک سو تیس فرسخ پر اعتقاد نہ رکھنے والا گناہ گار ہے ۔

(السوال) بعض الناس يقول ان مائة وثلاثين مسألة من عظام فرائضه ومن لم يعتقد بها كان من

الذميين وتلك المسائل هذه ۔

(۱) ستون فرسائی صوم رمضان (۲) سبعة عشر فرسائی عدد درکعات الصلوة

الحمس (۳) ثلاثة عشر فرسائی شرائط الصلوة وارکھا (۴) ثلاثة في العسل (۵) وثلاثة في التيمم

(۶) اربعة في الوضوء (۷) وحمسة في معرفة اوقات الصلوة (۸) وحمسة في نية الصلوة الخمس

(۹) سعة في اركان الايمان (۱۰) حمسة في اركان الاسلام (۱۱) اربعة في معرفة مذاهب الاربعة

(۱۲) اربعة في معرفة رسول الله صلى الله عليه وسلم

(ترجمہ) ایک شخص کہتا ہے کہ ایک سو تیس مسائل بہت اہم ہیں۔ جو شخص ان پر اعتقاد نہ رکھے وہ

گنہگار ہوگا۔ وہ یہ ہیں :-

۲۱۔ "مقرر کردن روز و صوم و غیرہ بالتخصیص و اورا ضروری انکاشن در شریعت محمدیہ ثابت نیست" (مجموعہ الفتاویٰ علی حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ ۱۰ ۱۹۵۵ء امام اکبرینی)

۲۲۔ دیکھئے ص ۲۲۹ حاشیہ ۲۔

۲۳۔ واعلم ان السر الذي يقع للاموات من اكثر العوم وما يوحذ من الدرهم والشمع والبريت وسجوها الى صرائح الاربياء الكرام تقرباً اليهم فهو لا حماغ باص و حرام" (رد المحتار ۲۰ ۲۳۹ ص سید)

۲۴۔ وفي الاحكام عن الحجة بكرة السور على الفور اه (رد المحتار ۲۰ ۲۳۸ ص سید)

(۱) رمضان کے روزوں میں ساٹھ فرض ہیں۔ (۲) پنج وقتہ نماز کی رکعات میں سترہ فرض ہیں۔ (۳) شرائط نماز اور ارکان نماز میں تیرہ فرض (۴) تین فرض غسل میں۔ (۵) تین فرض تیمم میں۔ (۶) چار فرض وضو میں۔ (۷) پانچ فرض اوقات نماز کا جانا۔ (۸) پانچ فرض پانچ نمازوں کی نیتیں۔ (۹) سات ارکان ایمان میں (۱۰) پانچ ارکان اسلام میں (۱۱) چار فرض چار مذاہب کا جانا (۱۲) چار فرض رسول اللہ ﷺ کی معرفت ہیں۔

المستفتی نمبر ۷۶۹ محمد عبدالملک صاحب (بریال) ۱۳ رجب ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۹۴) عبادات کے فرائض واجبات اور سنن کا علم تو بے شک چاہئے۔ لیکن فرائض کی یہ تفصیلات جو سور میں مذکور ہے فضول تصویل ہے۔ رمضان میں ساٹھ فرض اس کا مطلب دو فرض کہہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے۔ ایک نیت دوسرے رمضان کے روزے۔ اسی طرح دوسرے فرائض کو سمجھئے۔ در چار مذاہب کا علم ہونا۔ اس کو فرائض میں داخل کرنے کا مطلب بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ اسی طرح دوسرے نمبروں میں بھی غیر معروف اور غیر مقبول باتیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کیا اولیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں؟

اولیاء اللہ قبر میں زندہ ہیں یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۲۳۱۸۔ سی۔ منصور کی (بمبئی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۸ء (جواب شہیدوں کی حیات و نجات ہے۔ (۱) اولیاء اللہ کی حیات شہیدوں کی حیات کی طرح نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

(۱) مشرکانہ افعال کرنے والے سے کس طرح کا برتاؤ کیا جائے؟

(۲) علی الاعلان زمان کار سے بائیکاٹ ضروری ہے۔

(السوال) ایک شخص مسلمان مسمیٰ زید ہندوؤں کے دیوتاؤں کے تھان پر جا کر حسب رسم اہل ہنود سام وغیرہ کرے اور منت وغیرہ مانے اور چڑھاوا وغیرہ چڑھاوے عند اللہ مذہب حنفیہ کی رو سے مع حوالہ کتب جو ب باصواب سے آگاہ فرمائیں کہ آیا یہ شخص زید مشرک قرار دیا گیا یا نہیں۔ اور زید کے ساتھ دوسرے مسلمان کس طرح برتاؤ رکھیں۔

(۲) مسمیٰ بحر ایک عورت کا خسر مسماۃ ہندہ کے ساتھ جو کہ ایک نہایت بیچ قوم سے ہے، علی الاعلان زنا کرتا ہے۔ اور اس کے ہمراہ خورد و نوش بھی کرتا ہے۔ عند اللہ مذہب حنفیہ کی رو سے مع حوالہ کتب آگاہ فرمائیں کہ اس کے ساتھ شرعاً مسلمان کیا برتاؤ رکھیں۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۸ قاری حکیم شفیق احمد صاحب مارواڑ، ۶ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

مطابق ۵ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۹۶) (۱) دیوتاؤں کے تھان پر جا کر سلام کرنا۔ منت ماننا اور چڑھاوا چڑھانا یہ سب مشرکانہ افعال ہیں۔ اس سے توبہ کرنی چاہئے اور جب تک توبہ نہ کرے اس سے اسلامی تحقیقات منقطع کر لینے جائیں۔

(۲) اس زناکار سے مسلمان اسلامی تحقیقات سلام کام، کھل و شرب منقطع کر میں تو قسٹیکہ۔ وہ اس فعل سے تائب نہ ہو۔ : محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) قرآن پاک سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔

(۲) اہل مقابر سے مدد مانگنا ناجائز ہے۔

(۳) معراج کی رات نبی علیہ اسلام کہاں تک گئے تھے؟

(السوال) (۱) قرآن شریف کے سمجھنے کا کیا مقصد ہے۔ بعض لوگ اسے رٹا لیتے ہیں۔ اور اس سے افسوس کا کام لیتے ہیں۔ چند آدمیوں سے میں نے کہا کہ قرآن شریف کو یاد کرنے کی جگہ اس کا ترجمہ کرو اور عمل بھی کرو تو یہ اچھا ہو گا۔ وہ جھجھکے گئے۔ کیا قرآن شریف کو غیر ترجمہ کے پڑھا جائے اور نہ تو سمجھے نہ عمل کرے اس کو ایک حرف کے بدلہ دس نیکیاں مل سکتی ہیں۔ اور بے ترجمہ اچھا ہے یا کہ بترجمہ؟

(۲) لوگ ولیوں اور بزرگوں کے مقبروں پر جاتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی تکالیف کو رفع کرنے کے لئے نبیوں نے ایک ایک زیارت پکڑی ہوئی ہوتی ہے۔ وراکثر تو اپنے گھر سے نکل کر میلوں دور جاتے ہیں۔ اور رات میں فرض نماز بھی ان سے فوت ہو جاتی ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ کیا کوئی بلبل اولیٰ بہ حالت مرگ کسی کی مدد کر سکتا ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ جب معراج کی رات کو اوپر گئے تو آپ کہاں تک گئے تھے۔ جس رات کو آپ معراج گئے وہ رات ٹھہرہ برس کی تھی؟

المستفتی نمبر ۲۴۷۱ جناب کا مرثیہ صاحب منگورہ (پشاور) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۳۹۷) (۱) قرآن مجید کے نزول کی اصل غرض ہدایت اور ارشاد ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کی ہدایتوں پر عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم ہے۔ اس کے ساتھ بے ترجمہ پڑھنے کا بھی ثواب ہے۔ صرف تادیب بھی مفید ہے اور ترجمہ کے ساتھ پڑھنا اس سے زیادہ مفید ہے۔

(۲) ولیوں کی قبروں پر زیارت کے لئے جانا جائز ہے۔ مگر زیارت کا مقصد یہ ہے کہ زیارت کرنے والے کو اپنی موت اور آخرت یاد آجائے۔ اور میت کے لئے دمانے مغفرت کرے۔ مرادیں مانگنا نذریں چڑھانا اور سفر میں فرض نمازوں کی ادائیگی سے غفلت برتنا۔ یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔ (۱)

(۳) معراج میں آنحضرت ﷺ کو مقام قرب حضرت احدیت میں جو مرتبہ عطا فرمایا گیا، وہ تمام مخلوق کے عطا شدہ مرتبہ سے اونچا تھا۔ اس اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ ہمعصر کے رسیدی نہ رسید بیجی۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی (۱) (۲) فقیر محمد یوسف دہلوی۔ مدرسہ امینیہ۔ دہلی

ایک عبرت سے شتم صحبہ کا پسو نکلنے کی تحقیق۔

(السوال) حسب الذیل اغاظ منے دے شخص شاتم صحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اگر شاتم ہونا ثابت ہو شرعی نقطہ نگاہ سے تو وہ شاتم کو کسی جزا کا مستحق ہوتا ہے۔ لفظ شخص مذکور کے یہ ہیں۔

کبھی آپ نے غور فرمایا کہ جب موکیت پرستی و نجی ملکیت اور خاندانی مروت نے اسلامی معاشرہ میں گھر کر لیا ہو تو ایک خاص قسم کی بے دینی پھیلنے لگی جس کے آثار پیسے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگوں میں درسی کے بعد خورج کی مرتب تحریک میں نظر آئے۔

المسنفتی نمبر ۷۷۷۷ ۲۲ محمد امین صاحب (بمبئی) ۱۹ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۸) اس عبرت میں یہ لفظ ہیں ایک خاص قسم کی بے دینی لہذا اس کے قائل کے کام سے خاص قسم کی بے دینی کی تشریح کوئی شرعی حکم بتانے کے لئے ضروری ہے۔ جس عبرت سے یہ اقتباس آپ نے لیا ہے براہ کرم اس کے سیاق و سباق سے گرس خاص قسم کی بے دینی کی کوئی تشریح نکل سکتی ہو تو سے بھی نقل فرما کر بھیجئے تاکہ غور کے بعد اس کا حکم بتایا جاسکے۔ ممکن ہے کہ یہ فقرہ ایسا ہو جیسے کہ حضرات امام شافعی کا یہ قول مشہور ہے۔ فلبشہد التقلان انی رافض محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ۔ دہلی

(۱) مسلمان فسق و فاجر کے لئے مرحوم کے لفظ کا استعمال۔

(۲) کیا یزید کے لئے مرحوم کا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے؟

(السوال) (۱) الف۔ یزید کہتا ہے کہ مسلمان فسق و فاجر کے لئے بھی لفظ مرحوم کا استعمال کرنا چاہئے۔ یا جائز ہے یا ناجائز۔ (ب) اور بل تفسن کے نزدیک یزید فاسق و فاجر مسلمان تھ۔ اس لئے اس کو بھی مرحوم کہنا جائز ہے۔ کیا یزید کے بردوقوں (وب) صحیح ہیں۔

(۲) ہندو کے ساتھ ایک برتن میں کھانا شاید دودھ جلیبی وغیرہ مسلمان کے لئے جائز ہے یا ناجائز اور

حرام؟

المسنفتی نمبر ۲۵۰۱ محمد اشرف علی صاحب ضلع ہردوئی ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۴ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۹) کسی میت کے حق میں مرحوم کا لفظ احتراماً بوجا جاتا ہے۔ اس لئے جو میت احترام سے یاد کئے جانے کا مستحق ہے اس کے نام کے ساتھ لفظ مرحوم بولنا درست ہے۔ البتہ اگر مرحوم کا لفظ اس حیثیت سے بول جائے کہ وہ دعائے رحمت کے قائم مقام ہے تو پھر ہر مسلمان کے نام کے ساتھ بولنا جائز و درست ہو گا خواہ وہ فسق ہو یا صالح ہو۔ (۲) غیر مسلم کے ساتھ جب کہ اس کے ہاتھ پاک ہوں اور کھانا بھی حلال اور پاک ہو ایک برتن میں مسلمان کے لئے کھانا فی حد ذاتہ مباح ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ۔ دہلی جوب صحیح۔ فقیر محمد یوسف دہوی۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) کافر و مشرک کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

(۲) علامہ مشرقی کیوں کافر ہے؟

(السوال) کیا مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے ہاتھ کا کھانا چارز ہے جو خدا اور رسوں۔ قرآن۔ حشر و نشر۔ مکہ کے منکر ہوں۔ اور ہر طریقہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور برباد کرنے کے درپے ہوں۔ اور جب کہ انہیں شیء کے فروخت کرنے والے مسلمان ہر جگہ موجود ہوں۔ کھانے کی اشیاء سے مرد پانی دودھ۔ مٹھائی۔ پان ڈبل روٹی فھن وغیرہ۔ مسلمان فروخت کرنے والوں کے ہوتے ہوئے مذکورہ اصرار و گوں سے مذکورہ ہمارے اشیاء کے خریدنے کا شرع شریف سے جواز کس طرح پر ہے۔ اور منکرین خدا و رسوں کے مدادہ شیعہ حضرات کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) علامہ مشرقی کے خلاف کفر کا فتویٰ کن عقائد کی بن پر دیا گیا ہے۔

المستفتی نمبر ۲۵۱۳ مستری عدم حسین صاحب۔ دہلی۔ ۹ جمادی اول ۱۳۵۸ھ

مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۰۰) اسلام ایک فطری اور با اصول دین ہے۔ اس کے اصول و ضوابط مستحکم اور عقل صحیح کے موافق ہیں اسلام نے انسان کے بدن کو (جب کہ وہ خارجی نجاست سے موث نہ ہو) پاک قرار دیا ہے۔ اور اس میں مسلم و کافر کی تمیز نہیں رکھی۔ پس صوں شرعیہ کے ماتحت انسان کا بدن (خو وہ کافر و مشرک ہی ہو) پاک ہے اور اس کے ہاتھ کا پکایا ہو کھانا تر اشیاء سب پاک ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان کے لئے قومی ہمدردی۔ مذہبی غیرت بلکہ انسانی حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک اس کو مسلمانوں سے یہ اشیاء بہم پہنچ سکیں اس وقت تک اسے لوگوں سے نہ خریدے جو اس کو ناپاک سمجھتے اور کتے سے زیادہ ذلیل قرار دیتے ہیں۔ نیز خارجی نجستوں سے انہیں کوئی احتیاط اور پرہیز نہیں ہے۔ مسلمان سے خریدنے میں قومی ہمدردی بھی ہے۔ اور اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچانا۔ اپنے آپ کو فائدہ پہنچانا ہے۔ بھائی کا نقصان پنا نقصان ہے۔ شیعہ حضرات کا کوئی حکم جدا نہیں ہے۔ وہ بھی انسان اور اسلامی فرقوں میں سے یک فرقہ ہے۔ ان کا بدن ان کے ہاتھ بھی پاک ہیں اور کسی عارضی وجہ سے ان کے یہاں کا کھانا وغیرہ نہ کھیا جائے، تو دوسری بات ہے۔

(۲) مشرقی کی کتاب ”تذکرہ“ صوں سلام اور اجماعیات کی مخالفت سے بھر ہوا ہے۔ وہ ذارون

تھیوری کے معتقد اور عبادت شرعیہ کی ایسی تاویس کرنے والے ہیں جو بدہت باطل اور انکار قطعیت پر مبنی ہیں۔ اس سے علمائے اسلام نے ان کی تکفیر کی ہے۔ اور ان کی تحریک کو قادیانی تحریک سے زیدہ مضرب و مضرناک قرار دیا ہے۔ فقہ محمد کفایت اللہ کا نا لہ نہ۔ دہلی

.....

مذکورہ چند علماء و بزرگان دین کی اقتداء میں نماز درست تھی یا نہیں؟

(السوال) سیدی و مولائی مرشد و آقائی حضرت راس ال تقیاء فخر اللہ تقیاء حاجی امداد اللہ صاحب طاب ثرہ و جعل الجنة مشواہ حضرت شیخ ابو الخیر صاحب و مولانا کرامت اللہ صاحب۔ نیز مولانا محمد عمر صاحب المعروف باخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اعتقاد و عمل کے اعتبار سے کیسے تھے۔ ان کی پیچھے نماز صحیح تھی یا جن لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی واجب الاعداء ہے۔ اور ان کی اقتداء کرنے والے لوگ عند اللہ گنہگار ہیں ایک عالم جن کی عمر کا کثر حصہ کتب حدیث و فقہ و تفسیر کی تدریس میں گزرا۔ عزیز زندگی چند و نصائح میں گذری اور یہ عالم موصوف راس و بیاء تاج ال تقیاء سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روح پر فتوح پر قرآن خوانی اور اطعام غربا سے بدلتے تھے جب انہیں توفیق ہوئی اور آچھ پاس موجود ہوا ایصال ثواب کرتے رہے۔ اور اب بھی ان کا یہی معمول ہے۔ اولیاء اللہ سے خاص لگاؤ اور باخدا ہستیوں سے نہیں خاص تحقق ہو۔ کبھی کسی موقع پر کسی بزرگ کے عرس میں شرکت کا موقع بھی ہو اور ہر لحاظ و ہر حیثیت سے عام موصوف متقی و پرہیزگار ہو۔ اسی حالت میں ان کا وعظ اور ان کی امامت شرعاً مستحسن و در مقبول ہیں اور علماء کرام عرس کے عامل اپنی تمام ظاہری زندگی میں رہے ہوں اور یہ عالم ایک مرتبہ عرس میں شریک ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں موصوف عالم کی اقتداء عند الشرع جائز نہیں تو ان بزرگان دین کی اقتداء کرنے والوں کا عند الشرع کیا حکم ہے؟

المسنفتی نمبر ۲۵۶۸ جناب حمیت علی شاہ۔ ۲۴ رمضان ۱۳۵۸ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۰۱) یہ تمام حضرات عالم صاحب ارشاد و متقین بزرگ تھے۔ ان میں سے بعض کے بعض اعمال ایسے تھے کہ ان پر سنت نبویہ کے قانون کے لحاظ سے تنقید کی جاسکتی تھی۔ مگر پھر بھی ان کی شان میں تنقیض کے لحاظ نہیں کیے جاسکتے۔

بدلتے تھے اور بلا شرط ایصال ثواب کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح عرس میں اتفاقاً غیر لازمی شرکت بھی قابل گرفت و اعتراض نہیں ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) بے نمازی کے باقی اعمال خیر قابل قبول ہیں۔

(السوال) (الف) زید خاندانی مسلمان ہے مگر نماز نہیں پڑھتا اور کبھی کبھی جمعہ کے دن یا عید بقر عید شریا حضوری سے پڑھ بھی لیتا ہے۔ تو ایسی صورت میں آیا اس کے دیگر نیک اعمال مثلاً قرمانی و صدقات یا خیرات وغیرہ عند اللہ مقبول ہوں گے یا نہیں۔

(۲) عمر و کتنا ہے کہ بغیر بیوقتہ نماز پڑھے کوئی دیگر نیک اعمال عند اللہ مقبول نہیں ہوتے۔ کیا یہ بات صحیح ہے۔ عمر و کا ثبوت ذیل میں درج ہے۔

(۱) ثبوت از قرآن مجید و اتل علیہم نبأ ابی ادم بالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احدهما ولم يقبل من الاخر قال لا قتلتك قال اما يقبل الله من المتقين۔ (۱) ترجمہ اور اے محمد ﷺ لوگوں

سے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل و قہیل کا سچو وقوعہ بیان فرمائیے جب ان دونوں نے قربانی کی تو ہابیل کی مقبول ہوئی و قہیل کی مقبول نہیں ہوئی تو قہیل بولا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ خدا فقط متقی لوگوں کے نیک اعمال قبول فرماتا ہے۔ عمر و کتاب ہے کہ ایک بے نمازی مسلمان چونکہ اہل تقویٰ سے نہیں ہے ہندس کے دیگر نیک اعمال عند اللہ مقبول نہیں ہوتے۔

(۲) ثبوت زحدیث۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نماز کا تذکرہ فرما رہے تھے تو فرمایا کہ جو نماز پسندی کرے گا اس کو قیامت کے روز ایک نور عطا ہوگا۔ اور نماز اس کے پاس اہل ایمان میں سے ہونے کا ثبوت ہوگی وروہ نجات پائے گا۔ اور جو نماز کی پسندی نہ کرے گا وہ بے نور رہے گا۔ اس کے اہل ایمان میں سے ہونے کا ثبوت نہ ہوگا ورنہ اس کی نجات ہوگی۔ و ایسا شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور مامان و ربلی بن خف کے ہمراہ ہوگا۔ (۱) واری سیہقی فی شعب الایمان عمر و کتاب ہے کہ ایک بے نمازی مسلمان کے دیگر نیک اعمال اگر عند اللہ مقبول ہوتے تو وہ قیامت کے روز قارون و فرعون وغیرہ کے ہمراہ کیوں ہوتا۔

المستفتی نمبر ۲۵۶۳ عنایت اللہ صاحب۔ مکھنہ ۸۰ اذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء (جواب ۴۰۲) قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا نیک عمل ضائع نہیں ہوتا۔ فمن بعمل معدل درہ حیرانہ یعنی جو شخص روز بروز خیر کرے گا سے دیکھے گا جتنی پائے گا۔ دوسری آیت لا یلتکم من اعمالکم ساء یعنی خدا تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے اچھے کم نہیں کرے گا۔ تیسری آیت ان اللہ لا یضع اجر المحسن (۷) بے شبہ اللہ تعالیٰ نہیں کرے واول کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ چوتھی آیت ان اللہ لا یطعم متقل درہ و ان نک حسنة یضعفها (۵) یعنی بے شبہ اللہ تعالیٰ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیک ہو تو اسے بڑھاتا ہے۔ ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں و ربھی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک عمل کتنا ہی چھوٹا ہو ضائع نہیں ہوتا۔ اور آیت اما تتقبل اللہ من المتقین (۶) میں متقیوں سے مرد مومنین ہیں۔ یعنی شرک سے بچنے والے۔ اور قہیل چونکہ مومن نہیں رہا تھا کافر ہو گیا تھا اس لئے ہابیل کے قول کا مطلب یہ ہو کہ خدا مومنین کی قربانی بپا عت قبول فرماتا ہے۔

یہاں قبول سے مراد قبول رضا ہے نہ اعطاء جہنم گندگروں کے اعمال حسنہ کا اجر ضرور عطا فرمائے گا۔ (موجب آیات منقولہ سابقہ) مگر ان اعمال حسنہ کو قبول نہ کرے گا جتنی ان لوگوں سے راضی و خوش نہ ہوگا۔

حدیثوں میں عدم قبولِ اعمال کا جو ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد بھی یہی قبولِ رضا ہے۔ یہ یہ مطلب ہے کہ بعض گناہ اپنی شدت سے اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کا وزن طاعت کے وزن سے بڑھ جاتا ہے تو اگرچہ طاعت کے جوہر و ثواب بھی ہیں مگر ان کا مجموعی وزن اس شدید گناہ کے وزن سے کم رہ کر بے اثر اور بے فائدہ اور بے حقیقت ہو جاتا ہے۔ اس کو قبول نہ ہونے سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ محمد کفایت، مدد کان اللہ۔ دہلی

کرشن جی کے پیغام کے پرچار کو باعثِ برکت کہنے والے کا حکم۔

(السوال) ایک مسلمان اگر مندرجہ ذیل بین اخبار میں شائع کر دے تو اس کی یہ حرکت جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں "شری کرشن جی کے مقدس پیغام کا سالانہ پرچار اخبار کے لئے یقیناً باعثِ برکت اور پڑھنے والوں کے لئے وجہِ رحمت ہے۔ انسانی زندگی کی تاریکیوں کے لئے شمعِ سرمدی کی روشنی۔ زما بے انتہا مفید ہے۔ میں اس سلسلہ کے جاری کرنے والوں کو اور اس کے قائم رکھنے والوں کو ملک کا واقعی بہی خواہ سمجھتا ہوں کیونکہ شری کرشن جی کا پیغام اس ملک کی موجودہ کشمکشوں میں ایک نایاب نفع رسا چیز ہے۔"

المستفتی نمبر ۱۷۱۵ دوست محمد ولد محمد بخش صاحب دہلی۔ ۳ محرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۰ مارچ

۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۳) اس عبارت میں کرشن جی کے پیغام کا مضمون درج نہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان کے کس پیغام کے متعلق یہ بات کہی گئی ہے۔ اگر پیغام کا مضمون صحیح و راستہ کے خلاف نہ ہو۔ اور مخلوقِ خدا کے لئے نفع رسا ہو تو اس کے حق میں تائید کی بیان دیا جاسکتا ہے۔ کسی شخص کے لئے تقدس و شمعِ سرمدی ہونے کا حکم لگانے کے لئے دلیل درکار ہے۔ مگر یہ بات کہ ہندوستان میں بھی خدا کی طرف سے مخلوق کو ہدایت کرنے والے انسان آئے ہوں گے یقینی ہے۔ لکل قوم ہند۔ (۱) بہر حال اس بات پر کفر عائد ہونے کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ محمد کفایت، مدد کان اللہ۔ دہلی

کیا حجرِ اسود عام پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے؟

(السوال) زید و بحر میں تکرار ہوئی دربارہ حجرِ اسود جینی بحر کہتا ہے کہ پتھر پتھر ہے مثلاً ایک بت ہے۔ وہ بھی پتھر ہے۔ ایک قبر ہے وہ بھی پتھر ہے جس سے متدین یوسہ قبور کا جوڑ بھی بیٹے ہیں۔ بحر کہتا ہے پھر دوسری اقوام پر اسلام کیوں معترض ہے۔ زید کہتا ہے رکانِ اسلام جینی رکن حج میں شامل ہے۔ لیکن مسلمان اس کو پتھر ہی مانتے ہیں۔ اس کو حاجت و مشکل کشا نہیں مانتے۔ زید خود حاجی ہے۔ بالکل موصدِ راسخ الاعتقاد لیکن کچھ شبہات ضرور پیدا ہو گئے ہیں ان کا رفع کرنا ضروری و لازمی ہے۔

(۱) قرآن شریف میں اس کے متعلق کیا ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے کچھ احسنیت بیان کی ہے؟
(۳) از روئے قرآن پاک۔ وحدیث شریف و تاریخ احسنیت کیا ہے۔ اور کب سے ہے۔ (۴) اس پتھر کو یہ خاص
فضیلت کیوں حاصل ہے۔ یعنی انبیاء سابقین و خصوصاً آنحضرت ﷺ نے یوسہ دیا ہے؟

فتاویٰ المسند فی ۲۵۷ عبد الرحمن صاحب (بمبئی) ۲ صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء
(جواب ۴۰۴) جبرائیل ایک پتھر ہے۔ حضرت عمر نے اسے یوسہ دیتے وقت یہ الفاظ فرمائے تھے۔ اعلیٰ
امک حجراً لا تضر ولا تنفع ولولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک (یعنی
میں جاننا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے یوسہ
دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے یوسہ نہ دیتا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حجر اسود جنت سے نازل ہوا (۲) اور آخرت میں بھی وہ محشور ہوگا اور یوسہ
دینے والوں کے حق میں شہادت دے گا۔ ۲

یوسہ دینا صرف محبت کی وجہ سے ہے نہ کہ اس کی تعظیم یا عبادت کی بنا پر۔ (۴) محبت کی وجہ سے اس کا
جنت کی نشانی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہونا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

ایک محاکمہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب آثار کا حکم۔

(السوال) یہاں منگور میں چند مساجد در کئی گھروں میں آثار شریف کی عام نمائش کی جاتی ہے اور ان
آثاروں کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب سمجھ کر ان کی بہت کچھ عزت و تکریم اور احترام کیا جاتا ہے جس
کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آثار جو عموماً ایک بال ہوتا ہے چاندی وغیرہ کی ٹکلی میں رکھ کر اس پر خلاف در
خلاف چڑھا کر ایک صندوق میں رکھا جاتا ہے۔ یہ آثار چند مساجد اور کئی گھروں میں رکھے ہوئے ہیں رنج
اول میں ان مساجد اور گھروں کو خوب آراستہ کیا جاتا ہے اور پھر ان آثاروں کو نعت اور قصائد مدحیہ پڑھتے
ہوئے بعد احترام کھواجاتا ہے۔ مساجد میں عموماً مردوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور گھروں میں عموماً بوقت
شب مستورات کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور ساری رات مستورات قصائد وغیرہ پڑھتی ہیں نیز مستورات سے
نذرانے بھی لئے جاتے ہیں (یعنی بعد دیگر زائرین کمر بستہ ہوئے ادب و احترام کے ساتھ کمران آثار کو یوسہ
دیتے ہیں اور آنکھوں سے اگا دیتے ہیں۔ در بعض لوگ آثار کی طرف دست بستہ کھڑے ہو کر یا ہاتھ ٹھکرا
دیا بھی مانگتے ہیں۔

پس آنجناب سے انتہا ہے کہ زید و عمرو کے مندرجہ ذیل دلائل پر تنقید و تبصرہ فرماتے ہوئے واضح

سنن ابن کثیر، کتاب التہلیل، ج ۲، ص ۳۰۰

۲۔ قول للحجر لا سود من الحجر (ترمذی، باب ما جاء فی نسل حجر اسود، ص ۷۷ طبع سعید)

۳۔ "لناتین هذا الحجر يوم القيامة ولد عیسان بصریہما ولسان یطوق بہا یشہد علی من یسلطہ بحق" (السنن، باب ما جاء فی الایاد
المناسک، باب استلام الحجر، ص ۲۱۱ طبع سعید)

۴۔ "فالمقصود استماع الحاضریں لبعثوا ان العرص الا تناع لا تعظیم الحجر الحج" (حاشیہ سنن نسائی، باب تخیل الحجر، ص ۲۰
طبع سعید)

دائیل بشریہ سے جو ب تحریر فرمائیں کہ ان آثاروں کی زیارت و عزت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ یہاں مسلمانوں میں دو متضاد خیالات کے وگ موجود ہیں۔ ایک زید کے ہم خیال جو ان آثاروں کے حامی ہیں ورنہ آثاروں کے مخفیوں پر تو ہیں رسول کریم ﷺ کا لازم لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان میں محبت رسول اکرم ہی نہیں۔ دوسری طرف عمرو کے ہم خیال ہیں جو آثار پر ستون کو بدعتی و گمراہی تصور کرتے ہیں ورنہ آثار کی زیارت و نمائش کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔

زید کے خیالات و ردائیل زید کہتا ہے آثار مبارک کی زیارت و عزت کرنا نہ صرف جائز بلکہ موجب ثواب عظیم ہے۔ ورنہ جو شخص ان آثار کی عزت و زیارت نہیں کرتا وہ ائمہ و اہل حق سے خارج ہے جس کے دائیل یہ ہیں۔

دیل او۔ یہ آنحضرت ﷺ کے آثار ہیں جن کی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میری یا میرے جزو کی زیارت کی تو مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو گئی۔

دیل دوم۔ تاریخ اور سیر سے پتہ چلتا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس آنحضرت ﷺ کے ناخن و غیرہ ہوتے تھے جن کو وہ صد احترام اپنے پاس رکھتے تھے۔ پس جس کام کو صحابہ کرام نے کیا ہوا اس سے ہمیں کیوں روکا جائے۔

دلیل سوئم۔ قرآن شریف اور تفسیر میں ہے کہ بنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت ہوتا تھا جس میں انبیاء سابقین علیہم السلام دینیات و اقسام کے آثار ہوتے تھے، اس تابوت سے بنی اسرائیل کی تسکین اور تسلی ہوتی تھی یہاں تک کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جنگلوں میں بھی ساتھ رکھتے تھے ورنہ اس کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ اس سے ہم بھی اپنی نبی قدس ﷺ کے آثار مقدس اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ورنہ کی زیارت و تکریم کرتے ہیں اور شرعاً اس کی کوئی ممانعت بھی نہیں۔

عمرو کے خیالات و ردائیل عمرو کہتا ہے کہ ان آثار کی زیارت کرنا و عزت و تعظیم بجا ان آثار ناجائز اور بدعت ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ثبوت ہی نہیں کہ یہ آثار آنحضرت ﷺ کے ہیں۔ ورنہ جب قاعدہ ثبوت نہیں تو اسے آثار کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنا گناہ عظیم ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ من کذب غنی متعمدا فلیسوا مفعده من النار (۱) او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹا دیا پس اس نے اپنا ٹھکانا جہنم بنالیا۔ اب غیر تحقیق کے کسی آثار کی صرف اس لئے عزت کرنا کہ وہ آنحضرت کے نام سے منسوب ہے یہ بھی اس حدیث کی وعید کا مستحق ہوتا ہے۔ بلکہ اگر اس قاعدہ کو مان لیا جائے تو اسلام کا سارا مذہب برہم ہو جائے گا کہ حضور علیہ السلام کے نام سے نئی ناجائز کام کی اتباع اور غلط چیزوں کی تعظیم کرانی جائے گی۔ حضور علیہ السلام کی ذات پر اس سے بڑھ کر اور کیا بہتان عظیم ہوگا۔ خدا معذور اس کے بال ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی مقدس ذات کی طرف منسوب کر کے ان کی عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ مفروضہ بشر تو ان کی ناپرکسی کو دیواریں یا شریات میں بال

جاتا ہے تو اس ہال کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کر کے اس کی نمائش در عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ نعوذ باللہ اگر آنحضرت ﷺ کے مومے مبارک صحیحہ کرام بطور آثار رکھتے تو آج وہ مومے مبارک مد مکرمہ اور مدینہ منورہ میں موجود ہوتے۔ حالانکہ وہاں ان مومے مبارک کا نام و نشان تک نہیں اور نہ ممک اسلہ میہ میں یہ آثار اس کثرت سے ہیں جیسا کہ بنگلور میں ہیں۔ پنجاب دہلی کے پورے دو صوبوں میں صرف اوڑھسی (سندھ) میں ایک مومے مبارک بتایا جاتا ہے در یوپی سی پی دہلی وغیرہ میں صرف ایک مقام جتن دہلی کی جامع میں چھ آثار موجود ہیں اور کہا جاتا ہے کہ شاہان اسلام نے بصر فزر کثیر در بے انتہا کوشش سے ان کو حاصل کیا تھا۔ پھر بھی محققین علمائے اہل سنت و اجماعہ کو شبہ ہے کہ آیا واقعی وہ آثار آنحضرت ﷺ کے ہیں یا نہیں۔ بنگلور میں ان باتوں کی بہت اور کثرت ہی صاف شہادت دے رہی ہے کہ یہ بات جھوٹے در جعلی ہیں در صرف گھرائی کی شہرت در پیٹ پائے کے ذرائع ہیں۔

زید کے دل کی تردید۔ (۱) دلیس اول کی تردید۔ زید نے جو حدیث پیش کی ہے کہ جس نے میری یا میرے بزرگ کی زیارت کی تو اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگی۔ اس مضمون کی تمام حدیثیں ضعیف بکے من گھڑت ہیں۔ صحیح حدیث میں اس کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔

(۲) دلیس دوم کی تردید۔ بے شک بعض روایات در تواتر سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض صحیحہ کرام کے پاس آنحضرت ﷺ کے ناخن در مومے مبارک وغیرہ ہوتے مگر انہیں روایات میں یہ بھی ہے کہ ان آثاروں کو انہی صحیحہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وصیت کے مطابق ان کے کفنوں سے باندھ کر ان کے ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کا ہر گز ہرگز ثبوت نہیں ملتا کہ صحیحہ کرام ان آثاروں کی نمائش کیا کرتے یا ان آثار کی زیارت کے لئے مسلمانوں کا کوئی اجتماع ہوتا تھا۔ پس نمائش اور اجتماع کا موجودہ طریقہ نہ نبی اقدس ﷺ کے زمانہ میں تھا نہ صحیحہ کرام کے زمانہ میں۔ حالانکہ صحیحہ کرام کے پاک دلوں میں آنحضرت ﷺ کی پاک محبت اس حد تک تھی کہ صحیحہ کرام پنہاں و ماں تک آپ پر قربان کر دیتے تھے۔ پس جس طریقہ کو صحیحہ کرام نے نہ کیا ہو اس کو کرنا بدعت اور گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ خصوصاً جعلی اور جھوٹے باتوں کی نمائش اور عزت۔ خدا مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ کون مسلمان برداشت کر سکتا ہے کہ کن اور کے باتوں کو آنحضرت ﷺ کی مقدس ذات کی طرف منسوب کیا جائے۔

(۳) دلیس سوم کی تردید۔ قرآن مجید اور تفسیر میں بے شک ایک تابوت کا ذکر ہے جو بسی اسرائیل کے پاس تھا اور ورثہ انبیاء بسی اسرائیل اور سرداران بنی اسرائیل کو دیا جاتا تھا۔ اور بے شک بسی اسرائیل میں آثار پرستی تھی۔ اور اسی آثار پرستی کا نتیجہ ہے کہ بسی اسرائیل نے نبیاء اور اپنے سرداروں کی تصویریں در بت تک بنو دیئے ہیں۔ اس سے ان پر خدا کی عنت در غضب بھی ہے، مگر آنحضرت ﷺ کو نہ تو اس اتم کا نبیاء سابقین سے کوئی تابوت دیا گیا ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے اپنے آثار کا کوئی تابوت اپنے مقدس جانشینوں جتن صحیحہ کرام کے حوالے کیا ہے۔ البتہ وقت وصال در امد آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید ہی کو مضبوط پکڑنے کی وصیت فرمائی ہے اور خدا نے وعدی نے بھی مسلمانوں کے لئے قرآن مجید ہی کو شفاء در رحمت قرار دیا ہے۔

غرض مسلمان اگر تسکین اور شفا، برکت اور راحت حاصل کر سکتے ہیں تو وہ صرف قرآن مجید ہی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس قرآن مجید ہی ایک سچا اور واقعی آثار مبارک ہے جو آنحضرت ﷺ سے ہم تک پہنچتا ہے اور اسی اصلی اور سچے آثار سے ہی مسلمان یسود و نصاریٰ پر غالب بھی آئے ہیں۔ پس مسلمان اس قرآن مجید کی عزت و تکریم جتنی کریں اتنی کم ہے۔ اس کے سوا مشکوک اور جعلی آثار کی عزت و توقیر کرنا یسود و نصاریٰ اور مشرکین سے تشبہ ہو گا نہ کہ صحابہ کرام کے ساتھ۔

براہ کرم تحریر فرمائیں کہ ان آثاروں کی اصیت اور واقعیت کی تحقیق اس زمانہ میں کس طرح کی جائے۔

المستفتی نمبر ۸۷۵۷ غلام دستگیر (ہنگلور) ۱۱ صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء (جواب ۴۰۵) اگر یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ کا موعئے مبارک یا اور کوئی چیز کسی کے پاس موجود ہے تو اس اصلی چیز کو محبت کے طور پر احترام سے رکھنا اور اس سے استشفاء جائز ہے۔ مگر چونکہ عام طور پر جو آثار حضور کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان کا ثبوت اور سند نہیں اس لئے ان کی تکریم اور احترام کرنا بے اصل اور بے سند ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

کسی چیز کو بے ثبوت اور بے پختہ سند کے حضور کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔ نیز، صلی آثار کے ساتھ بھی اس قدر غلو کا معاملہ کرنا جیسا کہ سو میں مذکور ہے ناجائز و ربدعت ہے۔ بے ثبوت ہونے کی بنا پر اگر کوئی شخص ان آثار کی تعظیم و احترام سے منع کرے تو اس کو آنحضرت ﷺ کی توہین کا الزام لگانا ظلم اور جہالت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) امت کا ۳۷ فرقوں میں بیٹنے والی حدیث میں امت سے کیا مراد ہے؟

(۲) ”ما انا علیہ واصحابی“ سے کیا مراد ہے؟

(السوال) (۱) حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ میری امت تتر گروہ میں تقسیم ہو جائے گی۔ اس غلط مت سے کیا مراد ہے۔ ساری دنیا کے انسان عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر؟ یا صرف مسلمان مراد ہیں۔ مسلمان اور کافر مل کر تتر گروہ ہو جائیں گے۔ یہ مسلمانوں میں تتر گروہ ہوں گے۔ کیا امت میں مسلمان و کافر دونوں ہی داخل ہیں۔ یہ حدیث کس قسم کی ہے؟

(۲) نہ جی کون گروہ ہے۔ کل مسلمان یا ان میں کوئی خاص گروہ مراد ہے۔ ما انا علیہ واصحابی کا کیا

مطلب ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۱۲ ابراہیم حسین صاحب (ہنگلور) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۶) اس حدیث میں امت سے مراد امت دعوت بھی لی گئی ہے اور امت اجابت بھی مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ ثم قیل یحتمل امة الدعوة فیندرج سائر الملل الدین لیسوا علی فیلتنا فی عدد الثلاث والسبعین ویحتمل امة الاحیاء فیکون الملل الثلاث والسبعون محصورة فی اهل قبلتنا والثانی

ہر الا طہرو و بقل الا یہرء، السواد لا مة مة لا حامہ عبد الا کثر استہی۔ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ امت اجابت مرد ہے۔ یہ حدیث ترمذی و مسند امام احمد و ابوداؤد میں ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ (۲۱) ”ما انا علمہ واصحابی“ سے وہ طریقہ مراد ہے جو آنحضرت ﷺ کا اور ختماء و شہدین اور صحابہ کرم کا طریقہ تھا یعنی جو کمال اہل السنہ و جماعۃ کا طریقہ ہے۔ اس میں حنفی شافعی، مکی حنبلی اہل حدیث سب داخل ہیں۔ بہتہ مبتدع فرقہ ہائے نسالہ جیسے معتزلی خارجی۔ مرجئ مشہرہ، رؤف و غیرہ اس سے خارج ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان ملہ۔ دہلی

کسی وی کے بارے میں حد سے زیادہ تعریف میں مبالغہ آرائی جائز نہیں۔

(السوال) مع مریضہ بذیکہ اشتہر بعنوان ”عاشقہ بیان“ اس شخصہ خدمت ہے۔ اس اشہر میں سرخ قوسین سے لھرے ہوئے الفاظ ہیں ہم الصدیقین، قدوة الاولین، صاحب مقام و راء و راء حامی علی القدر و لقضاء حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔ حالانکہ ”ہم الصدیقین“ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی ہو سکتے ہیں۔ ”قدوة الاولین“ تو آنحضرت ﷺ کا ہی درجہ ہے۔ نیز واقعہ معراج کی نسبت سے بھی آنحضرت ﷺ کو صاحب مقام و راء اور کی کہ جاسکتا ہے اگرچہ حقیقتاً صاحب مقام و راء اور کی خدا کے نواح ہی کی ذات ہے۔ اور حامی علی القدر و لقضاء تو خدا کے وحدہ اشتریک کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا مگر معین صاحب یہ الفاظ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے متعلق استعمال کئے ہیں۔ یہ اس سے خود حضرت شیخ موصوف و توہین اہل مذہب نہیں آتی کہ آپ کی طرف وہ درجے منسوب کئے گئے ہیں جو فی الواقع آپ میں نہیں ہیں۔ نیز کیا اس سے المعین نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توہین کا ارتکاب نہیں کیا۔ در کیا آنحضرت ﷺ کی شان میں اس سے بڑھ کر اور کوئی گستاخی اور بے ادبی ہو سکتی ہے کہ خود بہند من ذلک آپ کے متنی کو آپ پر فوقیت دی جائے۔ کیونکہ قدوة الاولین کے معنی پہلے سرے سے لوگوں کا سردار ان پہلوں میں تمام پیغمبر اور صحابہ کرام اور خود آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ اب شیخ عبد القادر جیلانی کو قدوة الاولین یعنی پہلوں کا سردار کہنا گویا شیخ موصوف کو خود بہند من (نقل کفر کفر بہ شد) تمام پیغمبروں تمام صحابہ کرام اور آنحضرت ﷺ کا سردار کہنا ہے۔ امان۔

نیز جب حامی علی القدر و لقضاء کے معنی ہی ہے تو خدا ان حقوق کو حامی علی القدر و لقضاء نامان شرک در

کفر نہ ہو گا؟

اس لئے یہ نو زت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق الفاظ مندرجہ اشتہار منسب مریضہ،

بذیکہ کے استعمال سے شرعاً جو نشان پیدا ہوتے ہیں ان میں کجگوئی کو تحریر فرمائیے۔ ورنہ یہ روشنی ڈالنے کی کوئی ایسی

توہیل تحریر فرمائیے جس سے ایسے الفاظ حضرت شیخ عبد قادر جیلانی کے متعلق شرعاً استعمال کئے جائیں۔

المسنفتی نمبر ۲۶۲۵ رنا عبد اوحد صاحب نیاز۔ ہنگو رکیٹ۔ ۲۷ جمادی اول ۱۳۵۹ھ

مطابق ۳ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۷) حضرت شیخ عبد قادر جیلانی طاب ثراہ کی رفعت منزلت میں کام نہیں۔ وہ ایک بڑے درجہ کے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ مگر ان کی ثناء و منقبت میں اس قدر مبالغہ کرنا جو حد اطرا تک پہنچے مذموم ہے۔ سید امر سلین ارواح فدہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خود حضور کی مدح و ثناء میں طرا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ رشاد ہوتا ہے۔ لا تطرونی کما اطرت الصاری عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) (۱) یعنی میری ثناء میں طرا نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں اطرا سے کام لیا۔

حضرت غوث اعظم کے لئے امام الصدیقین اور قدوة الاولین کے الفاظ استعمال کرنا بھی فی الجملہ اطرا میں داخل ہے مگر اس میں تو یہ تدریل ممکن ہے کہ الصدیقین اور قدوة اولین میں الف۔ م استغراق کا نہ لیا جائے یعنی اصدیقین اور اولین سے تمام صدیق و تمام پیرے لوگ مرد نہ ہوں لیکن صاحب مقام و راء لوری اور حکم علی القدر والقضاء میں کوئی مقبول تدریل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان الفاظ کا استعمال حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے قطعاً جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

الجواب صحیح حبیب امر سلین غفرلہ عنہ۔ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) صرف گناہ کے ارادے سے گناہ نہیں لکھا جاتا۔

(۲) نیکی کے ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے۔

(السوال) (۱) ایک شخص چھ روپیہ لے کر زنا کرنے کی نیت سے چلا۔ اور کسی وجہ سے راستہ سے پھٹ آتا ہے۔ یہ موقع میں وہ گناہ کا مرتکب ہو گیا نہیں؟

(۲) ایک شخص حج کرنے کی نیت سے چلا اور شراہ میں وہ مر گیا۔ مرحوم کو حج کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

المسنفتی نمبر ۱۲۶۷۰ ایم عبد الرحمن صاحب (گی) ۷ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۴ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۴۰۸) بدی اور گنہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک عمل میں نہ آجائے۔ اور نیکی ارادہ کرنے پر لکھی جاتی ہے۔ اور عمل میں آنے کے بعد اس کا حقیقی بدلہ لکھا جاتا ہے پس زنا کرنے کے ارادے سے چلا تو اس کا گنہ نہیں لکھا جائے گا۔ (۲) اور جب زنا واقع ہونے سے پہلے موٹ آیا ورنہ نام ہوا تو یہ جانا کالعدم ہو گیا۔ ورنہ اگر وہ کرے چلا تو اسی وقت سے اس کے نامہ عمل میں نیکی (ارادہ حج) لکھی جانے

۱۔ بخاری، کتاب النیوہ باب اول کر فی کتاب مریم ۹۰۔ طقدیکی۔

۲۔ "ادام عادی سنہ فلا نکسوہا علیہ" فان عملها فکتوہا سنہ وادام بحسۃ فلم یعملہا فاکسوہا حسۃ وادام عملہا فاکسوہا عشراً۔ (مسلم، باب من تجارہ اللہ تعالیٰ من حدیث نفس ۸۔ طقدیکی)

گی۔ اگرچہ وجود میں ایک توحج کا حقیقی کامل بدہ اس کیسے لکھا گیا اور اگرچہ کرنے سے پہلے مر گیا تو وہ حج کی نیسی نامہ اعمال میں لکھی رہی اور اس کو حکمن حج کا بھی ثواب مل جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(السؤال) کیا درج ذیل شعر حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی ہے؟

اگر حقیقت دیکھنی ہو کفر اور اسلام کے روئے انور دیکھ گیسوئے محمد دیکھ کر

مذکورہ بال شعر میں شاعر نے حضور کی زلف مبارک کی سیاہی سے کفر کی ظلمت کو تشبیہ دی ہے شاعر کا یہ خیال شرعی نقطہ نظر سے سوء دلی لئے ہوئے ہے یا کیا۔ مدلل جواب شرعی مرحمت فرمادجئے۔

المستفتی نمبر ۲۶۷۱ احمد خان۔ ٹوبہ (راجپوتانہ) ۸ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۵ جون ۱۹۴۱ء (جواب ۴۰۹) یہ تعبیر مناسب ضرور ہے۔ مشہور مشہور میں وجہ تشبیہ کے لحاظ سے کیا نیت نہیں ہے۔ اس لئے یہ مضمون بھی کوئی مستحسن اور بہتر نہیں ہے۔ کفر و اسلام کے نور و ظلمت میں اجتماع غیر متصور ہے۔ اور ظلمت کفر بجائے خود مذموم اور قابل محو ہے۔ اور زلف درجے انور کی سیاہی اور نور مجتمع ہیں۔ اور ان کا اجتماع مستحسن اور مطلوب ہے۔ اور زلف کی سیاہی بجائے خود محمود اور قابل حفاظت ہے محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

افعل میں عقل دل کے تابع ہے۔

(السؤال) دل حاوی ہے عقل پر یا عقل حاوی ہے دل؟ یعنی کسی کام کسی بات یا کسی فعل کے کرنے میں دل عقل کی متابعت میں چلتا ہے یا عقل دل کی؟ آپ اپنی رائے کا اظہار فرما کر صرف مجھے ہی نہیں بلکہ تقریباً ایک ہزار دیگر سیاسی قیدیوں کو بھی جو اس بحث میں بڑی شدت سے حصہ لے رہے ہیں، شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستفتی نمبر ۲۷۲۳ حاج محمد میر۔ سیاسی قیدی۔ سینٹرل جیل۔ ڈیرہ اسماعیل خان ۲۷ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۴۲ء

(جواب ۴۱۰) تمام رجحانات و تحریکات نفسانیہ کا مبنی قصب ہے۔ وہی منشائے تحریک ہوتا ہے۔ پھر عقل اس کی رہبری کرتی ہے۔ اگر قصب نے عقل کی رہبری قبول کر لی تو اپنے اعمال میں رشد و استقامت پیدا کر دیتا ہے۔ اور اگر اس سے انحراف کیا تو خبیث و ضد کی دہر میں پھنس جاتا ہے۔ ہمارے سید و موم آقائے نامہ ار ﷺ نے فرمایا۔ الا ان فی الحسد مضعة اذا صححت صحت الجسد کله واذا فسدت فسدت الجسد کله الا وہی القلب۔ (۱) یعنی جسم میں ایک مضرہ تخم ہے وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے ورنہ بگڑ جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ ہاں اوہ دل ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسم انسانی اور حرکات نفسانی اور صالح و فساد کی ذمہ داری دل پر ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ دوزخ میں دوزخی کہیں گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر (۲) یعنی اگر ہم سماعت سے کام لیتے یا عقل سے کام لیتے تو آج دوزخ میں نہ

ہوتے۔ ”معلوم ہوا کہ ان کے تمام اعمال کی ذمہ داری دس پر تھی۔ عقل سے تو انہوں نے کام ہی نہیں لیا۔ ساری زندگی دل کی خواہشات اور تحریکات پوری کرنے میں گزاری لہذا دل ہی تمام اعمال کا ذمہ دار ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ ذیل

کیا مندرجہ ذیل عقائد اہلسنت کے عقائد ہیں؟

(السوال) زید جو مفتی بھی ہیں اہل سنت و جماعت کے عقائد مندرجہ ذیل قرار دیتے ہیں، اور یہ فرماتے ہیں کہ جس کے عقائد یہ نہ ہوں وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کیا یہ شخص اس قہر ہے کہ مسلمانوں کا مفتی بن سکے۔ در کیا ان عقائد کو نہ رکھنے والا اہل سنت سے خارج ہے۔ مفتی صاحب مذکور اہل سنت و جماعت کے مندرجہ ذیل عقائد بتاتے ہیں:-

(۱) مجلس میاد شریف میں قیام تعظیمی مستحسن ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا تھا۔ (۳) فاتحہ کھانے پر جائز ہے۔ (۴) عرس گیارہویں شریف جائز ہے۔ (۵) اولیاء اہل قبور سے استمداد جائز ہے۔ (۶) یہ کہ کسی دلی سے جو نقل فرما چکے ہیں کہ آپ مد فرمائیے یا خدا سے دعا کیجئے جائز ہے۔ (۷) تمام مردے قبروں میں سنتے ہیں۔ (۸) یا غوث اور یرسول اللہ کہنا جائز ہے۔ (۹) عبدالنبی عبدالمصطفیٰ، غلام نبی غلام رسول نام رکھنا جائز ہے۔ (۱۰) تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا اسماعیل شہید دہوی کے عقائد و مسائل خلاف مذہب اہل سنت و جماعت ہیں۔ بیوا لا دلة الواصحة۔

المستفتی نمبر ۸۸۷۲ فضل المناظرین جہانگیر خاں (اگرہ) ۷ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ
(جواب ۱۶۱) اہل سنت و جماعت کی یہ تعریف من گھڑت ہے جو کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ جو شخص اہل سنت و جماعت کی یہ تعریف بتاتا ہے اس سے دریافت کیا جائے کہ یہ تعریف کس کتاب میں لکھی ہے؟ جو عقائد وہ اہل سنت و جماعت کی طرف منسوب کرتا ہے ان میں سے بعض تو قرآن مجید کی صریح آیات اور حدیث صحیحہ کے خلاف ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن کو وہ خود مستحسن کا درجہ دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے مستحسن ہونے کو نہ نئے واد اہل سنت و جماعت سے خارج نہیں ہو سکتے۔ اس کے بیان کردہ عقائد کی مختصر تفصیل یہ ہے:-

(۱) ”مجلس میاد شریف میں قیام تعظیمی مستحسن ہے۔“ اس سے پوچھا جائے کہ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ اہل سنت و جماعت وہ ہے جو مجلس میاد میں قیام تعظیمی کو مستحسن سمجھتے ہو۔ پھر یہ بھی دریافت کیا جائے کہ قیام تعظیمی صرف مجلس میاد میں مستحسن ہونے کی وجہ کیا ہے۔ اگر حضور انور ﷺ کی سیرۃ مطہرہ اور ولادت طیبہ کا مجلس وعظ میں ذکر کیا جائے تو اس میں قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟ اور اس میں قیام نہ کرنے والے اہل سنت و جماعت سے خارج کیوں نہیں ہوتے۔ یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ مجلس میاد معروف و مروج کی ابتدا یا ایجاد ساتویں صدی ہجری کے شروع میں ہوئی ہے۔ حضور رسول کریم ﷺ کے مبارک زمانے سے چھ سو سال تک مجلس میاد کا وجود نہ تھا۔ سب سے پہلے یہ مجلس ارباب کے بادشاہ ملک مظفر ابو سعید نے ایجاد کی۔ اول من احدث فعل ذلك صاحب ارباب الملک المظفر ابو سعید کو کوری ابن

رسول الدین علی (الحاوی) مک مظفر نے مودوں بتد اشہانہ طریق پر کی۔ مجلس مولود پر ہر سال تین اھ شریوں خرچ کرتا۔ یہ معمول نہ ہو سکا کہ یہ مصارف بیت مر سے کئے جاتے تھے یا ذاتی بیت سے۔ گریٹ لمرل سے ہوتے تھے تو اس کا حق نہ تھا۔ اور کرذاتی ہوتے تھے تو پھر بھی اس سے زیادہ ضروری اور مفید صغوں میں مثلاً تبیغ اسلام و تعیم میں یہ رقم خطیر خرچ کرنا مناسب تھا سبط بن الجوزی نے مرقۃ الزمان میں مک مظفر کی مجلس مولود کے بعض شرکاء سے نقل کیا ہے کہ جس مجلس میں وہ شریک تھا اس میں پانچ ہزار بحر کی بھنی ہوئی سریاں اور دس ہزار بھنی ہوئی مرغیں اور ایک سو گھوڑے و ایک کھانے کی کباباں و رتیں ہزار حوے کی قاین شمار کی تھیں۔ مک مظفر ایک تو مجلس مولود اس شان و شوکت سے کرتا۔ دوسرے یہ کہ نہر کے بعد سے نماز فجر تک مجلس قونر م رہتی۔ اس میں خود شریک ہوتا اور حال کھیلتا اور قص کرتا تھا۔ ورجو عماء و صوفی آتے ان کو ضعتیں دتا اور خزانے کے لئے کھول دیتا۔ و قال سبط ابن الحوری فی مرقۃ الزمان حکى بعض من حضر سماء المطفر فی بعض الموالد انه عدی ذلك السماء حمسة الاف رأس غم مستوی وعشرة لاف دحاجة ومائة فرس ومائة الف ربلدية و تلیس الف صحن حاوی قال وکان یحصر عنده فی المولد اعیان العماء والصوفیة فیحلق علیهم و یطلق لهم ویعمل للصوفیة سماعاً من الطهر الی الفحر ویرقص بنفسه معهم وکان یصرف عی المولد فی کل سنة مائة الف دسار (الحاوی للسووی) ۲ جب کہ مجلس مولود کا وجود چھ صدیوں تک نہ تھا تو چھ صدی تک مسلمان جو نہ مجلس مولود منعقد کرتے تھے نہ قیوم کرتے تھے وہ اہل سنت و جماعت تھے یا نہیں۔ اور ان کا ایمان و اسلام کامل تھا یا نقص ۴، اگر تمام صحابہ کرام و تابعین عظام و مجتہدین و جب ر حترم مجلس مولود کے اور قیوم غیر سچے ورپکے مومن و مسلم و اہل سنت و جماعت تھے تو آج بھی وہی سہ مومن و مسلم و اہل سنت و جماعت بننے کے سے کافی ہے۔ مک مظفر کی ایجاد سے سامو میاں کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ ورنہ اہل سنت و جماعت میں شمار کئے جانے کی شرط بن سکتی ہے۔ ورنہ تو قون و ماں کھیلتا اور رقص کرنا بھی سہ مویان میں داخل و اہل سنت و جماعت کی امت قرار دیا جائے گا۔ و حاشا عن دلت

(۲) ”اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا“ ہاں اللہ تعالیٰ نے بیشمار مغیبات کا علم حضور ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ ہر ایمان اس پر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے بعد تمام خلق سے زیادہ تھا۔ مگر جب مغیبات کا علم اللہ تعالیٰ کے بنانے سے حضور کو حاصل ہو تو حضور عالم غیب نہیں ہوتے۔ کسی غیب کی بات کا علم جو بتانے سے حاصل ہو وہ علم غیب اس شخص کے حق میں نہیں رہتا اور اس لئے اس پر علم غیب کا طریق نہیں ہو سکتا۔ قرآن پاک میں حضور کو حکم دیا گیا کہ امت سے رو کہ میں عام غیب نہیں ہوں فلا اقول لکم عدی حرائس اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی مت (۲) تمام امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ علم

غیب خاص حق تعالیٰ شانہ کی صفت ہے۔

(۴۳) ”کھانے پر فاتحہ دینا اور عرس درگیاں ہوں۔“ ان میں دو باتیں ہیں۔ اول ایساں ثواب یعنی صدقہ کر کے (خوہ کھانا دیا جائے یا نقد یا در کوئی چیز) اس کا ثواب کسی میت کو بخش دیا جائے۔ یا کوئی عبد متبہ یہ نفعہ داک جائے (جیسے نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا تلاوت قرآن پاک کرے) اور اس کا ثواب کسی کو بخش دے۔ تو یہ با۔ تفاق جائز ہے۔ (۱) دوم ان رسومات کی تخصیص اور تعین یا م (۲) و شمول منکرات۔ جیسے کھانا سامنے رکھنا۔ فاتحہ کی جگہ کو پسینا پوننا۔ کھانے کے سامنے پن کی گوری سطر کی پھریری حتیٰ کہ اگر میت فیون کھاتا تھا تو فیون۔ اور حقہ پیتا تھا تو بھرا ہو حقہ بھی سامنے رکھ کر فاتحہ دینا۔ جس کا مطلب یہ ہو کہ میت کو ویہ تمام چیزیں پہنچتی ہیں۔ جو صریح بہت ہے۔ پھر اس کو لازم و ضروری سمجھنا۔ (۲) گیارہویں تاریخ کو ہتمام سے گیارہویں کرنا۔ عرس میں دور و دراز مسافت سے شہر حل کر کے جانا۔ عورتوں کے ساتھ اجتماع و اختلاط کرنا۔ غیر محرم عورتوں کا گانا بجانا۔ یہ تمام باتیں بدعت ہیں۔ ان بدعات کے مرتکب تو اہل سنت و جماعت قرار دیئے جائیں اور جو ان بدعات و منکرات سے بچیں اور امت مرحومہ کو پی نہیں وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہوں۔ یہ بات ایک ادنیٰ سمجھ و ادنیٰ سمجھ سکتا ہے۔

(۵، ۶، ۷) مل قبور سے مدد مانگنا تو اس نے ناجائز ہے کہ وہ ظہری زندگی کے لزوم و سبب اعانت سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ در روحانی اور باطنی امداد دینے کی قرآن و حدیث و فقہ میں کوئی دلیل نہیں۔ ان کے مزارات کی زیارت مسنون و مستحب ہے۔ مگر زیارت کی غرض تذکر آخرت و تذکر موت و صاحب قبر کے لئے دئے مغفرت ہے۔ در ان کے قرب سے رکت و سعادت حاصل ہوتی ہے جو ان سے مانگنے پر موقوف نہیں ہے۔ اور مردوں کا سننا نہ سنا صحابہ کرام کے زمانے سے مختلف فیہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بہت سے صحابہ کرام سے معات موات کا انکار فرماتے تھے اور قرآن کریم کی آیات سے استدلال فرماتے تھے۔ پس منکر معات کو اہل سنت و جماعت سے خارج کرنے و ان کو یا حضرات صحابہ کو بھی اہل سنت و جماعت سے خارج کرتا ہے۔ معاذ اللہ

(۸) یا رسول اللہ صلوٰۃ و سلام کے ساتھ مثلاً الصلوٰۃ و السلام عین یا رسول اللہ اس نیت سے کہنا کہ ہمارے کام فرشتے حضور کو پہنچا دیں گے جائز ہے۔ (۱) اور اس اعتقاد سے کہنا کہ خود حضور سنتے ہیں ناجائز اور مفقہ کی شرک ہے۔ در یا غوث کہنا و غوث سے مراد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ہونا و یہ سمجھنا کہ حضرت شیخ قدس سرہ ہر شخص کی مذہب و مقام سے سن پتے ہیں شرک ہے۔

۱ "ان الاصلان له ان يجعل ثواب عمده بغيره صلوٰۃ او صوماً او صدقة او غيرها عند اهل السنة والجماعة" (مذہبہ، کتاب الجمع باب الجمع عن الغير ۱ ۲۹۶ ط شریکۃ علمیہ)

۲ "ومنها وضع الحدود والتراجم للكفیات والنیات لمعية والتراجم العبادات المعیة ثم یوحى لها ذلك التبعین فی الشریعة" (لا اعتصام، الباب الاول فی تعریف البدع ج ۱ ص ۳۹ ط دار الفکر بیروت)

۳ "وفیه من صریح علی امر مسلوب وجعله عریضاً ولم یعمل بالرحمة فقد اصاب منه الشیطان من الاصلال فكیف یس اصر علی بدعه ومكر" (مرقاۃ ۳ ۳۱ ط لمکتبہ الحیة كرنہ)

۴ "ان الله ملائكة یسبحون فی الارض یلعون من امی السلام" (نسان، کتاب الصلوٰۃ باب التسلیم علی امی ۱ ۴۳ ۵ سعید)

(۵) عبد نبی عبد مصطفیٰ غلام نبی غلام رسول اور اس قسم کے نام رکھنے کو اس غرض سے منع کیا جاتا ہے کہ اس میں یسار و شتباہ ہو سکتا ہے۔ (۱) اور غوم اس لفظی اور بد عقیدگی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ ہم جیسے مذ کے بندے ہیں اچھے ہی نبی اور رسول کے بندے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس بات کو اہل سنت و جماعت کی پہچان قرار دینا کسی ذی فہم آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام باوجود فدائے شمع رسالت ہونے کے عبد المصطفیٰ عبد نبی نام نہیں رکھتے تھے۔

(۱۰) تقویۃ الدین حضرت مولانا سمعیل شہید دہلوی کے مسائل قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے موافق اور مذہب اہل السنۃ و الجماعۃ کا آئینہ ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ لفظی تعبیر میں کسی کو تامل ہو۔ یہاں مسائل میں کسی سنی حنفی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اندلہ۔ دہلی۔

علمائے دیوبند کو گمراہ کہنا غلط ہے۔

(السوال) حضرات علمائے دیوبند کو گمراہ جاننا اور ان کے وعظ کو بند کرنا اور ان کو وہابی کہنا کیسے ہے؟
(جواب ۴۱۲) علمائے دیوبند کے حنفی اہل السنۃ و الجماعۃ ہیں۔ ان کو گمراہ جاننا وہابی کہنا غلط ہے۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ مدرسہ امینیہ، دہلی

ملحدانہ کلام کے خلاف کوشش کرنا باعث اجر ہے۔

(السوال) ایک شاعر مندر بہ ذیل قسم کے شعر اردو زبان میں کہتا پڑھتا در شائع کرتا ہے۔ اور خدا و رسول کے خلاف ایسا لٹریچر پیدا کرتا ہے جو آئندہ نسوں کے لئے خطرناک ہے۔

اشعار

افق سے بحر مسکرنے لگی	موزن کی آواز آنے لگی
یہ آواز ہر چند فرسودہ ہے	جہاں سوز صدیوں سے آلودہ ہے
مگر اس کی ہر سانس میں متصل	دھڑکتا ہے بے تک محمد کا دل

رباعیاب

حق کا ہو عروج ہر دن چاہتا ہے	باصل مٹ جائے ہر نبی چاہتا ہے
لیکن ان بزرگواروں سے کوئی پوچھے	کیا قادر مطلق بھی یہی چاہتا ہے
آتے نہیں جن کو درد ہندے ساتی	وہم کے بنتے ہیں وہ پھندے ساتی
جس سے کو چھڑ سکا نہ انداب تک	اس سے کو چھڑا رہے ہیں بندے ساتی

یہ شاعروں اور ایسے شعراء کے خلاف آواز بلند کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ اور احترام مذاہب کا خیال رکھتے ہوئے حکومت کو ایسے شاعر کے خلاف قانونی کارروائی کرنی چاہئے یا نہیں؟
(جواب ۴۱۳) ایک فتویٰ اس سے پہلے شاعر مذکور کے کلام کے متعلق میں لکھ چکا ہوں۔ وہی س کا جواب بھی سمجھ لیا جائے۔ یہ کام ملحدانہ ہے۔ اس سے بچنا اور اس کو نقل کرنے سے احتراز کرنا لازم ہے۔ حکومت موجودہ کوئی اسلمی حکومت تو ہے نہیں کہ وہ ملحدانہ کلام پر کوئی گرفت کرے۔ ہاں مسلمان اپنے طرز عمل سے شاعر کو اس قسم کی شاعری سے روک سکیں تو ان پر لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کے دیگر علماء اور ان کی تصانیف کا حکم۔

(السوال) زید کتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی در شاہ رفیع الدین ورن کے ولد ماجد شاہ ورن محدث دہلوی ورن کے ولد شاہ عبد الرحیم صاحب در شیخ عبد الحق محدث دہلوی یہ تمام کوئی بڑے پایہ کے علما تھے۔ جس طرح میاں نظیر حسین محدث دہلوی بڑے عالم تھے۔ ان عہد نے حدیث کی اور دین کی کوئی نمایاں خدمت نہیں کی۔ بلکہ ہندوستان میں تقیہ کی بدعت پھیلانے کے یہی لوگ سبب ہوئے۔ عمر و کتا ہے کہ مذکور بالا علماء بڑے پایہ کے عالم تھے۔ ہندوستان میں آج علم حدیث کا وجود انہیں حضرات کا طفیل ہے۔ حدیث کی اور دین کی بڑی خدمتیں کیں۔ ورن کے بعد کے علماء ان کو اپنا مقلد اور پیشوا سمجھتے ہیں۔ دیکھو حضرت شاہ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ الملوک تحریر فرمائی اور عقائد میں تنکیں ا۔ یمن تحریر فرمائی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے رد شیعہ میں تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمائی اور تفسیر عزیزی فتاویٰ عزیزیہ وغیرہ لکھی۔ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟ المستفتی منشی رحیم بخش (جھانس)

(جواب ۴۱۴) عمر و کا قول صحیح ہے۔ حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی در حضرت شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ اور اسی خاندان کے دوسرے بزرگ بڑے مقدس در تبحر علماء تھے۔ تمام ہندوستان ان کے علمی فیوض سے مستمتع ہے۔ میاں نظیر حسین صاحب محدث دہلوی بھی اسی خاندان کے خوشہ چین اور حضرت شاہ محمد الحق رحمۃ اللہ کے شاگرد تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ در حضرت شاہ عبدالعزیز کے احسانات دینیہ سے ہندوستان کے مسلمان سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ ان کی تصنیفات معتبر در یق استفادہ ہیں۔ اسی طرح حضرت شاہ اہل اللہ، شاہ رفیع الدین، شاہ عبد قادر، شاہ محمد الحق، شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ عظیم الجمعین یہ سب مقدس بزرگ ہیں۔ اور ان کی تصنیفات معتبر در مقبول ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

دہلی

(از اخبار سہ روزہ المجمعیہ دہلی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۸ء مطابق ۲۲ شوال ۱۳۴۶ھ)

گزارش ہے کہ ایک مطبوعہ اشتہار عریضہ ہند کے ساتھ ارسال خدمت ہے۔ بار بار اس قسم کے اشتہارات ہر دو تین سال بعد دیکھنے میں آتے ہیں۔ مگر اشتہار ہند میں یہ نئی بات ہے کہ بقیہ سنین پیش گوئی درج

ہے لہذا استدعا ہے کہ اس کے متعلق رائے ملی سے مطلع فرمائیں۔ اشتہار۔

فرمان مصطفوی

ہم مسلمان مدد مانگتے ہیں اور درود و سلام بھیجتے ہیں دونوں جہان کے سردار سرور عالم ﷺ اور ان کے آل و اصحاب پر اس وصیت سے سب مسلمان بھائیوں کو اطہار کرتا ہوں۔ مدینہ منورہ سے شیخ احمد خادم روضہ مبارک کی طرف سے کہتے ہیں کہ جمعرات کو میں قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اہل پاک کے نام کا ورد کرنے بیٹھا تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا۔ تو میں وہیں سو گیا اور خدائے پاک کی مہربانی سے حضرت رسول خدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور نے پکار کر فرمایا اے شیخ! میں نے عرض کیا لیلیٰ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں نہایت برے کام ہو رہے ہیں اور میں شرمندہ ہو رہا ہوں۔ اور پروردگار کو اور اس کے بندوں کو منہ نہیں دکھا سکتا۔ اس سبب سے آپ کہ اس جمعے سے آتے جمعہ تک ایک لاکھ آٹھ ہزار اسلام کے سوائے دوسرے مذہب پر چل رہے ہیں۔ میں خدا کے آگے پناہ مانگتا ہوں حال میں ایسا ہو رہا ہے۔ مال دار لوگ غریبوں پر رحم نہیں کرتے۔ صبح اٹھتے ہی برے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک شخص گناہوں کی طرف رجوع ہو رہا ہے۔ کوئی شراب و روپیتا ہے۔ کوئی ناپ توں کم کر دیتا ہے۔ بیانج کھ رہا ہے۔ زکوٰۃ نہیں دیتے اے شیخ احمد اس میری وصیت کو ہوگوں تک پہنچو دے کہ غفلت میں نہ رہیں۔ میں ان کی حالت دیکھ کر حیرن و پریشان ہوں۔ کیونکہ ان کے اوپر عذاب نازل ہونے والا ہے۔ اور خدائے پاک ان کا رزق بند کرنے والا ہے۔ اس لئے ان کو خبر کر دو کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس زمانے کے لوگ نیک کاموں سے دور اور برے کاموں کے نزدیک ہو رہے ہیں۔ دین اسلام سے دور بھاگ رہے ہیں۔ آخرت کا دن قریب آ رہا ہے۔ اور ۱۳۴۰ھ میں عورت اپنے خاوند کی بے اجازت گھر سے باہر جائے گی۔ اور ۱۳۵۰ھ میں ایک نشانی مرغی کے انڈے کے مانند دکھائی دے گی۔ اور ۱۳۶۰ھ میں تین دن اور تین رات آفتاب غروب رہے گا۔ اس کے بعد مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس وقت توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ اور ۱۳۸۰ھ میں حافظہ کے سینے سے قرآن شریف نکل جائے گا یا شہادت ضرور ہو جائے گی۔ درمست اور دجول ظاہر ہوں گے۔ در تخری زمانے کے حالات دیکھ کر میں بہت پریشان ہوں گا۔ شیخ یہ ہماری نصیحت ہوگوں پر پہنچو دے اور ان کو خبر کر دے کہ اس وصیت کو جو کوئی نقل کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچا دے گا تو خداوند کریم اس کے لئے یک محل جنت میں تیار کرے گا۔ جو کوئی اس طرح نہ کرے گا تو قیامت کے دن اس کو میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ اور جس کسی کو لکھنا نہ آتا ہو تو تین درم دے کر لکھائے اور جو کوئی مفت لکھ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں محل دے گا۔ اور قرض دار لکھو اگر اپنے پاس رکھے تو خداوند کریم اس کا قرض واکرے گا۔ اس کے اور اس کے ماں باپ کے گنہوں کو بخش دے گا۔ اور جو مکھ کر نہ دے اس کا منہ دنیا میں اور آخرت میں کالا ہوگا۔

شیخ احمد کہتے ہیں خدا کی قسم خدا کی قسم یہ اوپر لکھی ہوئی حقیقت سب سچ ہے۔ درمیں

جھوٹ کتنا ہوں تو دنیا میں اسلام کے سوائے غیر مذہب کے دوسری میری موت ہو۔ اور جو شخص اس حقیقت کو غلط سمجھے وہ ایمان نہ لائے تو وہ کافر ہے۔ اور ایمان نہ لائے گا تو دوزخ کی گس سے نجات پائے گا۔ میں درود بھیجتا ہوں دونوں جہان کے سردار پر اور سلام بھیجتا ہوں نبی کریم ﷺ پر اور ان کے آل و اصحاب پر۔ خداوند کریم یہ وصیت ظاہر کرنے والے پر جر عظیم اور جنت نعیم ظاہر فرما۔ نماز پڑھو اور عذاب سے بچو۔ ورنیک چنی اختیار کرو۔ امیں تم امیں

(جواب ۴۱۵) یہ وصیت نامہ اور اسی قسم کے وصیت نامے جو مدت سے شائع کئے جا رہے ہیں، ہرگز اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ شیخ احمد ایک فرضی نام ہے۔ اور تمام واقعہ محض بناوٹی اور گھڑا ہوا ہے۔ یا تو یہ کارروائی دشمنان اسلام کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے عقیدے بگاڑنے کے لئے اس قسم کی بے سروپا باتیں شائع کرتے ہیں۔ یا ان نادانوں اور جاہل مسلمانوں کا کام جو اصول اسلام سے ناواقف اور بے خبر ہیں۔ یہ اشتہار بالکلیہ باقابل اعتبار ہیں کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ وہ انہیں چھپوائے یا شائع کرے یا اسے پڑھ کر دوسروں کو سنائے۔ بلکہ لازم ہے کہ جسے ملے وہ فوراً ضائع کر دے۔

(جواب ۴۱۶) یہ اشتہار جس کا عنوان ”فرمان مصطفوی“ ہے عرصہ دراز سے ہندوستان میں چھپتا اور شائع ہوتا ہے۔ تقریباً پینتالیس برس سے تو میں دیکھ رہا ہوں۔ ابتداء میں اس کی اشاعت غالباً کسی دشمن اسلام نے کی ہوگی۔ پھر بھوئے بھائے مسلمان اپنی نادانیت کے باعث پھنس گئے۔ اور کوئی نہ کوئی مسلمان اس کو چھپوا کر شائع کر دیتا ہے۔ اس کا مضمون شریعت کے اصول کے خلاف ہے۔ اور اس پر یقین کرنا جہالت اور گناہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

کسی دینی کتاب میں قیامت کی تعیین کا ذکر موجود نہیں ہے۔

(از اخبار سہ روزہ اہمیت - مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۲ء)

(السوال) کسی دینی کتاب میں قیامت کے آنے کے لئے کوئی وقت یا صدی معین کی گئی ہے یا نہیں؟ ہم پر غیار اعتراض کرتے ہیں کہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ چودھویں صدی میں قیامت ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۴۱۷) قیامت کا کوئی وقت معین طور پر نہیں بتلایا گیا۔ نہ کوئی صدی معین کی گئی ہے۔ اس کا صحیح وقت خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

اشعار ذیل کا شرعی حکم

(زاخدا سہ روزہ جمعیتہ وہی مورخہ ۲۰ جولائی سن ۱۹۳۷ء)

(السوال) ہندوستان کے مشہور شاعر سیمب صاحب کے لئے چند شاعروں نے قصیدے لکھے ہیں جن میں سے ایک نے لکھا ہے ۔

اے ضیاءِ صمدت وہ پیغمبرِ اسرار ہے رہنما ہے راہبر ہے قفہ سار ہے
اس کے عداوہ محفوظ ہو رہی ہے بھی سیمب کے سے مندرجہ ذیل اشعار کے ہیں ۔

عشق کا پیغمبر جذباتِ نقاش بہر
نقشِ روحانیت تہذیب کا پروردگار
راہِ طریقت برجِ نغمہ فروش
عارف کعبہ بدایاں ساقی کوثر بدوش
ہم زماں روحِ اقدس کا ہمنوا ہے سازِ غیب
عشق کے بھیدوں کا محرم شنئے رازِ غیب
غنچہ گل کو سکھانے والا طرزِ گفتگو
بھرنے والا چشمِ مینا میں مذاقِ جستجو
جو رنے والا سب کفتر سے سازد جود
توڑنے والا بت پندار کا صلِ جمود
جس کے سب لہم زماں جس کی نظر جبریل ساز
جس کی ہر ہر سانس میں پنہاں حدیثِ راز ہے
جس کی ہر ہر سانس میں پنہاں حدیثِ راز ہے
خدا صحر کو کیا جس نے چین سے آئنا
بے زبانوں کو کیا جس نے خون سے آئنا

کیا کسی شاعر کو پیغمبرِ اسرار کہنا جائز ہے ؟ ملاحظہ ہو ہوری کے مندرجہ بالا اشعار شریعتِ متبرکہ کی رو سے کیسے ہیں ؟

(جواب ۴۱۸) شعراء کے کلام میں ان قسم کی باتیں سخت ہوتی ہیں اور یہ مبالغہ میں ہمیشہ حدودِ اعتدال سے گزر جاتے ہیں ۔

۱۔ شعر پیچ و در فن و چونکہ کذب و مست احسن

پیغمبرِ اسرار ہونے سے کفر نہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ اسرار سے اسرار الہیہ مراد نہیں ہیں بلکہ اسرار کا مراد اسرارِ عشق و محبت یا اسرارِ فصاحت و بدعت مراد ہو سکتے ہیں ۔ سی طرح تہذیب کا پروردگار یعنی رب لہ تہذیب بالاضافۃ ایسا ہے جیسے رب انعم رب المرء وغیرہ ۔ ساقی کوثر بدوش ان تمام الفاظ میں زیادہ سخت ہے مگر شرع کے لئے والشعراء سعمہم العوون الم تر انہم فی کل وادیہم مومن وانہم بقولون مالا یععدون ۱ کے تحت رکھنے کے بعد یہ باتیں متابعہ نہیں ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

بغیر دلیل کسی پر زنا کی تہمت لگانا اور قرآن کی بے ادبی کرنے کا حکم۔

(اخبار الجمعۃ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۱ء)

(السوال) چند اشخاص ہم نوالہ وہم مشرب تھے۔ یکایک فروعی مسائل میں اختلاف ہو گیا اور ذاتی عداوتیں شروع ہو گئیں۔ زید نے بحر کو زنا کی تہمت لگا کر نماز سے نکال دیا۔ بحر نے ہر چند کہا کہ میں بری ہوں۔ قرآن شریف اٹھا سکتا ہوں اگر تم سچے ہو تو گواہ لاؤ۔ بحر نے قرآن شریف کے حق میں بے ادبی کے الفاظ کہے۔ وغیرہ۔

(جواب ۴۱۹) فروعی اختلاف میں تو یہ طرز عمل مناسب نہیں ہے۔ لیکن فروعی اختلاف کو صاف صاف ذکر کرنا چاہئے کہ کس مسئلہ کی بناء پر اختلاف ہو ہے اور زنا کی تہمت تو بہر حال سخت چیز ہے۔ بغیر حجت شریعہ کی تو متہم بالزنا کرنا سخت گناہ ہے۔ قرآن مجید کے بارے میں توہین کے الفاظ کہنا موجب فسق ہے اور بعض صورتیں کفر تک پہنچا دیتی ہیں (۱)۔ علمائے کرام اور محدثین عظام کی شان میں بے ادبی کرنا موجب فسق ہے (۲)۔ اور اگر بے ادبی بحیثیت کسی شرعی مسئلے کے یا علم کی توہین پر مبنی ہو تو موجب کفر ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

۱ "لو انکثر ایتہ من القرآن او سحر بآیۃ منہ کفرو" (جامع العصولی الفصل الثامن والثلاثون ۳۰۴/۲ ط اسلامی کتب خانہ)

۲ "یخاف علیہ الکفر اذا شتم عالماً او فقیہاً من غیرہ" (البحر الرائق، باب احکام المرید ۱۳۲/۵ ط بیروت)

فرہنگ اصطلاحات

الف

حوط۔ قریب، قریب، جو زنی دور بر کی صورتوں میں سے وہ صورت جو تقویٰ کے قریب تر ہو۔
تخلف۔ حقیر سمجھنا۔

احتضار۔ نزاع کا وقت، موت کے فرشتوں کا قبض روح کے لئے حاضر ہونا۔

اطراء۔ کسی کی تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔

ضطرر۔ یہ حالت کا پیدا ہو جانا کہ جان کے ہلاک ہو جانے کا یا کسی عضو کے ٹوٹ جانے کا یقین ہو جائے۔

جماعی مسئلہ۔ وہ عقیدہ یا حکم جس پر صحابہ و ائمہ مجتہدین متفق ہوں۔

ہام۔ خدا کے نیک بندوں کے دل میں خدا کی طرف سے جو کوئی بات ڈالی جاتی ہے اسے الہام کہتے ہیں۔ یہ وحی کے بعد کا درجہ ہے۔ مظم اتم فاعل۔ مظم اتم مفعول۔

د۔ اربعہ شریعہ۔ چار شرعی دینیوں جن پر حکام شرعیہ کا مدار ہے۔ اول قرآن مجید، دوم حدیث شریف، سوم جمع امت، چہر م قیاس (جتناو)

حنف۔ حنفی کی جمع۔ حضرت امام عظیم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقصدین۔

التفاق۔ متفقہ طور سے ہوا، اتفاق۔

سند۔ دل۔ دلیل پرنا، یعنی کسی مسئلہ مطلوبہ کو ثابت کرنے کے لئے کوئی اصول پیش کرنا۔

احتجاج۔ حجت پڑنا۔ یعنی کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لئے ایسی صاف و واضح دلیل پیش کرنا جو

مقابلہ کی دیلوں کو کاک دے اور اس کو مغلوب کر دے۔

اسرائیلیات۔ زمانہ قبل مسیح کے پیغمبروں، متوں، ملکوں اور سلطنتوں سے تعلق رکھنے والی وہ روایات

و روایات جو ان کتاب کی نہ ہیں کتابوں سے منقول ہیں۔

احادیث دینی، محدث کا عم فاعل ہے۔

ب

برزخ۔ موت کے بعد قیامت تک کا زمانہ

ت

تعزیر۔ سزا دینا، کسی جرم کی وہ سزا جو حاکم اسلام اپنی صولہدید اور رائے سے تجویز کرے اور شرعاً اس کی

کوئی خاص سزا مقرر نہ کی گئی ہو۔

تکفیر۔ کفر کا حکم لگانا۔

تاویل۔ لفظ مشترک کے چند معنی محملہ میں سے بقرائن یک معنی کو ترجیح دینا۔ (اگر وہ ترجیح اصول شریعہ کے خلاف نہ ہو تو تاویل مقبول ہے ورنہ تاویل باطل۔)
تعبیر۔ کسی مفہوم و معنی کو بیان کرنے کے لئے چند سلیب بیان میں سے ایک راغب۔ بیان کو یہ چند مرادف الفاظ میں سے ایک کو اختیار کرنا۔

تحریف۔ لغوی مفہوم میں اصل مقصد کے خلاف اپنی مرضی کے مطابق دل بہانہ کر دینا۔
توتر۔ کسی بات کا اتنے کثیر ردیوں کے ذریعے سے تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچنا جن کے متعلق جھوٹ کا گمان نہ ہو جسے صحیح قرآن مجید کہ ہم تک بھڑیق تا تر پہنچا ہے۔
تشریح۔ کسی بات کو دین قرآن، مذہب قائم کرنا۔
تحدی۔ قوت مضبوطی و رد و موافق کے ساتھ کسی بات کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا، چیلنج کرنا۔
تلبیس۔ جھوٹ، جھگڑا، مادینا، صحیح بات کو مشتبہ کر دینا۔
توجیہ۔ کلام کے محمل کو بیان کرنا اور وجہ و علت کو ظاہر کرنا تاکہ اس کا علاقہ و ایہام دور ہو جائے اور دوسرے کلام سے اس کا غلط فہم رفع ہو جائے۔

تھیوری۔ (انگریزی) نظریہ

تثلیث۔ تین خدا، نہ (عیسائیوں کا عقیدہ)

ج

جمہیر۔ (جمہور کی جمع) مرد و اسداس کے علماء اور صاحب ارے لوگ۔

جہلیت۔ (عمد جاہلیت) حضرت رسول ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ۔

ح

حربی۔ درالحرب کے غیر مسلم باشندے یا رعایا۔

حنفیہ (حنفی کی جمع) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین۔

حبلیہ۔ (حبلی کی جمع) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلدین۔

حجت۔ (برہان) ایسی صاف اور واضح دلیل جو مقابل کی دسیلوں کو کاٹ دے اور اس کو مغلوب کر دے۔

حمد۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنا۔

حد۔ جرم کی وہ سزا جو دلیل قطعی کی رو سے شرعاً ثابت و مقرر ہو۔

خ

خارق عادت۔ کوئی ایسا کام یا واقعہ جو فطرت کے عام دستور و معمول کے خلاف کسی آدمی سے بغیر

سباب و آفات کے ظاہر ہو۔ (پتھر سے ظاہر ہو تو اس کو معجزہ و رومی سے ظاہر ہو تو اس کو کرامت اور غیر مسلم

سے ظاہر ہو تو اس کو مستدرج کہتے ہیں۔ لیکن ان تینوں میں اور بھی بہت سے بار یک فرق ہیں۔)

دارالاسلام۔ وہ ملک جس میں مسلمانوں کی خود مختار حکومت ہو اور اسلامی حکام و قوانین جاری کرنے پر قادر ہو۔

دارالحرب۔ وہ ملک جس میں اقتدار اعلیٰ غیر مسموں کے ہاتھ میں ہو۔

دیانت۔ وہ معاملہ جو بندے و رخصد کے درمیان ہو۔

دیل۔ کوئی صوں جس سے مسائل ثابت کئے جائیں۔

دیل قطعی۔ وہ دیل جو صاف و صریح و واضح طور پر کتاب و سنت میں موجود ہو اس میں توجہ و تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

ڈ

ڈرون تھیوری۔ ڈرون کا نظریہ۔ (ڈرون یورپ کا ایک فذ غرق تھا۔ اس نے سلامی عقیدے کے خد ف یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ انسان کی تفریش حضرت آدم علیہ سلام کی صورت میں نہیں ہونی ہے بلکہ پہلے ایک کیڑا تھا، پھر اس نے گرگٹ و خیرہ کی شکل اختیار کی پھر تدریجاً بہت سی مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا اندر کی صورت میں آیا و رہندہ سے ترقی کر کے انسان بنا۔)

ریو۔ ربا۔ سود بیع

ردق۔ رتداد، مرتد ہونا، سلام سے پھر جانا۔

ز

زجرا۔ منہیہا، خدر نفرت کے طور پر۔

زندیق۔ جو شخص آخرت کو نہ مانے اور خالق کے وجود کا قائل نہ ہو۔ زنادقہ جمع۔

زندقہ۔ آخرت کو نہ ماننا اور خالق کے وجود سے انکار کرنا۔

زمانہ جاہلیت۔ ممد جاہلیت، حضور نور رسول خد ﷺ کی بعثت سے پہلے کا زمانہ۔

س

سیر۔ (سیرت کی جمع) سیرت کے معنی کن شخص کی سوانح عمری۔ مراضطاحار سوانح مصنفین کے حالات زندگی مرادلنے جاتے ہیں۔ سیر کے دوسرے معنی مفذی۔

سنت۔ حدیث شریف یعنی رسول اللہ ﷺ نے دین کی حیثیت سے جو کام کئے یا کرنے کا حکم دیا۔ (آپ کا طریقہ و نمونہ عمل)

سما موبتی۔ مردوں کا سننا۔ (یعنی یہ مسئلہ کہ آیا قبروں میں مردے ماہر کی آواز سنتے ہیں یا نہیں)۔

سیاست۔ کسی جرم کی سزا جو حاکم نے اپنی رائے سے جاری کرے۔

ش

شہود۔ (شہد کی جمع) وہ۔

شہادتیں۔ دو شہادتیں جو کلمہ شہادت میں ہیں۔ اللہ کی وحدانیت کی شہادت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کی شہادت۔

شان نزول۔ جن حالات کے وجہ سے یہ جن سبب کی بناء پر کوئی آیت نازل ہو۔ (سبب نزول یا موقع نزول)

شوافع۔ (شافعی کی جمع) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے مقلدین۔

ص

صراحۃً صاف ہو، واضح، غیر مشتبہ طور پر۔

ع

عقود رویہ۔ سود کی معاہدات۔

غ

غان۔ کٹر، تشدد

خلو۔ کٹر پن، شدت

غیر موجب۔ وہ کام جس میں تو جیسہ نہ کی گئی ہو۔

ف

فروعی مسائل۔ جزوی مسائل۔ ایسے مسائل جو بھریق اجتہاد اخذ کئے گئے ہوں۔

ق

قاضی۔ وہ اختیار مسلم جج جو سلطان سہم کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو اور شریعت کے مطابق فیصلے کرے۔

قضاء۔ وہ حکم فیصلہ جو قاضی کی عدالت سے جاری ہو۔

قروں تسہ مشہود لہا بالحیر یا قروں اولی مشہود لہا بالحیر۔ وہ تین زمانے جن کے فضل و

علیٰ اور باخیر ہونے کی شہادت منجر صادق ﷺ نے دی۔ آپ نے فرمایا خیر القروں قرسی ثم الدین یلوہم ثم

لدین یلوہم۔ یعنی بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ناسوگوں کا زمانہ جو میرے زمانے کے لوگوں کے بعد آئیں

گے۔ پھر ان کا زمانہ جو ان کے بعد آئیں گے۔

م

محاب۔ درالحرب کے غیر مسمیٰ باشندے جو در جنگ ہوں۔

معتوہ۔ ناقص العقل۔ ملاؤ یا زدہ آدمی۔

مقاطعہ۔ قطع تعلق بہرہ کاٹ۔

منجر بجز۔ کفر تک پہنچنے والا۔ یعنی کوئی ناجائز کام جو کفر کے قریب قریب ہو۔

مجتہد فیہ۔ وہ مسئلہ جس کا حکم قرآن وحدیث میں صاف اور واضح طور پر موجود نہ ہو اور بھریق اجتہاد اخذ

متفق علیہ۔ وہ مسئلہ جس میں ائمہ مجتہدین کا اتفاق رائے ہو۔
مختصر۔ وہ شخص جو نیک کی حالت میں ہو۔
مخبر صادق۔ بے خبر، بے خبری والا۔ یعنی حضرت سول خدا ﷺ
معمود۔ بیساکام جو دیر سے ہوتا چھوڑتا ہو۔

مندوب۔ مستحب۔

مختلف فیہ۔ وہ مسئلہ جس میں مختلف رائیں ہوں۔ ضد متفق علیہ۔
محدث۔ نئی ایجاد، وہ چیز۔ اس کا مصدر حدث وراحمہ وعلیٰ محدث ہے۔
محدث۔ حدیث شریف کا جدید عالم۔

مالکیہ۔ مالکی کی جمع۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقصدین۔

مہم۔ وہ شخص جس کو اہم ہو۔ اس کا مصدر اہم اور سم فی عل مہم ہے۔

مکہ سیاحین۔ وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خدمت پر مقرر ہیں کہ دنیا میں سر جگہ چلتے
پھرتے رہیں اور جس گاہ میں وہ گاہ کی عبادت اور عبادت کی صورتوں وغیرہ میں مشغول ہوں وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی
بارگاہ میں نئی گواہی دیں۔ درود و سلام بول اللہ ﷺ تک وہی نہ مکہ سیاحین پہنچاتے ہیں۔

منقبت۔ حق۔ وہاں بہت رضوان اللہ علیہم کے وصف اور کارنامے۔

ملحد۔ بد دین۔ وہ شخص جو کسی دین کا قائل نہ ہو۔

مصدق۔ وعدہ خانی کرنے والا۔ اس کا مصدر تصدق ہے۔

منکر۔ وہ چیزیں باوجود کامر بن سے شریعت نے منع کیا ہے۔

منکر۔ انکار کرنے والا۔ انکار کا اسم فی عل۔

مضطرب۔ وہ شخص جو حالت اضطراب میں ہو (دیکھو اضطراب)

متواتر۔ بھریق تواتر پہنچنے والی چیز۔ (دیکھو تواتر)

مباشرۃ۔ ممدد آمد، عمل میں نہ، بوس و کنار کرنا، اردو کے محاورہ میں مباشرت کے معنی تہمت
ورطوبی کرنا ہیں لیکن عربی میں صرف بوس و کنار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

ن

نص۔ حجت و حرمت کا وہ واضح اور صاف حکم جو کتاب و سنت سے ثابت ہو۔ اس میں کسی قسم کا ایہام نہ ہو۔
نظم قرآن۔ مراد قرآن شریف کی عبارت۔

نعت۔ رسول خدا ﷺ کے اوصاف بیان کرنا۔ (خاص کر شعر میں)

و

واجب بہ۔ ادا دینے کے لائق۔ جس کا اہم کردہ ضروری ہو
و نسیفہ۔ فرض، دیوتی۔

واردات دل

خدا کا ہے یہ مجھ پر خاص انعام
کہاں یہ ایک علمی کارنامہ
خدا نانے تصرف ہے یہ کس کا
بڑی محنت بڑی کاوش ہوئی ہے
موانع سیکڑوں پیش نظر تھے
رفیقوں کی نگاہیں ! اللہ اللہ !
دل مظلوم کو معزور سمجھو !
اڑھریں رات اک دھن تھی لگن تھی
یہاں دل میں کڑھن لب پر دعا تھی
بڑے ہمت شکن تھے اپنے حالات
معاذ اللہ غضب کا ابتلا تھا
یہ حامی تھا نہ کوئی تھا مددگار
اسی غم میں یہ سولہ سال گزرے
مگر اس کام کی ایسی لگن تھی
بایں بیچارگی ، الحمد للہ
سوار منزل مقصود آیا
ادائے شکر گو ممکن نہیں ہے
اگر فردوس کی جانب گزر ہوں
کہ اے فخر وطن صدر افاضل
فقیہ امت و نباض ملت
نہ ہونے سے ترے سونی ہے محفل
نہیں تجھ سا کوئی اب صاحب فیض
ترے واصف نے رو لے ہیں یہ موتی
جواہر پارے جو بکھرے ہوئے تھے
تری یہ باقیات جاودانی
مگر تیرے نہ ہونے کا قلق ہے

ہوا رحمت سے اس کی اک اہم کام
کہاں یہ واصف بے علم و بدنام
کہ بہتر ہو گئی تبویب احکام
بہت ہی سخت گزرے ہیں یہ ایام
مقابل یاس آتی تھی بہر گام
خدا کے ہاتھ میں ہے عز و اکرام
چھلک جاتا ہے جب لبریز ہو جام
ادھر تشمیت و استخفاف و ابرام
وہاں ایذا ، حسد ، توہین و الزام
مسلط دل پہ تھے افکار و آلام
دعا قاصر تھی اور تدبیر ناکام
نہ دل جمعی میسر تھی نہ آرام
کہ تھا خطرے میں ہر دم حسن انجام
رہا جاری بایں آفات و آلام
کہ مسودہ فتاوی کا ہوا نام
بتوفیق خدائے پاک علام
مگر بندوں کے لائق ہے یہی کام
تو لے جانا صبا میرا یہ پیغام
امام اتقیا ، سرخیل اسلام
نجستہ سیرت و پاکیزہ انجام
زبانیں گنگ ہیں عاجز ہیں اقدام
مبارک طلعت و فرخندہ اقدام
بامعائن نگاہ و محنت تام
دیا ہے ان کو یکجا زیب ارقام
رہے گی مرجع اخبار و اعلام
عجب ہے یہ سرور غم کا ادغام

کہے جو آفریں کوئی نہیں ہے
 نہیں کوئی جودے داد مشقت
 کروں اب اس سے عرض دعا کیا
 یہ مسودہ تو بیشک ہے مکمل
 مگر اب فکریہ ہے دل پاطاری
 تمنا ہے کہ شائع جلد ہو جائے
 جگر سوزی ہے رہن بے نوائی
 قلندر بھی ہے قدرت کی نشانی
 یہ ہے کس کام کی طبع درخشاں
 ادیباں را بکیسہ چوں درم نیست
 کہاں عادت ہے عرض دعا کی
 عجب خوف درجا میں مبتلا ہوں
 بھروسہ خالق اسباب پر ہے
 وہی ہے کارساز ہر دو عالم
 پے تارخ جب دل کو ہوا فکر
 مبارک نسخہ رشد و اطاعت

۱۹۶۹ء

یہاں جو ہے وہ ہے مغرور و خود کام
 سوائے منعم ستار و علام
 کہا ہے جس نے خود لست بظلام
 ہوا ہے اس کا نو جلدوں میں اتمام
 کہ ہو جائے یہ محنت نیک فرجام
 مگر بے زر بنے کیونکر کوئی کام
 یہاں کچھ ہے تو بس اللہ کا نام
 اگر اس کا غم الفت نہ ہو خام
 نہ ہو روشن اگر بخت سیہ فام
 بسا اہل قلم رفعت گمنام
 نہیں طاقت کہ لوں احباب سے وام
 کہ گردش میں یہ کیونکر آئے گا جام
 اُسی سے لو لگی ہے صبح اور شام
 وہی ہے مالک آغاز و انجام
 کئے دو مصرعے ہاتف نے الہام
 تجستہ معبد احکام اسلام

۱۳۸۹ھ

سخن کیا اور کیا و اصف کی پونجی

بجز حرف دعا واللہ منعم

پریشان خاطر شاد صابری انبٹوی از بمبئی

مردے از غیب بروں آمد

جب کفایت المفتی کا مسودہ مکمل ہوا تو دل و دماغ پر اس کی طباعت کا فکر مسلط تھا اور اکثر زبان حال پر نوح ناروی کا یہ شعری جاری ہوتا تھا۔

سود منزل مقصد نظر آنے لگا مجھ کو کسی صورت سے طے اتنی مسافت اور ہو جاتی مسودہ کی تکمیل کا اعلان اخبار الجمعية میں بھی کر دیا گیا تھا۔ ملاقات کے وقت احباب سے، اور متفرق محفلوں میں فکر طباعت کے تذکرے بھی رہتے تھے۔ اسی حالت میں انتظار میں کافی عرصہ گزر گیا۔

شاید کہ ملتفت ہو کوئی شہسوار ناز کس آرزو سے ہم سر منزل کھڑے رہے (واصف) ناگاہ کار ساز حقیقی کی رحمت متوجہ ہوئی اور ایک صاحب دل جواں ہمت، رجال الغیب کی طرح پردہ غیب سے خود بخود نمودار ہوا۔ قربان جائے رب العزۃ کی کار سازی پر!

وہ چراغ جو دہلی میں جھلملا رہا تھا اس کی روشنی کہاں جا کر چمکی! یہ سعادت کس خوش نصیب کے لئے مقدر تھی؟ وہ کون صاحب دل عالی حوصلہ بندہ صالح ہے جس کی مبارک آنکھوں نے اس روشنی کو محسوس کیا؟

اپنے گرد و پیش کے کرم فرماؤں سے معذرت چاہتے ہوئے بصمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہوں جناب حاجی ابراہیم محمد ڈایا (ٹرانسوال) کا، اور دعا کرتا ہوں کہ رب العزۃ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور تمام دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازے! انہیں کی بھرپور اعانت سے یہ علمی ذخیرہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

فدائے ہمت آں اہل خیرم کہ کار خیر بے روی و ریا کرد
خوش باز نسیم صبح گاہی کہ درد شب نچیناں رادوا کرد

الذال علی الخیر کفاعله

اس اعانت کا وسیلہ اور واسطہ وہ سعید النفس و مبارک نفس بزرگ ہیں جو احقر کے محسن قدیم ہیں اور رشتہ تسبیح کی طرح اپنے اسم گرامی کو گہر ہائے تسبیح کے اندر پنہاں رکھنا چاہتے ہیں۔

اگرچہ حضرات محرکین و معاونین کا خلوص و ایثار احقر کے اظہار تشکر سے بے نیاز ہے لیکن فحوائے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ نعمت خداوندی کو یاد کرنا نیز اس کے محرکات و بواعث کا ممنون احسان ہونا ایک انسانی فریضہ ہے۔ وان اجرہم لا علی اللہ۔

اولین معاونین

مسودہ کی تحریر کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اہل خیر حضرات نے مالی تعاون فرمایا۔ ان کے جذبات بھی فحوائے

الاقدم فالاقدم در خور صد تحسین ہیں۔ احقر ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ ان کی ابتدائی اعانت و ہمت افزائی سے قلم کا غر جاری رہا۔

(۱) جناب مولانا صالح ابن محمد منگیر (جوہانسبرگ)، (۲) جناب حاجی ابراہیم ابن حاجی یوسف لہر

(جوہانسبرگ)، (۳) جناب مولانا حاجی محمد بن موسیٰ میاں (جوہانسبرگ)، (۴) از طرف مجلس علمی

جوہانسبرگ، (۵) جناب حاجی ابراہیم توتلا (اشانگر)، (۶) از وقف حاجی محمد میاں ٹیل (جوہانسبرگ)، (۷) جناب

حافظ احمد علی صاحب (متھرا)، (۸) جناب ایچ آئی نقارچی صاحب (ضلع بیلگام)، (۹) جناب محمد ادریس صاحب

(بمبئی)، (۱۰) جناب محمد یوسف ابن شیخ علی صاحب (بمبئی)، (۱۱) جناب محمد عمر صاحب (ضلع ربوا)

رب العزۃ تمام معاونین کی اس اہم دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ امین

احقر خفیظ الرحمان واصف غنی عنہ

۱۳۹۱ھ